READER BURAQ

حجاب

تحریر: آمنہ خان

حجاب سے شروع ہونے والی محبت کی ایک عجیب داستان

ایسی داستان جو کہیں سنی نا ہو

ایک لڑکا جو سید خاندان سے ہے

اور ایک لڑکی جو پٹھان ہے

حقیقت پر مبنی کم عمر محبت کی خوبصورت داستان

آمنہ خان کے قلم سے

سفید چادر

نقاب چہرہ

حیا کی مورت

کی اُجلی صورت

چھپی ہوئی تو پیار آئے

کسی کی دنیا خزاں بھی

ہو گر اسے جو دیکھے تو پیار ائے

زری اٹھ جاؤ، زری جلدی کرو اٹھو کب تک سوئی رہو گی کالج کے لیے گاڑی آنے والی ہے۔ اللہ میں کیا کروں اپنی گندی اولاد کا۔ گاڑی آئے گی تو پھر یہ ادھر سے اُدھر بھاگے گی۔

زری کی ہیپی گڈ مورنینگ روز صبح صبح یہ قوالی سن کے ہوتی۔۔۔

اُسکی عادت تھی نماز کے بعد سونا۔۔

اب اماں کمرے تک پہنچ آئی تھیں

"زری"؟

"کیا ہے بی اماں تھوڑا تو سونے دیا کریں نا"

وہ کمبل کے اندر منہ کر کے بھڑ بھڑائ

"اچھا ہو جو آج تمھارا گاڑی والا تمھیں چھوڑ کے جائے"

اس نے کمبل منہ سے ہٹایا، آٹھ کے بیٹھی اور الفاظ کو زور دے کے بولی

"کسی کی اتنی ہمت کہ وہ زرمینہ بنت ابراہیم خان سواتی کو چھوڑ کے جائے"

"زری میں اور کچھ نہ سنوں اٹھ جاؤ اس سے پہلے کہ میں جوتی لوں"

"اوکے میرے اباجی کی ملکہ جو حکم آپکا"

"زری"۔۔۔اماں ایسے شرما کے باہر گئی تھی جیسے شادی کو ابھی ایک مہینہ بھی نہ ہوا ہو

"اٹھ جائیں اب زرمینہ صاحبہ نیند تو آپکی ماشاءاللہ خراب ہو ہی گی ہے"

گاڑی آنے میں ٹھیک 15 منٹ رہتے تھے۔

وہ جلدی جلدی اٹھی اور بھاگتی بھاگتی اپنی بلی کے پاس گی جو اُس کے ہاتھ کے بغیر کچھ کھانا گناہ سمجھتی تھی۔

"میری پیاری مانو جلدی جلدی کھانا آج اچھا یہ نہ ہو گاڑی آج سچی میں چھوڑ جائے"

لوگوں کو بلیوں سے محبت ہوتی ہو گی اسکو اپنی بلی سے عشق تھا۔

وہ ہمشہ اپنی مانو کو معصومہ کہے کر بلاتی۔اُس کو دنیا میں اپنی مانو سے زیادہ معصوم کوئی نہیں لگتا تھا۔

"جلدی کھاؤنا مانو دیکھو میں کتنا لیٹ ہو گئی بس 10 منٹ رہے گے"

مانو کو کھانا کھلانے کے بعد وہ بھاگتی ہوئی کمرے میں آئی ابھی بھی مزید 7 منٹ رہتے ہیں گاڑی آنے میں۔۔۔

بال وہ رات کو برش کر کے کھول کے سوتی تھی وہ ایک پر کشش اور پر اعتماد شحصیت کی مالک تھی۔اس کی خوبصورت آنکھیں، گال پہ تِل اور اُس کے نیچے پڑتا خوبصورت ڈیمپل اُسکی خوبصورتی کو اور نکھارتا۔اُس کی دوستیں اُس کو ڈمپل کوین کہے کر بلایا کرتی، اُس کے چہرے پہ ڈمپل جیجتا ہی اتنا تھا۔اس کا رنگ اتنا سفید نہیں تھا مگر اُس میں اتنی کشش تھی کہ ہر کوئی کھچا چلا آتا۔دوستوں کی محفل میں وہ محفل کی جان ہوتی۔۔۔

اُس کے بات کرنے کا انداز ایسا ہوتا کہ سو لوگوں میں وہ ایک الگ سے پہچانی جاتی۔ہمیشہ میٹھا میٹھا بولتی۔وہ ایک باہمت لڑکی تھی جو سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنے میں کبھی نہیں ڈرتی۔چاہے آگے کوئی بھی ہو وہ ہمشہ سچ کو سچ بولتی۔کچھ اُس کے خون میں تھا کے ڈرنا تو انہوں نے سیکھا ہی نہیں تھا۔

بس 3 منٹ مزید۔ "اللہ جی پلیز پلیز آج گاڑی تھوڑی سی لیٹ آجائے" تیار تو وہ تقریباً ہو ہی چکی تھی۔

وہ ہمیشہ سادگی میں رہتی اور نا جانے کیسے وہ اس سادگی میں بھی ہمشہ بہت پر کشش، پر اعتماد لگتی تھی۔

گاڑی دروازے پہ تھی اس نے ابھی جوتے بھی پہننے تھے دانت بھی برش کرنے تھے اور ناشتہ ،(خیر وہ تو کیا ہوتا ہے)سنڈے کے علاوہ اس کو کبھی نصیب ہی نہیں ہوا۔

زری؟" آواز آرہی ہے نا گاڑی کی"

نہیں اماں مجھے تو نہیں آرہی برش کو دانتوں میں رکھتے ہوئے وہ آرام سے بولی جو اماں نے بہت اچھے سے سن لیا۔

"تم یہ زبان لے کے جانا سسرال"

"جی جی میری پیاری ماں یہ ہی والی لے کے جاؤں گی جو آپکا حکم" وہ ہلکا سا مسکرائی اور بڑی سی چادر لی، وہ ہمشہ بڑی سی چادر لے کے گھر سے باہر جاتی تھی اور منہ ایسے لپٹتی کہ آنکھوں کے علاوہ کچھ بھی نظر نہ آئے۔

"اچھا اماں خدا پامان"

حسب معمول وہ آج بھی پورے 5 منٹ لیٹ تھی۔

مگر گاڑی والوں کو اب اُس کے لیٹ آنے کی عادت ہو گئی تھی۔ وہ ہمیشہ بیٹھ کے پوچھتی

"آج زیادہ تو لیٹ نہیں ہو گی نا" اور خود ہی مسکرا دیتی

"نہیں آپی کدھر لیٹ ہوتی ہیں"

گاڑی میں بیٹھے حامد نے کہا وہ اس کے ساتھ گاڑی میں جایا کرتا تھا اس کو بچے اتنے پسند نہیں تھے مگر حامد اُس کو بہت پیارا تھا۔

آج کالج کا آخری دن تھا ہر کوئی اُداس آنکھیں لیے ایک دوسری کو دیکھ رہا تھا۔ اگر کوئی ایک دوسرے سے نظریں چرا رہا تھا تو وہ لیلیٰ مجنوں کی جوڑی تھی۔

"زرمینہ اور اُسکی دوست فضہ"

زرمینہ ایک ایسی لڑکی تھی جس کے گرد لوگوں کا ہجوم ہوتا۔ وہ ہر ایک کی مدد کے لیے حاضر رہتی۔ ہر ایک سے ایسے بات کرتی جیسے وہ اس کو صدیوں سے جانتی ہو۔

اس کی زندگی میں بہت لوگ تھے۔ جو اُس کے دوست تھے۔ زرمینہ پورے کالج میں واحد ایسی لڑکی تھی جسکو ہر ایک کے راز کا پتا ہوتا، ہر کوئی اس سے آ کے ڈسکس کرتا۔ وہ سب کو مشورہ دیا کرتی، سب کو یہ یقین ہوتا اُن کا راز اُس کے پاس بلکل محفوظ ہے۔ وہ فضہ سے ہر بات شیئر کرتی تھی مگر اپنی ذات سے جڑی۔

۔سب لڑکیاں خود کو زرمینہ کا دوست کہے کر فخر محسوس کرتے۔

مگر زرمینہ کی زندگی میں بہت کم لوگ خاص تھے، یہ نہیں کہ وہ دوسروں کو خاص نہیں سمجھتی تھی۔ اُس کے لیے ہر کوئی خاص ہوتا اپنی اپنی جگہ۔

مگر کچھ ایسے لوگ تھے جن کے بغیر وہ زندگی کو تصور ہی نہیں کرتی تھی۔ اُن چند لوگوں میں ایک فضہ تھی۔

اس کا مقام اُس کی زندگی میں ایسا تھا کہ پوری دنیا ایک طرف اور فضہ دوسری طرف۔

وہ اسکو پیار سے فضو کہتی تھی

آج کالج کا آخری دن تھا وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے نظریں چرا رہی تھی، اُنکو پتا تھا اگر کوئی ایک بار کمزور پڑ گئی تو سمبلنا مشکل ہو جائے گا۔

فضہ کا تو آگے یونیورسٹی کا کنفرم تھا مگر زرمینہ !!!!!!

اُن دونوں کی دوستی پورے کالج میں مشہور تھی۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کے بغیر ایک سیکنڈ بھی الگ نظر نہ آتی۔۔

ہمشہ دونوں ٹیل پونی کرتی تھیں۔

دونوں کے ہاتھ پہ ایک جیسی واچ ہوتی تھی۔

کبھی بھی ایسا نہیں ہوتا تھا کہ دونوں ایک ساتھ چل رہی ہوں اور اُن کے ہاتھ میں ایک دوسرے کا ہاتھ نہ ہو۔۔۔

زرمینہ ہمیشہ فضہ کے کندھے پہ سر رکھ کے بیٹھا کرتی تھی۔

آج سب الگ ہو رہے تھے۔ سب نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ یونیورسٹی میں ساتھ ایڈمیشن لیں گے۔

بس زری کا ہی کنفرم نہیں تھا۔ اُس کے بابا جان اور بھائی ہزارہ یونیورسٹی کے سخت خلاف تھے۔ مگر مانسہرہ میں دوسری کوئی یونیورسٹی بھی نہیں تھی۔

زرمینہ کے گھر کا ماحول کافی اسٹرک تھا۔ اُنکو اجازت نہیں ملتی یونیورسٹی کی۔ اُس سے پہلے اس کے خاندان میں کسی نے کالج بھی نہیں پڑھا تھا۔ اُس نے رونا دھونا ڈال کے کالج کی اجازت لے لی تھی۔ وہ ایک پٹھان فیملی سے تعلق رکھتی تھی۔ جن کے گھروں سے لڑکیاں کبھی بھی باہر نہیں جاتی تھی۔ دوسری لڑکیوں کے مقابلے میں اُن پہ زیادہ پابندیاں ہوتی ہیں۔ اُن کو زیادہ سمبل کے چلنا پڑتا ہے۔ زرمینہ ایسی ہی تھی۔ وہ ہمیشہ ضرورت سے زیادہ سوچتی۔

آج دِن بھر سب یہی بات کرتے رہے رزلٹ آنے کے بعد سب یونیورسٹی میں ملیں گے ان شاء اللہ۔

آخر کار چپ کا سلسلہ ٹوٹا

زری!

"میں کہے رہی ہوں تمہیں آگے یونیورسٹی میں ساتھ ایڈمیشن لیں گے"

"اگر میری مینہ نہیں لے گی ایڈمیشن تو فضہ بھی نہیں لے گی" وہ اسکو اکثر پیار سے مینہ کہتی تھی۔

"اور تمہیں اچھے سے پتا ہے میرے سسرال والوں کو پڑھی لکھی بہو چاہیئے"

ہیں کون سے سسرال والے ؟زرمینہ نے چونک کے اسکو دیکھا

"ارے ہونے والے سسرال والے"

"ظاہر سی بات ہے بھئ جو بھی ہوں گے اُنکو پڑھی لکھی ہی بہو چاہیئے ہو گی نا"

تو میں نے آگے یونی جانا ہے اور آپ کے ساتھ جانا ہے آپکو سمجھ آرہی ہے نا بات میری ؟

اُس کے اُداس لبوں پہ ایک دم مسکراہٹ آئی،ڈمپل اور گہرا ہوا۔وہ ہمیشہ فضہ کو ماتھے پہ پیار کیا کرتی تھی۔آج بھی اس نے ایسا ہی کیا۔

"زری میری بات مان لو نا پلیز"

اُس نے بے بسی سے کہا!!

زرمینہ کی خاموشی سے جھنجھلا کے اُس نے چیخ کے بولا

"سمجھ آرہی ہے نا میری بات ؟"

جی مجھے تو سمجھ آرہی ہے آپکی بات مگر میرے گھر والوں اور بھائیوں کو کون سمجھائے گا؟

"دو بھائیوں کی اکلوتی اور چھوٹی بہن ہونا بھی عذاب سے کم نہیں ہوتا بعض اوقات"

"میں کچھ نہیں سمجھ رہی بس وعدہ کرو کے تم آگے ایڈمیشن لو گی"

"اچھا ٹھیک ہے میرے ہونے والے بچوں کی خالہ میں لوں گی ان شاء اللہ بس تم دعا کرنا کہ اجازت مل جائے مجھے"

"آپکو اجازت ملنا کون سا مشکل کام ہے آپ کا تو ڈائریکٹ رابطہ ہے اوپر والے سے"

"جو چاہتی ہو مل جاتا ہے"

بیشک!!!

"میں اپنے اللہ جی کی لاڈلی ہوں"

اس بات سے اُس کے دل میں ایسا سکون اُترتا تھا اس کی ساری پریشانیاں غائب ہو جاتی تھیں۔ کچھ وقت پہلے کی اُداسی کیسے ختم ہوئی اُسکو پتا ہی نہیں چلا۔۔۔

فضہ نے اُس کو ایک دم گلے سے لگا لیا اُس کی موٹی موٹی آنکھوں میں آنسو تو اب بھی تھے مگر اب وہ آنسوں اُداسی کے نہیں تھے۔ اُس کو پتا تھا زرمینہ سواتی جو کہتی ہے وہ کرتی بھی ہے۔

آج سب گلے مل رہے تھے جانے کون اب کب کہاں ملے کسی کو کچھ پتا نہیں تھا۔

سب کہے رہے تھے یونی میں ساتھ جائیں گے۔ مگر اُن میں سے کچھ کی شادی ہو جانی تھی۔ جنکو زرمینہ کی طرح یونی میں جانے کی اجازت نہیں ملنی تھی انھوں نے

پرائیویٹ گھر میں بیٹھ کے پڑھنا تھا۔

اب زرمینہ کے لیے سب سے مشکل مرحلہ تھا یونی کے لیے گھر والوں کو راضی کرنا۔

کچھ تو اس نے سوچ لیا تھا کہ کیسے یہ کام ممکن ہے۔

مگر پھر سوچ کے اُداس ہو جاتی اگر نہ اجازت ملی تو۔

آج واپسی پہ گاڑی میں اُس نے ذیشان روکھڑی کے گانے نہیں سنے تھے۔ وہ اگر پانچ منٹ کا بھی سفر کرتی تو ذیشان کے گانے سنتی۔

مگر آج وہ کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔

،ابو امی، لالا گل، جی گل کو قائل کرنا تو ناممکن سی بات تھی البتہ دادی اماں کو وہ منا سکتی تھی۔

دادی اماں اُس کی ہر بات مان جایا کرتی تھی، کالج جانے میں بھی اُن کا ہی ہاتھ تھا ورنہ وہ میٹرک کے بعد گھر پہ بیٹھ جاتی۔ دو سال جو اس نے کالج میں لگے تھے اُس کو ہی پتا تھا۔ ایک بھی دن ایسا نہیں تھا کہ وہ لوکل گاڑی پہ آئی ہو ۔اُس کے لیے ایک الگ گاڑی لگائی گئی تھی۔ اور ڈرائیور بھی مکمل اتماد کا بندہ تھا۔۔

اُس نے سوچا کہ وہ دادی اماں کو منالے گی۔ دادی اماں ابو کو، اور ایک دفعہ ابو راضی ہو گے تو بھائیوں کی تو ہمت بھی نہیں ہو گی اُن کے سامنے کچھ بولیں۔

-

لیکن !!!!

اسکو اجازت ملنا ناممکن سی بات تھی اُدھر جدھر لڑکے لڑکیاں اکٹھے پڑھتے ہوں۔

اُس نے تو آج تک کسی لڑکے سے بات بھی نہیں کی تھی نہ ہی اپنے خاندان میں اور نہ خاندان سے باہر۔

وہ روایتی پٹھان تو نہیں تھے جن کے گھروں میں لڑکیاں ٹوپی والا برقع لیں۔

مگر خون تو پٹھانوں کا ہی ہے نا!!!!!

اسکو اگر ہلکی سی اُمید تھی تو وہ دادی اماں سے تھی۔"

سوچوں کے سلسلے ٹوٹے وہ حقیقت کی دنیا میں آئی۔

اُداسی پھر سے اُس کی آنکھوں میں چھا گی۔

وہ جب بھی اُداس ہوتی اُس کی آنکھیں ساری اُداسی اپنے اندر سمیٹ لتیں اور سب کو پتا چل جاتا اج زرمینہ خان سواتی صاحبہ اُداس ہیں۔

سوچتے سوچتے اُس کا دماغ گھومنے لگا۔ اُس نے آنکھیں بند کی سر کو گاڑی کی سیٹ سے لگایا دماغ کو بلکل پرسکون کیا

"آپ کو اجازت ملنا کون سا مشکل کام ہے، آپکا تو ڈائریکٹ رابطہ ہے اوپر والے سے"
فضہ کی بات کانوں میں گونجی اور پھر سے اُس کے دل میں سکون اُترا۔۔

آج وہ گھر آئی تو بلکل خاموش تھی۔ ایسے بھی وہ اتنا بولا نہیں کرتی مگر ایک رونق ضرور رہتی تھی گھر پہ۔۔۔ وہ بہت شرارتیں کرنے والی بہت خوش مزاج سی تھی مگر پچھلے کچھ مہینوں سے وہ گم گم سی رہنے لگی اور ابھی تک کسی کو اس بات کی وجہ سمجھ نہیں آئی تھی اچانک کیا ہو گیا وہ کیوں ایسے گم سم سی رہتی ہے۔ وہ اپنے ہر راز بس اللہ جی کو بتاتی ۔اُن سے باتیں کرتی تھی اور تو اور اُن سے خفا بھی ہو جایا کرتی۔

"اللہ جی آج میں خفا ہُوں آپ سے بس"

پھر چپ ہوتی، جیسے کوئی سن رہا ہے، کوئی اُس کی بات کا جواب دے رہا ہے۔۔۔

"کیوں میں آپ سے خفا نہیں ہو سکتی؟"

"میرا دل ہوا خفا ہونے کا تو میں بس خفا ہو گئی آپ سے"

"اب آپ مجھے کسی کے ہاتھوں چاکلیٹ کھلوا کے بھی راضی نہیں کر سکتے میں بس خفا ہوں آپ سے آج"

"سن لیں مجھے چاکلیٹ نہیں کھانی اچھا"

پھر مسکرا دیتی!!!

اُس کا خوبصورت پڑتا ڈمپل اور گہرا ہو جاتا۔ آنکھوں میں عجیب سی چمک ہوتی جب بھی وہ مُسکراتی۔

اور پھر وہ بے صبری سے چاکلیٹ کا انتظار کر رہی ہوتی۔ اُس کو پتا ہوتا اللہ پاک کسی نہ کسی کے ہاتھوں چاکلیٹ اُس تک پہنچا ہی دیں گے۔ کوئی نہ کوئی وسیلہ بن ہی جائے گا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا وہ کبھی کچھ مانگے اور اسکو نہ ملے۔

وہ اپنی چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز اللہ سے مانگا کرتی تھی۔ اور ہمیشہ اُس کو مل بھی جاتی تھی۔۔۔

اُس کو اللہ کے علاوہ کسی سے کچھ مانگنا اچھا بھی نہیں لگتا تھا چاہے وہ چاکلیٹ ہی کیوں نہ ہو!!!!!!!

۔وہ عام لوگوں کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہی سوچا کرتی تھی۔

زری؟

"کیا ہوا ہے بچے"

عموماً وہ کالج سے واپس آ کے خود دادی اماں کے پاس جایا کرتی تھی۔

مگر آج وہ مانو کو کھانا کھلانے کے بعد سیدھا اپنے کمرے میں آئی تھی۔

"ارے اماں جی آپ، میں آ ہی رہی تھی نا آپ کے پاس"

دادو اُس کے پاس اُس کے بیڈ پہ ہی اُس کے قریب ہو کے بیٹھیں۔

وہ ہمیشہ سر پہ دوپٹہ رکھتی تھی، گھر میں بھی بڑی سی چادر اوڑھے رکھتی. اگر دوپٹہ لیتی تو زیادہ تر حجاب کی صورت میں ڈبل کر کے لیتی تھی۔

دادی اماں ہمیشہ کی طرح تسبی پر کچھ پڑھ رہی تھیں۔

اُس کو معلوم تھا وہ کیا کر رہی ہیں۔

انھوں نے اپنا ورد پورا کیا

اُس کو پیار سے دیکھا اور اس کے منہ پہ پھونک ماری۔

"آج میرا بچہ میرے پاس نہیں آیا میں نے سوچا میں خود چلی جاؤں"

"دادی اماں سوری میں نہیں آ پائی آپ کے پاس وُہ اج تھکی تھی تھوڑا"

وہ شرمندہ ہو رہی تھی

"کوئی بات نہیں مڑا" دھکو میں خود آ گی تم کو دیکھنے"

اُنکا لہجہ پشتو والا تھا۔ اردو بول تو لیتیں تھیں مگر پشتو کا ٹچ اُس میں لازمی ہوتا تھا۔

"آج تم نے اپنی بلی سے بتائیں بھی نہیں کی طبیعت ویت تو ٹھیک ہے نا تمھارا"

دادی اماں !!!!

"مانو نام ہے اُس کا"

وہ ذرا خفا ہو کے بولی، اسکو اچھا نہیں لگتا تھا کوئی اُس کی مانو کو بلی کہے !!!

"مانو نام ہے یا شانو ہے تو وہ بلی ہی نا"

اب بلی کو بلی نا بولے بندہ تو کتا بولے ؟ تم بھی کمال کرتی ہے زرمینہ۔

زری کو اپنے ہر رشتے سے بہت محبت تھی وہ زیادہ سے زیادہ وقت اپنی دادو کے ساتھ گزرا کرتی تھی، ہمیشہ اُن سے اُن کی جوانی کے قصے سنا کرتی۔

آج وہ پریشان تھی اُس نے دادو کو راضی کرنا تھا جو کے بہت مشکل کام تھا۔

مگر اس نے سوچ لیا تھا ہار تو وہ بھی نہیں مانے گی، خون تو اس کی رگوں میں بھی سواتیوں کا ہی تھا۔

آج میں بات نہیں کروں گی یونی کے سلسلے میں۔ ایک دفعہ پیپر ہو جائیں پھر بات کروں گی۔۔۔ اُس نے دل میں سوچتے ہوئے کہا۔۔۔

"آج تو لوگ پڑھ رہے ہیں"

وہ اُس کے پاس بیٹھا اُس کی ایک کتاب اٹھائی اور صفحے اِدھر اُدھر کرتے ہوئے اُس کو تنگ کرنے لگا!!!!!

سلطان اُس کے دوسرے نمبر کا بھائی تھا، زرمینہ اُس سے ایک سال بڑھی تھی مگر اسکو کبھی بھی نہیں لگا کے وہ اُس کی بڑی بہن ہے۔

بھائی چھوٹے بھی ہوں وہ ہمیشہ بہنوں کے معاملے میں بڑے ہی ہوتے ہیں۔

زری کو کبھی نہیں لگا کہ وہ اُس سے بڑھی ہے۔

وہ اُس کو جان جی کہے کر بلاتی۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں آپس میں ہمیشہ گپ شپ لگایا کرتے تھے!!!!!!

"خیر سے کتنے پیپر رہے گے میری بہن کے"

"کیوں میں آپ کو کو کیوں بتاؤں؟"

"جیسے تو مجھے پاس ہونے پہ بڑے گفٹ دے دیتے ہیں نا آپ"

اُس نے منہ بنا کے جواب دیا!!!!

"اچھا تو میری طوطا مینا کا موڈ خراب ہے آج"

اُس نے شرارتی سے انداز میں بولا

"اماں"

"اماں"

"سن بھی لیں نا"

کیا ہوا ہے زری؟

"کیوں شور کر رہی ہو؟ پتا بھی ہے بابا جان گھر پہ موجود ہیں"

"اچھی بیٹیوں کے ساتھ اتنا اونچا اونچا بولنا اچھا نہیں لگتا"

"ہاں تو اچھے بیٹوں کے ساتھ یہ اچھا لگتا ہے نا کے صبح بہن کا پیپر ہے اور وہ اُس کو تنگ کریں"

"کیا کہے دیا ہے اب بھائی نے؟ جو اتنا موڈ بنا رہی ہو"

"نہیں آپ کا بیٹا تو کچھ بھی نہیں کہتا جو کہتی ہوں میں ہی کہتی ہُوں"

"کل بھی جان جی نے مانو کو ڈانٹا ہے"

"وہ جو کب سے چپ بیٹھا مسکراتا ہوا سن رہا تھا فوراََ سے بول پڑا"

"اُف اُس بلی کا نام نہ لینا میرے سامنے نہیں تو میرے ہاتھ سے وہ آج ہی مر جائے گی"

"بلی نہیں ہے وہ مانو ہے"

وہ پھر زور سے غصے میں بولی تھی!!!!!

"جی ہاں اسی مانو نے کل میرا کبوتر مار دیا ہوتا اگر میں وقت پہ نہ پہنچ جاتا تو"

"بہت اچھا ہوتا مار دیتی تو"

"اللہ کرے وہ مار ہی دے سب کو تو بہت اچھا ہو، خود بولوں گی میں اُس کو مارے"

"اُس دِن وُہ زرمینہ صاحبہ آپ کا اور آپکی مانو کا آخری دن ہو گا اس گھر میں"

"

میں لالا گل کو بولوں گی آپ کا آنے دیں آج آپ اُنکو"

شہاب اس لڑائی میں ہمیشہ بہن کی سائڈ ہی ہوتا تھا!!!!

"اور اماں آپ ہمیشہ اپنے بیٹے کی ہی سائڈ لیا کریں"

وہ غصّے میں اپنی کتابیں لے کے اپنے کمرے میں چلی گئ

"بندہ سکون سے پڑھ بھی نہیں سکتا اس گھر میں تو"

اور زور سے دروازہ بند کیا!!!!!

"کتنی بار کہا ہے نہ کیا کرو اسکو تنگ"

امی نے خفا ہو کے سلطان کو کہا!!!!!

"میں کدھر کرتا ہوں تنگ، وہ خود ہی تنگ ہوتی ہے تو"

"ہر چھوٹی چھوٹی بات پہ غصّہ ہوتی ہے"

"اماں ضرور اس کو کوئی پریشانی ہے"

"ورنہ تو یہ بہت خوش مزاج سی ہوتی تھی"

"اس کا ایسا موڈ تب ہی ہوتا ہے جب یہ پریشان ہو"

وہ بے حد فکر مندی سے ماں کو کہے رہا تھا!!!!

"نہ پریشان ہو تم پیپر ہیں نا اُس کے تو تب ہی پریشان ہے"

انہوں نے بیٹے کو ٹالنے کے لیے یہ بات کہی تھی!!!!! پریشان تو وہ خود بھی تھیں۔

پیپر تو پہلے بھی ہوتے تھے وہ اس قدر پریشان تو کبھی نہیں ہوئی تھی۔۔

"یا اللہ میری بچی پہ رحم کرنا"

انہوں نے دل ہی دل میں دعا کی اور آٹھ کے کچن کی طرف چلی گئیں!!!!!

زرمینہ کے پیپر ختم ہو چکے تھے۔ آج گھر پہ سب ایک ساتھ موجود تھے بابا جان نے سب کو دادی اماں کے کمرے میں بلویا تھا سوائے زرمینہ کے،،،،،،

اُس کا دل بیچیں ہونے لگا عجیب سی کیفیت ہونے لگی۔ جانے کیا بات ہو رہی ہے اندر کیوں سب اکٹھے ہیں!!!!

وہ دروازے کے باہر آ کے کھڑی ہو گئی۔ وہ کبھی اس طرح کی غلط حرکت نہیں کرتی ہوتی مگر آج معاملہ کچھ الگ تھا۔ اُس کے ماتھے پہ پسینے آنے لگے کیوں کے اندر بات اُس کی ہی ہو رہی تھی۔۔۔

"اماں جی"

"آج بھائی صاحب میری دکان پے آئے تھے"

ابراہیم نے نرم سے انداز میں ماں کو مخاطب کیا۔۔۔

ابراہیم صاحب کا پردوں کا کاروبار تھا۔پورے مانسہرہ، بافہ، بجنہ، شنکیاری، اور ایبٹ آباد میں پردے اُن کی دکان سے آگے دوسری دکانوں تک پہنچائے جاتے تھے۔اُن کا بڑا بیٹا شہاب اُن کے ساتھ ہوتا تھا۔جب کہ سلطان الیکٹریکل انجینئرنگ میں ڈپلوما کر رہا تھا۔اور آگے Css کرنے کا سوچ رہا تھا۔۔۔

اچھا!!!!

"کیوں آیا تھا فیروز"

دادی اماں نے خیرت سے پوچھا!!!!

عموماً وہ گھر پہ آکے بات کرتا تھا۔اور آج اس طرح سب کو اکٹھا کرنا، سب کو تجسّس میں ڈال رہا تھا۔۔۔

"اماں جی وہ اپنے بیٹے رجب خان کے لیے زری کا ہاتھ مانگ رہے تھے"

رجب کی اور شہاب کی آپس میں بہت گہری دوستی تھی وہ تو بہت خوش تھا مگر بابا جان کے سامنے بولنے کی ہمت نہیں تھی!!!!!!

"میں تو بہت خوش ہوں ابراہیم رجب ہے بھی بہت نیک بچہ اور دوسرا میرا پوتا ہے، زری اور رجب مجھے بڑا عزیز ہے دونوں ہی"

"اس سے اچھا اور کیا بات ہو گا گھر کی بچی گھر میں ہی جائے"

"تم کیا کہتی ہو رقیہ"

ابراہیم صاحب نے بیوی کو مخاطب کیا، جو کافی دیر سے خاموشی سے اُن دونوں کی باتیں سن رہے تھیں!!!

وہ کبھی بھی ابراہیم صاحب کے فیصلے میں نہیں بولیں تھیں جو وہ کہتے وہی پتھر پہ لکیر ہوتا تھا۔ تو بولنے کا فائدہ بھی کوئی نہیں ہوتا تھا!!!!!!

"جو آپ کو اور اماں جی کو مناسب لگے، میری بھی وہی مرضی ہو گی"

اُنھوں نے مسکراتے ہوئے کہا

پھر ابراہیم صاحب بڑے بیٹے کی طرف مڑے. جو کب سے انتظار کر رہا تھا کہ بابا جان اُس سے پوچھیں اور وہ بولے

۔

اُن کے گھر میں ہر ایک کی بات کو اہمیت دی جاتی تھی، ہر ایک سے مشورہ کیا جاتا تھا
بس فیصلے وہی ہوتے تھے جو بابا جان اور دادی اماں بولیں۔ اور کسی کے ہمت بھی نہیں ہوتی ہے کے اُن کے فیصلوں کے کوئی خلاف جائے۔۔۔۔

"بابا جان میں تو بہت خوش ہوں"

"رجب بہت اچھا لڑکا ہے"

"اور دوسرا ہمارے اپنے خاندان کا ہے اور سواتی ہے تو ہمیں اور کیا چاہیئے"
اب سلطان کی باری تھی جو وہاں موجود ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں تھا وہ کچھ سوچ رہا تھا!!!!!

"سلطان"

"سلطان"

ابراہیم صاحب نے دو دفعہ اُس کو پکارا!!!!

"جی جی بابا جان جی"

اُس نے جلدی جلدی جواب دیا

"کدھر گم ہو تم"

"سن رہے ہو نا ہم کیا کہہ رہے ہیں"

انھوں نے غصے سے اُس کو کہا

غصّہ تو سواتیوں کی ناک پہ ہوتا ہے ہمیشہ !!!!!

"جی بابا جان میں سوچ رہا ہوں ایک دفعہ اگر زری سے بھی......"

اُس نے بات کو آدھا چھوڑا اور گردن جھکالی !!!!!!

جیسے اُس نے بہت زیادہ غلط بات کر دی ہو۔۔۔۔۔

"اُس سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے جب بابا جان نے فیصلہ کر دیا ہے تو..... شہاب نے آرام سے بھائی کو بولا "اور آنکھوں ہی آنکھوں میں چپ ہونے کا کہا۔۔۔۔

"نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا لالا گل"

جو بھی تھا اب چپ اماں نے بات کو سنبھالتے ہوئے کہا!!!!

"میں زری کو بتا دوں گی اُس کے بابا جان نے کیا فیصلہ کیا ہے"

"ویسے بھی اُس کے امتحان ختم ہو گئے ہیں آج"

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔۔۔ اُس کو لگا وُہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔۔ ایسا کچھ نہیں ہوا اُس نے ایسا کچھ نہیں سنا جس سے اُس کے پیروں کے نیچے سے زمین ہی نکل جائے۔

وہ گم سم سی بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔۔۔

امی نے دروازہ کھولا اور اندر آئی !!!!

"زری"

"کیا ہوا ہے بچے"

انھوں نے اُس کی آنکھوں کو غور سے دیکھا جن میں گہرائی کی حدیں تھی!!!!!

"زری"

اُنھوں نے اُس کو بازوں سے پکڑ کے پیار سے ہلایا۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے بچے"

وہ جو بات اُس کو بتانے آئیں تھیں سب بھول گئ تھیں!!!!

"اماں میں یونیورسٹی پڑھنا چاہتی ہوں"

اُس نے چہرے پہ بغیر کچھ تاثر دیۓ بولا

"کیا؟"

اُنھوں نے حیرت سے پوچھا!!!

کیا، کیا کہنا چاہ رہی ہو تم؟ تم ہوش میں تو ہو نازرینہ؟

اُنھوں نے پریشان ہوتے ہوۓ اُس سے پوچھا!!!!

وہ جو بلکل مگن سی بیٹھی تھی جیسے کوئی بڑا فیصلہ کرنا چاہا رہی ہو،

"ہاں میں ہوش میں ہوں اماں میں پڑھنا چاہتی ہُوں آگے"

"زری ہوش میں نہیں ہو تم بلکل بھی"

اُنھوں نے سختی سے اُس کو دیکھا اور بولیں!!!

"تمہارے بابا جان نے رجب خان سے تمہاری شادی کا فیصلہ کر لیا ہے اور تمہیں آگے یونیورسٹی پڑھنا ہے"

وہ تھوڑی آگے ہوئی اُس نے ماں کا ہاتھ پکڑا اُن کے کندھے پر سر رکھا اور کپکپاتے ہونٹوں سے بولی!!!!

"ماں" مجھے نہیں کرنی ابھی شادی"

"رجب بھائی کو تو میں اپنا بھائی سمجھتی ہُوں بلکل لالا گل کی طرح"

اُس نے بچوں کی طرح روتے ہوئے کہا!!!

ماں کا دل پیگھا!!!

اُس نے اُس کا سر کاندھے سے ہٹا کے گودی میں رکھا

"زری میرا بچہ ایسے نہیں روتے"

"رجب بہت اچھا لڑکا ہے، خوش شکل ہے، عزت کرنے والا ہے اپنا کاروبار ہے اُن کا۔ ہے ہی کون اُن کے گھر میں وہ، پلوشہ اور اُس کے ماں باپ بس۔۔۔۔ تم بہت خوش رہو گی وہاں"

اُنھوں نے بیٹی کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اور نرمی سے اُس کا ماتھا چُوما!!!!!

"ماں آپ چاہتی ہیں نا میں رجب بھائی سے شادی کرلوں میں کرلوں گی بس مجھے یونیورسٹی جانے کی اجازت دلوا دیں"

اُس نے بچوں کی طرح روتے ہوئے کہا!!!!!

"زری فضول کی ضد نہ کرو تمھیں اچھے سے پتا ہے تمہارے بابا جان کے فیصلے کے آگے میں نہیں بول سکتی"

اُنھوں نے بے بسی سے بیٹی کو سمجھایا!!!!

"لیکن بیٹی میں بھی اُن ہی کا خون تھا وہ کدھر اتنی آسانی سے ہار مان جاتی اُس نے سوچ لیا تھا اُس نے آگے کیا کرنا ہے"

"اماں جی "رقیہ بیگم پریشانی سے اماں کے پاس آئی!

اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ اُنکو کیسے بتائیں۔۔۔

اپنے شوہر کو بتانا مطلب طوفان کو خود دعوت دینا۔۔وہ ایسے بھی ابراہیم صاحب سے بہت ڈرتی تھیں ۔۔۔۔اپنے بچوں کے حوالے سے اُن سے اتنی بات نہیں کرتی تھی، اُنکو پتا تھا اُنکو کچھ بتانا مطلب خود طوفان کو اپنی گھر کا راستہ بتانا۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے بچے کچھ بولو تو"

رقیہ بیگم دادی اماں کے بھائی کی بیٹی تھیں وہ دونوں آپس میں ساس بہو والا رویہ بالکل بھی نہیں رکھتی تھیں!!!

وہ ماں بیٹی جیسی تھیں، رقیہ اُن سے آسانی سے بات کر سکتی تھیں۔۔۔

"اماں جی"

اُس نے بے حد پریشانی میں بات شروع کی!

"ارے بولو تو کیا بات ہے مڑا"

"ایک تو جب تم اتنا ڈر ڈر کے بات شروع کرتا ہے نا، میرے بھائی کی اولاد تو لگتا ہی نہیں ہے تم"

"اماں جی وہ بات ہی ایسی ہے"

انہوں نے ماتھے سے پسینہ صاف کرتے ہوئے کہا۔یہ پسینہ گرمی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اُس طوفان کی وجہ سے تھا جو اُن کے گھر آنے والا تھا۔۔

"اماں جی وہ۔۔۔۔۔۔"زری نے رشتے سے انکار کر دیا ہے"

انھوں نے ماتھے پے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا!!!

"کیا، یہ کیا کہے رہا ہے تم"

"پاگل وگل تو نہیں ہو گیا ہے زرمینہ"

"کیوں نہیں کرنا اسکو رجب سے شادی؟"

اماں جی زری سے بہت محبت کرتی تھیں مگر اُس کی اس بات نے اُنکو بھی ہلا دیا تھا!!!

"تم پوچھو تو اُس سے وہ انکار کیوں کرتا ہے؟"

"پوچھا ہے اماں جی"

"زری کہتی ہے اُس کو آگے یونیورسٹی میں پڑھنا ہے"

"یہ لڑکی ناپاگل ہو گیا ہے"

اماں جی قدرے غصے کی حالت میں چلائی تھیں!!!

"تم رکو میں خود بات کرتی ہے اُس سے"

"زری باہر آؤ"

دادی اماں غصے سے چلائی تھیں!!

دن کو گھر پہ کوئی نہیں ہوتا تھا سوائے دادی اماں اور رقیہ کے اب زری کے امتحان بھی ختم ہو گئے تھے تو وہ بھی گھر پہ ہوتی تھی۔ وہ آسانی سے اُس سے بات کر سکتی تھیں۔۔۔

"جی اماں جی"

وہ جلدی سے آئی اور اُن کے پاس آ کے بیٹھی!!

"کیا ہوا ہے مڑا؟"

"کس کو دادو"

وہ اتنے پر سکون انداز میں۔ پوچھ رہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو!!

مگر اندر سے وہ ہی جانتی تھی کہ اگر اُس کا یہ پلان فلوپ ہو گیا تو اس کا کیا حال ہو گا، کل کے بجائے آج ہی شادی ہو کے رخصت ہونا پڑے گا!!!!

دل ہی دل میں وہ دعا کر رہی تھی اللہ جی میرے ساتھ ہونا پلیز۔مجھے اس مشکل سے نکلنا پلیز!!

دادی اماں نے اُس کو بہت غور سے دیکھا!!

تمہیں لگتا ہے تمارے نا کرنے سے کسی پہ کوئی فرق پڑھے گا؟اور یونیورسٹی؟تم پاگل وگل ہو گیا ہے کیا؟

"نہیں دادی اماں بلکل بھی نہیں پاگل ہوئی میں"

اُس نے اسی پر سکون انداز میں کہا!!

"اپنے باپ کا نہیں پتا تمہیں؟"

"زندہ زمین میں اتار دے گا"

دادی اماں نے بہت سخت انداز میں اُس کو کہا، عموماً وہ اتنے سخت انداز میں بات نہیں کرتی ہوتیں۔۔۔ مگر آج اُن کو اُس کی اس بات نے بہت دُکھ دیا تھا کے اُس نے رشتے سے انکار کر دیا ہے

!!!!!!!!

"زری بتمیزی کی بھی حد ہوتی ہے"

اتنے وقت کی چپ اماں اب بولے بغیر نہ رہ سکیں!!

اماں میں بد تمیزی نہیں کر رہی اپنا حق استعمال کر رہی ہوں۔

اگر آپ نے میری رجب بھائی سے شادی کروانی ہے تو مجھے یونیورسٹی کی اجازت دلوائیں!!!

اُس کی رگوں میں بھی اُن کا ہی خون تھا۔اماں کی طرف سے وہ جہانگیری تھی اور بابا کی طرف سے سبد ہنی تھی ۔۔ضد اُس کے خون میں تھی۔

"یہ کیسا ضد ہے زرمینہ ؟"

دادی اماں نے پریشانی سے بہو کو دیکھا

"بس دادی اماں آپ اس کو کچھ بھی کہیں بس بات یہ ہی ہے"

وہ یہ کہے کر آٹھ کے چلی گی !!

اس کو پتا تھا تیر بلکل نشانے پہ لگا ہے۔۔۔۔

اماں اور دادی اماں اُس کو بابا جان کے سامنے کبھی ذلیل نہیں کریں گی ؛

وہ بابا جان کے فیصلے کے خلاف اُس کو کبھی بھی نہیں جانے دیں گی۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں اب گہری سوچ میں پڑ گئی تھیں ان کو اپنے بیٹے کا بہت اچھے سے پتا تھا

اور اس کی اولاد کا بھی

ضد پہ تو وہ تینوں اپنے باپ پے گے تھے۔۔۔۔۔

آج رات کو ہی فیروز صاحب اپنی بیگم اور بیٹی کے ہمراہ باقاعدہ رشتہ لے کے آئے تھے۔۔

اُن کا رواج تھا جب بھی رشتے کے لیے جاؤ تو پھلوں کی ٹوکری ساتھ لے کے جاتے۔۔۔۔

پلوشہ زرمینہ کے پاس آئی تھی، وُہ رجب سے بہت چھوٹی تھی۔

زرمینہ سے بھی دو تین مہینے چھوٹی ہی تھی وہ۔۔۔۔

"زری تم خوش تو ہو نا"

اُس نے اُس کے چہرے کو دیکھ کے انتہائی تشویش ناک انداز میں پوچھا!!!!

"بابا جان خوش ہیں تو میں بھی خوش ہُوں"

اُس نے سر سری سا جواب دیا

جیسے وہ مزید اُس سے اور کوئی بات نہ کرنا چا رہی ہو۔

مگر وہ، وُہ بھی پلوشہ تھی کھدر چپ رہے سکتی تھی۔۔

جب کے اُس کو ایسا لگے کے اُس کے بھائی کے لیے جو لڑکی مانگ رہے ہوں وہ خوش ہی نہیں۔۔۔۔

زری تم کسی اور کو پسند کرتی ہو؟

اُس نے اُس کے چہرے کو مکمل دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

زری کو لگا جیسے اُس کے پیروں کے نیچے سے کسی نے زمین چھین لی ہو۔۔۔۔

اُس کے سر سے کسی نے چادر اُتار لی ہو!!!!

اُس نے بہت حیرت سے اُس کو دیکھا!!

کیا؟

کیا کہا ہے تم نے؟ پھر سے کہنا ایک دفعہ؟

اُس نے اس قدر غصے سے پوچھا تھا کہ پلوشہ کو خود ہی اپنے سوال پہ شرمندگی ہونے لگی۔۔۔

"ارے میں تو مذاق کر رہے تھی"

وہ اپنی شرمندگی کو مٹانے کے لیے پھیکا سا مسکرائی اور وہاں سے اٹھ کے دادی اماں کے پاس گی جدھر سب بڑے بیٹھے تھے۔۔۔۔

اماں آپ کچھ بول نہیں رہی ہیں۔

فیروز خان نے حیرت سے اُنکو دیکھا۔

اماں کے ذہن میں زری کی دن والی باتیں تھیں۔۔۔۔

"مجھے آگے یونیورسٹی پڑھنا ہے۔اگر آپ چاہتے ہیں میں رجب بھائی سے شادی کروں تو مجھے یونیورسٹی جانے کی اجازت دلوائیں"

وہ لوگ اتنا اچانک آئے تھے کہ اماں کو ابراہیم صاحب سے بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔۔۔۔۔

وہ اب بھی کچھ گم سم تھیں انھوں نے ابھی بھی بیٹے کی بات نہیں سنی تھی۔۔۔۔

"اماں آپ ٹھیک تو ہیں نا"

ابراہیم صاحب اماں کے پاس آئے۔۔اور اُن کے ماتھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا!!

"ہاں ہاں مڑا ٹھیک ہوں میں مجھے کیا ہونا ہے بھلا"

"اماں آپ کے طبیعت مجھے بہتر نہیں لگ رہی، میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں"

فیروز صاحب نے پریشان ہوتے ہوئے کہا!!!!

نہیں نہیں فیروز میں ٹھیک ہوں۔تم پریشان نہ ہو بچے۔۔

فیروز اور ابراہیم ساتھ ہی رہتے تھے مگر جب سے بچے بڑھے ہوئے دونوں نے گھر الگ کر لیے۔۔اور بچے آپس میں ایک دوسرے سے پردہ کرنے لگے۔۔۔۔۔

ابراہیم صاحب چھوٹے اور فیروز صاحب بڑھے بھائی تھے۔۔۔وُہ بس دو بھائی اور ایک بہن تھیں۔۔

بہن کی شادی مردان میں ہوئی تھی۔وہ وہی پہ رہتی تھی

اماں میں زری کا ہاتھ مانگنے آیا ہوں ویسے تو میں نے ابراہیم سے سرسری ساذکر کیا تھا کہ وہ آپ سے اور بھابھی سے مشورہ کرلے۔۔۔۔۔۔

فیروز صاحب ماں کے پاس بیٹھے اور اُنکو کہا!!!!!!!!

رقیہ بیگم اور فیروز صاحب کی زوجہ بھّی وہی پہ موجود تھیں مگر دونوں نے ایسے چادر لے رکھی تھی کے منہ سارا نظر نہ آئے۔۔ وہ لوگ پردہ کرتی تھیں۔۔۔ ایک دوسرے کے شوہروں سے۔۔۔۔ وُہ شروع سے ہی پردہ لیا کرتی تھیں۔۔۔۔ جب ساتھ ایک گھر میں بھی رہتی تھیں۔۔۔

"فیروز جب میرا بیٹا ہے، بچی بھی گھر کی ہے اور بچہ بھی گھر کا ہی ہے۔ اس سے اچھی اور کیا بات ہے کہ گھر کی بچی گھر میں ہی جائے۔ مگر میری ایک شرط ہے زرمینہ دو سال یونیورسٹی میں پڑھے گی"

تم کسی کو پسند تو نہیں کرتی زری کو پلوشہ کی یہ بات گولی کی طرح لگی، وہ کس لڑکی کو کہے رہی تھی۔۔۔۔

اُس کو جس نے آج تک کسی نا محرم کو نہیں دیکھا۔۔ کسی نا محرم کی زبان سے اپنا نام نہیں سنا۔۔ کسی نا محرم کا خیال بھی اپنے دل میں نہیں لایا۔

وہ تو گہری چادر لیتی تھی تا کے اُس کا ایک بال بھی کسی کو نظر نہ آئے۔۔۔ وُہ تو ایسے بات کرتی تھی کے اُس کی آواز بھی کوئی نہ سنے تا کے کسی نا محرم کو اُس کی آواز بھی نا ائے۔۔۔

وہ تو اللہ پاک اور آقا جان کے بغیر کسی کی محبت کو تصور ہی نہیں کر سکتی۔۔۔۔

وہ کسی نا محرم کو پسند کرے گی وہ؟

اُس نے یہ سوچتے ہی توبہ توبہ کہا کانوں کو ہاتھ لگایا۔۔

"اے اللہ پاک میرے دل میں کبھی بھی کسی نا محرم کی محبت نہ ڈالنا۔ میرے دل سے اپنی اور اپنے محبوب کی محبّت کبھی بھی نہ نکالنا۔۔۔ میں خوش ہوں تیری محبت میں مجھے کسی انسان کی محبت کی کوئی طلب نہیں۔۔۔۔۔ مجھے اپنی محبت سے کبھی بھی محروم نہ کرنا میرے مالک"

اُس نے ہاتھ اٹھا کے دعا کی تھی اور کچھ دیر ویسے ہی وہاں پہ خالی سا ذہن لیے بیٹھی رہی

یہ دعا کرتے ہوئے اُس نے کب سوچا تھا وہ مرے گئی بھی تو کسی نا محرم کی محبت میں ___________

سب لوگوں نے چونک کے دادی اماں کو دیکھا۔۔۔

"تم لوگ اِس کو میری شرط سمجھو، میرا فیصلہ یہ پھر میرا حکم میں چاتی ہوں زری دو سال یونیورسٹی میں رہے کے اپنی تعلیم کو مکمل کرے"

اماں کو پتا تھا زرمینہ اگر خود یہ بات کرے گی تو اُس کی کوئی بھی نہیں سنے گا، وہ اُس کی دھمکی سے نہیں ڈری تھیں ۔۔بلکہ اُس کی خواہش کا مان رکھنا چاہتی تھیں۔۔۔۔

زری بہت کم کوئی خواہش کرتی تھی۔۔۔۔ اور نہ جانے کیسے غبی مدد ہوتی اور اُس کی ہر خواہش پوری ہوتی تھی۔۔۔۔۔۔

"اماں جی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ہمارے خاندان میں پہلے کس نے یونیوسٹی پڑھی ہے جو اب ہم انوکھا کام کریں، میں تو اس کے کالج کے بھی خلاف تھا آپ نے ہی زبر دستی اس کو داخلہ کروایا اور اب یونیورسٹی؟"

ماں کی اس بات سے اُس کا دماغ بلکل کنٹرول سے باہر ہو گیا تھا، بیشک وہ اپنی ماں سے بہت محبت کرتا ہے مگر یہ بات ،،،، اسکو یقین ہی نہیں آرہا تھا اُس کے گھر میں بھی کبھی یونیورسٹی کا ذکر ہو سکتا ہے وہ بھی اُس کی بیٹی کے لیے"

"اماں ابراہیم ٹھیک کہہ رہا ہے اب ہماری بچیاں بھی باہر جائیں گی؟ غیر مردوں کے ساتھ بیٹھ کے پڑھیں گی ۔۔۔ جو بات ہمارے خاندان میں کسی نے سوچی ہی نہیں ہے اُس کی شروعات ہم کریں گے؟ اماں بہت غلط بات ہے یہ۔ میں تو کم از کم اس بات کے حق میں بلکل بھی نہیں ہوں۔"

فیروز صاحب بھی ماں کے اس فیصلے سے بہت حیران ہوئے تھے.

"وہ کیسے اتنی بڑی بات ایسے اس موقع پہ کر سکتی ہیں جب ہم رشتے کی بات کرنے آئے ہیں۔۔۔"

اماں جی آپ کو پتا بھی ہے ہزارہ یونیورسٹی کے کیا حالات بنے ہوئے ہیں؟ لڑکے آپس میں ایک دوسرے کو مار رہے ہیں لڑکی کے لیے۔۔۔ آپ کو پتا بھی ہے کس کس طرح کے لوگ ہیں اُدھر؟ شہاب نے بظاھر تو نرم لہجے میں دادی اماں کو بتایا مگر اندر سے اُس کا دل ہی جانتا تھا وہ کیا کر گزرے۔۔۔ ہزارہ یونیورسٹی کے نام سے ہی اُس کو نفرت تھی۔۔۔

"لالا گل بلکل ٹھیک کہے رہے ہیں بابا جان۔۔۔ اُدھر کے حالات ایسے نہیں ہیں کہ ہم اپنی عزت کو اُدھر بھجیں۔۔ اُدھر صرف لڑکیاں ہی نہیں لڑکے بھی ہیں اور ہیں بھی ہر طرح کے گھروں کے۔۔ سلطان نے بھائی کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا"

دادی اماں نے سب کی باتیں بہت آرام سے سنی۔۔۔۔

مطلب اب تم سب اتنا بڑا ہو گیا ہے کہ ہمارے فیصلے میں بولے؟ اب ہم شاھد فیصلہ لینے کے قابل ہی نہیں رہا۔۔۔۔ ٹھیک ہے تم لوگ جانو اور تم لوگوں کی اولادیں جانیں۔۔۔۔۔۔۔

"نہیں اماں جی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پہ مگر یہ یونیورسٹی والی ضد پہ میں آپ کا ساتھ نہیں دوں گا۔۔۔ زری مجھ سے زیادہ آپ کی بیٹی ہے مگر آپ کو یونیورسٹیوں کا نہیں پتا۔۔۔
میری بیٹی کو آج تک کسی غیر مرد نے نہیں دیکھا۔۔۔ اور آپ چاہتی ہیں وہ غیر مردوں میں بیٹھ کے پڑھے۔۔ یہ ممکن نہیں ہے"

ابراہیم صاحب نے نظریں نیچے کر کے ماں کو اپنا فیصلہ سنایا!!!

"ٹھیک ہے ابراہیم جیسے تم لوگ مناسب سمجھو"

وہ بہت دِل برداشتہ ہو کے بولیں!!!!!!

اماں جی آپ میری بات کو کیوں نہیں سمجھ رہی خدا کے لیے مجھ سے خفا نہ ہوں. آپ ایسا نہیں سوچ سکتی ہیں میں جانتا ہوں۔۔۔ یہ سب زری نے کہا ہو گا آپ سے"

انھوں نے پہلے دُکھ سے کہا اور زری کا نام لیتے ہی اُن کو عجیب سا جلال آیا تھا۔

وہ لوگ بیٹی کو کچھ کہنا توہین سمجھتے تھے اور وہ بھی کسی کے سامنے کچھ کہنا۔۔۔ آج انھوں نے اپنے اصول توڑ دیے تھے۔۔۔ اور ایک زور دار آواز لگائی "زرمینہ گل"

میں۔۔۔۔۔ اُس سے بعد میں۔۔۔۔ بات کر لوں گی آپ اُس کو ایسے کیوں......؟

رقیہ بیگم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا!!!!!

"زرمینہ"

اُس سے پہلے دادی اماں کچھ کہتی وہ بھاگتی ہوئی اُدھر آئی۔۔

اُس کو آج لگ رہا تھا جسے اج اُس کی زندگی کا آخری دن ہے۔۔۔ وُہ تینوں بہن بھائی ایسے بھی اپنے والد سے بہت ڈرتے تھے۔ اُن کے سامنے بھی نہیں بیٹھتے تھے۔ اور زری اُس نے تو باپ کے سامنے کبھی سر اٹھا کے بات بھی نہیں کی تھی۔۔۔۔۔

باپ کے زرمینہ کہنے نے ہی اُس کے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ لی تھی۔

وہ باہر کھڑی سب سن رہی تھی، اُس کو پتا تھا کیا ہونے والا ہے۔۔۔۔

ج۔۔۔۔ج۔۔۔۔۔جی۔۔جی۔ بابا جان

اُس نے کانپتے ہوئے کہا

اُس کو ایسا لگ رہا تھا جیسے اُس کے جسم سے روح کسی نے نکال دی ہو۔۔۔۔۔

"اماں جی کیا کہے رہی ہیں"

فیروز صاحب نے اُسی انداز میں پوچھا جس انداز میں اھنوں نے اُس کو بلایا تھا!!!!!!!

بس آواز میں پہلے کی بنسبت تھوڑی سی نرمی آئی تھی۔۔

"ک۔۔۔۔ک۔۔۔۔کیا بابا جان"

اُس نے نظریں نیچے کر کے لڑکھڑاتی ٹانگوں کے ساتھ پوچھا!!!!!!

تم آگے یونیورسٹی پڑھو گی؟

ابراھیم صاحب نے ایسے پوچھا، اُس کو لگا جیسے آسمان اُس پہ گر گیا ہو۔۔۔زمین پیروں کے نیچے سے کہیں نکل گی ہو ، جیسے وہ گہرائی کھائی میں گر رہی ہو!!!!

اُس نے سوچا بھی نہیں تھا اُس کی ایک خواہش کا صرف ایک خواہش کا ایسا ردِ عمل ہو گا۔۔۔۔

"تم سے پوچھا ہے میں نے؟"

ابراھیم صاحب نے آواز کو اور اونچا کیا!!!!!!!

"نہ۔۔۔نہ۔۔۔نہ۔۔۔ نہیں بابا جان"

اُس نے پھوٹ پھوٹ کے روتے ہوئے کہا۔۔۔ جیسے کوئی مرتا ہو اور اچانک اطلاع پہ گھر والے روتے ہوں۔۔۔ وُہ کبھی بھی اپنے باپ سے بغاوت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ کبھی بھی اُن کے سامنے نہیں بول سکتی تھی۔ "ہاں مجھے پڑھنا ہے، اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو رجب خان سے میرے رشتے کو بھول جائیں"

وہ کبھی مر کے بھی ایسا نا بولے۔ وہ ایک فرمابردار ماں کی اولاد تھیں۔۔۔ وہ کیسے اپنے بابا جان کے سامنے بول سکتی تھی۔ بیٹی تو ہوتی ہی باپ کا مان رکھنے کے لیے ہے۔ آج وہ اتنے لوگوں میں اپنے باپ کے سامنے کیسے بول سکتی تھی

۔۔۔۔

"نہیں بابا جان مجھے نہیں پڑھنا، آپ جو چاہئے گے بس وہی ہو گا۔۔۔"

اُس نے بچوں کی طرح روتے ہوئے کہا اور روتے روتے وہی پہ زمین پہ گر پڑی!!!!!!!!

اُس کے ماں کی اتنی ہمت نہیں تھی کے وہ اپنے شوہر کے سامنے بیٹی کو اٹھا سکیں۔۔۔۔

وہ اپنی بیٹی کی اس حالت پہ اندر سے مر رہی تھیں مگر پھر بھی ایک فرمابردار بیوی کی طرح وہاں سے ہیلی بھی نہیں تھیں۔۔۔

.......................,..........

اماں پوتی کی یہ حالت دیکھ کے چپ نہ رہ سکیں۔

"ابراہیم"

انھوں نے اتنے حکم مندانہ لہجے سے بیٹے کو مخاطب کیا تھا کے وہ اُس کے بعد کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہا تھا

۔۔۔

اُن کے خاندان میں ایسا ہی ہوتا تھا ماں باپ چارپائی سے اٹھ بھی نا سکتے ہوں، اور اولاد کتنی ہی بوڑھی کیوں نہ ہو جائے، ماں باپ کے سامنے وہ نظریں بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔۔۔

یہی حال ابراہیم صاحب کا تھا اور یہی حال اُن کی اولاد کا بھی تھا__________

"رقیہ زرمینہ کو اُس کے کمرے میں لے کے جاؤ"

انھوں نے رقیہ بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا جو دور کونے میں بے جان سے کھڑی اپنی بیٹی کی حالت دیکھ رہی تھیں۔۔۔

وہ بھاگتی ہوئی زرمینہ کے پاس آئی۔ جو زمین پہ بے حال سی بیٹھی تھی۔۔۔

"زری"

"زری میرے بچے"

انھوں نے اس کو روتے ہوئے ماتھے پہ پیار کیا۔۔۔

"اٹھ جاؤ میرے بچے"

اُس کو اُس کے دونوں کھنہوں سے پکڑ کے اوپر اٹھایا!!!!

اور کمرے سے باہر لے گئیں۔۔۔

وہ بے جان سی اُن کے ساتھ چلتی رہی

یہ سارا منظر فیروز صاحب اور اُن کی فیمیلی نے باخوبی دیکھا تھا۔۔۔

"اماں اب ھمیں اجزات دیں ہم پھر آئیں گے"

فیروز صاحب نے ماں کو مخاطب کرتے ہوئے بولا!!!

اُنکو اب وہاں پہ روکنا مناسب نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔

بھائی صاحب بہت شرمندہ ہُوں میں آپ سے!!!

ہم اِس ہی مہینے زرمینہ اور رجب خان کا نکاح پڑھوادیں گے۔رخصتی بیشک ہم بعد میں کروادیں گے۔۔۔۔

ابراہیم صاحب نے شدید غصے کی حالت میں بھائی کو کہا تھا۔حالانکہ ان کا لہجہ پہلے سے بہت خد تک ٹھیک تھا۔۔۔۔

دادی اماں خاموشی سے بس سنتی رہیں تھیں۔۔۔۔

"جیسے تمہیں بہتر لگے ابراہیم بیٹی بھی تمہاری ہے اور بیٹا بھی تمہارا ہے"

فیروز صاحب نے بھائی کو بڑے پیار سے جواب دیا۔۔۔۔

البتہ اُن کی بیوی اُن کے اس فیصلے سے بلکل بھی خوش نہیں لگ رہی تھی۔مگر وہ وہاں پہ بول نہیں سکتیں تھی۔اُن کے خاندان کا اصول تھا جدھر مرد بولتے تھے وہاں پہ عورت خاموش رہتی تھی۔۔

"اماں اس مہینے کی ۲۵ تاریخ مناسب رہے گی؟"

ابراہیم صاحب نے ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا!!!!!، آج اُنھوں نے پہلی بار ماں کے سامنے انکار کیا تھا، پہلی بار ماں کے ہوتے ہوئے اپنا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

کہتے ہیں سواتی غصے میں کچھ نہ سوچتے ہیں نہ کچھ سمجھتے ہیں بس فیصلہ کرتے ہیں ________

"آج بھی ایسا ہی ہوا تھا بغیر سوچے سمجھے حیا میں پلی بیٹی کا فیصلہ ہوا تھا"

"رجب یہ کیا کہہ رہے ہو تم ہوش میں تو ہو نا"

فیروز صاحب زور سے چلائے تھے!!!!!

"جب میں تمھارے نکاح کی تاریخ رکھ کر آگیا ہوں اور اب تم کہہ رہے ہو یہ سب"

"میں نے ابراہیم کو زبان دی ہے اور تم جانتے ہو اچھے سے میری زبان میری جان ہے"

فیروز صاحب اُس ہی شدید غصے میں بیٹے پر چلا رہے تھے!!!!!!

"اباجی میں ہرگز ایسی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا جو یونیوسٹی جانا چاہتی ہو"

رجب نے آنکھیں نیچے کر کے باپ کو اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔

نازیہ بیگم نے گھر آ کے بیٹے کو سارا منظر بڑھا چڑھا کے سنایا تھا۔۔۔۔

وہ ایسے بھی زری کے بجائے اپنی بھنجی کو اپنی بہو بنانا چاہتی تھیں۔۔۔۔

یہ تو فیروز صاحب کی ضد تھی کے اُن کے گھر کی بہو اُن کے بھائی کی بیٹی زری بنے۔۔۔۔

"میں اب ابراہیم سے کیا کہوں کہ میرا بیٹا تمھاری بیٹی سے اس لیے شادی نہیں کر سکتا۔۔۔ کیوں کہ وہ یونیورسٹی جانا چاہتی تھی"

"یہ کوئی بات کرنے والی ہے؟"

فیروز صاحب کو اس بات سے بہت زیادہ تیش آیا تھا۔۔اُن کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اٹھیں اور بیٹے کو مار مار کے نیلا کریں۔۔۔۔

فیروز صاحب کا ایک ہے بیٹا تھا اُن کو بہت عزیز تھا، وہ اُس کی کوئی بات نہیں ٹالتے تھے مگر یہ بات ماننے والی کدھر تھی جو اُس نے کہی ہے !!!!!!!!

"اباجی آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں اُس کو شادی کر کے لے آؤں، اُس کی اور اپنی زندگی کو تباہ کر لوں ؟"

اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔۔۔

اُس نے انتہائی نرم لہجے میں نظریں نیچے کر کے بات کو کہا!!!!!!!

فیروز صاحب کو پتا تھا اگر اُس نے انکار کیا ہے تو شادی کے بعد وہی ہو گا جو اُس نے ابھی کہا ہے !!!!

وہ یہ نہیں چاہتے تھے اُن کے بھائی کی بیٹی اُن کے گھر آ کے کوئی دُکھ اٹھائے !!!!!

اماں کچھ دیر میں اکیلی بیٹھ جاؤں ؟ اُس نے کمرے میں آتے ہی ماں کو کہا تھا۔۔۔

رقیہ بیگم کو اپنی پرورش پر بہت ناز تھا۔ ہوتا بھی کیوں نا اُن کو اللہ پاک نے اتنی لحاظ والی بیٹی سے نوازا تھا۔۔۔

وہ ماں کو کہے سکتی تھی۔۔ خدا کے لیے مجھے اس وقت اکیلا چھوڑ دیں اور جائیں اِدھر سے۔۔

مگر اُس نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا۔

آرام سے معصومیت سے ماں سے پوچھا تھا_____ اماں کچھ دیر میں اکیلی بیٹھ جاؤں..

انھوں نے اُس کو گلے سے لگایا ہاں میرا بچہ ، بس رونا نہیں اچھا۔ انھوں نے اُس کا آنسوؤں سے بھرا ہوا چہرہ صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔ اور خود وہاں سے روتے ہوئے چلی گئیں

زری واشروم میں گئی جو اُس کے کمرے کے اندر ہی تھا!!!!!

اُس نے وہاں جا کے شیشے میں اپنا عکس دیکھا اُس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ اُس کو اس بات کا دُکھ نہیں تھا کہ اُس کو یونیوسٹی جانے کی اجازت نہیں ملی تھی۔ اُس کو بس اس بات کا دُکھ تھا اُس کو بڑے ابو کی فیملی کے سامنے اسے ذلیل کیا گیا تھا۔

اُس نے کون سی بہت غلط بات کہی تھی۔

بابا جان نے آج تک اُس کو کچھ نہیں کہا تھا۔ اور آج پورے گھر کے سامنے اُس کو۔۔۔۔

اُس نے وضو بنایا!!!!

اُس کو ہمیشہ لگتا تھا وضو کے بعد مانگی ہوئی دعا قبول ہوتی ہے۔ اُس نے پیروں پہ پانی ڈالا۔ دوپٹہ سر پہ صحیح کیا جو مسح کرنے کے دوران تھوڑا سا سر سے پیچھے ہوا تھا۔۔

پھر اُس نے ہاتھ اٹھائے !!!!!

اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ کیا مانگے، آج تو اُس کے پاس مانگنے کے لیے کچھ بچا ہی نہیں تھا۔

اس نے بغیر دعا مانگے اپنے ہاتھ اپنے چہرے پہ پھیرے اور روتے روتے باہر آئی!!!!!!

پھر جائے نماز ڈالی اور اس پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔ اس کا دل چاہ رہا تھا وہ بھاگ کے کسی پہاڑی پہ جائے اور اونچا اونچا روئے۔۔۔۔

جہاں کوئی اُس کی آواز نا سنے کوئی اُس کو نا دیکھے۔ وہ رو رو کے اللہ سے باتیں کرے۔ اُن سے شکایتیں کرے ۔۔۔۔ اونچا اونچا روئے۔۔۔ مگر وہ ایسا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔

اُس نے اپنا سر گھٹنوں پہ رکھا اور بچوں کے طرح سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔۔۔۔۔۔

"اللہ جی"

"آپ نے دیکھا ہے نا آج مجھے بابا جان نے کتنا ڈانٹا ہے"

وہ سسکیاں لے لے کر اللہ پاک کو آج کی ساری کہانی سنا رہی تھی۔

وہ ایسی ہی تھی دِن میں جو بھی ہوتا وہ جو بھی کرتی رات کو جائے نماز پہ بیٹھ کے اللہ پاک کو ساری کہانی سناتی!!!!!!

وہ آج بھی ایسا ہی کر رہی تھی اور آج تو دُکھ ہی بڑا تھا!!!!

"آپ کو پتا ہے یہ بات؟ بابا جان نے میرے نکاح کی تاریخ بھی رکھ دی ہے"

"اللہ جی سنیں نا مجھے نہیں کرنی نا ابھی شادی"

اُس نے اسی طرح روتے ہوئے کہا۔۔ہاں البتہ سسکیوں میں تھوڑی کمی ضرور آئی تھی۔۔۔

وہ جب بھی اللہ پاک سے بات کرتی تھی ہمیشہ پر سکون ہو جاتی تھی۔۔۔۔

مگر آج اُس کو بہت دُکھ تھا۔۔۔

"اللہ جی بابا جان مجھے ایسے کیسے سب کے سامنے ڈانٹ سکتے ہیں"

اُس نے پھر سے روتے ہوئے کہا!!!!

ابھی تک اُس نے سر گھٹنوں سے نہیں اوپر کیا تھا۔۔۔

"اللہ جی میں خفا ہوں آپ سے بھی آپ چاہیں تو بابا جان کے دل میں نرمی ڈال سکتے ہیں نا۔ آپ چاہیں تو میرا نکاح رکوا سکتے ہیں نا، میں آگے پڑھ سکتی ہوں نا"

اُس نے خفا ہوتے ہوئے کہا اور آنسوؤں کو صاف کیا۔

"اللہ جی بس میں نے اپنا فیصلہ آپ پے چھوڑا ہے مجھے پتا ہے آپ میرے حق میں ہی فیصلہ کریں گے"

وہ ہمیشہ اپنے فیصلے اللہ پہ چھوڑ دیا کرتی تھی اور پھر پر سکون ہو جایا کرتی تھی۔

آج بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔

وہ کھڑی ہوئی اور نماز ادا کی۔۔۔ نماز پڑھنے کے بعد اُس نے دو رکعت نفل حاجت کے پڑھے تھے۔۔۔

وہ روز عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نفل حاجت اور دو رکعت نفل شکرانے کے پڑھا کرتی تھی۔۔۔

حاجت کے وہ اس لیے پڑھتی تھی اُس کے دل میں جو بھی حاجت ہو وہ اللہ پاک خود ہی قبول کر لیں۔۔۔۔

اور شکرانے کے وہ اللہ پاک کا شکریہ ادا کرنے کے لیے پڑھتی تھی۔ دِن بھر جو انھوں نے اُس کے لیے کیا ہوتا ۔اُس کے بن مانگے اُس کو وہ سب کچھ دیتے جو وہ چاہتی۔۔

وہ اللہ کا شکر ادا کرتی جھنوں نے اُس کو پیدا کیا۔ اس قابل بنایا کہ وہ اُن کے سامنے بیٹھے اُن سے باتیں کرے۔

اللہ جی کدھر ہر ایک سے بات کرتے ہیں وہ تو انھیں سے بات کرتے ہیں جن کے دل میں ان کا نور ہو۔۔۔۔۔۔

"اماں مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے"

"مجھے پتا ہے آپ میری بات کو ضرور سمجھیں گی"

"میں فیروز صاحب کو بتائے بغیر آئی ہُوں، مجھے پتا ہے وہ آپ سے اور ابراہیم بھائی صاحب سے کبھی بات نہیں کریں گے"

مجھے میری مجبوری یہاں لائی ہے ورنہ میں ایسے کبھی بھی نہ آتی"

نازیہ بیگم آج اماں کے پاس آئی تھیں۔ اور بناوٹی دُکھ کے ساتھ اماں کو ایک ہی سانس میں سارا قصہ سنا رہی تھیں !!!!!

اماں جی کو اُن کی چالاکیاں ایسے بھی نہیں پسند تھیں۔ تب ہی تو وہ اپنے چھوٹے بیٹے کے پاس رہتی تھیں۔۔۔ اُن کو پتا تھا وہ زرمینہ کو بلکل پسند نہیں کرتی ہیں، مگر وہ پھر بھی اِس رشتے کے حق میں تھیں۔۔۔ وہ چاہتی تھیں دونوں بھائی ہمیشہ جڑے ہی رہیں۔۔۔۔۔

"بولو بھی مڑا کیا کہنا چاہتا ہے تم"

دادی اماں نے اُکتا جانے والے انداز میں کہا!!!!!!

تو وہ فوراً بول پڑھیں۔۔۔۔۔

"اماں جی آپ کو تو پتا ہے ماں باپ اولاد کے سامنے مجبور ہوتے ہیں"

"اب تم وہ بھی بولے گا جس کے لیے اتنا لمبا تقریر کر رہا ہے"

اماں جی کو بات سمجھ آگئی تھی کے وہ کیا کہنا چاہتی ہے

رقیہ بیگم چائے بنانے باہر کچن میں تھیں۔وہ دونوں اس وقت کمرے میں اکیلی بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔

"وہ اماں جی رجب نے نکاح سے انکار کر دیا ہے"

نازیہ بیگم نے نظریں جھکا کے اماں جی کو بتایا۔۔اُن کے تو دل میں لڑو پھوٹ رہے تھے۔فیروز صاحب تو بتانے سے رہے۔۔۔اچھا ہوا جو اُس نے بتا کے قصہ ہی ختم کر لیا۔۔۔۔۔

"کیا؟رشتے سے انکار؟کیوں؟کیا کمی ہے ہماری زرمینہ گل میں جو ایسے انکار.......؟"

دادی اماں ایک سانس میں بولتی چلی گئیں۔۔۔۔۔۔اُنکو پتا تھا یہ عورت کچھ نہ کچھ تو ضرور ہی کرے گی۔۔۔مگر اتنے جلدی اس بات کی انھیں بلکل بھی اُمید نہیں تھی۔۔۔۔

"اماں وہ رجب کہتا ہے کہ وہ ایسی لڑکی سے شادی نہیں کرے گا جس کو یونیورسٹیاں پڑھنے کا شوق ہو"

"انہوں نے بغیر کسی لحاظ کے ایک دم سے یہ بات کہے دی"

اس سے پہلے کے اماں کچھ بولتیں دروازے پہ کھڑے ابراہیم صاحب ایک دم بول پڑھے!!!!

اُن دونوں کو پتا ہی نہیں چلا تھا وہ کب آئے ہیں اور ساری باتیں بھی سن لی تھیں۔۔۔۔

"بابھی صاحب آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ہمارا بچی ہم پہ کوئی بھوج نہیں ہے جو کسی کو بھی دے دیں ہم"

انھوں نے بابھی کی طرف کمر کر کے انتہائی روب دار طریقے سے کہا۔۔بابھی نے پردہ نہیں لیا ہوا تھا تو وہ کمر موڈ کے کھڑے ہوئے تھے !!!!!!!

"نہیں نہیں ابراہیم بھائی ہم منالیں گے اُس کو"

نازیہ بیگم نے بات کو سنبھالتے ہوئے کہا اُنکو بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کے ابراہیم صاحب اُس کے منہ سے ہی سب سن لیں گے۔وہ تو اماں کو بتانے آئی تھیں کہ اماں ابراہیم صاحب کو خود بتادیں گیں۔۔۔اور بغیر اُن پہ بات ائے سارا مسلہ حل ہو جائے گا۔۔۔مگر یہاں تو مسئلہ ختم ہونے کے بجائے زیادہ ہو گیا تھا۔۔۔

"اگر رجب کے ابا کو پتا چل گیا کہ میں اُن سے بغیر پوچھے آئی ہوں اور آپ کو یہ بات بتادی ہے تو وہ مجھے جان سے مار دیں گے"

کچھ وقت پہلے کے مکار نازیہ بیگم اب بلکل خوفزدہ تھیں۔اُن کو پتا تھا اُن کا کیا انجام ہونے والا ہے !!!!!!

"آپ بھائی صاحب کو بتادیجیۓ گا بابھی ہم اپنی زرمینہ گل کا ہاتھ رجب خان کے ہاتھ میں نہیں دیں گے۔کیوں کے میری بیٹی آگے پڑھے گی"

ابراہیم صاحب نے کمر موڑ کے ہی جواب دیا اور خود کمرے سے باہر چلے گئے !!!!!!

اور رقیہ بیگم ہاتھ میں چائے اور پکوڑوں کا ٹرے لیے وہی کھڑی رہیں۔۔

اُن کو ساری بات سمجھ آئی مگر ایک بات وہ سمجھ نہیں سکیں۔۔۔

"میری بیٹی آگے پڑھے گی"

"مانو کیا ہوا ہے تمھیں خفا ہو مجھ سے"

"مانو میرا چھوٹا سا چوزا کھانا کیوں نہیں کھا رہی؟"

وہ اپنا زیادہ وقت اپنی مانو کے ساتھ گزرا کرتی تھی!!!!!

اُس کو جتنی محبت اپنی مانو سے تھی شاھد ہی کسی اور سے ہو۔۔۔ وُہ اُس کو گود میں کبھی نہیں اٹھاتی تھی۔۔۔ اُس کے پاس بیٹھتی ہمیشہ اور اُس کے سر پہ ہاتھ پھیرتی۔ اُس کی مانو کو اُس کا یہ عمل بہت اچھا لگتا تھا۔۔ وہ بھی آگے سے آنکھیں بند کر دیتی تھی جیسے سو رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔

جیسے کوئی ماں اپنی بچے کے سر پہ پیار سے ہاتھ پھیرے وُہ اُس کے سر پہ پھیرا کرتی تھی!!!!!!

اُس کو لگتا تھا اگر کل کو اُس کے بچے بھی ہوئے وہ اُن کو بھی اتنی محبت نہیں دے سکے گی، جتنی وہ اپنی مانو سے کرتی ہے۔۔۔

وہ روز رات کو اُس پہ درود پاک پڑھ کے اُس کو دیکھ کے سوتی تھی!!!!!

۔اُس کے گھر میں بلی کی اجازت نہیں تھی تو وہ اُس کو اپنے کمرے میں نہیں لاتی تھے!!!!!

اُس نے اُس کے لیے باہر صحن میں ہی چھوٹا سا کمرہ بنا رکھا تھا جس میں کارپٹ ڈالی ہوئی تھی اور اپنی ہر گرم جیکٹ اُس کے نیچے وہ لا کے رکھ لیتی۔۔۔

چوں کہ مانسہرہ ایک پہاڑی علاقہ ہے اُدھر شدید ٹھنڈ پڑتی ہے۔۔۔ اور زری جیکٹ کی عاشق تھی۔۔۔۔ اُس کے پاس اتنی جیکٹس ہوتیں کے پوری سردیاں بھی ایک ایک جیکٹ روز پہنے تو بھی ختم نہ ہوں۔۔۔

اُس کو جو بھی جیکٹ بہت گرم لگتی وہ مانو کے کمرے میں ڈال دیتی تا کے مانو گرم رہے!!!!!!!

اُس نے اتنے دنوں سے مانو سے صحیح سے بات نہیں کی تھی نہ ہی اُس کو صحیح سے پیار کیا تھا تو خفا ہونا تو اُس کا حق بنتا تھا!!!!!!!!!

وہ پیروں کے بل مانو کے سامنے بیٹھی اُس کو کرسی پہ بٹھایا اور دونوں ہاتھوں میں اُس کا منہ بہت پیار سے لیا۔۔۔

اور خود آگے ہو کے اُس کے ناک پہ پیار کیا!!!!!

"میرا بچہ اب تو راضی ہو جائے نا"

اُس نے تھوڑا سا رونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔۔

اور وہ فوراً میاؤ میاؤ کرنے لگی۔۔۔

"اُس نے ایک بار پھر اُس کی ناک پہ پیار کیا اور مسکراتے ہوئے بولی مانو بہت محبت ہے مجھے تم سے"

وہ سفید رنگ کی انتہائی خوبصورت بلی تھی، وُہ اُس کی ہر بات سمجھتی۔۔اُس کے ساتھ والک کرتی۔۔۔ جدھر بھی وہ جاتی اُس کے پیچھے پیچھے ہوتی۔۔۔زری کو اُس کی ناک بہت پسند تھی وہ ہمیشہ اُس کو اُس کی ناک پہ پیار کرتی تھی

اور ساتھ ادھر اُدھر دیکھا بھی کرتی کہیں اماں کی نظر نہ پڑھ جائے اُس پے!!!!!!

اور پھر سے ایک قوالی شروع ہو جائے

بھابھی کے جانے کے بعد ابراہیم صاحب اماں جی کے پاس آئے تھے۔۔۔وہ آج بے حد افسردہ تھے اس وجہ سے نہیں کہ رشتے کا انکار ہوا ہے اور رجب نے کیا ہے۔۔۔وہ اس وجہ سے دُکھ میں تھے جس بیٹی نے اُن سے کوئی خواہش بھی نہیں کی۔اُس کے نا کی ہوئی خواہش پہ لوگ اُس پے باتیں کریں۔۔۔اُن کی فرمابردار بیٹی کو کوئی ایسا کہے۔اگر رجب اُن کے بھائی کا بیٹا نا ہوتا تو یقیناً وہ اُس کو اُس ہی وقت گولی مار دیتے!!!!!!

"اماں جی بچوں کو نہ پتا چلے کے بھابی آئی تھیں اور رجب نے زری کے لیے ایسے کہا ہے"

فیروز صاحب نے نظریں جھکا کے ماں کو کہا تھا۔۔۔۔ وُہ ایسے بھی اپنی اُس دن کی بات سے بہت بہت شرمندہ تھے۔۔۔

"اماں جی اگر شہاب اور سلطان کو پتا چل گیا کہ رجب نے ایسے کہا ہے تو وہ اُس کو چھوڑیں گے نہیں میں نہیں چاہتا بچوں کے دل میں ایک دوسرے کی طرف سے کوئی میل آئے"

"تم نے بہت اچھا سوچا ہے بچے"

ماں نے بڑے پیار سے بیٹے کے کاندھے پہ ہاتھ پھیر کے کہا!!!!!

اماں میں نے ایک فصلیہ کیا ہے!!!!!!!!

انھوں نے ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ایک بار پھر سب اکھٹے ہوئے اور اس بار زرمینہ کمرے کے باہر کھڑی نہیں سن رہی تھی بلکہ کمرے کے اندر سب کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔

زرمینہ گل تمہارے داخلے یونیورسٹی کے کب جا رہے ہیں؟

ابراہیم صاحب نے بغیر باتوں کو گول مول کیے ڈائریکٹ بیٹی کو محاطب کرتے ہوئے کہا!!!!!

وہاں پے موجود سب ہی لوگوں نے ابراہیم صاحب کو بہت حیرت سے دیکھا جیسے انھوں نے کوئی بہت ہے انہونی بات کر دی ہو اور زرمینہ گل۔۔۔۔۔۔

اُس کو لگا جسے اُس نے کچھ غلط سن لیا ہو بابا جان نے شاھد اور کہا ہے اُس نے یونیوسٹی سن لیا ہے!!!!!!!!

"ج۔۔۔۔۔ج۔۔۔جی بابا جان"

اُس نے بہت ڈر ڈر کے دوبارہ پوچھا، جیسے وہ تصدیق چاہتی ہو جو اُس نے کچھ لمحوں پہلے سنا تھا!!!!!!!

اب کی بار انھوں نے بڑے بیٹے کی طرف دیکھا جو اُنکو بہت حیرت کے ساتھ دیکھ رہا تھا، اُس کو بھی لگ رہا تھا جیسے اُس نے کچھ غلط سن لیا ہو!!!!!!

"شہاب خان کل یونیورسٹی جانا اور زرمینہ گل کا داخلہ کروانا"

"لیکن بابا جان۔۔۔۔"

باپ کو پتا تھا بیٹا کیا کہنا چاہتا ہے

انھوں نے ایک نظر سب پہ ڈالی، اور سوالیہ نظروں سے سب کو دیکھا!!!!!!

کیا تم لوگوں کو میرے فیصلے پہ کوئی اعتراض ہے؟

کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کے اُن کے سامنے کچھ بول سکے جس کو عتراض بھی تھا وہ بھی خاموش رہا!!!!!!!!

ابراہیم صاحب نے ایک بار پھر بولنا شروع کیا، ویسے تو وہ اتنا نہیں بولا کرتے تھے مگر انھوں نے آج سب کو مطمئن کرنا تھا خصوصاً اپنے بیٹوں کو۔۔۔۔۔

"زرمینہ گل میرا غرور ہے، اور مجھے پتا ہے وہ میرا غرور کبھی نہیں توڑے گی"

انھوں نے بڑے مان سے بیٹی کو دیکھ کے کہا تھا۔۔۔۔

اب آپ لوگ یہ سوچ رہے ہوں گے کے آج سے پہلے کون ہمارے خاندان میں یونیورسٹی گیا ہے۔۔۔۔ بیشک آج سے پہلے کوئی نہیں گیا

"کیوں کہ ہمارے خاندان کی ہر لڑکی زرمینہ گل نہیں ہے"

"میں نے یہ فیصلہ کیا ہے زرمینہ گل آگے پڑھے گی اور میں نے بھائی صاحب کو بھی رشتے سے انکار کر لیا ہے"

زرمینہ کو لگا جیسے وہ جنت میں چلی گئی ہو، جیسے اُس کو پوری کائنات مل گی ہو۔

وہ نظریں جھکائے آنکھوں میں آنسوں لیے بیٹھی تھی۔اُس کو بلکل یقین نہیں تھا اُس کے بابا جان آج اُس کے لیے بولیں گے۔۔۔

اُس کے لیے اج دنیا کا مبارک ترین دِن تھا اس لیے نہیں کہ اُس کی خواہش پوری ہوئی تھی اُس کی دعا پوری ہوئی تھی۔۔۔ آج اُس کے بابا جان نے اُس کو اپنا غرور کہا تھا۔۔۔ اللہ پاک نے اُس کی مانگی ہوئی دعا قبول فرمائی تھی۔۔۔۔۔

اُس نے سوچا تھا وہ بابا جان کا غرور بن کے دیکھائے گی۔اُن کا یہ مان وہ کبھی نہیں توڑے گی۔۔۔وُہ بہت خوش تھی اور شاھد اُس سے زیادہ اُس کی ماں خوش تھی آج اُس کے شوہر نے اپنی بیٹی کے حق میں فیصلہ کیا تھا اُنکو پتا تھا انھوں نے یہ فیصلہ ضد میں لیا ہے۔۔۔اُن کو بس یہ خوشی تھی کہ انھوں نے زری کو پہلی بار اپنا غرور کہا تھا۔۔۔۔۔ اُس کو اپنا مان کہا تھا۔۔۔

زری کی زندگی کا ایک نیا سفر شروع ہونے والا ہے۔۔۔
"اب خدا جانے وہ سفر تعلیم تھا یا سفر عشق"

کالج کے لیے روز اُسے آواز دے دے کے جگایا جاتا تھا۔ مگر آج وہ اتنی خوش تھی کے نماز پڑھنے کے بعد سوئی ہی نہیں۔۔

اُس نے نماز پڑھی پھر قرآن پاک کھولا اور اُس کی تلاوت کرنے لگی۔یہ اُس کا روز کا معمول تھا وہ قرآن مجید تھوڑا تھوڑا ہی سہی مگر پڑھتی ضرور تھی۔۔
وہ ہمیشہ قرآن مجید سمجھ کے پڑھا کرتی تھی۔

ایک آیت پڑھتی اُس پہ گھنٹہ سوچتی رہتی جہاں اللہ کے عذاب کا ذکر ہوتا تو سہم سی جاتی پھر اگلی ہی بات میں اللہ کے رحم کا ذکر ہوتا۔۔۔ آنکھیں بند کرتی اور مسکرا دیتی۔۔۔

"اللہ جی آپ کتنے اچھے ہیں نا"

اُس نے پردہ لینا بھی اِس ہی لیے شروع کیا تھا کیوں کہ اُس کے اللہ کا حکم تھا۔ انھوں نے سورۃ نور میں واضع پردے کا حکم دیا ہے !!!!!!!

ترجمہ:

"اور اے نبیؐ، مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اُس کے جو خود ظاہر ہو جائے، اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر اِن لوگوں کے سامنے: شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیر دست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں، اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے اے مومنو، تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو، توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے"

القرآن - سورۃ نمبر 24 النور - آیت نمبر 31

یہ آیت اُس کے دل پہ لگی تھی۔ ایسے تو قرآن پاک کے ہر بات اُس کے دل میں اُترتی تھی۔ مگر پتا نہیں کیوں اُس کو سورۃ نور سے عشق تھا۔۔۔ اُس نے سورۃ نور میں پڑھا کے اللہ پاک نے اسے حکم دیا ہے تب سے اُس نے خود کو لپٹنا شروع کر لیا۔۔

اُس نے بس اللہ پاک کو خوش کرنے کے لیے حجاب لیا تھا۔

اُس کے بابا جان اور بھائی بھی پردے کے معاملے میں بہت سخت تھے مگر وہ ہر وقت اُس کے ساتھ تو نہیں ہوتے تھے۔۔۔وُہ انکی غیر موجودگی میں بھی سر پہ دوپٹہ لیے رکھتی تھی تاکے اُس کا کوئی ایک بال بھی نہ دیکھ سکے۔۔۔

کالج میں اُس کی دوستیں اس بات پہ اکثر اُس کا مذاق بھی اڑایا کرتی تھیں مگر اُس نے کبھی اُن کی باتوں پہ دھیان نہیں دیا وہ تو اپنے رب کو خوش رکھے گی بس باقی دنیا سے اُس کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ ہمیشہ یہ بات سوچتی تھی۔۔۔۔۔

کالج جانے کے لئے وہ چادر لیا کرتی تھی۔ مگر یونیورسٹی کے لیے اُس نے خصوصاً عبایا بنوایا تھا۔۔۔

مانو کو کھانا کھلانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آئی تھی۔۔۔

بال برش کیے۔ لمبے خوبصورت بالوں کو ایک جوڑے میں لپٹا۔۔۔

اور پھر عبایا پہنا۔۔۔۔

اور حجاب ایسے لیا کے اُس کی آنکھوں کے بغیر اور کچھ نا نظر آئے۔۔۔وُہ ہمیشہ سوچتی تھی یہ جو لڑکیاں عبایا اور حجاب لیتی ہیں۔ اس میں فیشن والی کون سی بات ہوتی ہے۔۔۔ حجاب میں کیسا فیشن کہ سارے بال نظر آ رہے ہوں۔۔۔ آنکھوں پہ فل میکپ کیا ہوا ہو۔۔۔

اور سارا دوپٹہ لا کے بس سر پہ ہی کیا ہو اور اونچا سا جوڑا بنا دیا ہو۔۔۔۔ اور عبایا اتنا تنگ ہو کہ آپ ہر ایک ایرے غیرے کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہوں۔۔۔ کیا یہ ہے پردہ؟ کیا یہ ہوتا ہے حجاب؟ جو آج کل کی اکثریت لڑکیوں کی تعداد کرتی ہے۔۔

کیا اس پردے کا حکم دیا ہے خدا اور اس کے رسول نے ہمیں؟؟

وہ جب بھی ایسی لڑکیوں کو دیکھتی تو ہمیشہ شرمندہ ہوتی۔۔۔وُہ ایسی لڑکیوں کو دیکھ کے ہمیشہ شرم سے اپنی نظریں جُھکا دیتی۔۔۔۔۔

"زری"

اماں اُس کے کمرے میں آئی تھیں۔۔۔

"میرا بچہ تیار ہو گیا ہے"

وہ اُس کو ہمیشہ پیار سے میرا بچہ کہے کر بلایا کرتی تھیں!!!!!

"جی اماں تیار ہو گئی ہوں"

اُس نے وضو بناتے ہوئے کہا وہ ہمیشہ گھر سے باہر نکلنے سے پہلے وضو کیا کرتی تھی۔۔

زری جلدی تیار ہو جاؤ نا بھائی کھڑا ہے باہر انھوں نے اُس کو کمرے سے ہی آواز دی جو ابھی تک واشروم میں تھی۔

"جی اماں بس وضو بنا رہی تھی میں"

اُس نے باہر آتے ہوئے ماں کو کہا!!!!

وہ عبائے میں انتہاء کی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔اُس نے کھلا کھلا عبایا بنویا تھا۔اور حجاب بھی ایسے لیا ہوا تھا کہ اُس کی خوبصورتی نکھار رہا تھا۔شاید ہی کوئی لڑکی حجاب میں اتنی خوبصورت لگے جتنی وہ لگ رہی تھی۔۔

اُس کی دل نشیں آنکھیں ایک جھیل کا منظر دے رہی تھیں۔۔۔

کالج میں وہ حجاب نہیں لیتی تھی۔اُس کی آنکھوں کی خوبصورتی اُس کا ڈمپل اپنی طرف متوجہ کر لیتا تھا۔۔۔مگر آج اُس نے حجاب لیا تھا نقاب کیا تھا صرف اُس کی آنکھیں نظر آرہی تھیں۔۔۔

جو رات کی گہرائی میں چاندنی کا کام کر رہی تھیں۔۔

"ماشاءاللہ میری بیٹی آج بہت پیاری لگ رہی ہے"

ماں نے پیار سے اُس کا ماتھا چُوما

"اماں آپ بھی نا"

اُس نے مسکراتے ہوئے ماں کو دیکھا

"یہ کیا ہے اماں؟"

اُس نے ماں کے ہاتھ میں بڑی سی سفید چادر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"زرمینہ گل یہ چادر ہے، یہ میں تمھارے لیے لائی ہُوں"

ماں نے بیٹی کے ایک کاندھے پہ اور پھر دوسرے کاندھے پہ چادر ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔

"لیکن اماں میں نے تو عبایا لیا ہوا ہے اور حجاب کا دوپٹہ بھی کافی بڑا ہے پھر یہ چادر"

اُس نے حیران ہونے والے انداز میں ماں سے پوچھا، جو بڑے پیار سے اُس کی چادر کو ٹھیک کر رہی تھیں۔۔۔۔

"زرمینہ اس کو صرف چادر مت سمجھنا، اس چادر کو اپنے بابا جان کی عزت سمجھنا"

وہ زرمینہ کی طرف دیکھتے ہوئے اُسے کہے جا رہی تھیں!!

"زری آج تم ہی گھر سے باہر نہیں جا رہی بلکہ ہماری عزت ساتھ لیے جا رہی ہو۔ اپنے ماں باپ اور بھائیوں کی عزت کا بر ہم رکھنا۔۔۔ خود کو ایسے رکھنا کہ اس کے بعد خاندان کی اور لڑکیاں بھی پڑھنے جائیں۔۔ کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے ہماری آنے والی سات نسلوں کی لڑکیاں کبھی نا پڑھ سکیں"

انھوں نے بہت پیار سے بیٹی کو سمجھایا تھا۔ وہ جانتی تھی وہ جس بیٹی کو سمجھا رہی ہیں وہ پہلے ہی ساری باتیں سمجھتی ہے!!!!!!!

اماں آپ بھروسہ رکھیے گا اپنی بیٹی پہ۔۔۔ اس چادر کا ہمیشہ مان رکھے گی آپ کی بیٹی!!!!

اُس نے ماں کے ہاتھ پکڑے اور اُن کو گلے لگاتے ہوئے بولی پیار سے بولی!!!!

"زری اب آ بھی جاؤ"

"جی جی جان جی بس آ گئی"

بھائی کی آواز پہ وہ فوراً بھاگتے ہوئے باہر گئی

اچھا اماں خدا حافظ ۔۔۔۔۔۔

ماں کو خُدا حافظ کہنے کے بعد دادی اماں کے پاس گی جو باہر بر آمدے میں ہی بیٹھی تھیں ۔۔۔

"اچھا دادی اماں خدا حافظ"

اُس نے اُن کو پیار کرتے ہوئے کہا ۔۔

"خدا حافظ زرمینہ گل"

اللہ میری بچی کی حفاظت کرنا۔

انھوں نے ہاتھ اٹھا کے دعا کی ۔۔۔

"زری کی بچی بس تم آج آجاؤ تمہیں میں سیدھا کروں گی"

فضہ یونی کے گیٹ پے کھڑی ادھر اُدھر ٹہل رہی تھی اور ساتھ جو منہ میں آرہا تھا وہ زرمینہ کو کہے جا رہی تھی

اُس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ زرمینہ کا گلا دبا دے ۔۔۔۔

پچھلے ایک گھنٹے سے وہ گیٹ کے پاس کھڑی آتے جاتے لوگوں کو پاؤں اٹھا اٹھا کے دیکھ رہی تھی کہیں زری ہی نہ ہو

وہ جانتی تھی زری کو اگر وہ نظر نا آئی تو وہ اُدھر ہی بیٹھ کے رونا شروع ہو جائے گی ۔۔۔

"بیٹا آپ کو کوئی مسئلہ ہے ؟ خیر تو ہے نا۔ کافی وقت سے تم ادھر گیٹ کے پاس کھڑا ہے"

کافی ٹائم سے فضہ کو ادھر کھڑے دیکھ کر گیٹ پے چوکیدار نے پوچھ ہی لیا ۔۔

"جی جی چچا سب خیر ہے"

"ایک راز کی بات بتاؤں میں آپکو؟"

"بتائیں گے تو کسی کو نہیں نا"

"پتا نہیں کیوں مجھے آپ پہ ترس آ گیا اور میں نے سوچا میں آپ کو بتا ہی دوں

پہلے آپ وعدہ کریں کسی کو نہیں بتائیں گے۔"اچھا چلیں میں آپکو بتا ہی دیتی ہوں"

"مجھے نا ادھر آپ پہ نظر رکھنے کے لیے بھیجا ہے"

فضہ نے آواز آہستہ کر کے سر گوشی والے انداز میں اُنکو بولا!!

"ہیں یہ کیا کہہ رہا ہے تم"

رضوان خان نے نہایت حیرت سے پوچھا!!!!!

وہ اتنا بوڑھا بھی نہیں تھا اور نہ ہی اتنا جوان۔۔۔لگ بھگ ۳۵ کا ہو گا۔۔۔

"ہم ان لوگوں کو چھوڑے گا نہیں یہ ہماری انکوائری کرواتا ہے؟ہم کوئی چور ہے ہم کوئی ڈاکو ہے؟"

"ہم جاتا ہے ابھی پرنسپل کے پاس۔رکھو اپنا نوکری اپنے پاس ہم کہیں مزدوری کر کے بچوں کا پیٹ پال لے گا"

فضہ کی تو جیسے ہوائیاں اُڑ گئیں۔۔۔اُس نے تو ٹائم پاس کے لیے بس چھوٹا سا مذاق کیا تھا اُس کو کیا پتہ تھا یہ مذاق اُس کو ہی مانگا پڑھ جائے گا!!!!!!!!!

ایسے تو یونیورسٹی کی گاڑی جاتی تھی جس میں ساری سٹوڈنٹس جاتے تھے۔۔۔مگر زرمینہ گل کو چھوڑنے اور یونیورسٹی سے لے کے جانے کے لیے بھائی کی ڈیوٹی لگی تھی۔۔۔

"زری"

یونیورسٹی کے گیٹ کے پاس روکتے ہوئے سلطان نے بہن کی طرف دیکھا۔۔۔جو پورا راستہ خاموش رہا تھا۔۔زری کچھ پوچھ لیتی تو سرسری سا جواب دے دیتا۔۔۔

اب وہ بہن کی طرف باقاعدہ دیکھ رہا تھا۔۔۔

"زری تم اُس ماحول میں چل تو جاؤ گی نا"

غصّہ اپنی جگہ تھا مگر بہن کے لیے وہ بے پناہ محبت اپنی جگہ تھی!!!!!!

"جی جان جی"

اُس نے نظریں جھکا کے بس مختصر سا جواب دیا۔۔اُس کے اپنے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔اُس نے تو کبھی کسی لڑکے سے بات تک نہیں کی تھی وہ کیسے اِدھر اتنا عرصہ گزرے گی۔۔۔۔

وہ دل ہی دل میں بہت پریشان تھی۔۔۔۔

"فضہ ہو گی نا تمارے ساتھ؟"

اُس کی ساری دوستوں کا اُس کے گھر میں پتا ہوتا تھا۔۔۔اور فضہ تو تھی ہی اُس کی خاص دوست۔۔۔۔

"جی بھائی فضہ بھی ہو گی رات کو لالاگل کے نمبر سے اُس کو کال کی تھی میں نے۔وُہ گیٹ کے پاس ہی میرا انتظار کر رہی ہو گی"

"ٹھیک ہے اُس کے ساتھ ہی ہونا اور اپنا بہت خیال رکھنا میں واپسی پہ تمہیں خود لینے آجاؤں گا"

اُس نے چہرے پہ بغیر کسی تاثر کے بہن کو کہا۔۔اور گاڑی سے اتر کے بہن کے لیے دروزہ کھولا!!!!!

"اچھا جان جی خدا حافظ"

اُس نے بہت پیار سے بھائی کو کہا تھا۔۔۔۔

"خیال رکھنا اپنا زری"

"جی جان جی"

"اُس نے مسکراتے ہوئے کہا"

اور گیٹ تک چلی گئی۔اُس نے ایک نظر پیچھے موڑ کے دیکھا سلطان وہی پہ کھڑا اُس کے دروازے کے اندر جانے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

اُس نے سکون کا سانس لیا۔۔۔جان جی جس کی حفاظت کرنے کے لئے آپ جیسے بھائی ہوں وہ کیسے ڈر سکتی ہے

"بیشک بھائی بہنوں کی سر کی چادر ہوتے ہیں اُس نے مسکراتے ہوئے دل میں سوچا اور گیٹ کھول کے اندر چلی گئی

"اوہ چچا سنیں تو سہی مذاق کر رہی تھی میں آپ سے"

فضہ نے رضوان خان کو جاتے ہوئے دیکھ کے زور سے بولا!!!!!

یہ مذاق تھا اس کو تم مذاق کہتا ہے؟میرا اور تمارا کوئی مذاق ہے؟تایا کی بیٹی ہے تم ہمارا جو مذاق کرتا ہے ہم سے۔۔۔

وہ بھی آخر پٹھان تھا اتنی آسانی سے کدھر مان جاتا!!!!!

چچا جی پلیز سنیں۔میں اپنی دوست کا انتظار کر رہی ہوں بس آپ نے پوچھا مجھ سے تو میں نے آپ سے مذاق میں کہے دیا۔۔۔

اُس نے انتہائی بے چارگی سے کہا!!!!!

"فضہ"

زرمینہ نے گیٹ پہ کھڑی فضہ کو دیکھ لیا تھا۔اور اُس کو اُدھر ہی سے آواز دی تھی۔

"زرمینہ مر ہی جاتو"

اُس نے پاس آتی زرمینہ کو دانت دوبا کے کہا۔۔

"سوری میں بہت لیٹ ہو گئی نا تب ہی تم غصّہ ہو رہی ہو نا"

زرمینہ نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے معصومیت سے کہا!!

رضوان خان کھڑا سب سن رہا تھا۔۔۔اُس سے بولے بغیر نہیں رہا گیا۔۔

"دیکھو تمارے جیسا ہمارا ابھی ایک بیٹی ہے ہم تم کو کچھ نہیں کہتا۔۔۔اگر کوئی لڑکا ہوتا تو اُس کے دانت ابھی باہر ہوتے"

رضوان خان نے فضہ کو دیکھتے ہوئے کہا!!!!

"سوری چچا غلطی ہو گئی"

اُس نے زرمینہ کا ہاتھ پکڑا اور جلدی جلدی وہاں سے چلنے لگی!!!!

کیا ہوا ہے وہ تمہیں ایسے کیوں کہہ رہے تھے؟ کیا کیاِ ہے تم نے؟

زری ایک ہی سانس میں بہت حیرت سے فضہ سے پوچھ رہی تھی جو غصے میں اُس کو ہاتھ سے پکڑے آگے جا رہی تھی

"چپ کرو گی تم اس وقت یہ اُس پاگل پٹھان کا سارا غصّہ میں تم پہ نکال لوں؟

یہ سارے کے سارے پٹھان ایسے ہی دماغ پھیرے ہوتے ہیں؟ یا یہ کچھ ضرورت سے زیادہ تھا؟"""

فضہ غصے میں بس بولتی چلی جارہی تھی

"اچھا آرام سے تو چلو نا"

زری نے تقریب بَھاگتے ہوئے فضہ کو کہا۔۔۔

آہہہہہہہ !!!!!!

"دیکھ کے نہیں چل سکتے آپ"

سامنے سے آتے ہوئے ایک لڑکے سے فضہ کی زور سے ٹکر ہوئی۔۔شاید وہ بھی فضہ کی طرح بہت جلدی میں تھا۔۔اُس کے ہاتھ میں کچھ کاغذ تھے وہ اُنکو ترتیب دیتا ہوا تقریباً دوڑنے والے انداز میں آرہا تھا۔۔۔

۔۔ ٹکر لگتے ہی اُس کے ہاتھ سے سارے کاغذ نیچے گرے,اُس نے ناگواری سے اُس کو دیکھا اور زمین پہ سے اپنے کاغذ اٹھنے لگا۔۔۔۔۔۔

"محترمہ میں تو دیکھ کے ہی چل رہا تھا شاید آپ کو جانے کی مجھ سے بھی زیادہ جلدی ہے"

وہ بغیر اُن کی طرف دیکھے زمین سے اپنے سارے کاغذ اُٹھا رہا تھا!!!!!!

"جدھر کوئی لڑکی دیکھی نہیں اُدھر ہی ان کو کچھ نظر نہیں آتا اور ٹکرانا شروع ہو جاتے ہیں"۔۔۔

فضہ بغیر لحاظ کیے بس بولی چلی جا رہی تھی۔جب کہ اُس کو اچھے سے پتا تھا غلطی اُس کی اپنی تھی۔۔۔

"فضہ"

زرمینہ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں فضہ کو چپ ہونے کا کہا۔۔۔۔

دیکھیے محترمہ میں نے جان بھوج کے آپ کو ٹکر نہیں ماری، پھر بھی میں معذرت کرتا ہوں۔۔۔

اُس نے اپنے کاغذ اٹھا کے فضہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

اچانک اُس کی نظر پیچھے کھڑی زرمینہ پہ پڑی جو حجاب میں اعبائے کے اوپر سفید چادر کیے اُس کی بازوں کو زور سے دوبا رہی تھی۔اور اُس کو چپ ہونے کا کہہ رہی تھی۔۔۔۔"

اُس نے ایک دم اپنی نظریں جُھکا لیں اور معذرت کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

"ہاں میں سمجھتی ہُوں تم جیسے لڑکوں۔۔۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے کے فضہ کچھ کہتی وہ وہاں سے جا چکا تھا،

"پتا نہیں کہاں کہاں سے آ جاتے ہیں ایسے لوگ"

فضہ نے اُس ہی غصے والے انداز میں بولا ایسے تو اُس کو اتنا غصّہ نہیں آتا تھا۔ مگر آج وہ پہلے زرمینہ پھر رضوان خان اور پھر اس لڑکے کی وجہ سے بہت غصے میں آئی تھی۔۔۔۔

"اچھا اب چپ ہو جاؤ فضہ"

اُس نے پیار سے فضہ کو دیکھا اور بولا۔۔۔۔

"فضہ نے اُس کو ایک دم سے گلے سے لگا لیا۔۔ اور معصومیت سے سوری کہا۔ میں نے تمہیں گلے سے بھی نہیں لگایا ان بتمیزوں کی وجہ سے"

یہ پہلا موقع تھا جب اس نے اتنے وقت بعد اُس کو گلے سے لگایا تھا۔۔۔۔

اُس کی خوبصورت آنکھوں میں اور چمک آئی تھی۔۔۔

فضہ وُہ دیکھ وہ لڑکا اپنا ایک کاغذ یہیں پہ بھول گیا ہے۔۔۔۔ دیکھو کام کا نا ہو۔۔

زرمینہ نے زمین پہ پڑے کاغذ کی طرف اشارہ کیا۔۔

فضہ نے وہ کاغذ اٹھایا

اور پڑھنے لگی!!!!

شاید کوئی سرٹیفکیٹ ہے۔ اوپر نام بھی لکھا ہوا ہے اُس کا۔۔۔۔

"کیا نام ہے خان صاحب کا جہنوں نے آپ کو اٹیتوڑ دکھایا ہے"

زرمینہ نے فضہ کو غصّہ دلانے کے لیے تنگ کرنے والے انداز میں کہا!!!!!

"ہاں اٹیتور نامي فوٹ"

فضہ نے غصے سے اُس کو دیکھا اور بولی۔۔۔

"اچھا نام تو پڑھو نا"

زری نے اُس کے ہاتھ سے کاغذ کھینچ کے کہا۔۔۔۔

نام پڑھ کے اب کیا کرنا نام تو آپ نے اُن کو دے ہی دیا ہے "*"خان صاحب*"

فضہ نے غصے سے زرمینہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

اُس نے کاغذ کو صحیح کیا اور مسکراتے ہوئے نام پڑھنے لگی۔۔۔

اُس نے آنکھیں اوپر کر کے فضہ کو دیکھا اور شرارتی سے انداز میں بولی۔۔۔۔

اچھا تو خان صاحب کا نام ہے جی!!!!

"سید وجدان حسین شاہ"

ایک لڑکا ہے مہرباں سا

لوگوں کی بھیڑ میں انجاں سا

پھولوں میں گلاب سا

ساون میں گھٹا سا

محمدؐ کا پیروکار سا

حسین ابنِ علی کا لجپال سا

پنج تن کا غلام سا!

اذان کی آواز اس کے کانوں میں پڑی وہ اٹھ کر بیٹھا اور کلمہ پڑھا

کھڑی کھول کر پردے سائیڈ پر کیے اور چلتا ہوا بلکونی میں آیا ٹھنڈی ہوا میں سانس لی

ہاف ٹی شرٹ اور ٹراوزر میں اسکی رنگت اس وقت اور بھی نکھری ہوئی تھی

اس نے آنکھ بند کی تو اچانک سے دو بڑی بڑی کالی آنکھیں پردے میں لپٹا چہرہ ایک دم آنکھوں کی پیچھے آیا

وہ جھٹکے سے آنکھ کھول کے یہاں وہاں دیکھنے لگا

کل جب وہ یونی میں اپنے پیپرز جمع کروا کے نکلا تھا تبھی اسکی نظر دو لڑکیوں پر پڑی تھی جس میں ایک مکمل حجاب اور دوسری باپردہ تھی

ناجانے اس میں ایسی کیا کشش تھی کے وہ جو لڑکیوں کو دیکھتا تک نہیں تھا اس کی طرف کھنچا چلا جارہا تھا

الارم کی آواز پر وہ اندر آیا اور موبائل کو بند کیا واشروم میں گھس کر باتھ لیا اور مسجد کے لئے نکل آیا

گھر سے کچھ ہی فاصلے پر مسجد حسین تھی

کیوں کے وہ ایک سید خاندان سے تھا تو اہل بیت سے محبت اسکی اور خاندان کی نرالی تھی

اس پورے علاقے میں انکی مسجد مشہور تھی

وہ آگے کی صف میں کھڑا ہوا اور نماز ادا کر کے کونے میں بیٹھ کر قرآن کھول لیا

"اللہ تعالٰی صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی بُرائی کر گزریں پھر جلد اس سے باز آجائیں اور توبہ کریں تو اللہ تعالٰی بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے، اللہ تعالٰی بڑے علم والا حکمت والا ہے۔"

اسکی تلاوت نے ایک سحر باندھ دیا تھا وہاں موجود چند لوگ محصور ہو گئے تھے تھے اسکی آواز سے

وہ اس آیت میں اللہ کی اپنے بندے سے محبت دیکھ کر مسکرایا

اللہ کتنا مہربان اور خوبصورت ہے

اسکی آنکھ کا کونہ نم ہوا وہ روز کی ایک آیت پڑھتا اور سمجھتا تھا کے اللہ کیا کہنا چاہتا ہے اپنے بندے سے وہ دوسروں کو بھی یہی کہتا تھا

اکثر بات سنتے اور اکثر ہنس کے ٹال دیتے تھے

سورج نکل آیا تھا وہ قرآن پاک رکھ کر گھر کی طرف چل دیا

راستے میں نظر آتے کچھ مانگنے والوں کو دیکھا کر مسکرا کر چپ چاپ انکا ہاتھ بھر کے وہ گھر کے اندر داخل ہوا

کل کا یونیورسٹی کا دِن گھومنے پھرنے میں ہی گزرا تھا۔

کبھی ایک کلاس میں اور کبھی دوسری میں۔ کبھی ایک ڈیپارٹمنٹ اور کبھی دوسرا۔ سٹوڈنٹس بلکل نئے تھے اور کالج سے یونیورسٹی میں آئے تھے۔ تو اُنکو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہاں جانا ہے۔۔۔

ایسے بھی اُنکو یونیورسٹی کا ماحول کالج کے مقابلے میں بہت عجیب لگ رہا تھا۔۔۔ جدھر دیکھتے دو لڑکا لڑکی بیٹھے ہوتے یا گروپ کی صورتِ میں بہت سے لڑکیاں لڑکے آپس میں بیٹھے کچھ پڑھ رہے ہوتے یا بلند آواز میں قہقے لگا رہے ہوتے۔۔۔

زرمینہ کو یہ سب دیکھ لے بہت عجیب لگا۔۔ وہ تو کبھی گھر سے باہر ہی نہیں نکلی تھی۔ اور اچانک سے ایک نئ دنیا ۔اُس کو یہ سب بلکل سمجھ نہیں آرہا تھا آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے۔۔۔

بس وہ فضہ کے ساتھ اِدھر اُدھر چلتی رہی جدھر وہ لے کے جاتی وہ بھی ساتھ ہو لیتی۔ اور نظریں جھکائے بس چلتی رہتی۔

"اسلام علیکم ماں جی"

وہ نماز پڑھ کے سیدھا ماں کے پاس آیا کرتا تھا جو قرآن پاک کھولے اونچی آواز سے تلاوت کر رہی ہوتیں تھیں۔

ماں جی نے سر ہلاتے ہوئے مسکرا کے آنکھوں سے جواب دیا!!

وہ ابھی تلاوت ہی کر رہی تھیں اور وہ انکے پاس اُن کے پیروں میں زمین میں بیٹھا بڑے پیار سے ماں کی آواز میں تلاوت سن رہا تھا۔ اُس کو اُس کی ماں سے زیادہ کسی کے منہ سے تلاوت نہیں اچھی لگی تھی۔۔۔

ماں نے تلاوت مکمل کی قرآن پاک بند کیا دونوں آنکھوں سے باری باری لگایا اور چومتے ہوئے رکھنے لگی۔۔

"ماں جی مجھے دیں میں رکھتا ہوں قرآن پاک آپ آرام سے یہی بیٹھی رہیں"

وہ جلدی جلدی اٹھا اور قرآن پاک وہی پاس پڑی الماری پہ رکھا اور پھر ماں کے پاس آ کے بیٹھ گیا۔۔

اب وہ تسبی پہ کچھ پڑھ رہی تھیں۔ انھوں نے تسبی کو چوما اور پھر بیٹے کے سر پے باری باری پھونکا اور مسکرانے لگی۔۔۔

"وجی دیکھو کتنا کمزور ہو گے ہو تم اپنا خیال رکھا کرو، اتنا کام نہ کیا کرو کہ اپنی صحت ہی بھول جاؤ"

وہ بیٹے کے سر پہ ہاتھ پھیرتے
ہوئے فکر مندی سے کہے جا رہی تھیں!!!!!

توبہ توبہ ماں جی یہ دیکھیں زرا آپ میں کمزور ہو گیا ہوں؟ آپ تو چاہتی ہیں میں بلکل جان سینا بن جاؤں۔ اپنے بازو ماں کو دیکھاتے ہوئے ہسنے لگا۔۔۔۔۔وہ ویسے بھی بات بات پہ مسکراتا اور ہستا تھا۔ اُس کی عادت ہی ایسی تھی۔ ہمیشہ ہسنا اور مسکرانا۔۔ اور جب غصّہ آئے تو خود پہ نکال لیا کرتا۔ یا اگلے بندے پہ زور دے چیخا کرتا۔۔۔

"فاطمہ بیٹا جلدی سے ناشتہ لے آئو بھائی کو یونیورسٹی بھی جانا ہے"

وہ پانچ بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا۔ ۲ اُس سے بڑی بہنیں تھیں اور ۳ اُس سے چھوٹی۔۔۔

ساری بہنیں گھر پہ ہی تھیں۔ کسی کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ وہ سیدوں سے باہر شادی کر نہیں سکتے تھے۔ اور خاندان میں والد صاحب کسی کو دیتے نہیں تھے۔ اُس کی اکثر بہنوں کی وجہ سے والد صاحب سے بحث ہو جاتی تھی۔ وہ ہمیشہ یہی کہتا تھا بہنوں کی عمر چلی گی تو پھر کون کرے گا اُن سے شادی؟۔

وہ لاہور کے رہنے والے تھے۔ خاندان والوں سے اُن کی بنتی نہیں تھی تو وہ پچھلے ۵ سال سے مانسہرہ آئے تھے اور دھوڑھال میں رہائش پزیر تھے۔

آج یونیورسٹی کا دوسرا دن تھا آخر کار چل چل کے برا حال ہونے کے بعد اُن کو اپنا ڈیپارٹمنٹ میل ہی گیا تھا۔۔

کلاس شروع ہو چکی تھی۔

زرمینہ اور فضہ سب سے فرنٹ والی سیٹ پہ کونے میں بیٹھے بیٹھے۔

"یارا مجھ سے تو نہیں بیٹھے ہوتا پیچھے"

فضہ نے کرسی پہ بیگ رکھتے ہوئے کہا۔۔

"ہاں آگے بیٹھ کے جو تیر مار لیں گی نا آپ وہ بھی میں دیکھ لوں گی"

انھوں نے سرگوشی والے لہجے میں ایک دوسرے کو کہا۔۔

کیوں کے مم کلاس میں موجود تھی اور ہاتھ بھاندے سخت انداز میں کھڑی انتظار کر رہی تھیں کے سٹوڈنٹس پورے ہوں اور وہ کلاس شروع کریں۔۔۔

" Excuse me "

"?Can i sit here"

ان دونوں کے ساتھ والی کرسی خالی تھی۔

ایک دُبلی پتلی سی لڑکی نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کرسی کی طرف اِشارہ کیا۔

"Yes"

"Sure"

فضہ نے مسکراتے ہوئے بیٹھنے کا کہا۔۔اور پھر زرمینہ کے کان میں سرگوشی کرنے لگی۔

"یہ تو ایسے پوچھ رہی ہیں بیٹھنے کے لیے جیسے ہمارے ابا حضور کی یونی ہے"

چپ ہو جاؤ میم ہمیں ہی دیکھ رہی ہیں عینکوں کے نیچے سے۔۔

, So

"Students first of all your most welcome in Hazara university"

Then i want to introduce my self that you people have to know about your "

" subject teacher

"My name is mam samia"

"I did my matric in MPS"

"Fsc in degree college"

"Then bs in post graduate"

"یار انھوں نے تو آتے ہی پکانا شروع کر لیا ہے، اردو نہیں آتی ان کو جو نون اسٹاپ انگریزی میں لگی ہوئی ہیں۔

نہیں جاننا ہمیں آپ کے بارے میں یہ لیں ہاتھ جوڑتی ہوں چپ ہو جائیں"

فضہ نے اپنے گود میں رکھے ہاتھوں کو جوڑتے ہوئے اتنے آرام سے کہا کہ زرمینہ کے علاوہ کسی کو آواز نہیں آئی۔۔۔

"فضہ مر جاؤ تم چپ ہو جاؤ میم نے دیکھ لیا تو سچ میں ہاتھ جوڑنے پڑھ جائیں گے"

زرمینہ نے میم کی طرف دیکھتے ہوئے اتنے مہارت سے اُس کو کہا جیسے یہ میں کی بات بہت دیاں سے سن رہی ہے !!!!

"تم تو دفاع ہے ہی ہو جاؤ"

فضہ زرمینہ کو دفاع کر کے اب ساتھ کرسی والی لڑکی کی طرف ہوئی تھی۔

۔۔۔چونکہ انہوں نے نقاب لیے ہوئے تھے تو میم کو اندازہ نہیں ہو رہا تھا کے فضہ صاحبہ بول رہی ہیں۔۔۔

کیا نام ہے آپ کا؟

جی میرا؟

اُس نے اچانک فضہ کی طرف مڑتے ہوئے کہا جو بڑے دہان سے میم کا نا ختم ہونے والا انٹروڈکشن سن رہی تھی ---

" My name is tooba"

یہ کہے کر پھر وہ میم کی طرف مڑ گی اور بڑے دھیان سے اُن کی بات سننے لگی۔۔۔

یہ انٹروسن کے ہی زولو جسٹ بن جائیں گی اُس نے منہ بناتے ہوئے دل میں کہا اور اپنی کرسی کے ساتھ ٹیک لگا کے پیچھے ہو کے بیٹھ گی۔۔۔۔۔

وہ دو کلاسز لینے کے بعد بلکل پک چکے تھے۔اب اُن کا فری لیسن تھا۔۔۔وہ ڈیپارٹمنٹ کے باہر گارڈن میں آ کے بیٹھی جدھر وہ دھبلی پتلی سی لڑکی اکلی بیٹھی تھی۔۔

"یہ تو وہی ہے جو ہمارے ساتھ کلاس میں بیٹھی تھی نا"

ہاں وہی ہے فضہ نے برا سا منہ بنا کے کہا۔۔۔

وہ دونوں اُس کے پاس گئیں۔۔ "آپ یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہیں"

زرمینہ نے بڑے پیار سے اُس کو کہا۔

جی مجھے اکیلے بیٹھنے کا شوق ہے اُس نے مسکراتے ہوئے کہا اور نیچے دیکھنے لگ گئی۔۔۔

وہ دونوں اُس نے تھوڑا سا دور ہو کے وہی زمین پہ بیٹھ گئیں۔۔

"کیا ضرورت تھی تمھیں اُس سے بات کرنے کی؟" اُس نے منہ بھی نہیں لگایا نا آگے سے۔

فضہ نے منہ بناتے ہوئے زرمینہ کو کہا۔۔۔

"کوئی بات نہیں افت کی پڑیا کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے ہے اکیلے رہنے کی"

"ہوں ہوتی ہو گی"

یار قسم سے کتنے بور ٹیچر ہیں ادھر کے میں تو ایڈمیشن لے کے رو رہی۔۔۔ سب نے کتنا پکایا ہے۔۔۔ ابھی ایک کلاس رہتی ہے۔ میں نے سنا ہے کوئی میل ٹیچر ہیں۔۔۔۔ یار بس دعا کر زری کمزکم وُہ بندہ کچھ اچھا ہو۔۔۔

"یہ سر آ کیوں نہیں رہے یارا جی"

کیوں زری صاحبہ تنگ ہو گئی ہیں؟

"یارا پانچ منٹ ہو گئے ابھی بھی نہیں آئے ہیں سر۔ میرا دل ایسے ہی بس تنگ ہو رہا ہے عجیب سی بیچینی ہو ہو رہی ہے"

"کیا ہوا زری طبیعت تو ٹھیک ہے نا"

"ہاں یار ٹھیک ہوں چلو نا فضہ کلاس نہیں لیتے"

"کیا کہے رہی ہو تم؟"

بس یہ لاسٹ کلاس ہے اس کے بعد گھر زری بس تھوڑا سا اور یار۔ آج پہلی ہی کلاس بنک نہیں کر سکتے نا۔۔۔

"اوئے زری وہ دیکھ"

کیا ہوا؟

اُس نے آنکھیں اور منہ کھولے ہوئے فضہ کو دیکھا۔ جو اُس کو اشارہ کر کے بتا رہی تھی۔۔۔

اُس نے دروازے سے دوڑ کے آتے ہوئے اُس لڑکے کو دیکھا۔ جس نے ہاتھ میں موبائل اور دو تین کاغذ پکڑے ہوئے تھے۔

اُس نے بلیو جینز اور بلیک کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور مسکراتا ہوا کلاس میں آ رہا تھا۔۔۔ وہ بلیو جینز اور بلیک کوٹ میں انتہاء کا پر کشش لگ رہا تھا۔ اُس کے چہرے پہ چھوٹی چھوٹی داڑھی بہت جچ رہی تھی۔ جب بھی وہ مسکراتا تو اُس کا چہرہ کھکھلا سا جاتا اور داڑھی اور بھی خوبصورت لگتی۔۔۔

"خان صاحب"

زرمینہ نے اُس کو دیکھا اور بے اختیار اُس کے منہ سے نکلا خان صاحب!!!!!!

یار ایہ یہاں کیوں آیا ہے؟

یار جو کل میں نے جو باتیں سنائی تھیں شاید اُس کا بدلہ لینے آیا ہے۔ اور اُس کا وُہ کاغذ یار اففف وُہ بھی تو میں گھر چھوڑ آئی ہُوں۔۔۔ یار میں مری اب بس۔۔۔

"لیکن فضہ یہ تو دیکھو روسٹر پہ جا رہے ہیں شاید کوئی سینئر ہیں ہمارے کچھ بتانے آئے ہوں گے تم بس چپ کرو اور نیچے دیکھو, کچھ نہیں ہوتا خدا خیر کرے گا"

"اسلام علیکم"

اُس نے ایک نظر سب پہ ڈالی اور مسکراتے ہوئے سلام کیا۔۔اُن کی کلاس میں ۲۰ لڑکیاں اور ۱۵ لڑکے تھے سب نے سوئے ہوئے انداز میں سلام کا جواب دیا۔۔۔ لیکن لڑکیاں سامنے کھڑے پرکشش انسان کو دیکھ کے پلک جھپکنا بھول گئی تھیں جیسے۔۔۔

"لگتا ہے آج سب نے آپ لوگوں کو صحیح پکایا ہے۔میں بلکل بھی ایسا نہیں کروں گا"

اُس نے ہستے ہوئے اپنا موبائل دیکھا اور کلاس کو کہنے لگا۔۔

بیٔ مجھے اُتنی ہی انگلش آتی ہے جتنی آپ کو wild life آتی ہے۔وائلڈ لائف آپ کو کتنی آتی ہے؟

اُس نے سب کو دیکھ کے پوچھا!!!

"کلاس کے کچھ لڑکوں نے جواب دیا جناب تھوڑی سی"

"مجھے بھی انگلش تھوڑی سی ہی آتی ہے جتنی آپ کو wild life "

اُس نے مسکراتے ہوئے اُنکو دیکھ کے کہا۔۔۔

ابھی بھی کوئی نہیں سمجھا تھا وہ آخر ہے کون۔۔۔

جی تو سٹوڈنٹس آپ سب کو سید وجدان حسین شاہ کی طرف سے خوش آمدید، مولا آپ سب کو خوش رکھے یہاں اور میرے سبجیکٹ میں پاس ہونے کی توفیق دے"

"میں ہوں آپ کا وائلڈ لائف کا سبجیکٹ ٹیچر سید وجدان حسین شاہ"

آپ لوگ مجھے کسی بھی نام سے پکار سکتے ہیں۔لڑکیاں مجھے بہت نام دیتی رہتی ہیں۔۔۔ آپ کو بتاؤں گا جو بھی آپ کو اچھا لگے آپ وہی کہے دینا۔اُس نے شرارتی سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔۔

"اور پھر خود ہی بولا یہ مذاق تھا اچھا سیریز نہیں ہونا"

"ٹیچر"

کلاس میں سے ایک لڑکی فوراً سے بول پڑی جیسے سب کو بہت حیرت ہوئی اُس کو کچھ زیادہ ہی ہوئی تھی۔۔

"جی جی ٹیچر"

"نہیں لگتا نا میں ٹیچر"

"چھوٹا سا ہوں نا"

اُس نے مسکراتے ہوئے ایک ہے دفع میں اتنے سوال اُس لڑکی سے پوچھ لیے!!!

-

"وہ ایسا ہی تھا سٹوڈنٹس میں کھڑا ہوتا ہوا اسٹوڈنٹ ہی لگتا" بلکہ بعض اوقات سٹوڈنٹس اُس سے بڑے لگتے۔۔۔

اُس نے کلاس میں آتے ہی ایک پرسُرور سا ماحول بنا دیا تھا۔ صبح سے جو سارے سٹوڈنٹس تنگ ہو رہے تھے ایک دم سے فریش ہو گے۔۔۔

وہ کلاس میں کھڑا ہوا ٹیچر لگ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ وہ تو دوستوں کی طرح باتیں کر رہا تھا، ہسی مذاق، خود ہسنا دوسروں کو ہسنا۔

"اگر اُس کو کوئی محفل کی جان کہتا تو کون سا غلط کہتا؟"

کلاس روم کا ماحول اُس نے اپنی موجودگی سے اتنا خوشگوار بنا دیا تھا کے سب اُس کو ہی دیکھتے رہے۔۔۔ وہ ابھی تک روسٹر سے ہٹا نہیں تھا۔ اُس کی کچھ عادت تھی وہ کلاس سے بات کرتے وقت اپنا موبائل دیکھا کرتا۔ ابھی تک اُس نے کلاس میں سب سٹوڈنٹس کو پوری طرح نہیں دیکھا تھا۔۔۔

"اچھا تو پڑھنا شروع کریں"

"یا گپ شپ ہی......"

اُس نے بات آدھی چھوڑی اور سب پہ سرسری سی ایک نظر ڈالی۔ اُس کا انداز ایسا تھا کہ کوئی یہ نہیں کہے سکتا تھا نہیں سر آج بس گپ شپ کرتے ہیں۔۔ وہ ایک دم سے سنجیدہ ہوا تھا۔ جیسے اُس نے ہسی مذاق بس سٹوڈنٹس کو جاگنے کے لیے ہی کیا ہو۔

"ایک بات میری یاد رکھیے گا"

"میں اسٹڈیز میں کوئی کمپرومائز نہیں کرتا کسی قِسم کا بھی۔ اگر آپ سب نے پاس ہونا ہے تو پڑھنا پڑے گا۔ اور پڑھنے کے لیے کلاس میں سیریز ہونا پڑے گا۔ ہاں گپ شپ ہم ساتھ ساتھ لگاتے ہی رہیں گے"

"اُس کے سنجیدہ ہوتے ہوئے چہرے پہ ایک بار پھر سے مسکراہٹ آئی اور وہ مسکراتے چہرے کے ساتھ بولتا رہا۔ سٹوڈنٹس کو پتا چل ہی گیا تھا۔ سید وجدان حسین شاہ کے مسکراتے چہرے پہ جائیں گے تو بہت بڑا نقصان اٹھائیں گے۔۔۔ اُن کو پڑھنا پڑے گا۔ اور دوسرے سبجکٹس کے مقابلے میں زیادہ پڑھنا پڑھے گا۔۔۔

آدھا وقت تو آپ لوگوں کی باتوں میں ہی گزر گیا ہے۔ تھوڑا بولا کرو یار۔ اُس نے شرارتی سے انداز میں ہاتھوں میں پکڑے کاغذ اوپر نیچے کی۔۔۔۔۔

"جی تو سٹوڈنٹس اب اٹنڈنس لگوا لیں"

"جس کا بھی میں نام بولوں وُہ اپنا ہاتھ اوپر کرے گا"

"ٹھیک ہے نا"

"نہیں ٹھیک اللہ جی نہیں ٹھیک"

فضہ نے نظریں نیچے کر کے خوفزدہ سے آرام سے بولا۔۔۔۔

"تمھیں کس نے بولا تھا تم پنگے لو۔ اب دیکھنا ہمیں پورا سیمسٹر بکتنا پڑے گا"

زرمینہ نے فضہ کو دیکھتے ہوئے خود بھی کافی پریشانی کے عالم میں اُس کو کہا۔۔

"مجھے کیا پتہ تھا یہ سید وجدان حسین شاہ ہمارا ٹیچر ہو گا"

"اللہ جی بس آج بچا لینا پلیز"

رول نمبر ون "مدثر":

Present sir

رول نمبر ۲ " وجیہہ "

"Present sir"

وہ باری باری سب سٹوڈنٹس کے نام اور رول نمبر بولتا ہوا اُنکو دیکھ رہا تھا۔اُس کا حافظہ بہت کمال کا تھا ایک نام جب ایک دفعہ سن لے تو کبھی نہیں بھولتا تھا۔تب ہی وہ ساتھ ساتھ سٹوڈنٹس کو دیکھ رہا تھا تاکہ وہ اُس کو یاد رہیں۔۔۔

"رول نمبر ۱۲ "

اُس نے مسکراتے ہوئے رول نومبر کے بعد نظریں اوپر کیں وہ نام لینے ہی والا تھا کہ زرمینہ نے اپنا ہاتھ اوپر کیا ۔اور جھکی ہوئی نظروں سے پرسنٹ سر بولا"

وہ حجاب میں لڑکی، وہی سفید چادر کیے ہوئے.اُس کے بلکل سامنے تھی جس کا عکس اُس کو کل سے ہر جگہ نظر آرہا تھا۔۔وہی خوبصورت آنکھیں جس کو اُس نے بس ایک لمحے کو دیکھا تھا۔وُہ شاید اُن آنکھوں کو دوسری نظر کبھی دیکھ بھی نہیں سکتا۔

۔۔اُس نے بس ایک لمحہ صرف ایک لمحہ اُس کو دیکھا، اُس کو لگا وہ سانس لینا بھول جائے گا۔یہ تو وہ بھول ہی گیا تھا وہ کدھر کھڑا ہے۔

اُس کے ہاتھ سے بے اختیار پین نیچے گرا اور وہ اچانک سے چونکا۔۔۔

"یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ مجھ پہ رحم کر میرے مالک"

اُس نے ایک لمحے کو اپنی آنکھیں بند کی اور دل ہی دل میں دعا مانگی۔

اُس کو لگ رہا تھا وہ اب مزید وہاں نہیں روک سکے گا۔ مزید کچھ بول نہیں سکے گا۔ اُس کے دل کی دھڑکن روکنے لگی تھی۔۔۔ ماتھے پہ پسینہ سامنے نظر آ رہا تھا۔ اُس کو لگا جیسے اُس کے دل کو کسی نے پکڑ کے زور سے دبایا ہے۔ کسی نے اُس کے دل کو اپنی مٹھی میں زور سے پکڑ لیا ہے اُس کی گرفت اتنے مضبوط ہے کے وہ چاہ کے بھی اب کچھ نہیں کر سکے گا۔ وہ چاہ کے بھی خود کو آزاد نہیں کر سکے گا۔

۔سٹوڈنٹس آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے یہ اچانک سر کو کیا ہو گیا ہے۔

۔اُس کا رنگ بلکل بلکل اُڑ چکا تھا۔ کچھ دیر پہلے کا کھلا تا چہرہ بلکل بھوج چکا تھا۔۔۔ مسکراہٹ کی جگہ چہرے پہ پسینہ نے گھر کر لیا تھا۔۔

? Sir are you allright

مدثر نے اُس کی حالت دیکھتے ہوئے اُس سے کھڑے ہو کے پوچھا۔۔

اُس کی آواز پہ وہ ایک دم سے اُس خسار سے باہر آیا۔۔۔

"Yes I am allright"

ان کچھ لمحوں کا تسلسل ٹوٹا وہ ہوش کی دنیا میں آیا۔۔

خود کو سمبلانے کی کوشش کی

خود کو نارمل کیا

اُس نے پھر سے ایک دفعہ رول نمبر ۱۲ بولا۔

۔اُس نے رول نمر ۱۲ تو بولا تھا مگر اُس کے آگے نام بولنے کی اُس کی ہمت نہیں ہوئی۔

بغیر اُس کا نام بولے وہ رول نمبر ۱۳ پہ گیا اور بغیر کسی کو دیکھے اٹنڈنس لگا تا رہا۔۔۔

گھر آتے ہی وہ اپنے کمرے میں گیا، لیپٹوپ کا بیگ چھوڑا، ہاتھ سے گھڑی اُتاری۔ بیڈ پہ بیٹھ کے جوتے اُتارے اور وہیں پہ خود کو پیچھے کیا ٹانگیں بیڈ سے نیچے کر کے لیٹ گیا۔

اُس کو لگا جیسے آج وہ بہت تھکا ہے، اُس نے بہت زیادہ کام کیا ہے۔۔ اُس نے اپنی آنکھیں بند کیں۔ بازوں آنکھوں پہ رکھا۔۔۔

آنکھیں بند کرتے ہی حجاب والی صورت کا سراپا اُس کے سامنے گھوما!!!!

وہ فوراً اٹھ کے بیٹھا!!

"یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ "

"میں نے زندگی میں اتنی لڑکیوں سے بات کی ہے کیسی کی صورت میرے سامنے نہیں آئی، پھر یہی لڑکی کیوں؟ آخر کیا تعلق ہے میرا اس سے ؟ کون ہے یہ لڑکی ؟ یا خدا مجھ پہ رحم کر۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ لڑکی میرے ذہن پہ سوار ہو جائے "

وہ اٹھا اور جلدی جلدی وضو کیا۔ نماز پڑھنے کھڑا ہوا۔ بار بار اُس لڑکی کا نقاب والا چہرہ اُس کے سامنے آتا۔ بار بار نماز توڑتا اور پھر پڑتا۔

اتنی کوششوں کے بعد بھی وہ آنکھیں اُس کے سامنے سے نہیں ہٹیں۔۔۔

"کون ہو تم آخر کون ہو تم جواب میری نمازوں میں بھی آنے لگی ہو؟"۔

"اُس نے جنجلاتے ہوئے کہا۔۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے صرف ایک بار دیکھنے سے فقط ایک لمحے کی ملاقات سے کوئی کسی کے ذہن پہ کیسے سوار ہو سکتا ہے. جب کے وہ لڑکی میری سٹوڈنٹ ہے "

"یا اللہ میں کیا کروں گا؟ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ"

نماز میں ناکامی کے بعد اُس نے قرآن پاک کھولا اُس نے سوچا وہ قرآن پاک میں مگن ہو گا تو شاید وہ لڑکی اُس کے ذہن سے ہٹ جائے،

اُس نے قرآن پاک کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔

ترجمہ:

"اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم و کرم تم پر نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا شفیق و رحیم ہے (تو یہ چیز جو ابھی تمہارے اندر پھیلائی گئی تھی بدترین نتائج دکھا دیتی)"

القرآن - سورۃ نمبر 24 النور - آیت نمبر 20

،وہ ہمیشہ قرآن پاک سمجھ کے پڑھتا تھا۔ آج اُس نے آیت پڑھی پھر ترجمہ پڑھا۔۔۔

اور آنکھیں بند کر لی۔ جیسے وہ اس آیت کا مطلب سمجھ رہا ہو، وہ سمجھنا چاہتا ہو خدا نے کیا کہا ہے۔

۔ جیسے ہی اُس نے آنکھیں بند کیں وہ حجاب والی صورت پھر سے اُس کے سامنے آئی۔ وہ فوراً آگے ہوا آنکھیں کھولی۔ اور پھر سے پڑھنے لگا۔

ایک بار پھر ایسا ہوا!!!!۔

اس وقت وہ بری طرح سے ہار گیا تھا۔۔۔

"یا اللہ مجھ پہ رحم فرما"

اُس نے اوپر دیکھا اور اپنی کپکپاتی آواز سے آنسوں لیے دعا کرتا رہا۔۔

"یا اللہ مجھ پہ رحم فرما"

"میرے دل سے یہ بوجھ ہٹالے، میں تیرا کمزور سا بندہ اتنا بھوج اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا، میں ایک پاکیزہ لڑکی کو اپنی آنکھوں میں نہیں رکھنا چاہتا، وہ میرے خیالوں میں کیوں آتی ہے۔اُس کا حجاب میں لپٹا چہرہ مجھے کیوں پریشان کرتا ہے۔۔

یا خدا میں اُس قابل نہیں ہوں وہ مجھے دکھائی دے۔ مجھ پہ اپنا رحم کر۔۔"

اب وہ باقاعدہ بچوں کی طرح روتے ہوئے اللہ کے سامنے گھڑگھڑانے لگا۔ اور وہیں زمین پہ لیٹ گیا۔ جیسے کوئی روگ لگا ہو۔

"زرمینہ گل پڑھائی کیسی جارہی ہے تمھاری"

کھانے کے دستر خوان پہ باباجان نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا!!!!!

وہ سب کھانا ساتھ ایک دستر خوان پہ کھاتے تھے۔ اگر ایک بندہ بھی لیٹ ہو جائے تو اُس کا بھی انتظار ہوتا تھا۔

امی اور زرمینہ ایک پلیٹ میں کھاتے، دونوں بھائی ایک پلیٹ میں اور باباجان کے لیے الگ پلیٹ میں۔ اور دادی اماں اپنے تخت پوش پہ ہی کھاتی تھیں۔۔

"جی باباجان پڑھائی اچھی جارہی ہے میری"

یہی وقت ہوتا تھا جب سارے بچے اپنے باپ کے سامنے بیٹھتے تھے۔ ورنہ تو وہ اُن کے سامنے بھی نہیں آتے تھے۔

۔۔یہ نہیں ہے کے ابراہیم صاحب بہت سخت تھے۔۔۔ بس بچوں میں اور اُن میں لحاظ کی ایک بہت بڑی دیوار تھی ۔اُن کو بہت برے لگتی تھیں وہ اولادیں جن کو پتا ہی نہ ہو یہ جو سامنے بیٹھا ہے یہ ہمارا باپ ہے۔

اُن کو شدید نفرت تھی اُن بچوں سے جن کے سامنے ماں باپ بیٹھے ہوں اور وہ مسلسل موبائل میں لگے ہوں۔۔۔

تب ہی وہ اپنی اولاد کو اتنا سر پہ نہیں چھڑاتے کہ اُنکو پتا ہو سامنے بیٹھا شخص ہمارا باپ ہے۔

"سلطان بہن کو تم ہی لے کے جاتے ہو نا؟"

اب وہ بیٹے سے مخاطب ہوئے تھے !!!!

".جی بابا جان لے کے بھی جاتا ہوں اور واپسی پہ لے کے بھی میں ہی آتا ہوں"

"ٹھیک ہے"

"رقیہ بیگم آج کھانے کے بعد حلوہ بنانا ہے"

بیوی کو بول کے وہ اٹھ کے چلے گئے۔۔۔

اور اس کے بعد سب اُٹھتے گے۔اُن کا اصول تھا جب تک باپ دستر خوان پہ موجود ہے کوئی دوسرا پہلے نہیں اٹھے گا!!!!

وہ آج پوری رات نہیں سویا تھا، رات اُس کی یوں ہی جاگتے ہوئے گزری۔اُس کو لگا وہ اگر ایک دفعہ اور اُس لڑکی کو دیکھے گا تو پاگل ہو جائے گا۔

وہ کبھی بیٹھ جاتا کبھی ٹہلنے لگتا۔۔اور کبھی کھڑکی کے پاس جا کے کھڑا ہو جاتا۔

اب کی بار وہ بیڈ پہ لیٹا اور پکا ارادہ کیا اب بس وہ سوئے گا۔۔۔

اُس نے آنکھیں بند کیں۔اُس لڑکی کا سراپا پھر آنکھوں کے سامنے گھوما۔مگر اُس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔

اب کی بار وہ اسکو خود سوچنے لگا تھا!!!

اُس کی خوبصورت آنکھیں اب اُس کو پریشان نہیں کر رہی تھیں۔اُس کا ذہن پر سکون ہوا تھا۔

ایک لڑکی کے پیچھے کھڑی ہوئی وی، چہرے پہ نقاب لیا ہوا۔حجاب ایسے لیا ہوا کے بس آنکھیں ہی نظر آئیں ۔کندھوں پہ سفید چادر۔ مسلسل دوسری کا بازوں دباتے ہوئے۔ڈری ہوئی آنکھیں۔ جُھکی ہوئی نظریں۔

وہ کیسی آنکھیں تھیں۔جو مجھے ایک لمحہ میں اپنا اسیر کر گئیں۔

اُس کو لگا وہ شہزادی ہے کوئی۔وہ اس دنیا کی ہے ہی نہیں۔اُس نے اتنی خوبصورت اتنی حسین لڑکیاں دیکھی ہیں ۔۔مگر حجاب والی سے حسین آج تک اُس نے کوئی لڑکی نہیں دیکھی۔۔۔

"یہ کیا سوچ رہا ہے تو وجدان"

وہ اٹھ کے اچانک سے بیٹھا۔

"تو ایک پاکیزہ لڑکی کو سوچ بھی کیسے سکتا ہے"

"تو اس قابل ہے کے تو اُس کو سوچے تیرا ماضی۔۔۔۔۔۔"

"خود کو اُس کی پاکیزگی سے دور رکھ۔۔۔۔مت سوچ اُس کو"۔اُس کا ضمیر اُس کو جنجوڑنے لگا۔وُہ ایک دم اٹھا ۔۔۔اُس کو لگا وہ مزید ایسے ہی بیٹھا تو پاگل ہو جائے گا۔۔۔

"میں نہیں سوچنا چاہتا تمھیں مت ائو میرے خالیوں میں مت تنگ کرو مجھے۔بخش دو مجھے"

اُس نے اپنا سر اپنی ہتھیلیوں پے رکھا اور خود سے باتیں کرنے لگا۔

اُس نے گھڑی پہ ٹائم دیکھا۔

۲:۳۴ منٹ ہوئے تھے۔۔۔وہ اٹھا لیپتوپ کھولا اور کام کرنے لگ گیا۔وہ خود کو مصروف رکھنا چاہتا تھا تا کے وہ لڑکی اب اُس کے خیالوں میں نہ آے۔

اُس نے سوچ لیا تھا کل اُس نے کیا کرنا ہے کیسے اُس لڑکی کے خیالوں سے پیچھا چھڑانا ہے۔

"Excuse me sir"

"Can I enter

وہ آج اپنے معمول سے جلدی یونیورسٹی آیا تھا۔اور سیدھا پرنسپل کے آفس آیا۔۔

"جی جی وجدان تشریف لائے"

"خیریت تو ہے نا آج صبح صبح میرے آفس آپ"

"جی سر سب خیریت ہے"

وہی مخصوص انداز میں مسکرا کے اُس نے پرنسپل کی خیرت کا جواب دیا۔۔ مگر اب وجدان حسین شاہ کی آنکھیں اُس کی مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دیتی تھیں۔۔۔وہ پوری رات نہیں سویا تھا۔اُس نے سوچ لیا تھا صبح ہوتے ہی وہ پرنسپل کے پاس جائے گا۔۔۔

"سر مجھے ایک ریکویسٹ کرنی ہے آپ سے"

"جی وجدان بولیے"

"سر اگلی میں فرسٹ سیمسٹر زولوجی کے سٹوڈنٹس کی کلاس نہیں لینا چاہتا"

"کیوں وجدان کیا ہوا ہے کیوں نہیں لینا چاہتے آپ"

اُن کو دوسری بار وہ حیران کر رہا تھا۔ایک بار صبح صبح اُن کے آفس آ کے اور ایک بار اب۔

"آپ تو بہت شوق سے نیو سٹوڈنٹس کی کلاس لیتے تھے اور سٹوڈنٹس بھی ہمیشہ آپ سے ہی اٹیچڈ رہے ہیں۔تو اب پھر کیا ہوا کے آپ کلاس نہیں لینا چاہتے"

"وہ اب اُن کو کیا بتاتا وہ کیوں کلاس نہیں لینا چاہتا، وہ خود کو کیوں دور رکھنا چاہتا ہے۔وہ کس اذیت میں ہے"

وہ اب اپنی نظریں جُھکا کے بات کرتا تھا اُس کو ڈر تھا کہیں اُس کی آنکھوں میں وہ حجاب والا چہرہ کوئی دیکھ نا لے!!!!!!

آج وہ وجدان کا ایک الگ روپ دیکھ رہے تھے جیسے اُس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ یہ وہ وجدان تو ہے ہی نہیں جو کل تک تھا!!!!

انھوں نے غور سے اُس کو دیکھا جیسے وہ ڈر رہا ہو جیسے بہت بڑی پریشانی میں ایک دم آگیا ہو۔

وجدان آپ کو پتہ ہے میں آپ کو اپنی فیکلٹی کے ممبر کی حثیت سے نہیں لیتا۔ آپ مجھے میرے بیٹوں کی طرح عزیز ہیں۔ آپ کی کوئی بات میں نہیں ٹال سکتا۔

مگر آپ خود سوچیں ابھی ہی سٹوڈنٹس آئے ہیں اور ہم اُن کو ایک دم سے نیو ٹیچر کیسے دے سکتے ہیں۔ فرسٹ سیمسٹر میں آپ کی کلاس رکھنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ سٹوڈنٹس ایک دم آپ سے اٹیچڑ ہو جاتے ہیں اور ہمیں آگے چل کے سٹوڈنٹس کی طرف سے جو بھی مسئلہ ہو۔ آپ باسانی اُس کو حل کر لیتے ہے۔ کیوں کے سٹوڈنٹس آپ کی عزت ہی اتنی کرتے ہیں۔ جہاں پے آپ سٹوڈنٹس کو سمجھتے ہیں وہاں کوئی نیو ٹیچر نہیں سمجھے گا۔ مجھے پتا ہے ایک کلاس لینے سے ہی آپ نے سٹوڈنٹس کے دل میں اپنے لیے ایک خاص جگہ بنالی ہو گی۔۔۔

"آپ بس ایک مہینہ میرے کہنے پے کلاس لے لیں پھر بیشک چھوڑ دیں"

یہ آخری بات بس انھوں نے اُس کو ٹالنے کے لیے کہی تھی اُن کو پتا تھا وہ ایک مہینے بعد خود ہی اپنے سٹوڈنٹس سے اتنا اٹیچید ہو جائے گا کے میرے کہنے پہ بھی کلاس نہیں چھوڑے گا اور نہ ہی اُس کے سٹوڈنٹس اُس کو کلاس چھوڑنے دیں گے۔!!!!!!

وہ خاموشی سے نظریں جھکائے اُن کی باتیں سنتا رہا۔ اور پھر اٹھ کے باہر آگیا۔ اُس کے دل پہ اب پہلے سے زیادہ بوجھ ہونے لگا تھا۔ اُن نے تو سوچا تھا وہ دور رہے گا اُس لڑکی سے تو وہ اُس کے خیالوں میں بھی ائے گی مگر اب۔

"وجی کیا ہوا ہے تمہیں"

"کوئی پریشانی ہے؟"

"کوئی مسئلہ ہے تو مجھے بتاؤ؟ تم کب سے اپنی بہن سے باتیں چھپانے لگے ہو۔ تم جانتے ہو ناوجی ہم بہن بھائی سے زیادہ اچھے دوست ہیں۔ تو پھر ایسا کیا ہو گیا ہے جو تم مجھے بھی نہیں بتا سکتے۔۔۔ ایسا کیا ہوا ہے وجی جس نے تمھاری آنکھوں کی چمک، تمھارے چہرے کی ہسی چھین لی"

فاطمہ رات کو دودھ کا گلاس لے کے وجدان کے کمرے میں آئی تھی، وہ لیپٹوپ لیے کچھ کام کر رہا تھا۔ بہن کے آتے ہی سب کچھ چھوڑ دیا اور ہلکا سا مسکرایا۔ وُہ اپنی ہر بات فاطمہ سے کیا کرتا تھا۔۔ وجی کی زندگی کا ہر راز اسے پتا تھا۔۔ وُاس کی بہن سے زیادہ اُس کی راز دار تھی۔۔۔۔

آج وہ بے حد فکر مند تھی صبح سے سوچ رہی تھی کب رات ہو گی اور کب وہ اُس سے پوچھے گی۔۔ اُس کی پریشانی مزید اُس وقت ہوئی تھی جب دن کے کھانے پے اُس نے نظریں اٹھا کے کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ امی کے اتنے پوچھنے پہ بھی بس یہی جواب دیا تھا کہ یونیورسٹی میں بہت کام تھا تھک گیا ہوں۔

"وجی"

"کیا سوچ رہے ہو تم"

اُس نے اُس کے ماتھے پہ پیار سے ہاتھ رکھا وہ بڑی بہن سے زیادہ اُس کے لیے ماں کا درجہ رکھتی تھیں۔

وہ بے بسی سے بہن کی طرف دیکھنے لگا۔ اور پھر ایک دم سے نظریں جُھکا لیں۔

لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بات کرنے والا سید وجدان حسین شاہ اب نظریں جھکا کے بات کرنے لگا تھا۔۔ وُہ یہی سوچتا تھا وہ نظر اُٹھا کے بات کرے گا تو کوئی اُس حجابِ والی صورت کو اُس کی آنکھوں میں نا دیکھ لے

"آپی آپ میرے لیے دعا کرتی ہوتی ہیں نا؟"

اتنے وقت کے بعد وہ بہن سے بس یہی بول سکا تھا۔۔۔

فاطمہ نے اُس کا چہرہ بہت غور سے دیکھا اُس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا، اُس نے نظریں اٹھائی۔۔۔

اُس کی تو آنکھوں کی دنیا اُجڑ گی تھی۔۔۔بہن کو لگا جیسے اُس کا کلیجہ کسی نے نکال لیا ہو۔اُس کے پیٹ میں بل پڑھے ۔جیسے اُس کے اندر سے اُس کو شدید درد ہو رہا ہو۔

اُس نے اُس کا چہرہ اوپر کیا اور اُس کو دُکھ کے ساتھ دیکھتی رہی۔جیسے دیکھ رہی ہو اُس کے بھائی کے اندر کیا ٹوٹا ہے۔

اُس نے فوراً سے نظریں جُھکا لیں، بہن نے ایک بار پھر اُس کا چہرہ اوپر کیا۔

"وجدان میری طرف دیکھو"

وہ اُس کو ہمیشہ وجی کہتی تھی آج وجدان کہا تھا!!!!

اُس کو لگا اُس کی بہن نے اُس کی آنکھوں میں اُس لڑکی کو دیکھ لیا ہے۔

اُس کی آنکھوں میں اُس لڑکی کی آنکھیں دیکھ لی ہیں۔

وہ ایک دم سے ڈرا۔

ایک دم سے آنکھیں نیچے کیں۔

"کیا ہو گیا ہے آپی آپ کو"

بلکل ٹھیک تو ہوں میں، آپ بھی نا بس ایسے ہی پریشان ہوتی رہتی ہیں"

اُس نے اوپر اوپر سے مسکراتے ہوئے بہن کے ہاتھ آرام سے نیچے کیا اور laptop کھول لیا۔جیسے وہ بہن کے سوالوں سے بچنا چاہتا ہو۔اُس کی نگاہیں اُس کو بیچین کر رہی تھیں۔

"وجدان تمھیں محبت ہو گئی ہے"

بہن نے بغیر کوئی چہرے پہ تاثر دیئے اُس کی طرف بہت غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے اُس نے سچ میں اُس کی آنکھوں میں اُس لڑکی دیکھ لیا ہو۔ جیسے وہ اس بات کی تصدیق چاہتی ہوں۔۔۔۔۔۔

اُس نے بہن کی بات سنتے ہی لیپ ٹاپ سے نظریں اوپر کیں۔۔۔ انگلیوں نے ایک دم حرکت روک دی۔۔۔ دل کی دھڑکن ایک دم تیز ہو گی۔ اُس کو لگا جیسے وہ۔ اُس کا بہت بڑا جرم پکڑا گیا ہے۔ اُس نے بہن کی طرف دیکھا۔۔۔۔

اُس کو تو خود نہیں پتا تھا، محبت ایسے ہوتی ہے۔ وہ تو بس یہ سمجھتا تھا وہ لڑکی اُس کے خیالوں میں آتی ہے۔ وہ اُس سے محبت کیسے کر سکتا ہے۔ کیا اسے کہتے ہیں محبت۔۔۔۔

اُس نے تو بہت ساری لڑکیوں سے باتیں کی ہیں۔ جانے کتنی لڑکیوں سے محبت کا اظہار بھی کیا ہو۔۔۔۔۔

اگر محبت ایسی ہوتی ہے تو وہ کیا تھا جو وہ کرتا آیا تھا۔۔۔۔۔۔

"وجدان"

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں کیا تمہیں کسی لڑکی سے محبت ہو گی ہے"

وہ ایک دم ہوش کی دنیا میں آیا۔۔۔ اُس نے پکڑے جانے پہ خود کو بچانے کی ناکام کوشش کی۔

"آپی آپ اپنے بھائی کو نہیں جانتی اُس نے ایک زور دار قہقہہ لگایا"۔

"آپ کے بھائی کے لیے تو لڑکیاں دیوانی ہیں آپ کا بھائی کیوں کسی سے محبت کرے گا"

اُس نے اس انداز میں کہا کہ بہن مطمئن ہو جائے۔۔۔ یا شاید وہ بہن سے زیادہ خود کو مطمئن کرنا چاہتا تھا۔

"پکا نا وجی ایسی کوئی بات نہیں ہے"

اُس نے اُن کے چہرے کو، اُس کی آنکھوں میں چھپے درد کو بہت غور سے دیکھا تھا۔

"وہ مطمئن تو کسی صورت نہیں ہوئی تھیں۔ مگر پھر بھی بھائی کی بات مان لی تھی۔ کیوں کے وہ جانتی تھی کچھ بھی ہو وُہ اُسے ضرور بتائے گا"

تب تک وہ وجی سے کچھ نہیں پوچھیں گی۔ اُس کو مزید دُکھ نہیں دیں گی۔

"اچھا اب سو جاؤ وجی, بہت رات ہو گئی ہے تم کل بھی نہیں سوئے"

"جی آپی بس سوتا ہوں آپ سو جائیں"

بہن نے اُس کا ماتھا چُوما اور فکر مندی کے عالم میں وہاں سے نکل گئی۔

اور وہ بہن کو جاتے ہوئے دیکھنے لگا!!!!!!!!!

"آج چائے کس نے بنائی ہے"

"میں نے اپنے ان کومل ہاتھوں سے"

سلطان نے چائے کا ایک سیپ لیتے ہوئے پوچھا اور زرمینہ نے بہت فخر سے بتایا!!!!!

بابا جان لاہور کسی کام سے گے ہوئے تھے اور وہ سب بہن بھائی دادی اماں کے کمرے میں بیٹھے تھے۔۔۔۔

"تب ہی پینے کے قابل نہیں"

اُس نے برا سا منہ بنایا!!!

"ہاں تو نہ پئیں نا"

"لائیں مجھے دیں اپنا کپ"

"ارے نہیں نہیں اب میری بہن اتنے پیار سے اپنے کومل ہاتھوں سے بنا کے لائی ہے تو میں واپس کر دوں ایسا کیسے ہو سکتا ہے"

"دادی اماں میں نے چائے اچھی نہیں بنائی؟"

وہ اُس سے منہ بنا کے دادی اماں کی طرف موڑی، اُس کو پتا تھا کوئی اُس کی سائڈ لے نا لے دادی اماں نے ضرور اُس کا ساتھ دینا ہے!!!!

"مڑا مجھے تو تمہارے ہاتھ کا زہر بھی میٹھا لگے گا یہ تو صرف چائے ہے"

"ہائے میرے دادا ابا کی شہزادی"

اُس نے شوخے سے انداز میں کہا!!!!!

"چپ شیطان"

"دادی اماں اُس کی اس بات پہ اکثر شرما جایا کرتی تھیں"۔

"دادی اماں یہ تو ناانصافی ہے نا"

"سو میں سے بس دس نمبر کی حقدار ہے یہ چائے دس بھی تب ہی دے رہا ہوں کیوں کے بہن ہو ورنہ تو ایک نمبر بھی نہ تھا، کیوں لالا گل؟"

"اُس نے شہاب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ آنکھ مار کے سمجھایا اُس کو کیا کرنا ہے"

"اب سلطان میں کیا بولوں زری خفا ہو جائے گی"

"اُس نے مسکراہٹ کو چھپاتے ہوئے چہرے پہ مصنوئی سی اُداسی لائی اور چائے کا کپ دیکھتے ہوئے کہا"

ہاں ہاں لالا گل آپ بھی ساتھ ہو جائیں انکے جب آپ دونوں کی بیگمات چائے بنا کے لائیں گی نا تب میں بھی ایسے ہے نمبر دیا کروں گی اور اُس وقت آپ پتا ہے کیا بولیں گے واہ بیگم آج تو آپ نے کمال کی چائے بنائی ہے بلکل شیدہ چائے والے کے ہوٹل کی طرح"

وہ جو کب سے ہسی دوبا کے بیٹھے تھے ایک دم ہسنے لگے۔۔

اماں اب دیکھ لیں آپ کے بیٹے بیگم کے ذکر پہ کیسا کھکھلا کے ہستے ہیں۔۔۔اُس نے منہ بنیا اور دادی اماں کے کندھے پے سر رکھ کے بیٹھ گئ"

"وجدان تمھیں محبت ہو گئ ہے"

آپی کیا کہے گی ہیں؟ کیا یہ محبت ہے؟ کیا اُس کو محبت کہتے ہیں؟

نہیں نہیں یہ کوئی محبت نہیں ہے۔۔۔میں نے اتنی لڑکیوں سے بات کی ہے۔اتنی لڑکیاں مجھ سے بات کرنے کے لیے مرتی ہیں۔۔۔مجھے ان سے تو محبت نہیں ہوئی کبھی۔۔۔اتنی لڑکیوں کے ساتھ وقت گزارا ہے میں نے مجھے تو کبھی وہ خیالوں میں نہیں آئی۔یونیورسٹی میں اتنی لڑکیاں میرے ارد گرد ہوتی ہیں۔۔۔مجھے اُن سے تو کبھی محبت نہیں ہوئی۔

اور یہ لڑکی جس کو میں نے ایک بار بھی نظر اُٹھا کے صحیح سے نہیں دیکھا۔جو حجاب اور چادر میں لپٹی ہوتی ہے۔۔۔۔جس کو میں نے دیکھا ہی نہیں مجھے اُس سے کیسے محبت ہو سکتی ہے۔۔۔۔میں کیوں اُس کے سامنے کھڑے ہو کے اپنے ہوش کھو بیٹھتا ہوں۔۔۔اُس کی آنکھیں۔۔۔۔میں نے تو اتنی خوبصورت آنکھوں والی لڑکیاں دیکھی ہیں پھر وہ میرے خیالوں میں کیوں نہیں آئیں۔۔۔۔۔یہ لڑکی ہی کیوں؟ کون ہے یہ لڑکی جو مجھے راتوں کو سونے نہیں دیتی۔۔کون ہے یہ جو میرے ذہن سے نہیں اتر رہی۔

"آپی کی بات سن کے مجھے عجیب سا ڈر کیوں لگا تھا" کیوں میرے دل کی دھڑکن بے قابو ہو گئ تھی۔۔۔کیوں مجھے لگ رہا تھا جیسے میری چوری پکڑی گی ہو۔۔۔۔کیوں میں مجرم نا ہوتے ہوئے بھی مجرم بن رہا تھا۔آخر کیوں؟ کیا مجھے واقعی اُس سے۔۔۔۔۔۔۔

نہیں نہیں مجھے اُس سے محبت نہیں ہو سکتی۔مجھے اتنی پاکیزہ لڑکی سے محبت ہو ہی نہیں سکتی۔

"میں نے زندگی میں کوئی اچھا کام نہیں کیا جو مجھے ایسی لڑکی ملے مجھے ایسی لڑکی سے محبت ہو"

اُس کو عجیب سی وحشت ہونے لگی۔۔اُس کو لگا اُس کے دماغ کی رگیں اب تھوڑی دیر میں پھٹنے لگیں گی۔۔۔وہ پاگل ہو جائے گا!!!!!!!

"وجدان کیا ہو گیا ہے تُجھے"

اُس کے اندر سے آواز آئی،

وہ زمین پے بے بس پڑا تھا آنسوں اُس کی آنکھوں سے ہوتے ہوئے زمین پہ گر رہے تھے!!

"مجھے کچھ نہیں ہوا"

وہ یوں ہی لیٹا لیٹا بولا!!!

"مان جا وجدان تجھے اُس سے محبت ہو گئی ہے"

ایک بار پھر آواز آئی!!!!!۔

"نہیں مجھے اس سے محبت نہیں ہو سکتی"

"کیوں، کیوں نہیں ہو سکتی تجھے محبت"

اُس کا ضمیر اُس کو جھنجھوڑنے لگا۔اُس کو قبول کروانے لگا کے بول ہو گئی ہے محبت تُجھے!!!!!!

"میں اُس کے قابل نہیں ہوں"

اُس نے زمین کی طرف منہ کیا اور روتے روتے اُلٹا ہو گیا۔جیسے اپنا آپ چھپا رہا ہو کسی سے!!

"میں نہیں ہوں اُس کے قابل"

وہ لرزتی آواز کے ساتھ آنکھوں میں آنسوں لیے بس یہی بولتا رہا

"نہیں ہوں اُس کے قابل"

جس لڑکی کی طرف میں ایک لمحے کو نہیں دیکھ سکتا میں اُس سے محبت کیسے کر سکتا ہوں !!!

یا اللہ میں اس قرب سے کیسے نکلوں گا۔ کیا میں پوری زندگی یوں ہی روتے ہوئے راتوں کو جاگتے ہوئے گزاروں گا۔۔

کیا میں ایسے ہی مر جاؤں گا۔۔

"سنو تم نے مجھے مار دیا ہے"۔

زرمینہ کا عکس اُس کی آنکھوں کے آگے آیا اور اُس نے اپنی بھیگتی آنکھوں کے آگے بازو رکھتے ہوئے کہا!!!!!

وہ پوری رات جاگتا رہا۔۔۔وہ اُس کو بس بھولنا چاہتا تھا۔۔۔۔

مگر اُس کا عکس ایک سیکنڈ بھی اُس کے سامنے سے نہیں ہٹتا تھا۔۔اب وہ اُس کو سوچنے لگا تھا۔وہ جب بھی اُس کو سوچتا پر سکون ہو جاتا!!!!!

زمین پے پڑے پڑے کب اُس کی آنکھ لگی اُس کو پتا ہی نہیں چلا۔۔۔۔

وہ نماز پڑھنے کے بعد ہمیشہ قرآن پاک کا سبق پڑھا کرتی تھی۔۔۔۔

اُس کو لگتا تھا جب وہ نماز کے بعد دعا مانگتی ہے تو وہ اللہ سے باتیں کرتی ہے، اور جب وہ قرآن پاک پڑھتی ہے تو اللہ اُس سے بات کرتا ہے!!!

قرآن پاک پڑھنے کے بعد اُس کا آخری کام جو ہوتا تھا وہ اللہ جی کو لکھ کے اپنی باتیں بتانی ہوتی۔۔۔

وہ دن بھر کے سارے قصے لکھا کرتی تھی۔اور اللہ جی کو مخاطب کرتی تھی۔جیسے وہ اُس کے پاس ہوں اور اُس کی باتیں سن رہے ہوں!!!!!۔

اللہ جی آپ کو پتہ ہے آج میں نے اور فضہ نے کینٹین سے برگر کھایا۔ اتنا برا تھا یقین مانیں۔۔۔فضہ کو تو صحیح غصّہ آیا مجھ پہ۔۔۔برگر کھانے کی ضد جو میں نے کی تھی۔

وہ تو یہ اچھا ہوا کینٹین میں سب بیٹھے تھے وہ مجھے اُن کے سامنے کچھ کہہ نہیں سکتی تھی۔ مگر آنکھوں آنکھوں میں اُس نے مجھے صحیح سنائی"

آپ کو پتا ہے اللہ جی میں بھی اُس کو دیکھ دیکھ کے ڈیتھ بن کے کھاتی رہی۔اب ستر روپیہ میں یوں ہی ضائع کر آتی۔بابا جان کا میں ایک روپیہ نہ ضائع کروں تو یہ تو پھر ستر روپیہ تھا۔۔۔۔

وہ اپنی چھوٹی سی چھوٹی بات لکھا کرتی تھی۔ اُس کی ڈائری میں فضہ اور فضہ کے ہی قصے ہوتے تھے۔اُس نے فضہ کو بھی نہیں بتایا تھا کے وہ ڈائری لکھتی ہے۔یہ تو اللہ جی کا اور اُس کا سیکریٹ تھا۔

وہ کسی کی محبت کسی سے شیئر نہیں کرتی تھی۔ چاہے وہ اللہ سے اُسکی محبت ہو۔اُس کو نہیں اچھا لگتا تھا اُس کے اور اللہ پاک کی باتوں کو کوئی پڑھے کوئی سنے۔۔۔

اُس کی محبت کا انداز ہی ایسا تھا وہ اپنی محبت کو اپنے اندر چھپا کے رکھتی تھی۔۔۔جس سے وہ محبت کرتی، بس اُسی کو پتا ہوتا۔۔۔

فضہ سے بھی اُس کی محبت ایسی تھی وہ اُس سے شدید محبت کرتی تھی یہ بات اُس کو وہ ہر موقع پہ بتاتی تھی مگر کسی کے سامنے دیکھا دیکھا کے اُس سے محبت نہیں کرتی تھی۔۔

آج بھی وہ لکھ رہی تھی۔ وہ آج کا سارا دیں لکھ رہی تھی۔۔۔کیسے وہ اور فضہ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چل رہے تھے۔ آج اُن دونوں نے کس کس کی بات کی تھی۔ کیسے ہانیہ نے اُس کو پوری کلاس کے سامنے سنائی تھی۔۔۔

اللہ جی میں بس چپ ہو گئی آپ کو پتا ہے نا میں غلط بات برداشت نہیں کرتی۔۔اُس نے کتنا غلط بولا۔۔۔اب میں آپ کو بتا بھی نہیں سکتی کہ اُس نے مجھے کیا بولا تھا۔۔۔۔مجھے تو آپ کو بتاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔۔۔۔۔۔یہ ہانیہ مجھے نا بلکل نہیں پسند۔

وہ سب کچھ لکھ رہی تھی آج جو جو بھی ہوا تھا۔۔۔۔۔

اچانک اُس نے لکھتے لکھتے ہاتھ روک لیا۔

"اُس کو خود بھی نہیں پتا چلا اُس نے کیا لکھ لیا تھا"

اُس کا دل ایک دم سے زور سے دھڑکا، آنکھیں ایک دم جُھکی۔۔۔

" کہیں آپ کی نشیلی آنکھوں پہ فدا تو نہیں ہو گے سید وجدان حسین شاہ"

۔

وہ تو اللہ پاک سے باتیں کر رہی تھی وہاں وہ وجدان سر کا کیسے لکھ سکتی ہے۔۔۔۔۔اُس کو تو شرم آتی ہے اللہ پاک سے ایسی باتیں کرتے ہوئے پھر اُس نے کیوں۔۔۔۔۔۔۔؟

اُس نے اپنے ہاتھوں سے اُنکا نام لکھا تھا۔

اُس کو کچھ عجیب سا خوف آنے لگا۔۔۔۔اُس کو لگا جیسے اُس کا دل کانپ رہا ہو۔اُس نے اُس نام کو غور سے دیکھا ۔اُس کو لگ رہا تھا جیسے وہ نام چمک رہا ہے۔اور اُس کی آنکھوں کو روشن کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔

۔اُس کی آنکھوں میں وہ نام قید ہو رہا تھا۔اُس کو پتا ہی نہیں تھا پیچھے ایک گھنٹے سے خالی ذہن کے ساتھ وہ"سید وجدان حسین شاہ" لکھا ہوا ہی دیکھ رہی ہے۔

سر کلاس میں ایک CR اور ایک GR کی بہت ضرورت ہے۔

مدثر نے سر قمر کی کلاس میں کھڑے ہوتے ہوئے ہانیہ کی طرف دیکھ کے کہا۔۔۔ وہ ہمیشہ اُس کو تنگ کرتا تھا۔ اور وہ تنگ ہوا بھی کرتی تھی لیکن ہار نہیں مانتی تھی۔۔

"تو آپ مجھے کیوں دیکھ رہے ہیں مسٹر مدثر خان"

ہانیہ نے اُس کو اپنی طرف بات کرتا دیکھ کے ایک دم بولی۔

"ہانیہ جی میں آپ سے تو بات نہیں کر رہا نا"

"ہانیہ جی؟"

میرا نام ہانیہ ہے صرف ہانیہ آپ جی کا اضافہ نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔ اُس نے مدثر کو ناگواری سے دیکھتے ہوئے کہا اور آگے موڑ گی۔۔

"مدثر آپ نے جو کہنا ہے کہیں اور بیٹھ جائیں پلیز"

سر نے اُن دونوں کو چپ کروانے کے لیے اپنا کردار ادا کر ہی دیا تھا۔ وہ چالیس کی عمر کے ہوں گے۔۔۔۔ اُن کی کلاس میں سٹوڈنٹس کو کھلی چھٹی ہوتی تھی وہ جو بھی بولیں۔۔۔

سر میں کہے رہا تھا اگر GR ہانیہ جی۔۔۔۔ اوہ سوری سوری GR ہانیہ صاحبہ بن جائیں اور CR میری علاوہ کوئی اور بنا تو قتل ہو جائے گا وہ مجھ سے۔

اُس نے پہلی بات پہ ہانیہ کو دیکھا اور دوسری بات پہ کلاس میں بیٹھے لڑکوں کو شرارت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھائی تو ہی بن جا، ہمیں کوئی شوق نہیں"

اُس کے پاس بیٹھے خاور نے ہاتھ جوڑتے ہوئے اُس کو کہا۔۔۔

"تو سر ٹھیک ہے نا GR ہانیہ اور CR میں۔۔۔۔۔"

اُس نے ہانیہ کو دیکھے بغیر فوراً سے بول لیا!!!!!!

ہانیہ کو یہ موقع بہت سہنری لگا تھا اُس کو لگا اُسے وہ وجدان سر کی نظروں میں آئے گی۔۔۔وہ ایک خوبصورت اور پر اتماد لڑکی تھی۔۔۔اُس کے لمبے کھلے بال اُس کی شخصیت کو اور نکھارتے تھے۔۔۔۔وُہ ہمیشہ جینز اور اوپر لونگ شرٹ پہننا کرتی تھے۔کھلے بال اور گلے میں پڑا ڈوبتا۔ہر کوئی اُس کو ایک دفعہ موڑ کے ضرور دیکھتا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے مسٹر مدثر آپ سوچ لیں آپ کو ہانیہ کا ساتھ بہت مہنگا نہ پڑھ جائے"

اُس نے اوپر اوپر سے ایسے بات کی جیسے اُس کو تو فرق ہی نہ پڑھا ہو GR بننے سے !!!!!

"ہائے آپ کا ساتھ چاہئے بس جتنا بھی مہنگا پڑھے"

مدثر نے اُس کو دیکھتے ہوئے شوخی سے مسکرا کے کہا۔۔۔

"ساتھ نا my foot "

اُس نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے آرام سے کہا۔

"تو سر ٹھیک ہے میں HOD کو اپلیکیشن لکھ لوں؟

مدثر نے سر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔اُس کو پتا تھا سر قمر کو بوتل میں اتارنا بہت آسان ہے۔۔۔اُن کی جگہ سر وجدان ہوتے تو سو طرح کے پاپڑ بیلنے پڑتے۔پہلے اُنکو کسی طرح ایمپریس کیا جاتا اور پھر جا کے کہیں یہ بات کی جاتی۔

"فضو مجھے کیا لگتا ہے"

یہ مدثر اور ہانیہ کی کوئی کہانی چلنے والی ہے !!!!

زری نے فضہ کے کندھے پہ سر رکھتے ہوئے کہا۔ وہ جب بھی بیٹھتی تھیں ہمیشہ فضہ کے کندھے پہ سر رکھ کے بیٹھا کرتی تھی۔ اُس کو کچھ عجیب سا سکون ملتا تھا۔ ایسا لگتا تھا یہ فضہ کا کندھا نہیں اُس کی ماں کی گود ہے۔۔۔ جو اُس کو ایسے سکون ملتا ہے!!!

وہ دونوں دوستوں سے کہیں زیادہ تھی۔

ایک ندی تھی تو دوسری کنارہ!

ایک پھول تھی تو دوسری خوشبو!

ایک جان تھی تو دوسری جہان!!

ایک دھوپ تھی تو دوسری چھاؤں!

ایک جسم تھی تو دوسری روح!

ایک دل تھی تو دوسری دھڑکن!۔

۔اُن کی بے مثال دوستی ہر ایک کی توجہ کا مرکز بنی رہتی۔۔۔ وُہ دونوں کبھی ایک دوسرے کے بغیر نظر نا آتی تھیں۔۔ ہمیشہ ایک ساتھ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے نظر آتی تھیں۔ زرمینہ نے اپنے بیگ کے ساتھ کیچین بھی فضہ کے نام کی لگائی ہوئی تھی۔۔۔

زرمینہ بہت کم لوگوں سے اس قدر محبت کرتی تھی۔۔۔ اور فضہ، فضہ پہ وُہ جان چھڑکتی تھی۔ اُس کی دنیا اپنے گھر والوں سے لے کے فضہ تک ختم ہو جاتی تھی۔۔۔

"مدثر ایسے ہی نکما ہانیہ کے پیچھے پڑا ہوا ہے, ہانیہ صاحبہ کی نظر تو کہیں اور ہے ہے"

فضہ نے زری کو دیکھتے ہوئے کہا!!!!

"کدھر ہے ہانیہ کی نظر"

اُس نے اُس کے کندھے پہ ایسے ہی سر رکھ کے مختصر سا پوچھا!!!!!

"اُس کی نظر اپنے خان صاحب پہ ہے"

زرمینہ کو لگا جیسے اُس کے اندر کسی نے کرنٹ لگایا ہو۔ اُس نے بے اختیار اپنی آنکھیں بند کر لی!!!

تم نے دیکھا نہیں سر اُس کو منہ بھی نہیں لگاتے اور وہ اُن کے پیچھے پیچھے ہوتی ہے۔۔۔ جدھر سر جائیں گے اُدھر ہی ہانیہ صاحبہ دکھائی دیں گی۔۔ آج تو وہ سر کے آفس بھی گی تھی۔۔۔

اتنی کوئی بری لگتی ہے مجھے یہ لڑکی نا۔۔ اوپر سے GR بھی بن گئی ہیں اب ان کو زمین پہ کون لائے گا!!!!!

فضہ بولتی رہی اور وہ چپ چاپ سی اُس کے کندھے پہ سر رکھے سنتی رہی۔

"آپ اٹھیں آئیں اور پریزنٹیشن دیں"

اُس نے زرمینہ کا نام لینے کے بجائے ہاتھ سے اِشارہ کیا اور سخت انداز سے اُس کو بلایا!!!!

سر۔۔۔م۔۔۔میں؟

اُس کو بلکل بھی اس بات کی امید نہیں تھی وہ اُس کو بلائے گا!!!

"جی آپ محترمہ"

وہی لہجہ وہی انداز!!!!بس نظریں اِدھر اُدھر کلاس پہ تھیں وہ اُس کی طرف دیکھ نہیں رہا تھا!!!!

"لیکن سر......."

"کیا لیکن"

"سر مجھے نہیں پتا تھا آج میری پریزنٹیشن ہے"

نظریں جھکائے ہوئے!!!!!

"میں آپکو گھر آ کے بتا تا آج آپ کی پریزنٹیشن ہے"

دل کو چھو لینے والا انداز!!!!

"سر پلیز میں کل تیار کر لوں گی"

"امپاسبل, آپ کے زیرو نمبر مارک کروں گا میں"

وہی انداز!!!!

"کس لیے آتی ہیں آپ یہاں؟ اگر پڑھنا نہیں ہے تو، اگر پڑھنا نہیں ہے تو کلاس کے بجائے گھر پے بیٹھیں آپ"

دل کو چیر دینے والا انداز!!!!

زرمینہ پہ آج قیامت ٹوٹ رہی تھی اور وہ بولتا چلا جا رہا تھا!!!!

وہ نظریں جھکائے بس سنتی جا رہی تھی!!۔۔

سب حیران ہو کے بس اُس ایک شخص کو دیکھے جا رہے تھے جو بس بولتا چلا جا رہا تھا۔۔

وہ اُس کا آج ایک اور روپ دیکھ رہے تھے۔

"آج کے بعد میں ایسے بہانے ہرگز نہ سنوں جس نے پڑھنا ہے وہ پڑھے جس نے نہیں پڑھنا وہ میری کلاس سے دُور رہے"۔۔

وہ بول رہا تھا سب ایک نظر اُس پے ڈالتے اور ایک نظر زرمینہ پہ!!

زرمینہ نظریں جھکائے بس ایک ہی دعا مانگ رہی تھی یا اللہ مجھے صبر دے، مگر صبر اتنا چھوٹا بھی تو نہیں ہے جو اسے آ جاتا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسوں جانے لگے۔ مگر اُس نے سر اوپر نہیں کیا وہ کسی کو اپنے آنسوں نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ اُس کی غیرت کیسے گوارا کرتی کوئی اُس کو روتے ہوئے دیکھ لے۔۔ وہ سنے گی بہت سنے گی مگر اپنی آنکھ سے نکلنے والا ایک آنسوں بھی کسی کو نہیں دیکھائے گی۔

وجدان سر اُس کے فورٹ ٹیچر ہیں وہ اُس کو کچھ بھی کہے سکتے ہیں اُس نے خود کو تسلی دیتے ہوئے دل میں سوچا

وہ اُس کو از آٹیچر ہمیشہ ہی اچھے لگتے تھے۔اُس کو تو کیا وہ تو ہر ایک کو اچھے لگتے تھے۔۔۔ مگر وہ اُن کی دل سے قدر کرتی تھی۔وہ ایک انا پرست قبیلے کی ہوتے ہوئے بھی سنتی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔

آج سب وجدان سر کا یہ روپ دیکھ کے بہت دُکھی ہوئے تھے۔۔۔ سر کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔وُہ زرمینہ کو کل کا ٹائم دے دیتے مگر انھوں نے اُس کا ذرا لحاظ نہیں رکھا۔۔۔انھوں نے اُس کو بتایا بھی نہیں تھا کل تم پریزنٹیشن کے لیے ریڈی ہو کے آنا۔۔۔

وجدان کی کلاس ختم ہونے کے بعد سب آپس میں باتیں کرنے لگے۔۔ کوئی زرمینہ کے پاس نہیں آیا تھا سب کو لگ رہا تھا ابھی جانا مناسب نہیں ہے۔وُہ نظریں جھکائے آنکھوں میں آنسوں چھپائے بیٹھی رہی اور فضہ اُس کے پاس بغیر کچھ بولے بیٹھی رہی۔۔۔۔۔

"بہت اچھا ہوا اج سر نے جو اس کو اس کی جگہ بتائی"

آج کوئی خوش تھا تو وہ ہانیہ تھی!!!!!

"میں تو بہت خوش ہوں"

اُس نے ارم کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اپنے چہرے کی خوشی چھپاتے ہوئے کہا۔۔اور آٹھ کے ہانیہ کے پاس چلی گئی۔۔۔۔۔

"ہانیہ بہت برا ہوا آج تمارے ساتھ"

اُس نے اُس کو ایسے انداز میں کہا جیسے کہے رہی ہو بہت اچھا ہوا ہے تمارے ساتھ اب سر کی کلاس میں نا بیٹھنا!!!

"کیوں ہانیہ کیا برا ہوا میرے ساتھ"

اُس میں بھی سواتیوں والا خون تھا کدھر کسی کے سامنے جھک سکتی تھی۔اُس نے چہرے پہ بغیر کسی تاثر کے کرسی کے ساتھ ٹیک لگائی ایک ہاتھ کی انگلیاں کو دوسری ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا اور چہرے پہ مسکراہٹ لیے حیرت سے اُس سے پوچھنے لگی!!!!!

کیا ہوا ہانیہ ؟

ہانیہ کے تو جیسے ہوش ہی اڑ گے وہ تو زرمینہ کا روتا ہوا چہرہ دیکھنے آئی تھے یہاں تو کوئی اور ہی منظر دیکھ رہی ہے۔

"نہیں میں بس ایسے ہی کہا کہ تم خفا ہو گی نا سر نے آج سب کے سامنے تمھاری انسلٹ کی"

ہانیہ نے مصنوئی سی مسکراہٹ چہرے پہ لائی!!!!!

"ہیں مجھے تو نہیں فیل ہوئی کوئی انسلٹ، سر وجدان میرے فورٹ ٹیچر ہیں وہ کچھ بھی کہے سکتے ہیں۔اور ویسے بھی آج غلطی میری تھی جو انھوں نے مجھے ڈانٹا۔۔۔اور اس کو ڈانٹنا کہتے ہیں نا کے انسلٹ"

اُس نے اسی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا!!!!!

اور ہانیہ وہاں سے چلتی بنی!!!!۔۔

"زری "

فضہ نے زری کی طرف دیکھا اُس کی آنکھوں میں غور سے دیکھنے لگی کیا اُس کو واقعی میں فرق نہیں پڑا!!!!

"فضہ اٹھو جائیں نا"

اُس کو لگا وہ کچھ دیر اور بیٹھی تو اونچا اونچا رونے لگ پڑے گی!!!!

فضہ نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں سمجھایا خیر ہے کچھ نہیں ہوتا؛؛

"اُس نے بھی فضہ کو آنکھوں میں ہی بتایا میں ٹھیک ہوں تم پریشان نہ ہو"

وہ دونوں اکثر ایک دوسری کو آنکھوں ہی آنکھوں میں بات سمجھا دیا کرتی تھیں۔وہ تو زری کو اندر سے پتا تھا وہ کتنا ٹھیک ہے!!!!

آنکھوں میں عجیب سی وحشت لیے وہ بار بار اُس بیگ کو ہی دیکھ رہا تھا جو اُس نے اپنے پاس بیڈ پہ چھوڑا تھا۔۔

بہنوں کو اُس نے کمرے میں آنے سے منع کر لیا تھا۔میں دو دن سے سویا نہیں ہوں مجھے بہت سخت نیند آ رہی ہے میرے کمرے میں کوئی نا آئے پلیز۔وہ کھانے کی میز سے بغیر کسی سے نظریں میلائے یہ کہتا ہوا اپنے کمرے کی طرف آیا۔اور ساتھ یہ بھی کہا چائے نہیں پیوں گا میں۔سب اُس کے اس بات پہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے ۔ایسا تو کبھی نہیں ہوا تھا وہ رات کو سونے سے پہلے چائے نہ پیئے تو سوتا نہیں تھا۔بعض اوقات تو وہ ۳، ۲ کپ بھی پی لیتا تھا اور باقیدہ زینب کو چاکلیٹ کے پیسے دیا کرتا تھا۔

ٹھیک ہے میں آپ کے لیے چائے بناؤں گی پہلے میری چاکلیٹ۔

چاکلیٹ اگر نا ہو وہ اُس نے پورے پورے پیسے لیا کرتی تھی۔وہ دونوں ہی بہن بھائی رات کو دیر تک جھگا کرتے تھے ۔زینب ناول پڑھتی تھی اور اپنا کام کیا کرتا تھا!!!!!!!!۔۔

سب اُس کو حیران ہوتے ہوئے دیکھنے لگے۔ایک فاطمہ ہی تھی جس کو اندازہ تھا اُس کو مسئلہ کیا ہے.....۔۔

وہ جلدی جلدی اٹھا اور اپنے دروازے کو کنڑھی لگائی۔۔

پھر آ کے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔اور اُس بیگ کو دیکھنے لگا۔۔۔اُس نے کانپتے ہاتھوں سے بیگ کھولا۔اُس کی آنکھوں میں عجیب سی سُرخی تھی۔۔۔اُس نے بیگ کھولتے ہی وہ ڈبی دیکھی اور پھر سے کمپنے لگا۔اُس کو کہا جیسے اُس کو شدید ٹھنڈ لگ رہی ہے۔اُس کی ٹانگیں ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔اُس کے دانت ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرانے لگے۔اُس کو لگا

وہ پاگل ہو گیا ہے۔ اُس نے بیگ کو فوراً سے بند کیا اور بیڈ سے نیچے پھینک دیا۔ اور خود پہ ایسے رضائی اوڑھی کے اُس کی سانسیں بھی باہر نا جائیں۔۔۔ وہ رضائی میں لیٹے مسلسل کانپ رہا تھا۔۔

وہ گھر آتے ہی سیدھا اپنے کمرے میں گی۔ پورے راستے سے خود کو جو سنبھالے ہوئے تھی۔ اپنے کمرے میں آتے ہی ایسے رونے لگی جیسے کسی نے بچے کو مارا ہو اور وہ ہچکیاں لے لے کے رو رہا ہو۔ اُس نے عبایا بھی نہیں اُتارا تھا۔ دروازہ بند کر کے وہ سیدھا واشروم میں گی۔ اور پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔ اُس نے پانی کا نل کھول دیا، تا کے اُس کے رونے کی آواز باہر نہ جائے !!!!

" سر ایسا کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ "

اُس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پہ رکھے اور اونچا اونچا روتی رہی۔۔۔ اُس کا کمرہ تھوڑا ساہٹ کے تھا تو آواز باہر نہیں جاتی تھی۔ دوسرا اُس نے پانی کا نل کھول دیا تھا۔۔۔۔

وہ عبایا پہنے زمین پہ بیٹھ کے کتنا وقت روتی رہی اُس کو خود بھی نہیں پیتا لگا۔۔۔۔۔

وہ جب اُدھر سے اٹھی تو باہر اندھیرا ہو رہا تھا۔ اُس کو پتا ہے نہیں چلا وہ پچھلے کئی گھنٹوں سے عبایا پہنے واشروم کے فرش پہ بیٹھی ہے !!!!

۔۔۔ اُس کے کمرے میں ایسے بھی بھائی نہیں آتے تھے۔ اور اماں کو پتا ہو تا تھا وہ دن میں سوتی ہے۔ تو وہ اُس کے کمرے میں نہیں آئی تھیں۔۔۔

وہ اٹھی عبایا اُتارا اور شاور لیا۔ اُس کے بعد وضو بنانے لگی۔۔۔ جیسے ہی اُس نے اپنا چہرہ شیشے میں دیکھا اُس کو لگا یہ وہ ہے ہی نہیں۔ اُس کی آنکھیں اتنی لال ہوئی وی تھیں اُس کو لگا جیسے کسی نے مرچیں کوٹ کے ڈالی ہوئی ہوں۔ وُہ

جیسے ہی پانی منہ پہ ڈالتی تو درد کی ایک آہ لے کے پیچھے ہو جاتی۔ اُس کی آنکھیں اتنی جل رہی تھیں کے وہ پانی کو بھی برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔

وہ آج بری طرح سے ٹوٹی تھی اُس انسان کے ہاتھوں جو اُس کا آئیڈیل ٹیچر تھا۔

وہ کانپتا ہوا اٹھا اور زمین پہ جا کے بیٹھ گیا، اور پھر سے اُس بیگ کو اٹھا لیا۔۔۔۔۔ اُس کو کھولتے ہی اُس میں سے اُس نے وہ دونوں ڈبیاں اٹھالیں۔۔۔ آنکھوں میں وہی وحشت لیے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ، وُہ باری باری دونوں کو کچھ وقت ایسے ہی دیکھتا رہا۔۔

پھر اُس نے فیصلہ کر لیا اُس کے مسئلے کا بس ایک ہی حل ہے۔ اُس کو نہیں ڈرنا۔۔۔

اُس نے ایک ڈبی میں سے تیلی نکلی اور دوسری سے سگریٹ نکلا۔۔۔

وہی زمین پہ بیٹھے اُس نے تیلی جلائی اور سگریٹ کو اُس کے ساتھ لگایا۔۔۔ اُس کے ہاتھ اب پہلے سے زیادہ کانپنے لگے تھے آنکھوں کی وحشت میں اضافہ ہونے لگا تھا۔

اُس نے سگریٹ کو اپنے منہ کے ساتھ لگایا اور ایک کش لگایا!!!۔ جیسے ہی سگریٹ کا دھواں اُس کے اندر گیا اُس کو ایک دم سے کھانسی شروع ہو گئی۔۔۔ اُس کا دم گھٹنے لگا۔۔۔

اُس نے پھر ایک دفعہ سگریٹ اپنے منہ کے ساتھ لگایا اور منہ پہ ہاتھ رکھ لیا اب کھانسی پہلے سے زیادہ ہو رہی تھی پہلے سے زیادہ دل پہ بوجھ آیا تھا۔۔ مگر اُس نے سگریٹ چھوڑا نہیں تھا اور پیتا رہا۔۔۔۔

ایک سگریٹ ختم ہوا اُس نے دوسرا لگا لیا۔ دوسرا لگاتے ہی اُس کو لگا جیسے اب سب ٹھیک ہو رہا ہے اب کھانسی ہونا بند ہو گی تھی۔ اُس کا ذہن پر سکون ہونے لگا۔ جو اُس کے اندر وحشت تھی وہ ختم ہونے لگی۔۔۔۔ وُہ زمین پہ بیٹھے سگریٹ پہ سگریٹ پیے جا رہا تھا۔۔۔

اُس نے بیڈ کے ساتھ اپنا سر رکھا آنکھیں بند کی اور سگریٹ کو ہاتھ سے نیچے چھوڑا۔

جیسے ہی اُس نے آنکھیں بند کیں آج دن کا سارا منظر اُس کے سامنے گھومنے لگا۔

آج اُس نے اُس لڑکی کو پوری کلاس کے سامنے بے عزت کیا تھا۔۔اُس کی آنکھوں نمی اُس نے دیکھی تھی پھر بھی وہ چپ نہیں ہوا تھا بولتا رہا تھا۔۔

اُس کے اندر کچھ درد ہوا۔وُہ اٹھ کے بیٹھا آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب نکل رہا تھا۔اُس نے پھر سے سگریٹ لیا پھِر سے جلانے لگا۔۔۔

میں نے تمہیں بے عزت نہیں کیا ملکہ !!!

"میں نے تو خود کو تم سے دور کرنا چاہا ہے دیکھو نا میں خود کو تم سے دور کرنے کے لیے آج خود ہی کو برباد کر رہا ہوں "۔

اُس نے سگریٹ کو اپنے کانپتے ہوٹوں کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔۔

پورا کمرہ دھوئیں سے بھر رہا تھا اور وہ سگریٹ پہ سگریٹ پیے جا رہا تھا۔۔۔

"اللہ جی سر ایسا کیسے کر سکتے ہیں"

آپ کو پتا ہے آج انھوں نے مجھے پوری کلاس کے سامنے اتنا ذلیل کیا ہے۔ آپ کو پتا ہے میرا کیا دل کر رہا تھا کہ میں مر جاؤں آج۔۔۔۔ میری غلطی تھی ٹھیک ہے میری غلطی تھی میں پہلے ہی کام کر لیتی اپنا۔۔ مگر انھوں نے مجھے بتایا ہی کب تھا کے کل آپ کی پریزنٹیشن ہے۔وُہ اتنا غلط کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ۔۔

وہ جائے نماز پے بیٹھی بچوں کی طرح روتی رہی اور ساتھ اللہ جی کو شکایت لگتی رہی۔

اُس سے پہلے اُس کو کبھی کسی نے ایسے نہیں ڈانٹا تھا۔۔ کسی نے اُس کو ایسے بے عزت نہیں کیا تھا۔ کسی نے اُس کی ایسے

تذلیل نہیں کی تھی آج پہلی بار تھی۔ وہ سہے نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔

اُس نے دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ اور اماں کو یہ کہے کر ٹال لیا تھا وہ بعد میں کھا لے گی۔۔

زری یہ تمھاری آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہوئی ہوئی ہیں، روئی ہو تم؟ کیا ہوا ہے؟

اماں نے اُس کی آنکھوں کو بہت غور سے دیکھتے ہوئے کہا!!!!!

نہیں نہیں اماں میں کیوں رونے لگی بھلا وہ میری آنکھیں دُکھ رہی ہیں اُس نے آنکھوں کو مسلتے ہوئے نیچے دیکھ کے کہا!!!!

اُس کو پتا تھا اماں تھوڑی دیر اور اُس کو دیکھتی تو وہ اُن کے گلے لگ کے پھوٹ پھوٹ کے روتی۔

"اماں میں کہنا کھا لوں گی آپ بابا جان کو کھانا دے دیں"

"اچھا ٹھیک ہے کھانا کھا کے سونا بچے"

"جی ماں"۔۔

اللہ جی آپ خود پوچھنا سر کو!!!

یہ کہے کر پھر وہ رونے لگی۔

روتے روتے وہ اچانک چپ ہوئی!!!

خیر ہے زرمینہ خان سواتی صاحبہ ٹیچرز تو اپنے سٹوڈنٹس کو ڈانٹے ہی ہوتے ہیں۔ اس میں اتنا رونے کی کیا بات ہے۔

یاد نہیں ہے سکول میں تمہیں مس ہنا نے ڈانٹا تھا تب تو آپ اتنا نہیں روئی تھیں تو آج کیا ہو گیا۔۔

وہ خود سے ہی باتیں کرنے لگی!!!!

بیشک انہوں نے ڈانٹا تھا اُن کی بات اور تھی مگر سر کی بات اور ہے۔۔

کیوں سر کی بات اور کیوں ہے؟۔

۔اچانک سے اُس کے اندر سے آواز آئی۔وہ کچھ دیر ایسے ہی بیٹھی رہی جیسے اُس کے پاس اس بات کا کوئی جواب ہی نا ہو۔کیوں سر کی ڈانٹ اُس کے دل کو زخمی کر رہی تھی آخر کیوں؟ ٹیچرز تو ڈانٹتے ہی ہیں اپنے سٹوڈنٹس کو پھر اُس کو اتنا کیوں برا لگ رہا تھا!!!!!!!

وہ زمین پہ بیٹھے ویسے ہی بیٹھا تھا۔۔ویسے ہی سگریٹ پیے جا رہا تھا۔جیسے وہ خود کو ختم کرنا چاہتا ہو۔

اُس کی آنکھوں کے آگے بار بار اُس کی بیگھی پلکیں آ رہی تھی بار بار اُس کو عجیب سا درد ہو رہا تھا۔۔

"اُس نے کیوں کیا ہے ایسا، اس میں اُس کی کیا غلطی تھی؟اُس کو تو پتا بھی نہیں ہے سید وجدان حسین شاہ اُس کے سحر میں جکڑا گیا ہے۔وجدان اتنا خود غرض کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔

وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے"۔

اُس نے ایک ہاتھ میں جلتا سگریٹ لیا اور دوسرے ہاتھ کی ہتھلی پہ لگا یا، درد کی ایک شدت اُس کے اندر پھوٹی ۔اُس نے زور سے ایک آہ لی۔اُس کا لگا جیسے اُس کا پورا وجود جل گیا ہو۔اندر سے تو وہ پہلے ہی جل رہا تھا آج اُس نے خود کو باہر سے بھی جلایا تھا۔۔

وہ پیچھے ہوا ایک گھٹنا اوپر کر کے بیٹھا اور بازو گھٹنے پہ رکھا۔۔اور اپنا جلا ہوا ہاتھ دیکھنے لگا۔۔۔

کیا اس کو کہتے ہیں محبت؟ کیا یہ ہوتی ہے محبت؟ جو آپ کو تباہ کر لے۔آپ کو ایک شخص کے بغیر کوئی اور نہ دیکھائی دے۔آپ پوری دنیا میں بس اُس ایک شخص کو دیکھو اُس کے لیے روتے رہو۔اُس کو ایک نظر دیکھنے کے لیے تڑپ جاؤ اور جب وہ سامنے ہو اُس کو نظر اٹھا کے بھی نہ دیکھ سکو۔

"اگر یہ ہوتی ہے محبت تو ہاں ہو گی ہے سید وجدان حسین شاہ کو اُس حجاب والی سے محبت"

"سنو میرے دل کی ملکہ! وجدان کو تم سے محبت ہو گی ہے"

اللہُ اَکبَر اللہُ اَکبَر

اُس کے کانوں پہ ازان کی آواز پڑھی وہ زمین پہ لیٹے ہوئے تھوڑا ہلا۔۔۔۔ جیسے وہ آواز اُس کو ہلا رہی ہو۔

اَشھَدُ اَن لا اِلٰہَ اِلّا اللہ

اَشھَدُ اَنّ مُحَمّداً رسُولُ اللہ۔

ایک بات پھر اُس کے کان میں اذان کی آواز پڑی وہ ویسے ہی زمین پہ لیٹا رہا۔۔ اُس کو لگا وہ خواب میں ازان سن رہا ہے۔۔

حَیّ عَلَی الصّلاۃِ

حَیّ عَلَی الفَلاح۔

اب کی بار آواز بلند ہوئی اُس کو لگا کوئی اُس کو جھنجوڑ رہا ہے۔۔

اللہُ اَکبَر

لا اِلٰہَ اِلّا اللہ۔

وہ ایک دم چونکا اور اوپر ہو کے بیٹھ گیا۔ کمرے میں اتنا اندھیرا تھا کے اُس کو خوف آنے لگا۔ عجیب سی اُلجھن اُس کا دل تنگ کرنے لگی۔۔۔

اُس کو لگا جیسے وہ مر گیا ہے اور کسی قبر میں ہے..... اُس نے جلدی جلدی کلمہ پڑھنا شروع کیا اور خود پہ پھونکنے لگا !!!!۔

"یا اللہ مجھ پہ رحم کر"

اُس نے زمین پہ بیٹھے سر کو دونوں گھٹنوں پہ رکھا اور مسلسل رحم مانگنے لگا!!!۔۔

مسجدوں سے آزانوں کی آوازیں آتی ہوئی اُس کے دل میں سکون اُتارنے لگیں۔۔۔اُس کو ہمیشہ سے فجر کے وقت ازان بہت اچھی لگتی تھی۔وہ ہمیشہ ازان کے وقت اٹھ جایا کرتا تھا۔۔ مگر پچھلے کچھ دنوں سے اُس کو خود ہی ہوش نہیں تھی وہ کون ہے۔کیا چاہتا ہے اُس کو کیا کرنا ہے۔وہ پانچ وقت کا نمازی اب نماز کے وقت پہ بھی ہوش میں نہیں رہتا تھا۔....۔۔

وہ ویسے ہی گھٹنوں پے سر رکھے بیٹھا رہا۔

"میں نے سگریٹ پیے ہیں ؟"

"میں کیسے ایسا کر سکتا ہوں ؟"۔

رات کا سارا منظر اُس کی آنکھوں کے آگے آنے لگا,اُس کی اُلجھن میں اضافہ ہونے لگا۔۔۔یہ میں کیسے کر سکتا ہوں میں کیسے اتنے سگریٹ۔۔۔۔۔۔

وہ اٹھا اور جلدی جلدی کمرے کی لائٹ لگائی!!!!!

لائٹ لگاتے ہی اُس نے ایک نظر اپنے کمرے کو دیکھا۔

"یا خدا یہ میں نے کیا کیا"

اُس کے کمرے میں جگہ جگہ سگریٹ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پڑے تھے، جگہ جگہ سگریٹ کا گند پڑا تھا اُس کو لگا وہ آج اپنے کمرے میں ہے ہی نہیں۔وہ کسی نوشی کے ہوٹل پہ بیٹھا ہے۔۔۔

۔

ڈریسنگ ٹیبل اُس کے بیڈ کے بلکل سامنے تھی اچانک اُس کی نظر شیشے پر پڑی۔

"یہ میں ہوں"

اُس نے اپنے منہ پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا!!

وہ تھوڑا اور پاس گیا!!

آنکھوں کے نیچے سیاہ ہلکے، بڑھی ہوئی داڑھی، ہونٹوں پہ سفید پھولی، کانوں کے اوپر آتے ہوئے بال۔اُس نے خود کو آج اتنے دونوں بعد شیشے میں دیکھا تھا!!!!۔

"اُس نے جب سے اُس کو دیکھا تھا اُس کے بعد اپنا آپ نہیں دیکھا"۔

"یہ تو ہے وجدان؟"

آنکھوں میں آنسوں لیے اُس نے شیشے کو دیکھتے ہوئے پوچھا!!!

اُس کی آنکھوں سے ایسے آنسوں بہنے لگے جیسے اُس کو خود پہ ترس آ رہا ہو..

لوگوں کو لوگوں کی حالت پہ ترس آتا ہے مگر سید وجدان حسین شاہ کو اپنی حالت پہ ترس آیا۔۔۔

"دیکھو ملکہ !کیا تھا میں اور کیا بن گیا ہوں"۔

اُس نے نظریں جھکاتے ہوئے آنکھیں بند کی پھر سے اُس کی آنکھیں اُس کا حجاب میں چھپا چہرہ اُس کے سامنے آیا ۔۔۔

"ملکہ !دیکھو وجدان نے تمہارے عشق میں خود کو برباد کیا ہے"۔

وجدان نے اُس کو ملکہ کا خطاب دیا تھا وہ جب بھی اُس کو اپنے پاس تصور کرتا اُس کو ملکہ کہتا تھا!!!!

وہ اُس کے دل کی ملکہ تھی!!!!!!

اُس کو پتا ہی نہیں چلا وہ کب اُس کے دل کی ملکہ بن گی۔اُس دل میں تو بیشمار لڑکیاں آئی تھیں مگر ملکہ کوئی نہیں بنی تھی۔یہ عزاز ایک پاکیزہ عورت کو ہی ملنا تھا سو اُس کو مل گیا!!!!!۔

وہ اچانک چونکا اور وہاں سے ہٹا اُس نے پھر سے ایک دفعہ اپنے کمرے کو دیکھا۔اُس نے اب اپنا کمرہ ایسے صاف کرنا تھا کے سگریٹ کا نام ونشان بھی وہاں نہ رہے۔

۔"زری اٹھ جاؤ نماز کا ٹائم جا رہا ہے"

ہمیشہ وہ تہجّد کے لیے خود ہی اٹھ جایا کرتی تھی۔ مگر آج وہ نماز کے لیے بھی نہیں اٹھی۔!!!!!

"زری"

"اٹھ جاؤ نا"

انہوں نے اُس کے قریب آتے ہوئے اسکو ہلایا جو آگ کی طرح تپ رہی تھی۔۔۔

"زری"

ماتھے پے ہاتھ رکھتے ہوئے پریشانی سے اُس کے پاس بیٹھی !!!

"زری تمھیں تو بہت تیز بخار ہے"

"تم نے رات میں کھانا بھی نہیں کھایا زری، رات میں تو کیا تم نے تو دِن میں بھی نہیں کھایا تھا۔۔۔میں نے تمہیں کہا بھی تھا کھا لینا"

وہ پریشانی میں خود سے ہی باتیں کرنے لگیں!!!!!

وہ جب سے یونیورسٹی سے آئی تھی اُس نے ایک لقمہ بھی نہیں لیا تھا۔۔۔

اُس کے ذہن سے وجدان کی کہی ہوئی ایک بھی بات نہیں نکل رہی تھی وہ پوری رات سوئی نہیں تھی۔ بار بار اُس کو اُس کا بات کا وہ انداز یاد آتا وہ ایسی طرح رونا شروع ہو جاتی۔۔

اُس کی باتوں سے زیادہ اُس کو وجدان کا بات کرنے کا انداز تکلیف دے رہا تھا!!!!

"زری میں بابا جان کو کہتی ہُوں تمارے ڈاکٹر کو بولا کے لائیں۔"

اُن کے گھر کی لڑکیاں ڈاکٹر کے پاس نہیں جاتی تھیں بلکہ ڈاکٹر خود گھر آتا تھا۔۔۔۔

"نہیں اماں میں ٹھیک ہوں آپ بابا جان کو نہ بتائے میں آج آرام کروں گی تو بلکل ٹھیک ہو جاؤں گی"

اُس نے بیڈ پہ لیٹے لیٹے ماں کو کہا!!!!!!

"اچھا ٹھیک ہے میں تمارے لیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں کل دن سے کچھ نہیں کھایا تم نے"۔

"سو جاؤ زری آج یونیورسٹی نہیں جانا"۔

نماز کے بعد سوتی ہوں اماں، وہ تپتے جسم کے ساتھ اٹھی اور وضو بنانے لگی!!!!!!

"وجدان بیٹا کیا ہوا ہے تمہیں"

مولوی صاحب اُس کے پاس آئے، اُس کو دیکھتے رہے۔ جو ایک رانجھے کی طرح گردن جھکائے مسجد کے پلر کے ساتھ ٹیک لگے بیٹھا تھا!!!!!!

"ج۔۔۔جی"

مولوی صاحب کے اُس کو بلانے پہ اُس کو احساس ہوا کہ وہ اُس کے پاس بیٹھے ہیں!!!۔

"میں نے پوچھا کیا ہوا ہے""

"کچھ نہیں مولوی صاحب"

"کچھ تو ہوا ہے وجدان تم مسجد میں بھی اب کم نظر آنے لگے ہو۔ صبح صبح جو قرات تم کرتے تھے شاید وہ تو تم بھول ہی گئے ہو"

"مولوی صاحب اللہ مجھ سے ناراض ہو گیا ہے"

آنکھوں میں نمی لیے، نظریں جھکائے وہ بس معصومیت سے جواب دیتا رہا!!!!

"اللہ بھی کبھی کسی سے ناراض ہوا ہے ؟"..

مولوی صاحب نے اُس کی طرف پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔ آج وہ کسی اور وجدان کو اپنے پاس بیٹھا دیکھ رہے تھے

۔!!!!!

مولوی صاحب جب وُہ ناراض ہوتا ہے تو سجدے کی توفیق چھین لیتا ہے، وہ اپنی ناراضگی میں خود سے دور کر لیتا ہے انسان کو۔ میرا اللہ مجھ سے بہت ناراض ہو گیا ہے۔ دیکھیں نا مجھ سے تو سب کچھ ہی چھن گیا ہے۔ مجھے لگتا ہے اُس نے اپنی ناراضگی دیکھائی ہے وجدان کو وجدان میں ہی مار دیا ہے"۔

وہ آنکھوں میں آنسوں لیے بولتا رہا اور مولوی صاحب اسکو سنتے رہے، جیسے وہ اُس کو سننا چاہتے ہوں، وہ اُس وجدان کو کھوج رہے تھے جو واقعی کہیں مر گیا تھا، بغیر لوگوں کے بغیر جنازے کے دفنایا گیا تھا۔۔

"اللہ تم سے کیوں ناراض ہو گیا ہے وجدان ؟"۔

مولوی صاحب کے پوچھنے پے اُس نے اُن کی طرف دیکھا یہ پہلی دفعہ تھی جو اُس نے اُن کی نظروں میں نظریں ملائیں۔ اور پھر ایک دم نظریں جُھکا لی۔ وہ کسی کی نظروں میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا وہ کسی کو حق نہیں دینا چاہتا تھا کوئی اُس کی آنکھوں میں اُس لڑکی کو دیکھے۔۔۔۔

"وجدان کیا کیا ہے تم نے کہ اللہ تم سے ناراض ہو گیا ہے۔ تم تو کبھی کسی کے ساتھ برا نہیں کرتے ہمیشہ اُس رحمان کے بندوں کی مدد کرتے ہو پھر وہ تم سے کیسے ناراض ہو سکتا ہے ؟"۔

"وجدان وہ اپنے اچھے بندوں کو آزماتا ہے"

اُس کے کچھ نہ بولنے پہ مولوی صاحب سمجھ گئے وہ نہیں بولنا چاہتا۔ بس وہ اُس کو پیار سے سناتے رہے۔ جو ایک ایک لفظ اُس کے دل میں اُتر رہا تھا۔ وہ نظریں جھکائے سنتا رہا!!!!!۔

"اُس رب العزت نے تم پہ آزمائش ڈالی ہے تو اُس آزمائش کو اپنی طاقت بناؤ وجدان اُس کو اپنی کمزوری نا بناؤ"

مولوی صاحب اُس کو کہتے رہے۔۔۔۔

"مولوی صاحب کیا ایک سید گھرانے کے بچوں کے سیدوں سے باہر شادی ہو سکتی ہے"۔

اُس نے مولوی صاحب کی بات کو آدھے میں ہی کاٹا۔ اور اُن کا چہرہ غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا!!!!

۔ وہ اُن کا جواب اُن کے منہ سے پہلے اُن کی آنکھوں سے سننا چاہتا تھا!!!!!۔

مولوی صاحب بغیر کسی تاثر کے اُس کی چہرے کے بدلتے رنگ دیکھتے رہے۔ اُن کو اُس کی ایک بات نے ہی سارا معاملہ سمجھا دیا تھا!!!!!

"دیکھو وجدان"۔

"مولوی صاحب۔۔۔۔ مولوی صاحب میری مدد کریں۔ میرا بچہ پھر سے بیمار ہو گیا ہے۔ وہ اُس کے ساتھ جو جنّات ہیں وہ اُس کو بہت مار رہے ہیں خدا کے لیے میری مدد کریں چلیں میرے ساتھ"

وجدان مولوی صاحب کے جواب کا اتنی شدت سے انتظار کر رہا تھا جیسے اُس کا کلیجہ اُس کے منہ میں آجائے گا ابھی ،اتنے میں مولا بخش آیا جس کے بیٹے کے ساتھ جنّات تھے اور وہ مولوی صاحب کو اپنے ساتھ لے جانے لگا!!!!!

"وجدان میں تم سے بعد میں بات کروں گا"

مولوی صاحب یہ کہتے ہوئے مولا بخش کے ساتھ چلے گے۔!!!

اور وہ پھر سے پلر کے ساتھ سر لگائے آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا

"زری کیوں تیار ہو رہی ہو تم"۔

"اماں مجھے جانا ہے؟"

"کہاں جانا ہے ؟"

"یونیورسٹی اماں آپ بھی نا اس ٹائم یونیورسٹی ہی جاؤں گی نا میں "۔

اُس نے کندھے پہ ماں کی دی ہوئی چادر لیتے ہوئے کہا!!!!۔

"تم نے اپنا حال دیکھا ہے, اس حالت میں جاؤ گی تم یونیورسٹی"

"اماں میں ٹھیک ہوں اب"

زری ہر بات پہ ضد نہ کیا کرو. ایک دن اگر تم نہیں جاؤ گی تو کون سا تمارے نا جانے سے یونیورسٹی بند ہو جائے گی"

"اماں پلیز مجھے جانے دیں"

"اُس نے بے بسی سے ماں کو دیکھتے ہوئے کہا!!!!!۔

"زری ضد نہیں کرتے بچے"

اماں فضہ اکیلی کیا کرے گی۔ میں نے اُس کو بتایا بھی نہیں کے میں نہیں آرہی ابھی تو وہ یونیورسٹی کے لیے نکل بھی گئی ہو گی"

"مگر زری"

"اماں پلیز"

اُس کا انداز ایسا تھا کے ماں کچھ بول ہی نہیں سکی۔۔۔اُس کو خود بھی نہیں سمجھ آرہی تھی ایسی کون سی طاقت ہے جو اُس کو اُس راستے پہ کھینچی چلی جا رہی ہے۔ کیوں وہ جانے کے لیے اس قدر تڑپ رہی ہے۔ کیوں وہ اتنی بیمار ہوتے ہوئے بھی جانا چاہتی ہے۔ کیوں اُس کا دل اُدھر جانے کے لیے مچل رہا ہے!!!!!!

"اہ زرمینہ تم یونیورسٹی میں"

ہانیہ نے کلاس میں آتے ہی اُس کو دیکھتے ہوئے کہا!!!

"کیوں آج مجھے چھٹی تھی کیا؟"

"زرمینہ کو پتا تھا وہ کس بارے میں بات کر رہی ہے اُس کا اشارہ کس طرف ہے، پھر بھی اُس نے اُس سے انجان بن کے پوچھا"

-

"مجھے لگا تم کل والے واقعے کے بعد تو کچھ دن سنبھل بھی نہیں سکو گی۔ مگر میں کیا دیکھ رہی ہوں آپ تو تشریف لا چکی ہیں"۔

وہ اور ارم زرمینہ کے پاس کھڑے ایک دوسرے کو مسکرا کے دیکھتے ہوئے زرمینہ کو mentally trocher کیے جا رہی تھیں۔۔۔

"ہانیہ آپ کو زرمینہ کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہیں ہے؟"

فضہ نے زرمینہ کو خاموش ہوتا دیکھ کے ایک دم سے اُن کو جواب دیا!!!۔

زرمینہ کو لگا جیسے کل وجدان نے اُس کو ذلیل نہیں کیا اُس کی عزت نفس کا جنازہ نکلا ہے۔ آپ نے کیوں کیا ہے ایسا ۔کیوں ہر ایرے غیرے کو مجھ پہ بات کرنے کا موقع دیا ہے؟

اُس کو اپنے اندر درد ہوتا محسوس ہوا۔ وہ سواتی تھی۔ ایک آنا پرست قبیلے کی لڑکی۔ آج اُس کی انا مٹی کا ڈھیر ہو رہی تھی۔۔۔ ضبط کی ایک حد ہوتی ہے وہ ضبط کی حد ختم ہو رہی تھی۔ وہ چینج چینج کے کہنا چاہتی تھی۔

"سنو سید وجدان حسین شاہ مجھے تم سے نفرت ہے شدید نفرت"۔

وہ خاموش رہی اُس کے پاس آج بولنے کو کچھ بھی نہیں تھا۔ البتہ سننے کو بہت کچھ تھا اور وہ ضبط کیے بس سنتی جا رہی تھی۔۔

"زرمینہ تم اتنا بیمار ہو، نہیں آنا چاہئے تھا آج تمہیں یونی"

فضہ نے اُس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلتے ہوئے کہا!!!!!۔

بغیر بولے آج وُہ بس چل رہی تھی۔۔۔

"زرمینہ تم نہ دُکھی ہو میں وجدان سر کے آفس جا کے ان کو بولوں گی انھوں نے بہت غلط کیا تھا کل۔ ٹھیک ہے بھئی تمہیں نہیں تیار تھی تو اور کس کو تیار تھی پریزنٹیشن؟۔ مجھے تو لگتا ہے وہ جان بھوج کے تمہیں ہی سننا چاہتے تھے۔ پریزنٹیشن کا صرف انھوں نے بہانا رکھا ہے"

فضہ نے اُس کا ہاتھ چھوڑا اُس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اُس کو کہنے لگی!!!!۔

"زری کچھ تو بولو نا"

وہ نظریں جھکائے بس کھڑی رہی۔ جیسے وہ بولے گی تو پھوٹ پھوٹ کے روئے گی۔ اماں ٹھیک کہتی تھیں اُس کو اج نہیں آنا چاہئیے تھا، اُس نے دل میں سوچتے ہوئے کہا!!!!!۔

"زری تم مجھے پریشان کر رہی ہو تم اُس ہانیہ کی باتوں پہ سیریز ہو رہی ہو۔ جو سر کے پیچھے پیچھے پر تھی ہے اور سر اُس کو منہ بھی نہیں لگاتے"۔

فضہ نے ویسے ہی اُس کے سامنے کھڑے کھڑے اُس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر کہا!!!!

"فضہ"

اُس نے جیسے ہی فضہ کا نام لیا آنکھوں میں عجیب سی سُرخی آئی۔ اُس کا ضبط ٹوٹنے کے آخری درجے پے تھا۔ اگر وہ اور فضہ اکیلے اُس جگہ پہ ہوتے تو شاید وہ اُس کے گلے لگ کے اونچا اونچا روتی۔ مگر وہ جس جگہ تھے وہاں ہر طرف سٹوڈنٹس تھے۔ وہ چاہ کے بھی اپنا ضبط نہیں توڑ سکتی تھی۔۔۔۔

"سر نے بہت غلط کیا فضہ"

وہ نظریں جھکائے بس بامشکل اتنا ہی بول پائی کے سامنے کونے میں کھڑا ہوا پیٹ پھیرے اُس کو وہ شخص نظر آیا جس نے کل اُس کے غرور کو ریزہ ریزہ کیا تھا۔۔۔۔

وہ ہاتھوں میں موبائل اور چائے کا ایک کپ پکڑے کھڑا کسی سے بات کر رہا تھا۔۔

"کیا سید وجدان حسین شاہ اُس کے ساتھ اتنا برا بھی کر سکتا ہے؟"

اُس نے اُس کو دیکھتے ہوئے دل میں سوچا!!!!!!۔

وہ مسلسل اُس پیٹ پھیرے ہوئے شخص کو دیکھے جا رہی تھی!!

فضہ نے اُس کی نظروں کو تعقب کرتے ہوئے اُس کو دیکھا جو آج بھی پہلے دن کی طرح بلو پینٹ اور بلیک کوٹ پہنے تھا۔۔۔ اور سب کو اپنا دیوانہ بنا رہا تھا۔۔۔۔۔

"زری"

اُس نے زرمینہ کو مسلسل اُدھر دکھنے پہ بازو سے پکڑ کے آرام سے ہلایا!!!

"کیا سوچ رہی ہو تم؟"

وہ جو خالی ذہن لیے اس شخص کو دیکھے جا رہی تھی۔ ایک دم سے فضہ کی طرف ہوئی

۔ جیسے ہی وہ فضہ کی طرف دیکھنے لگی۔ پیٹ کیا ہوا شخص اچانک پیچھے مڑا۔۔

اُس کی نظر ایک دم اُس سراپا حُسن پر پڑی جو حجاب میں، سفید چادر لیے خود کو لپیٹ رہی تھی۔

اُس کو لگا جیسے اُس کے ارد گرد اُس کے علاوہ کوئی اور ہے ہی نہیں۔۔۔۔

اُس نے بس ایک فقط ایک نظر اُس لڑکی پے ڈالی جس نے اپنے ایک بار کے دیدار نے اُس کو دیوانہ بنا رکھا تھا۔۔

اُس کو لگا حجاب پہنے کوئی پری خدا نے آسمان سے بھیجی ہے۔ یہ لڑکی اس دنیا کی تو ہے ہی نہیں جس دنیا میں وہ کھڑا تھا۔ کون ہے یہ جس کے لیے میں رات بھر روتا ہُوں اور اُس کو ایک نظر بھی نہیں دیکھ سکتا"۔

اُس کے کندھوں پہ پڑی چادر نے اُس کے حجاب نے اُس کو اپنا اسیر بنا دیا ہے۔ جیسے کوئی کسی کے سحر میں جکڑ جائے اور پھر کبھی نا نکل سکے۔ وہ اُس کے حجاب کے سحر میں جکڑا گیا تھا۔۔

وہ کب اُس لڑکی کے سامنے ہارا اُس کو پتا ہی نہیں چلا وہ اُس کے ایک دفعہ کے دیدار پہ فقط ایک دیدار پہ اپنا سب کچھ ہار گیا تھا"

"وہ اُس کے ڈمپل پہ نہیں اُس کے حجاب پہ ہارا تھا"

"میں اتنا خود غرض کیسے ہو سکتا ہوں, میں اتنا خود غرض تو نہیں تھا۔ میں نے تو اپنے سے پہلے ہمیشہ اپنی بہنوں کا سوچا ہے تو آج میں یہ کیسے کر سکتا ہُوں۔ پانچ بہنوں کے ہوتے ہوئے میں مولوی صاحب سے اپنی ہی شادی کے حوالے سے کیوں پوچھ رہا تھا۔ میں کیسے بھول سکتا ہُوں میری پانچ جوان بہنے گھر پہ ہیں۔ اُن کے کتنے ارمان ہوں گے کتنا کچھ سوچا ہو گا انہوں نے اپنے بارے میں۔ اور میں۔۔۔

میں نے اُنکا ایک بار بھی نہیں سوچا"۔

یا اللہ وجدان کو اتنا خود غرض نا بنا۔ کیا ایک لڑکی کی محبت آج اتنی زیادہ ہو گی کہ میں اپنی بہنوں کو ہی بھول گیا۔ مجھے اپنی بہنوں کا پہلے سوچنا ہے۔ اب تو اُن کے دل سے شادی کا ارمان بھی ختم ہو گیا ہو گا۔ کیا اُن کا یہ مقام اُنکا قصور بن گیا ہے کہ وہ سید گھر میں پیدا ہوئی ہیں؟۔

کیا یہ مقام اُن کے لیے ساری زندگی کا روگ بن جائے گا۔ اگر سید گھر کا رشتہ نا آیا تو میری بہنے اس ارمان کو ہی دل میں لیے مر جائیں گی؟ میں کیا کروں اللہ۔۔۔

وہ اپنے بیڈ پہ بیٹھے، سر کو اپنے ہاتھوں میں لیے خود سے ہی باتیں کرنے لگا۔۔۔ کبھی اپنے بالوں کو نوچنے لگتا اور کبھی درد کی شدت سے اپنی کنپٹیوں کو دوباتا!!!!!!۔

اُس کو لگا اب کی بار درد اُس کی برداشت سے باہر ہے۔۔وہ اٹھا بیگ کھولا اور پھر سگریٹ نکالا، جیسے ہی اُس نے سگریٹ نکالا دروازے پہ دستک ہوئی اور اُس نے فوراً سگریٹ اپنے سرہانے کے نیچے رکھ لیا اور سیدھا ہو کے بیٹھ گیا ۔۔۔

"جی آجائیں"

"وجی کیا کر رہے ہو؟"

"کچھ نہیں آپی بس لیٹا تھا".

"وہ تو مجھے بھی پتا ہے میرا بھائی آج کل کچھ زیادہ ہی لیٹنے لگا ہے۔نا باہر آتے ہو تم نا اب ہستے ہو نا کسی سے بات کرتے ہو۔وجی کیا ہوا ہے؟"۔

فاطمہ اُس کے پاس اُس کے سامنے آکر بیٹھی مسلسل اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولتی رہی جیسے وہ کچھ تلاش کر رہی ہو۔اور وہ بار بار نظریں جُھکا لیتا!!!!!!۔

آپی آپ سے ایک بات پوچھوں؟ آپ خفا تو نہیں ہوں گی نا؟۔

اُس نے بہن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا!!!!!

ناوجی میں پہلے تمھاری کسی بات پہ خفا ہوئی ہوں جو اب ہوں گی؟ بولو کیا پوچھنا ہے"۔

"آپی آپ کا دل نہیں چاہتا آپ کی شادی ہو؟"

اُس نے بہن کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے، نظریں جُھکا کے پوچھا!!!!!!۔۔

بہن جو اُس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی اُس کو دیکھتی ہی رہے گی۔۔۔

اُس نے نظریں اٹھائی اور بہن کو دیکھنے لگا جو ابھی بھی خالی سی آنکھوں کے ساتھ اُس کو ہی دیکھ رہی تھی۔اُس کو یقین ہی نہیں آیا اُس کا بھائی اُس سے وہ بات پوچھے گا، جس کو سوچ کے اُس کو برداشت سے باہر کی تکلیف ہوتی ہے۔وہ اُس تکلیف سے بچنے کے لیے اُس بات کو بھول جانا چاہتی تھی۔اور بھول بھی گی تھی مگر آج پھر سے اُس کو اُسی قرب سے گزرنا پڑے گا اُس نے سوچا بھی نہیں تھا!!!!۔۔

"آپی میرا بہت دل چاہتا ہے آپ کی شادی ہو آپ کو میں لینے کے

لیے جایا کروں، عید پہ آپ کے لیے گفٹ بجوایا کروں۔آپ کے بچے مجھے ماموں کہیں۔آپی آپ کا دل نہیں چاہتا

آپی آپ کا دل نہیں چاہتا یہ سب ہو؟۔

وہ بچوں کی طرح بولتا چلا جارہا تھا۔اور وہ ضبط کے آنسوں لیے اُس کو سنتی جارہی تھی!!!!!!۔

"ٹھیک ہے ٹیچرز ڈانٹتے ہوتے ہیں، ٹھیک ہے سر نے مجھے ڈانٹا، تو اِس میں اتنا دُکھی ہونے کی کیا بات ہے"

کیوں میں ہر چیز کو اپنے دل پہ لیے جارہی ہوں کیوں ہانیہ کی باتیں مجھے اتنا دُکھ دیتی ہیں۔

کیوں مجھے سوچ سوچ کے

دُکھ ہوتا ہے کیوں میرے دل سے اُن کا وہ رویہ نہیں نکلتا۔۔۔۔

"اللہ جی مجھے صبر دیں نا پلیز"۔

وہ نماز کے بعد بیٹھ کے ہمیشہ کی طرح اللہ جی سے باتیں کر رہی تھی اُن کو اپنی باتیں بتا رہی تھی۔اُن کو شکایتیں لگا رہی تھی!!!!!۔

وہ وہی پہ گھنٹوں کے بل بیٹھی تھی کے اچانک اُسے یاد آیا"

"اف اللہ جی میں تو بھول ہی گی مانو بیمار ہے اُس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا"۔۔

"مانو میرا بچہ"

وہ بھاگتی ہوئی مانو کے پاس گی اور اُس کو اپنی گود میں لیا۔وہ بھی شاید اُسی کا انتظار کر رہی تھی اُس کے آتے ہی اٹھ کے کھڑی ہو گئی اور میاؤ میاؤ کرنے لگی۔۔۔۔

"مانو سوری میں تمھیں ٹائم ہی نہیں دے پاتی نا"

"مجھ سے خفا نا ہونا مانو مجھے تو پتا ہی نہیں ہے میں اج کل کیا سوچتی ہوں اور کیوں سوچتی ہُوں"۔

وہ مانو کے ماتھے پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اُس سے باتیں کرتی رہی اور وہ اُس کی گود میں آنکھیں بند کیے سنتی رہی!!!!۔

وہ رات کو سونے سے پہلے اپنی مانو پے درود شریف پڑھ کے پھونک کے سویا کرتی تھی۔۔

"اللہ پاک میری مانو آپ کے حوالے ہے اُس کا بہت خیال رکھیے گا رات میں"۔

یہ اُس کے روز کی دعا ہوتی تھی۔جو روز وہ کیا کرتی تھی

"آپی بولیں نا"

بہن کو چپ بیٹھا دیکھ کے وہ پھر سے بولا!!!!۔

"کیا بولوں میں وجی"۔

بھائی کے سوال پہ وہ سوچوں سے باہر نکلی جیسے وہ سوچ رہی ہو کتنے سالوں سے اب اُس نے اس بارے میں سوچنا چھوڑ دیا تھا۔کتنے عرصے سے اُس نے نہیں سوچا تھا کے وہ بھی ایک لڑکی ہے باقی لڑکیوں کی طرح اُس کے بھی کچھ ارمان ہیں اُس کی بھی کچھ خواہشیں ہیں"۔

"آپی آپ کا دل نہیں چاہتا آپ کی شادی ہو۔آپ کا اپنا بھی ایک گھر ہو ایک زندگی ہو"۔

"میرے دل کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے وجی"۔

اُس نے بہن کی لرزتی آواز سنی۔۔ جس نے ایک خواہش اپنے اندر ایسے دوبادی تھی کہ اب اُس کو اُس خواہش کی اب خواہش بھی نہیں رہی تھی۔۔

"آپی کیا سید زادی ہونے کا یہ مطلب ہے آپ ساری زندگی گھر پہ بیٹھی رہیں۔ اپنے ارمانوں کو اپنے سینے میں دفن کر لیں۔۔۔ آپی نبی پاک نے تو کہا تھا آپ کے بچے جوان ہو جائیں تو انکی شادیاں کروادی جائیں۔ تو پھر ـــــــــــــ"۔

"آپی کیا یہ مقام ہماری آزمائش ہے؟ میں جب بھی آپ کو اور زینب کو دیکھتا ہُوں تو بہت دُکھ ہوتا ہے مجھے۔۔۔شادی کی ایک عمر ہوتی ہے آپی۔ ایک وقت ہوتا ہے ہر چیز ہر بات ایک وقت پہ ہی اچھی لگتی ہے۔ آپ کے لیے کتنے اچھے گھروں کے رشتے آئے ہیں لیکن ابو نے یہ کہے کر انکار کر دیا کہ وہ سید نہیں ہیں"۔

"ایسے نہیں بولتے وجی ہم تو دنیا کے وہ خوش نصیب لوگ ہیں جو نبی پاک کے خاندان سے ہیں۔۔ ہمارا مقام ہر چیز سے افضل ہے۔ ہماری یہ خوش نصیبی کم ہے کہ ہم اہلِ بیت سے ہیں۔ ہم نبی پاک کی اولاد سے ہیں۔ تو کیا ہوا ہماری شادیاں نا ہوں۔۔ تو کیا ہوا ہماری خواہشیں ہمارے دل کے اندر دفن ہو جائیں۔۔ تو کیا ہوا ہم دوسری لڑکیوں کی طرح نہیں سوچ سکتے۔ دوسری لڑکیوں کی طرح خواب نہیں دیکھ سکتے۔ دوسری لڑکیوں کی طرح ہمیں کسی سید زادے کے علاوہ محبت نہیں ہو سکتی۔

ہمیں بس یہ پتا ہے کہ ہماری نسبت اہل بیت سے ہے اور ہمیں بس لاج رکھنی ہے اس مقام کی"۔

وہ آنکھوں میں ایک درد لیے بس بولتی رہی۔ وہ اپنی بہن کا دُکھ سمجھ سکتا تھا۔ اُس نے سوچ لیا تھا صبح ہوتے ہی وہ مولوی صاحب کے پاس جائے گا۔ اُن سے پوچھے گا کیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے اگر سید گھر کا رشتہ نہ آئے تو لڑکی ساری زندگی گھر پہ بیٹھی رہے. کیا نبی پاک نے ایسا کہا ہے؟ کیا قرآن ایسا کہتا ہے کدھر لکھا ہے آپ اپنی بہن بیٹی کو گھر میں بیٹھا دو۔ صرف اس وجہ سے کہ اُس کا رشتہ سید گھر سے نہیں آیا"

"مولوی صاحب میں پوری رات نہیں سو سکا۔۔ میں بہت عرصہ پہلے آپ کے ساتھ یہ بات کرنا چاہتا تھا مگر مجھ میں ہمت نہیں تھی۔ مولوی صاحب میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں"۔

وہ فجر کی ازان سے پہلے مسجد آیا تھا تا کہ وہ بغیر کسی کی موجودگی میں مولوی صاحب سے آرام سے بات کر سکے!!!!۔

"بولو ناوجدان"

،"یقیناً تم کل والے مسئلہ پہ ہی بات کرنا چاہتے ہو گے.۔

۔مولوی صاحب اُس کی بات کو سمجھ گے تھے وہ ممبر کے پاس آرام سے ٹیک لگائے ہوئے پیچھے ہوئے اور بولے!!!۔

مولوی صاحب میں بات گھوما پھرا کے نہیں کرنا چاہتا۔ میں آپ سے ڈائریکٹ بات کروں گا"

"مولوی صاحب میں سید زادہ ہوں، میں اہلِ بیت سے ہوں کیا سید کی شادی سیدوں میں ہی ہو سکتی ہے باہر نہیں ہو سکتی."۔

دیکھو وجی سید ذات کی دوسری قوموں کے ساتھ کوئی برابری نہیں ہے۔ سید جو ہیں وہ ہمارے نبی کریم کی اولاد سے ہیں۔ وہ نبی جن کو خدا نے اپنا محبوب بنا کر بھیجا ہے، وہ نبی جس کے لیے پوری دنیا بنی ہے۔ وہ نبی جس کا نام خدا کے نام کے بعد لیا جاتا ہے۔ جس کو خدا نے اپنا محبوب کہا ہے۔ اُس کی نسبت سے سید ایک افضل ذات ہے۔ اُن کی نسبت سے سید ذات کا کسی سے کوئی مقابلہ نہیں کسی سے کوئی برابری نہیں۔"۔

نبی پاک نے فرمایا تھا لوگوں کی نسل بیٹوں سے آگے بڑھتی ہے جب کے میری نسل میری بیٹی فاطمہ سے آگے بڑھے گی۔۔

تم خود سوچو وجی اُس کملی والے کی ذات کے ساتھ کسی کا کوئی مقابلہ ہے کسی کی کوئی برابری ہے اور رشتہِ تو ہمیشہ برابری میں ہوتا ہے نا اگر رشتہِ برابری میں نا ہو وہ کدھر کامیاب ہے؟"۔

"مولوی صاحب میں بات مقابلے کی نہیں کر رہا۔۔ میں بس یہ کہے رہا ہوں کہ کیا سید کی شادی سیدوں کے علاوہ کسی سے نہیں ہو سکتی"

وہ آج اپنی اور زرمینہ کی بات نہیں کر رہا تھا۔ آج وہ اپنی بہنوں کے لیے بات کر رہا تھا۔ وہ بہنیں جو ایک سید گھرانے کے رشتے کا انتظار کر رہی تھیں!!!!۔

"دیکھو وجی بہت سارے علماء دین بہت کچھ لکھتے ہیں.

اب یہاں پہ تم بات سید لڑکی یا لڑکے کی نہیں کر رہے۔ یہاں پہ بات تم سید کی کر رہے ہو"۔

"اب میں تمہیں دونوں کا الگ الگ سمجھاتا ہُوں. میں تمہیں پہلے لڑکے کا بتاتا ہُوں۔"

اگر ایک لڑکا سید ہے اور وہ سیدوں سے باہر شادی کرنا چاہتا ہے تو وہ جائز ہے وہ کر سکتا ہے۔ اس کی مثال ہم اہلِ بیت سے ہی اگر لیں تو!!!

امام حسن علیہ السّلام اور امام حسین علیہ السّلام کی ہی بات کریں تو۔

امام حسن نے دو شادیاں کی تھیں اور امام حسین نے تین۔۔

امام حسن علیہ السّلام کی ایک بیوی حضرت ام فروہ علیہ السلام تھیں اور دوسری جودھا۔ جس نے امام کو زہر دیا تھا

۔۔

امام حسین علیہ السّلام کی تین زوجہ محترمہ تھیں۔

ام رباب علیہ السلام، ام لیلی علیہ السلام اور شیر بانو علیہ السلام۔۔

امام حسن اور امام حسین اہل بیت ہیں اور اُن کی بیویاں ساری بیویاں سید گھر سے نہیں تھیں۔ تو یہاں سے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ایک سید گھرانے کا لڑکا باہر سے شادی کر سکتا ہے۔۔

اور اگر ہم ایک سیدہ لڑکی کی بات کریں۔ تو اہلِ بیت سے کسی لڑکی کی شادی سیدوں سے باہر نہیں ہوئی۔ اب وہ اہلِ بیت تھیں تو وہ تو ایک الگ درجہ رکھتی تھیں تو اُن کی شادی کیسے باہر کسی سے ہو سکتی ہے۔۔

اب اگر ہم ایک سید لڑکی کی بات کریں تو بہت سے علماء دین اُس پہ بہت کچھ لکھتے ہیں۔۔

اب بہت سے علماء کہتے ہیں ایک سید لڑکی ماں کا درجہ رکھتی ہے، سیدوں سے باہر۔۔ مگر قرآن میں ماں صرف نبی کی بیویوں کو کہا گیا ہے۔ جو نبی کی بیوی ہو گی وہ اُمت کی ماں ہو گی۔۔۔

"وجدان میری بات سمجھ رہے ہو نا"

انھوں نے سوچوں میں گم وجدان کی طرف دیکھا اور کہا!!!

"جی جی مولوی صاحب میں سمجھ رہا ہوں آپ بولیں"۔

اب چونکہ ایک سید لڑکی کا درجہ افضل ہو گا تو اگر اُس کی سیدوں سے باہر شادی ہو جاتی ہے تو اُس کے شوہر پہ اُس کا احترام فرض ہے۔ جو آجکل لوگ اس چیز کو نہیں سمجھتے ہیں۔

۔ تو ہم ایک سید لڑکی کی شادی باہر نہیں کر سکتے۔۔

مولوی صاحب اگر لڑکا اچھا ہو اچھا خاندان ہو ہمیں پتا ہو کے یہ سید ذات کی عزت کرے گا تو بھی ہم ایک سید گھرانے کی لڑکی کی شادی باہر نہیں کر سکتے؟۔

مولوی صاحب یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک لڑکی اپنے گھر پہ اپنے سر کے بال سفید کر لے صرف اس انتظار میں کہ سید لڑکے کا رشتہ آئے گا، اور اُس کے بال سفید ہونے پہ بھی کوئی رشتہ نا آئے تو پھر وہ اپنے ارمان اپنی قبر میں ہی لے کے جائے۔۔"۔

"آپ کو آقا علیہ السلام کا آخری خطبہ تو یاد ہو گا نا جس پہ انھوں نے واضع کہا ہے کسی عربی کو کسی اجنبی پہ کوئی برتری حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے. تو مولوی صاحب کیا ایک سید زادی کی شادی اُس سے نہیں ہو سکتی جو خدا اور اُس کے رسول کا ماننے والا ہو پرہیز گار ہو سید زادی کا احترام کرنے والا ہو"۔۔

بیٹا وجدان میں پھر سے وہی بات کروں گا ایک سید گھرانے کی لڑکی دوسری لڑکیوں سے افضل ہوتی ہے۔ اور اُس کے افضل ہونے کی بس ایک ہی دلیل ہے وہ میرے رسول کے خاندان کی ہے۔۔

رہی بات شادی کی تو بہت سے علماء دین یہ بھی لکھتے ہیں اگر لڑکی کی عمر نکلی جا رہی ہے اور کوئی سید گھر کا رشتہ نہیں آ رہا تو وہ اپنے باپ کی رضامندی سے باہر شادی کر سکتی ہے۔ اگر اُس کا باپ رضامند ہے تو"

اب واللہ عالم اس بات میں کتنی حقیقت ہے۔۔۔۔

وجدان کو بہت ساری باتیں سمجھ آ گئیں تھیں۔ اور بہت ساری باتوں میں وہ الجھ کر رہ گیا تھا۔ جس کو اُس نے خود پڑھنا تھا۔ خود سوچنا تھا۔۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ مولوی صاحب آپ نے مجھے اپنا اتنا قیمتی وقت دیا۔"۔

اُس نے مولوی صاحب کی طرف دیکھا اور اُنکا شکریہ ادا کر کے وضو بنانے کے لیئے اٹھنے لگا۔۔

اُس نے سوچ لیا تھا اب وہ اس مسئلے پہ خود تحقیق کرے گا۔

"فضہ ائو نا تھوڑی دیر لائبریری

میں جاتے ہیں۔ ابھی تو کلاس کو بہت ٹائم ہے"

"زری پتا نہیں کیا شوق ہے تمہیں لائبریری کا۔ پتا نہیں کیسے پڑھ لیتی ہو تم یہ اتنے موٹے موٹے ناول اور کتابیں۔"۔

"آپ نے کبھی پڑھے ہوں تو آپ کو پتا ہونا"

"مجھے کوئی ضرورت بھی نہیں اوور ایکٹنگ پڑھنے کی".

وہ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ لیے چل رہی تھیں فضہ کو پھول بہت پسند تھے وہ ہر پھول کو بہت غور سے دیکھتی تھی جیسے اُن کی خوشبو اپنے اندر اتار رہی ہو!!!!۔

"خبر دار جو میرے ناولز کو کچھ کہا تم نے تو"

زری نے فضہ کے کندھے پہ آرام سے مارا اور منہ بنا کے کہنے لگی!!!۔

"وہ اُس کی زلفوں کے اھوش میں بے ہوش ہو گیا"

"اب بتاؤ وہ کیسے اُس کی زلفوں کی اھوش میں بے ہوش ہوا؟ مطلب اُس کی زلفوں سے اس قدر بدبو آرہی تھی کے وہ بے ہوش ہی ہو گیا"

"اب بندہ ناول نہ پڑھے بلکہ اوور ایکٹنگ پڑھے"۔

فضہ نے اُس کے ایک ناول پہ تبصرہ کرتے ہوئے کہا!!!!!۔

"تم نے پڑھا ہے جنت کے پتے, پیر کامل، نمل، عشق کا شین؟

زری اُس کو ایک ایک ناول گن گن کے بتانے لگی"۔

"بہن ناول کوئی نورمل لوگ تو پڑھتے نہیں ہیں یہ آپ جیسے ابنارمل لوگ ہی پڑھتے ہیں آپ نے جانا ہے لائبریری تو جائیں میں نہیں جارہی"

فضہ نے ایک خوبصورت سفید گلاب کو زمین پہ بیٹھ کے چوتھے ہوئے کہا!!!!۔

"مر جاؤ تم فضہ"

"میں اب اکیلی جاؤں لائبریری؟"۔

"نہیں بیٹا صبر میں پوری یونیورسٹی کو بولتی ہُوں آپ کے ساتھ جائیں"

اُسی نے اُسی طرح پھولوں کو چھوتے ہوئے کہا!!!!۔

"زری نہیں اندر تمہارے وہ بیٹھے ہوئے جو تمہیں اندر جاتے ڈر لگ رہا ہے میں ابھی پھُولوں کو دیکھوں گی"۔

"دفاع ہو جاؤ تم فضہ"

"بتاؤ کدھر دفاع ہو جاؤں؟"

اُس نے مسکراہٹ کو چھپاتے ہوئے پوچھا۔

"جہنم میں دفاع ہو جاؤ اور ان پھُولوں کو بھی اپنے ساتھ لے کے جانا"۔

فضہ کو غصے سے کہتے ہوئے وہ لائبریری کی طرف چلی گی اور فضہ اُس کو جاتا دیکھ کر مسکرانے لگی۔

"Sir can I enter"

ہانیہ وجدان کے آفس میں آئی جو اپنی کرسی پہ بیٹھا کمپیوٹر پہ کچھ کام کر رہا تھا۔

"Yes"

اُس نے کمپیوٹر سے نظر ہٹاتے ہوئے اُس کو دیکھا اور پھر کام کرنے لگ لگیا!!!!۔

ہانیہ کو لگا اُس کی ساری تیاری دھری کی دھری رہے گئی وہ جو اتنا تیار ہو کے آئی تھی اُس کو ایک نظر بھی نہیں دیکھا اُس نے!!!!۔

"جی مس ہانیہ آپ کو کوئی کام تھا"

وہ ویسے ہی کمپیوٹر پہ نظریں جمائے بیٹھا تھا اُس کو کھڑا دیکھ کے اُس نے خود ہی پوچھا!!!!!۔

"سر وہ آکچلی مجھے یہ کہنا تھا کہ"۔

وہ مسلسل ایک ہاتھ کو دوسری ہاتھ میں دبانے لگی تھی۔ جیسے اُس کو کہنے میں مشکل ہو رہی ہو !!!!!۔۔

"جی کہیے میں سن رہا ہوں"

اب کی بار اُس نے کمپیوٹر سے نظریں ہٹائیں اور اُس کی طرف دیکھنے لگا، جو بلیک جینز کے اوپر سرخ شورٹ فروق پہنے بال کھولے کھڑی تھی !!!!۔

"سر مجھے آپ کا پرسنل نمبر مل سکتا ہے"

اُس نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے مکمل اعتماد سے پوچھا اُس کو لگا وہ اُس کی خوبصوتی سے آخر متاثر ہو ہی گیا ہے !!!!۔

"کیوں چاہیئے آپ کو میرا نمبر"

اُس نے کرسی کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کو ہانیہ کی اس بات سے بلکل بھی حیرت نہیں ہوئی تھی۔ اُس کا نمبر لینا تو ہر لڑکی کی خواہش تھی۔۔ اکثر لڑکیاں ہانیہ کی طرح اُس سے خود نمبر مانگتی تھیں !!!!!!۔

ہانیہ کو لگا وُہ اب کچھ بول نہیں سکے گی اُس کا اس طرح سے بات کرنا اُس کو بلکل اس کو بلکل اس لیجئے کی توقع نہیں تھی، وہ ایک خوبصورت اور پر اعتماد لڑکی تھی جس کا نمبر ہر لڑ کا مانگتا تھا اور آج وہ مانگ رہی ہے۔ تو وجدان کو تو خوش ہو کے دے دینا چاہیئے۔۔ مگر اُس کا اس طرح سیریز ہو کے پوچھنا...... !!!!۔

"سر وُہ اسٹڈیز سے ریلیٹڈ آپ سے ٹاپکس وغیرہ ڈسکس کرنے تھے تب ہی میں کہہ رہی تھی اگر آپ کا نمبر مل جاتا تو"۔

اب کی بار وُہ اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے نہیں کہے رہی تھی۔ بلکہ نظریں جھکائے شرمندگی سے بولے جا رہی تھی اُس کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا وہ کیا کہے اُس نے تو سوچا ہی نہیں تھا اُس کے مانگنے پہ اُس کے جواب "کیوں" میں بھی ہو سکتا ہے,,اُس وقت جو بھی اُس کے منہ میں آیا اُس نے کہے دیا!!!!!!۔

"ہانیہ آپ کو جو بھی ڈسکس کرنا ہے آپ کلاس میں کیا کریں۔ میں نے کلاس میں کسی کو اسٹڈیز سے ریلیٹڈ بات کرنے سے منع نہیں کیا۔۔ اگر آپ کو کلاس میں نہیں پوچھنا تو مجھ سے آفس میں پوچھ لیا کریں۔ بٹ سوری میں اپنا پرسنل نمبر نہیں دیتا کسی کو۔ آئی ہوپ آپ میری بات کو سمجھیں گی"۔

وہ اُسی طرح کرسی کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا اُس کو کہتا چلا گیا اور وہ ساکت سی اُس کو دیکھتی رہی!!!!!۔

"آپ کو اور کوئی کام ہے مس ہانیہ؟"

اُس نے اب کمپیوٹر کو دیکھتے ہوئے کہا جیسے کہنا چاہتا ہو اب آپ یہاں سے تشریف لے جا سکتی ہیں!!!!!!!۔

"نو سر"

اُس کی آنکھوں میں ایک دم سے نمی اُتر آئی,جو وجدان نے نہیں دیکھی تھی۔

اُس کو لگا جیسے اُس نے سب کچھ غلط سنا ہو وہ کیسے اُس کو انکار کر سکتا ہے۔ کیسے اُس کو ٹھکرا سکتا ہے!!!!!۔۔

ٹھیک ہے مسٹر وجدان نمبر تو میں آپ کا کہیں سے بھی لے لوں گی اور اپنی اس بے عزتی کو بھی یاد رکھوں گی۔ کچھ وقت پہلے تک میری خواہش تھے تم اب ضد ہو"۔۔

وہ آنکھوں میں آنسوں لیے اُس شخص کو دیکھتے ہوئے دل میں کہنے لگی جو مسلسل کمپیوٹر پہ لگا کام کر رہا تھا!!!!!!!!

-----,-----------------,--

وہ آج پہلی دفعہ فضہ کے بغیر کہیں گی تھی۔ لائبریری میں اندر جاتے ہی اُس کو ایک عجیب سا سکون ملا تھا۔ اُس کو ویسے بھی خاموشی بہت پسند تھی۔ خاموشی میں بیٹھ کے پڑھنا اُسے ہمیشہ سے اچھا لگتا تھا۔ اور ایک کتابوں کی عاشق

کے لیے اُس سے زیادہ پر سُرور اور کون سی جگہ ہو گی جہاں ہر قسم کی کتاب اتنے سکون والے ماحول میں میسر ہو !!!!!۔

وہ مگن سی اِدھر اُدھر گھومتی رہی ہر کتاب کو دیکھتی رہی۔ اُس نے زندگی میں پہلی دفعہ اتنی کتابیں دیکھی تھی۔

وہ آج پہلی دفعہ لائبریری آئی تھی، کاش میں پہلے آجاتی یہاں۔۔۔

اُس نے الماریوں کے شیشوں پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے دل میں کہا۔۔

اُس نے شیشہ کھولا اور ایک کتاب نکالی جس پہ "عاشق رسول""اویس قرنی" لکھا تھا۔

اُس کو ہمیشہ سے شوق تھا کہ وہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھے۔۔۔ آقا جان علیہ السلام کے عاشقوں میں بڑے مقام پہ فائز اُس شخص کو پڑھے جس نے بغیر دیکھے اقا جان سے اس قدر محبت کی کہ اُن کا چرچا اقا جان کے سامنے بھی ہونے لگا۔

اور آج بھی محبوب کے عاشقوں میں اُنکا نام سنہری حروف میں لکھا جاتا ہے۔۔

وہ بہت شوق سے کتاب لیے ایک کرسی پہ آئی اور کتاب میز پہ رکھ کے بیٹھ گی۔۔

اُس کو یاد تھا اُس نے گھر سے نکلنے سے پہلے وضو بنایا تھا۔ وہ کبھی بھی آقا جان کو بغیر وضو کیے نہیں پڑھتی تھی تو اُن کے عاشق کو کیسے پڑھتی۔۔۔

اُس نے کتاب کھولی اور پیار سے اُس پہ ہاتھ پھیرنے لگی۔

"راہ عشق کے شناور"۔

اُس نے جیسے ہی پہلا لفظ پڑھا اُس کا دل کانپنے لگا، وہ نبی کے عاشقوں میں کہاں کس جگہ کھڑی ہے؟ کیا اُس کا نام بھی خدا کے حضور آقا جان کے عاشقوں میں لکھا جائے گا؟ کیا وہ بھی اقا جان سے اویس قرنی رحمۃ اللہ جیسی ہی محبت کرتی ہے؟ وہ آقا جان پہ درود پڑھنے کے علاوہ اور کرتی ہی کیا ہے؟ اُس کے دل میں ایک دُکھ کی چنگاری اٹھی۔ اللہ

رحمت العالمین نے تو کہا ہے میرے محبوب سے ہر چیز سے بڑھ کے محبت کرو تو کیا وہ اتنی محبت کرتی ہے؟ بار چیز سے بڑھ کے؟۔۔

عشق دم جبرئیل، عشق دلِ مصطفیٰ

عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام

عشق کی مستی سے ہے پیکر گل تابناک

عشق ہے صہبائے خام، عشق ہے کاس الکرام

عشق فقیہہ حرم، عشق امیر جنود

عشق ہے ابنِ السبیل، اُس کے ہزاروں مقام!!!!۔۔

وہ جیسے جیسے پڑھتی گی اُس کی آنکھوں سے اشک رواں ہونے لگے۔وہ رو رہی تھی کسی لڑکے کی محبت میں نہیں دو جہانوں کے سردار کی محبت میں۔۔

اگر کسی عاشق کی نظر سے دیکھیں تو سارا عالم جہانِ حسن و عشق کی صورت میں نظر آتا ہے۔کائنات کے سارے رنگ حُسن و عاشق سے عبارت ہیں اور اس عالمِ آب و گل کی ساری داستانیں حُسن و عشق ہی کے گرد گھومتی ہیں!!!!!۔

"سنیں"

وہ سامنے پڑی میز پہ سر رکھے آنکھوں میں آنسوؤں لیے اُس ذات اقدس کو سوچ رہی تھی کہ ایک نسوانی آواز اُس کے کانوں سے ٹکرائی۔اُس آواز میں کچھ عجیب سا سحر تھا۔وہ ایک دم اوپر ہوئی اور اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھنے لگی۔۔

جو سر سے پاؤں تک سراپا نور تھی۔اُس نے کالا عبایا لیا ہوا تھا اور کالے ہی رنگ کا سکارف لیا تھا جیسے مدرسوں میں پڑھنے والی عموماً لڑکیاں لیا کرتی ہیں۔ہاتھوں پہ کالے ہی رنگ کے دستانے پہن رکھے تھے۔آنکھوں میں ایک عجیب سی کشش تھی جیسے اُس کی آنکھوں سے نور باہر کو آرہا ہو۔۔

اُس نے اُس کو ایک نظر دیکھا اور بس دیکھتی رہے گی۔۔

"میں یہاں پہ بیٹھ جاؤں؟"

اُس نے اس قدر نرم لہجے میں اُس سے پوچھا وہ حیران ہوئی کوئی ایسا بھی میٹھا بول سکتا ہے۔اُس کو دل چاہ رہا تھا وہ لڑکی یوں ہی کھڑی رہے اور وہ بس اُس کو دیکھتی رہے!!!!۔

"جی بیٹھیں نا"

مسکراتے ہوئے اُس نے اُس لڑکی کو بیٹھنے کا کہا!!!!!۔

"اویس قرنی کو پڑھ رہی ہیں آپ؟"

اسی محبت والے انداز میں اُس نے اس سے پوچھا اور سامنے پڑی کتاب کو محبت سے دیکھنے لگی!!!!!!۔

"جی مجھے محبت ہے ہر عاشق رسول سے"

نظریں جھکائے اُس نے اُس لڑکی کو کہا۔۔

"پھر تو مجھے بھی آپ سے محبت کرنی چاہیے"

اُس لڑکی نے اُس کی طرف بہت غور سے دیکھتے ہوئے آنکھوں میں۔وہی چمک لیے کہا جو زرمینہ کے دل پہ لگ رہی تھی!!!!!۔

"جی میں سمجھی نہیں آپ کی بات"

زرمینہ کو اُس کی اس بات سے حیرت ہوئی اُس نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے پھر پوچھا آپ کو مجھ سے محبت ....؟"۔

"آپ نے کہانا آپ کو ہر عاشق رسول سے محبت ہے تو ایسی طرح مجھے بھی ہر عاشق رسول سے محبت ہے"۔

وہ لڑکی اُس کو دیکھتے ہوئے بولتی رہی!!!!۔

"نہیں میں اس قابل نہیں کہ میں آقا جان کے عاشقوں کا نام بھی بغیر وضو کیے لے سکوں, میں اقا جان سے کدھر ایسی محبت کر سکتی ہوں جیسی سب کرتے ہیں۔ بہت گناہگار ہوں میں"۔

وہ لرزتی آواز کے ساتھ بولتی گی۔ اُس کو لگا وہ کسی ولی کی درگاہ میں بیٹھی ہے۔ اُس کی آنکھوں سے آنسوں گرتے اُس کے ہاتھوں سے ٹکرا کے وہیں جذب ہو جاتے۔ اور وہ ایک سُرور میں بولتی گی۔۔

وہ لڑکی اُس کو دیکھے جا رہی تھی بغیر پلکیں چھپکائے۔ وہ اُس کو سنتی رہی جب تک وہ خاموش نا ہوئی!!!!!۔

"کیا نام ہے آپ کا؟"۔

وہ اب ہوشوں کی دنیا میں آئی اُس نے ایک نظر اُس لڑکی کو دیکھا۔۔

"زرمینہ خان سوتی"

دھیمے سے بولی زرمینہ خان سواتی نام ہے میرا!!!!!۔

"ماشاء اللہ بہت پیارا نام ہے آپ کا زرمینہ۔ میرا نام عائشہ ہے"

اُس لڑکی نے مسکراتے ہوئے زرمینہ کو دیکھا جو مستقل اُس کو دیکھے جا رہی تھی!!!!۔۔

"۔عائشہ گل"

زرمینہ کے منہ سے بے اختیار عائشہ گل نکلا!!!!۔

"نہیں نہیں عائشہ گل نہیں عائشہ صدیقہ نام ہے میرا"

اُس نے مسکراتے ہوئے اُس کو کہا!!!!۔۔

" مگر مجھے تو آپ عائشہ گل لگی ہیں بلکل جنت کے پتے کی عائشہ گل جیسی ".

"زرمینہ نے اُس قدر معصومیت سے کہا کہ اُس نے بڑے پیار سے اُس کے چہرہ پہ ہاتھ رکھا آپ مجھے عائشہ گل کہے سکتی ہیں زرمینہ "۔

"اچھا زرمینہ اب میری کلاس کا وقت ہے میں کلاس لینے جا رہی ہوں۔ اللہ نے چاہا تو پھر ملیں گے "

"ایک بات یاد رکھیے گا زرمینہ نبی کریم صلی علیہ وسلم کے ذکر پہ جس کی آنکھوں سے آنسوں رواں ہوں وہی سچا عاشقِ رسول ہے "۔

اُس نے اُٹھتے ہوئے زرمینہ کی طرف دیکھا اور اُسی دھمے سے لیجئے میں بولی اور خدا حافظ کہے کر وہاں سے چلی گی !!!!!۔

دل کے آئینے میں ہے تصور یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی!!!

وہ اپنے اُسی انداز میں بھاگتا ہوا ہاتھ میں موبائل اور چائے کا کپ لیے کلاس میں آیا!!!!

۔

کہتے ہیں جب آپ کو محبت ہو جائے تو آپ کو اُس محبت کو قبول کرنے پہ وقت لگتا ہے اور وہ جتنا وقت ہوتا ہے آپ کے لیے ایک ایک سیکنڈ کی اذیت کا سبب بنتا ہے۔ اور جب وہ محبت قبول ہو جائے آپ کو اندر سے ایک سکون ملتا ہے۔ آپ اپنے محبوب کی صورت سے پھر بھاگتے نہیں ہیں۔ محبوب کو سوچتے ہیں۔ اُس کے ایک دیدار کے لیے پوری دنیا کو داؤ پہ لگا دیتے ہیں۔!!!!!!

-

وجدان کو بھی اپنی محبت کے قبول کرنے پہ ایک سکون ملا تھا۔ اب وہ اُس محبت سے بھاگتا نہیں تھا اُس کو ہر طرح سے قبول کرتا تھا!!!!!

-

سلام کے بعد اب وہ بغیر کچھ بولے اٹینڈنس لیتا تھا۔ اور روانی سے بولتا چلا جاتا، بغیر مسکرائے بغیر کسی سے بات کیے !!!!

-

آج بھی وہ ایسا ہی کر رہا تھا کہ اُس کے دل کو عجیب سی گُھٹن ہونے لگی۔
آج رول نمبر ۱۲ پہ کوئی نہیں بولا تھا۔ اُس نے ایک بار پھر رول نمبر ۱۲ کہا۔ پھر کوئی نہیں بولا۔ اُس کے ہاتھ کپکپانے لگے دل کو زخمی کر دینے والا احساس اُس کے اندر رہوا۔

-

اُس نے نظریں اٹھائی۔۔۔ وہ جو کبھی رول نمبر ۱۲ پہ نظریں اٹھا کے نہیں دیکھتا تھا آج اُس کی نظریں پوری کلاس کا تعاقب کرنے لگیں۔ وہ بغیر کچھ بولے ایک ایک کرسی پہ نظریں گھوماتا ہوا اُس ایک لڑکی کو دیکھنے لگا جس کے سامنے وہ ہار گیا تھا۔۔۔

-

? Where is roll no 12

اُس نے خود پہ قابو پاتے ہوئے، بغیر کسی تاثر کے فضہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"سر وہ لائبریری گی تھی۔ میں اُس کو لینے گی بھی تھی مگر وہ وہاں نہیں تھی۔ میں اُس کو ہر جگہ دیکھا جہاں ہم ہوتے ہیں مگر وہ کہیں نہیں ملی"۔

وہ رونے والے انداز میں بولتی گی اور سامنے کھڑے سید وجدان حسین شاہ کے دل پے چھریاں چلنے لگی۔ اُس کو لگا جیسے اُس کا دل کوئی چھوٹا چھوٹا کر کے کاٹ رہا ہے!!!!!۔

"آپ ہر وقت تو اُن کے ساتھ ہوتی ہیں پھر اکیلا کیوں چھوڑ دیا ایسے؟"

اُس کو پتا تھا اگر کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ شاید کلاس سے چیچھی ہوتی۔ مگر یہ تو زرمینہ تھی جو کبھی اکیلی نظر ہی نہیں آئی تھی۔ جو ڈر سے کسی لڑکی سے بھی بات نہیں کرتی تھی۔ وہ کافی ٹائم سے نہیں مل رہی وہ کدھر ہے۔۔۔۔۔

"سر میں نے بہت دنڈھا اُس کو اب فضہ با قاعدہ رونے لگی تھی"۔

"ڈھونڈا تو ملی کیوں نہیں؟"

۔اُس نے ایسے انداز میں کہا کے سب حیران رہے گے!!!!!۔

"آپ آئیں میرے ساتھ فضہ"

وہ سب کچھ وہاں چھوڑ کے فضہ کے ساتھ کلاس سے باہر چلا گیا!!!!

اُس کی اس انداز پہ سارے کلاس والے اُس کو غور سے دیکھنے لگے۔ اُس کی آنکھوں کی وحشت سب کو صاف صاف دکھائی دینے لگی آج وُہ اُن سب کو ایک ٹیچر سے زیادہ ایک دیوانہ لگ رہا تھا جو اپنی محبوبہ کی گمشدگی پہ مارا مارا پھر رہا ہو!!!!۔

"آپ آخری دفعہ کہاں بیٹھے تھے؟"

اُس نے منہ سے پسینہ صاف کرتے ہوئے فضہ سے پوچھا!!!!۔

"سر آخری دفعہ ہم یہاں گراؤنڈ میں بیٹھے تھے۔ وہ لائبریری جانے کی ضد کرنے لگی۔ میں یہی پھولوں کے پاس بیٹھی تھی وہ لائبریری چلی گئی۔ آپ کی کلاس سے ۱۰ منٹ پہلے میں اُس کو ڈھونڈنا شروع ہوئی مگر وہ کہیں نہیں ملی۔ وہ تو بہت ڈرتی ہے سب سے اُس کی تو کوئی دوست بھی نہیں میرے علاوہ یہاں وہ تو میرے علاوہ کہیں جاتی بھی نہیں تھی"۔

فضہ روتے ہوئے اُس کو ایک ایک لفظ بتانے لگی، اور وہ پاگلوں کی طرح ادھر اُدھر دکھنے لگا کہیں سے اُس کو وہ نظر آجائے، کہیں سے اُس کو وہ حجاب والی صورت نظر آجائے۔۔۔ مگر وہ کہیں نہیں تھی!!!!۔

اُس کو لگا اُس کا دل پھٹنے لگا ہے اگر کچھ دیر اُس کو وہ نظر نا آئی تو شاید وہ مر جائے گا اُس نے اپنے جیب سے سگریٹ نکالے اور پینے لگا۔

آج سید وجدان حسین شاہ کو سگریٹ پیتے ہر کوئی دیکھ تھا تھا۔ آج اُس دیوانے کی دیوانگی سارا جہاں دیکھ رہا تھا۔ اور وہ مارا مارا پھیر رہا تھا۔ بغیر کچھ سوچے بغیر کچھ سمجھے۔ اُس کو یاد ہی نہیں رہا وہ ایک ٹیچر ہے اور سب اُس کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ اِدھر سے اُدھر بھاگتا رہا۔ ایک سگریٹ ختم ہوتا تو دوسرا لگا لیتا۔۔

آج وہ پوری دنیا کو اپنے اس رویے سے چینج چینج کے بتا رہا تھا، ہاں مجھے محبت ہو گئی گی۔ وہ جو محبت سے کہیں اوپر ہوتا ہے مجھے اُس لڑکی سے عشق ہے"۔

وہ لائبریری میں گیا ایک ایک بندے کو دیکھنے لگا مگر اُس کو وہ وہاں نظر نہیں آئی!!!!۔۔

"خریت وجدان سر"

۔ ہر کوئی اُس کی یہ جنینیت دیکھ کے اُس سے ایک ہی بات پوچھتا اور وہ سگریٹ ہاتھ میں لیے بغیر جواب دیے بھاگتا چلا جاتا!!!!۔۔

"کیا ہوا ہے سر کو؟"

باہر کھڑے ہونے والا ہر سٹوڈنٹ اُس کو دیکھ کے آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتا۔۔اور وہ سب سے بینیاز اُس کو بس دیکھتا رہا۔۔۔

"ملکہ کہاں ہو تم ؟"

وہ سیڑھیوں کے پاس رکا اُس کا سانس پھولنے لگا اُس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پے رکھے۔اور لمبے لمبے سانس لینے لگا۔۔

"کہا ہو تم"

"سنو آجاؤ میرے سامنے ملکہ اس سے پہلے کہ وجدان کا دل دھڑکنا بھول جائے اُس کی سانسیں رک جائیں"

"زرمینہ "

فضہ زرمینہ کو اسٹیڈیم کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے دیکھ کے اونچا سا چلائی !!!۔

"کیا کر رہی ہو تم یہاں"۔

فضہ نے اُسی لہجے میں اُس سے پوچھا!!!!۔

وہ جو اپنے ہاتھ میں کتاب لیے بیٹھی تھی چونک سے اُس کی طرف پلٹی !!!!!۔

"کیا ہوا ہے فضہ "

اُس نے فضہ کو پہلی دفعہ اتنے غصے میں دیکھا تھا!!!!۔

"مجھ سے پوچھ رہی ہو کیا ہوا ہے ؟ کیا کر رہی ہو تم یہاں ؟ یہاں پہ مرنے آنا تھا تو مجھے بتا کے آتی نا"

فضہ کے لیجئے میں غصّہ فقر پریشانی سب ہے تاثر جھلک رہے تھے !!!!

"میں لائبریری میں تھی، پھر یہاں دیکھا کوئی نہیں ہے تو سوچا کچھ دیر یہاں پہ بیٹھ کے کتاب پڑھ لوں، مگر تمہیں کیا ہوا ہے؟"۔

وہ اب بھی حیرت سے فضہ کو دیکھتی رہی وہ ایسا کیوں کر رہی ہے آخر ہوا کیا ہے فضہ؟۔

"بکواس بند کرو اپنی ٹائم دیکھا ہے تم نے؟ وجدان سر کی کلاس کا ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے"۔

"اوہ یار ا.جی مجھے تو ہوش ہی نہیں رہا مجھے پتہ ہی نہیں چلا"

اُس نے ہاتھ پہ بندھی گھڑی کو ایک نظر دیکھا اور پھر فضہ کو دیکھنے لگی، اُس کا غصّہ بلکل جائز تھا۔ وہ کیسے کتاب میں گم ہو گئی کہ اُس کو خبر ہی نہیں ہوئی۔ اور سر انکی کلاس؟!!!!!۔

"چلو اب ادھر سے وجدان سر تمھیں کب سے ڈھونڈ رہے ہیں"

فضہ نے اُس کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُس کو لے کے جانے لگی!!!!۔

"وجدان سر"

وہ چلتے چلتے ایک دم رکی جیسے اُس کو لگا ہو اُس کو سننے میں غلطی ہوئی۔ وجدان سر اُس کو ڈھونڈ رہے ہیں؟!!!!۔

"جی ہاں وجدان سر وہ کب سے تمہیں ہر جگہ ڈھونڈ رہے ہیں"۔

"لیکن وہ مجھے کیوں ڈھونڈ رہے ہیں"۔

اُس نے ایک بار پھر حیرت سے اُس سے پوچھا!!!!۔

"زری اپنی بکواس بند کرو اور چلو۔ سر کب سے پاگلوں کی طرح تمھیں ڈھونڈ رہے ہیں".

اُس نے غصے میں زرمینہ کا ہاتھ پکڑا اور پھر سے اُس کو گھسیٹنے لگی!!!!!۔

"ہاں وہی تو میں بھی پوچھ رہی ہوں نا سر مجھے کیوں ڈھونڈ رہے ہیں، کلاس میں اتنے لوگ بنک بھی کرتے ہیں سر نے تو کبھی نہیں ڈھونڈا اُنکو پھر مجھے کیوں؟"۔

اُس نے ایک بار پھر اُس سے پوچھا جو غصے میں چلی جارہی تھی اور اُس کو ہاتھ پکڑے گھسیٹی جارہی تھی!!!!۔

"زری یہ بکواس جو تم مجھ سے پوچھ رہی ہو نا تم سر سے پوچھنا وہ پاگلوں کی طرح تمھیں کیوں ڈھونڈ رہے ہیں"۔

اب کی بار اُس کا لہجہ اور انداز ایسا تھا کہ وہ بغیر کچھ پوچھے اُس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی!!!!!!!!

"مجھے تو لگتا ہے وجدان سر کچھ زیادہ ہی انٹریسٹ لے رہے ہیں اُس میں"۔

ارم نے کلاس میں بیٹھے ہانیہ کو دیکھتے ہوئے کہا جو اُس کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھی تھی!!!!۔

"انٹرسٹ؟ وہ کیوں لیں گے اُس زرمینہ میں انٹرسٹ۔۔

ہانیہ نے سُرخ ہوتے ہوئے چہرے کے ساتھ ارم کو دیکھا۔جب کے اُس کو خود بھی کچھ ایسا ہی وہم ہوا تھا۔ آج جس وجدان کو وہ دیکھ رہے تھے اُس سے تو سب کو پتا چل رہا تھا کہ وجدان کے لیے زرمینہ کیا اہمیت رکھتی ہے!!!!۔

"تم نے دیکھا نہیں ہے ہانیہ وہ کیسے کلاس سے باہر گئے ہیں اور کیسے ادھر سے اُدھر پھر رہے ہیں صرف اُس کو ڈھونڈنے کے لیے۔ جیسے وہ بچی ہے کوئی جو کھو گئی ہے"۔

ارم ایسا کچھ نہیں ہے وہ اپنے ہر سٹوڈنٹ کو لے کے ایسے ہی پوسیسیو ہوتے ہیں اور زرمینہ میں ایسا کچھ بھی خاص نہیں ہے جو سر وجدان جیسا بندہ اُس کے پیچھے پڑے"۔

اُس نے نظریں جھکائے ہوئے پر سوچ سے انداز میں ارم کو کہا، اُس کے دل میں ایک آگ لگی ہوئی تھی۔ کیسے وہ اُنکے آفس گئی اور کیسے انھوں سے اُس کو دودکار دیا۔ اور آج اُس زرمینہ کے لیے کیسے مارے مارے پھر رہے ہیں !!!!۔

"زرمینہ تم ہانیہ کا مقابلہ کبھی نہیں کر سکتی کبھی نہیں، وجدان کو ہانیہ نے چاہا ہے وہ صرف اُس کا ہے۔ اور اب تو میری چاہت میری ضد بن گئی ہے۔ میں اُس کو حاصل کر کے رہوں گی۔ کوئی کچھ بھی کر لے وجدان صرف ہانیہ کا ہی ہے، صرف ہانیہ کا"۔

اُس نے آنکھوں میں آنسوں لیے جلتے دل کے ساتھ دل ہی دل میں کہا!!!!!

وہ سیڑھیوں کے پاس ایسے ہی کھڑا تھا، جیسے اُس نے آج بہت کام کیا ہو وُہ بہت تھک گیا ہو۔ اب اُس کی ایک قدم بھی چلنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔ وہ گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے جُھک کے کھڑا رہا تھا۔۔۔۔

" آج پانچ بہنوں کا اکلوتا بھائی اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ایک لڑکی کے لیے یوں دیوانا ور پھر رہا ہے۔ اُس کو اج اُس لڑکی کے علاوہ کسی کی کوئی ہوش نہیں تھی۔ آج اُس کی ایک ہی تمنا تھی بس ایک بار صرف ایک بار وہ اُس کو اپنے سامنے دیکھ لے"۔

اُس نے آنکھیں بند کیں اور آنکھوں کا کونا صاف کرنے لگا جس سے مسلسل آنسوں نکلے جارہے تھے!!!۔

کیا محبت اتنی ہی بے بس ہوتی ہے؟ کیا ہر کوئی محبت میں اتنا ہی بے بس ہوتا ہے یا وہی ہوا تھا؟۔ کیوں وہ اُس ایک لڑکی کو دیکھنے کے لیے دیوانہ بنا ہوا ہے آخر کیوں؟۔۔

وہ آنکھوں کو مسلتا ہوا جیسے ہی اوپر ہوا اُس کو سامنے سے آتی ہوئی حجاب میں وہ لڑکی نظر آئی۔ جو آج بھی پہلے دن کی طرح حجاب کے ساتھ کندھوں پہ چادر لیے دوسری لڑکی کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اُس کے پیچھے پیچھے آرہی تھی!!!!!۔

اُس نے اُس کو ایک بار دیکھا اور گردن جھکالی۔۔

"اے میرے مولا تو مجھ گناہگار کی بھی سنتا ہے۔ بیشک تو بہت رحیم ہے"۔

وہ جو کچھ وقت پہلے ادھر اُدھر دیوانہ وار پھر رہا تھا ایک دم پر سکون ہوا جیسے اُس کو اُس کی دنیا مل گی ہو۔ اُس نے خدا سے بس آج اُس کے ایک دیدار کی دعا کی تھی۔ یا اللہ بس ایک دفعہ صرف ایک دفعہ وہ مجھے نظر آجائے

اُس کے نظر آتے ہی اُس کا دل چاہا وہ وہیں سجدے میں گر جائے۔ خدا کا رو رو کے شکریہ ادا کرے۔ سجدے میں گرے اور پھر کبھی بھی نہ اٹھے اُس کو مانگتا رہے۔ اُس نے ابھی تک خدا سے اُس لڑکی کو نہیں مانگا تھا۔ وہ خود کو اُس پاکیزگی کے قابل نہیں سمجھتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ اُس کو مانگے، وہ لڑکی اُس کو ملے۔ وہ تو بس اُس کی محبت میں مر جانا مانگتا تھا!!!!!۔

جیسے جیسے وہ حجاب میں ملبوس سفید چادر کندھوں پہ کیے نزدیک آرہی تھی اُس کے دل کی دھڑکن اور تیز ہو رہی تھی۔ اُس کے سارے اعضاء جواب دے رہے تھے۔ اُس کو لگا اُس کی ٹانگیں میں سے رفتہ رفتہ سانس نکل رہا ہے۔ وہ ابھی گر جائے گا۔

اُس کی آنکھیں ابھی چھلک جائیں گی۔۔۔ اُس کے ہونٹ کپکپانے لگیں گے۔ وہ خود پہ قابو نہیں پا سکے گا۔ وہ اُس کے سامنے گر جائے گا۔۔

وہ جیسے جیسے قریب ہوتی گی اُس کی جھکی نظریں اُس کے کے قریب آتے قدموں کا تعاقب کرنے لگے۔۔۔

وہ اُس کے پاس آئی ہی تھی کہ اُس نے خود کو سنبھالا اور اپنے مخصوص انداز میں اُس کو ایک نظر بھی دیکھے بغیر وہاں سے دوڑتا ہوا چلا گیا۔۔۔۔

اُس کے وہاں سے جانے پہ فضہ نے زرمینہ کی طرف دیکھا۔

"ابھی تو اتنا پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہے تھے اور ابھی دیکھ کے بات بھی نہیں کی"

فضہ زرمینہ کو دیکھتے ہوئے حیرت سے کہنے لگی!!!!۔۔

"وہ سید وجدان حسین شاہ ہے زرمینہ کو کیوں ڈھونڈے گا"۔

زرمینہ نے نظریں جھکائے ہوئے فضہ سے کہا!!!!!۔

"مگر زری ابھی تو اتنا۔۔۔۔۔۔۔۔"۔

'اچھا چھوڑو نا چھٹی ہو گئی ہے جان جی میرا انتظار کر رہے ہوں گے"۔

فضہ بول ہی رہی تھی کہ زرمینہ نے اُس کی بات کو کاٹ دیا اور چلنے لگی۔۔

"سر نے اُس سے ایک دفعہ بھی نہیں پوچھا اور یہ کہہ رہی ہے کے مجھے ڈھونڈ رہے تھے"۔

زرمینہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی اُس کو عجیب سا دُکھ ہوا تھا وجدان کے ایسے جانے پہ!!!!۔

"خیر مجھے کیا نہیں پوچھا تو نہ پوچھیں"

اُس نے دل میں سوچتے ہوئے کہا!!!!!!

جان جی کھدر رہیں آپ؟۔

"یا اللہ کیا ہو گا اب میں اکیلے کیسے یونیورسٹی میں بیٹھوں۔اب تو سب جا رہے ہیں میں کیا کروں گی کیسے جاؤں گی۔

میں تو پہلے کبھی لوکل گاڑی پہ نہیں گی میں کیا کروں گی خدایا میں کیسے جاؤں گی"۔

"جان جی کدھر ہیں آپ، آئے کیوں نہیں ابھی تک مجھے لینے؟"۔

وہ یونیورسٹی کے دروازے کے پاس بیٹھی ہوئی بھائی کا انتظار کر رہی تھی اور بار بار چوکی دار سے پوچھ رہی تھی چچا میری گاڑی تو نہیں آرہی نا نظر"۔

"نہیں بیٹا میں پیچانتا ہوں تمھارا گاڑی کو آئے گی تو آپ کو بتا دوں گا"۔

وہ بار بار اٹھتی اور پھر بیٹھ جاتی!!!!!۔

"یا اللہ میں کیا کروں گی اب"۔

"بیٹا آپ پریشان نا ہوں آپ کی گاڑی آ جائے گی"

"چچا پوری یونی خالی ہو گی ہے, میں کیسے بیٹھوں گی اتنا ایسے"۔

"نہیں نہیں بیٹا سب ٹیچرز اندر ہی ہیں اُنکا کوئی میٹنگ سیٹنگ چل رہا ہے"۔

رضوان خان نے اُس کو پریشان ہوتا دیکھ کے کہا!!!!۔

"چچا آپ پلیز ایک بار پھر دیکھیں نا"۔

"ہاں ہاں میں دیکھتا ہوں تم پریشان نہ ہو"۔

وہ دروازے سے باہر جا کے دیکھنے لگا!!!!!۔

ٹائم گزرتا گیا اور وہ ایسے ہی بیٹھی رہی، اُس کی ہمت اب جواب دینے لگی۔ وہ اٹھی اور یونیورسٹی کے گیٹ کے باہر گی!!!!۔۔

"کدھر جا رہا ہے تم"۔

رضوان خان نے اُس کو گیٹ سے باہر جاتے دیکھ کے پوچھا!!!!۔۔

"گھر جا رہی ہوں میں"۔

"چلا جائے گا اکیلا؟"

جی چچا میں چلی جاؤں گی آپ پریشان نا ہوں!!!!!۔

وہ یونیورسٹی کے گیٹ سے ہوتے ہوئے روڈ تک آئی۔۔۔وہ پہلی دفعہ ایسے روڈ پہ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"یا اللہ میری عزت کی حفاظت کرنا"۔

وہ آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھنے لگی اور دل ہی دل میں خوفزدہ سی دعا مانگتی رہی۔۔

"اللہ پاک آپ کو پتا ہے نا مجھے ڈر لگتا ہے پلیز میری مدد کریں"۔

وہ آنکھیں بند کیے بس اللہ سے اپنی عزت کی حفاظت مانگتی رہی۔۔!!!!۔

اُس کے کھڑے ہونے پہ ہر ٹیکسی والا روکتا اور اُس سے پوچھتا۔

کہاں جانا ہے بی بی مگر وہ کسی کو بھی جواب دیے بغیر نیچے دیکھنے لگ جاتی۔۔۔اور ٹیکسی والے بھی ایک منٹ روک کے وہاں سے چلے جاتے۔۔۔۔

کتنی ہی گاڑیاں اُس کے پاس روکی تھیں مگر وہ کسی ایک پہ بھی نہیں بیٹھی۔

"اللہ جی میری مدد کریں"

وہ نظریں جھکائے دعا کر رہی تھی کہ اچانک اُس کو ایک آواز آئی۔۔

"آپ"

اُس نے اپنی جھکی نظریں اٹھائیں اور سامنے کھڑے شخص کو دیکھنے لگی جس نے اُس کے نظریں اُٹھتے ہی اپنی نظریں جُھکا لیں۔۔۔

"بھائی اور کتنا ٹائم لگے گا؟"

سلطان نے شدید پریشانی سے مکینک سے پوچھا جو پچھلے ایک گھنٹے سے اُس کی گاڑی کے نیچے لیٹا پُرزے نکال اور ڈال رہا تھا!!!!!۔

"بھائی بس پندرہ منٹ اور لگیں گے پھر آپ کی گاڑی بلکل ٹھیک ہو جائے گی"۔

اُس میکنک نے گاڑی کے نیچے سے ہی سلطان کو بتایا!!!!۔

"پندرہ منٹ مزید"

اُس نے گھڑی پہ ٹائم دیکھا جو چار بج کے پانچ منٹ بجا رہی تھی۔

"زری کو تو ڈھائی بجے چھٹی ہو جاتی ہے وہ کیا کر رہی ہو گی۔"۔

"اب یہاں کوئی گاڑیاں بھی نہیں ہیں جو میں لوکل جاؤں، اور بابا جان اور لالا گل بھی دور ہیں یا میرے مالک میں کیا کروں اب"۔

وہ سوچتا ہوا کبھی اِدھر ٹہلتا کبھی اُدھر کبھی گاڑی کے پاس آ کے کھڑا ہو جاتا!!!!۔

"یار تم سے ایک گھنٹے میں ایک گاڑی نہیں ٹھیک ہوئی"۔

"خان جی اب گاڑی میں کام ہی اتنا تھا کے میں کیا کرتا"۔

اُس نے برا مناتے ہوئے کہا اور پھر پُرزے جوڑنا شروع ہو گیا!!!!!۔

"کاش میں زری کو موبائل لے دیتا۔ مجھے اُس کی خریت کا پتا چل جاتا"

اُس نے وہاں کھڑے کھڑے سوچا!!!!۔۔

اور پھر میکنک کے پاس گیا۔۔۔

"رقیہ سلطان کو پھر سے فون لگاؤ ابھی تک وہ کیوں نہیں لایا اُس کو"۔۔

دادی اماں اپنے کمرے سے باہر آئی تھیں اور رقیہ بیگم سے تیسری بار فون کروا چکی تھیں!!!!!۔

ءاماں سلطان کہے رہا ہے بس تھوڑا سا کام رہے گیا ہے بس پندرہ منٹ میں چلا جائے گا"۔

"ایسا بھی کیا کام جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا۔۔۔ زرمینہ گل کیا کر رہا ہو گا وہاں اکلیے"۔

اب کی بار اُن کی پریشانی میں اور اضافہ ہوا تھا!!!!۔

"اماں میں نے کہا بھی تھا زری کو ایک موبائل لے دیں۔۔۔۔ اُسے کون سا شوق تھا موبائل کا۔ مگر میں نے اسی دن کے لیے کہا تھا۔ آج اُس کے پاس موبائل ہوتا تو ہمیں اتنی پریشانی نا ہوتی نا۔ ہمیں اُس کی کوئی خبر تو مل جاتی۔۔ اب پتا نہیں کدھر ہو گی وہ۔۔۔۔ اتنا وقت ہو گیا ہے"۔

رقیہ بیگم دادی اماں سے زیادہ پریشان تھیں۔ بار بار دعا کر رہی تھیں یا اللہ میری بچی کی حفاظت کرنا اُس کو اپنے امان میں رکھنا۔ اُس کو تو راستوں کا بھی نہیں پتا۔ کیا کر رہی ہو گی وہ۔ اور یونیورسٹی کا ماحول۔۔۔۔

اُنکو یونیورسٹی کے ماحول پہ ہمیشہ پریشانی ہوتی تھی آج تو وقت بھی اتنا ہو گیا تھا!!!!۔

"نہیں نہیں میری بچی بہت سمجھدار ہے خود کی حفاظت کرنا جانتی ہے"۔

اماں نے خود کو تسلی دی اور وضو کرنے لگی انھوں نے زرمینہ کے خیریت سے واپس آنے کے لیے نوافل پڑھنے تھے!!!!!

وہ ویسے ہی اُس کے پاس نظریں جھکائے کھڑا تھا!!!۔

"وہ سر میری گاڑی نہیں آئی"۔

اُس نے اُس کو دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ پہلی بار تھی وہ اُس کے اتنے قریب کھڑی تھی۔ اُس کو لگا جیسے وہ آج کسی اور ہی دنیا میں ہے۔ وہ اُس کے اتنے پاس تھی کہ درمیان سے کوئی تیسرا بندہ نہیں گزر سکتا تھا۔۔۔۔

"یہ کیسی محبت ہے میرے مولا میری محبوبہ میرے سامنے کھڑی ہے اور مجھ میں اتنی ہمت بھی نہیں کہ میں اُس کو نظر اٹھا کے دیکھ سکوں"۔

اُس نے زرمینہ کے اتنے پاس کھڑے ہوتے ہوئے سوچا!!!!!۔

"بابو جی کچھ دے دو صبح سے کچھ نہیں کھایا میں نے کچھ دے دو"۔

وہ دونوں وہاں روڈ پہ کھڑے ہی تھے کے اتنے میں ایک لڑکی آئی جی مسلسل اُس سے مانگ رہی تھی۔۔

وہ مانگنے والوں کے ہاتھ ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ بھرا کرتا تھا، مگر اُس کو سخت نفرت تھی اُن لوگوں سے جو پشوارانا مانگتے تھے۔ جنہوں نے مانگ کے پیٹ پالنا ایک پیشہ بنا رکھا تھا۔ وہ اُن لوگوں کو دھودکارتا بھی نہیں تھا مگر اُن کے خالی ہاتھ کبھی بھرتا بھی نہیں تھا!!!۔۔

"وہ لڑکی مانگتی رہی اور اُس نے اُس کو بس یہی کہا بیٹا چلے جائیں یہاں سے آپ"۔

اُس لڑکی کو پتا چل گیا تھا اُس سے اُسے کچھ بھی نہیں ملنا!!!!۔

وہ جلدی جلدی وہاں سے گی اور کسی اور کے پاس کھڑی ہو گئی!!!

اور وہی مخصوص جملے دھرانے لگی۔۔۔

"آپ کہیں تو میں آپ کو چھوڑ دوں؟"۔

وہ اب بھی نظریں جھکائے اُس کی طرف مڑتے ہوئے پوچھنے لگا!!!!!۔۔

"نہیں سر میں چلی جاؤں گی"

اُس نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا۔۔

"آئیں میں آپ کو گاڑی میں بیٹھا دوں"

وہ تھوڑا سا آگے ہوا ہی تھا کہ پھر وہی لڑکی آ گئی!!!!۔

"بابو کچھ دے دو نا، کچھ تو دے دو"

"آپی آپ ہی کچھ دے دو"

وہ اب کی بار زرمینہ کی طرف مڑی تھی اُس کے سامنے ہاتھ پھیلانے لگی تھی!!!!۔

"بیٹا میں نے آپ کو کہا ہے نا جائیں یہاں سے"۔

زرمینہ کی طرف اُس کو جاتا دیکھ کے اب اُس نے سختی سے اُس لڑکی کو بولا تھا!!!!!!۔

مگر وہ لڑکی وہاں سے ہلنے کا نام نہیں لے رہی تھی!!!!!۔

"بابو کچھ تو دے دو نا، اِس کی پیاری آنکھوں کا صدقہ ہی دے دو"۔

اُس نے زرمینہ کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے شوق سے وجدان کو کہا۔۔!!!!

وجدان کو لگا اب کی بار وہ وہاں سے ہل نہیں پائے گا، وہ اُس سے ان آنکھوں کا صدقہ مانگ رہی تھی جس پہ اُس نے اپنا آپ ہار دیا تھا۔ جن آنکھوں کو دیکھ کے وہ دنیا کو بھول گیا تھا وہ بھول گیا تھا کہ وہ سید وجدان حسین شاہ ہے جس پہ خوبصورت سے خوبصورت لڑکی مرتی ہیں۔ آج وہ لڑکی اُس کی اُس کی آنکھوں کا صدقہ مانگ رہی ہے جو اُس کو اپنی آنکھوں سے مرنے کی سکت رکھتی تھی!!!!۔

اُس نے ایک لمحے کو اپنی آنکھیں بند کی اور دل میں بولا اس کی آنکھوں کے صدقے میں میری جان لے لو۔ میری ساری زندگی لے لو۔ کیا اس سے بڑا بھی کوئی صدیقہ ہو سکتا ہے جو کسی کو کوئی دے"۔

وہ اُس لڑکی کے پاس گیا اپنا وولٹ نکالا، اور اُس لڑکی کو پانچ ہزار کا نوٹ دیا۔ اُس کے پاس اُس کی آنکھوں کا صدقہ دینے کے لیے اُس کے وولٹ میں اِس سے بڑا کوئی نوٹ نہیں تھا!!!۔

اُس لڑکی نے پیسے لیے اور اُلٹ پلٹ کر کے دیکھنے لگی۔ اُس نے کبھی پانچ ہزار کا نوٹ دیکھا ہی نہیں تھا اُس کو پتا ہی نہیں تھا اُس کے پاس کتنے کا نوٹ ہے۔!!!۔

اُس کے ہاتھ میں کچھ تو آیا تھا وہ خوش تھی۔ وہ سمجھ رہی تھی یہ دونوں میاں بیوی ہیں، اُس نے اُن کو دعا دی تھی خدا تم دونوں کی جوڑی کو سلامت رکھے!!!!!۔

اُس کی اس بات پہ وجدان کے دل میں سکون اُترا چہرے پہ ہلکی سی مسکان آئی جو صرف وہی محسوس کر سکتا تھا۔ اور اُس کے دل نے آمین کہا۔!!!!!!!۔

زرمینہ نے یہ سارا منظر دیکھا تھا اُس نے پانچ ہزار کا وہ نوٹ بھی دیکھا تھا جو اُس نے اُس لڑکی کو دیا تھا جس کو وہ ۱۰ روپے دینے کا بھی روادار نہیں تھا!!!!!۔

وہ اُس کی طرف دیکھتی رہی اور وہ نظریں جھکائے کھڑا رہا!!!!۔

"آئیں میں آپ کو گاڑی میں بیٹھا لوں"

اُس نے زرمینہ کی طرف مڑتے ہوئے کہا جو اُس کو دیکھے جا رہی تھی اور وہ نظریں جھکائے اُس کے پاس تھا۔۔وہ اُس سے پوچھنا چاہتی تھی اُس نے کیوں اُس لڑکی کو پانچ ہزار دیے۔اُس لڑکی نے تو اُس سے آنکھوں کا صدقہ مانگا تھا۔اُس نے تو کبھی اُس کی آنکھیں دیکھی ہی نہیں ہیں پھر اُس نے کیوں اُس کی آنکھوں کا صدقہ پانچ ہزار دیا ہے!!!!!!۔

"زرمینہ"

۔وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی اُس نے ایک آواز سنی اور ایک دم پیچھے مڑی!!

"جان جی آپ"......

"کون تھا یہ زری؟"

سلطان نے گاڑی چلاتے ہوئے کچھ وقت بعد اُس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا!!!!۔

"میرے ٹیچر ہیں یہ۔۔۔وجدان سر"

اُس نے شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے کہا!!!!۔

"تم باہر کیوں آئی تھی؟"

تو کدھر جاتی میں؟

اُس نے تقیباً روتے ہوئے کہا۔وہ پہلی دفعہ ایسے سڑک پہ کھڑی ہوئی تھی اتنا انتظار کیا تھا!!!!۔

"زری یہ لو موبائل"۔

سلطان نے اپنے جیب سے موبائل نکالا اور زری کی طرف کیا!!!!۔

"مجھے نہیں چاہیے"

وہ جو کب سے منہ بنائے باہر دیکھ رہی تھی،موبائل کو دیکھتے ہوئے صاف انکار کر دیا!!!!۔

"لیکن اس کی ضرورت ہے زری آج اگر موبائل ہوتا تمھارے پاس تو اتنی پریشانی نا ہوتی تم اس طرح روڈوں پہ کسی غیر مرد کے ساتھ نا کھڑی ہوتی"۔

اُس نے آخری جملہ اُس کو دیکھتے ہوئے کہا!!!!!!۔

زری کو ایک دم کرنٹ لگا اُس کا دل ایک دم سے دھڑکنے لگا!!

"غیر مرد"۔

اُس نے اپنے دل میں وہ جملہ دوبارہ دہرایا اور موبائل لیتے ہوئے شیشے سے باہر دیکھنے لگی!!!!!

"وجدان"۔

"مجھے بات کرنی ہے تم سے"

فاطمہ کا لہجہ اتنا سخت تھا کہ اُس کو ایک منٹ کے لیے یقین ہی نہیں ہوا یہ اُسی کی بہن ہے جو اُس سے بات کر رہی ہے!!!!!۔

"جی آپی"

کھانے کا آخری نوالہ اُس نے پلیٹ میں ہی چھوڑتے ہوئے کہا اگر وہ آخری نوالہ ڈال بھی لیتا تو بہن کا یہ رویہ دیکھ کے شاید نیچے نا کر پاتا!!!!۔

"آپی خریت تو ہے نا"۔

بہن کی طرف دیکھتے ہوئے اُس نے پوچھا!!!!۔

"جی خریت ہے رات کو تمارے کمرے میں آ کے بات کرتے ہیں"۔

اب کی بار لہجے کے ساتھ ساتھ نظروں میں بھی سختی آئی تھی!!!!!۔

"مگر آپی"

"کہانا رات میں کریں گے بات"

وہ اٹھی اور برتن اٹھا کے لے جانے لگی، جو کبھی اُس سے اونچی آواز میں بات بھی نہیں کرتی تھی آج وہ اُس کا ایک الگ ہی روپ دیکھ رہا تھا!!!۔

"ضرور کوئی بڑی بات ہے ورنہ آپی تو کبھی ایسا نہیں کرتیں"۔

وہ وہی کرسی پہ بیٹھا ہوا سوچنے لگا!!!!۔

"اوہ کہیں آپی نے میری ڈائری تو نہیں دیکھ لی"

اچانک سے اُس کے دماغ میں وہ ڈائری آئی جس میں وہ اپنی ملکہ کے لیے شعر لکھتا تھا کبھی اُس کی آنکھوں پہ تو کبھی اُس کی معصومیت پہ!!!!!۔

وہ بھاگتا ہوا اپنے کمرے میں گیا اور جلدی جلدی الماری کا دروزہ کھولنے لگا!!!!!۔

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے آپی نے ڈائری نہیں دیکھی میری"

اُس نے ڈائری کو وہی دیکھ کے سکون کا سانس لیا اور پھر سے ڈائری وہاں رکھ دی جہاں وہ پڑی تھی۔

وہ ہمیشہ سے ہر چھوٹی چھوٹی بات سوچتی تھی۔اُس کو لوگوں کی باتیں بہت کم سمجھ آتی تھی۔ہمیشہ سیدھی سیدھی باتیں کرنے والی بہت کم دوسروں کی باتوں کو سمجھتی تھی۔۔۔۔

اور آج تو اُس کے پاس سوچوں کا ایک وسیع سمندر تھا۔اُس نے بہت کچھ سوچنا تھا بہت ساری باتوں کا مطلب نکالنا تھا۔وہ ہمیشہ آنکھیں بند کیے بازوں کو اپنی آنکھوں پہ رکھ کے سوچا کرتی تھی۔۔۔۔۔

"زری"

وہ آنکھوں پہ ہاتھ رکھے ڈرائنگ روم کے ایک صوفے پہ لیٹی تھی۔

آج وہ بلکل چپ تھی!!!!۔

"زری"

اب کی بار رقیہ بیگم اُس کے پاس آئیں تھی اور اُس کو بازوں سے پکڑ کر ہلایا؛!!!۔

"جی اماں"

وہ جو سوچوں میں گُم تھی ایک دم سے اٹھی اور صوفے پہ ہی بیٹھ گئی!!!!!۔

"کیا ہوا ہے زری،کوئی پریشانی ہے؟"

"نہیں اماں کوئی پریشانی نہیں ہے"

"تو پھر ایسے کیوں لیٹی ہو؟"

"ایسے ہی اماں"

"زری اگر کوئی پریشانی ہے تو اپنی ماں سے نا چھپانا"۔

وہ ہمیشہ اُس کے یونیورسٹی جانے کے بعد بہت فکر مند رہتی تھیں ہر چھوٹی چھوٹی بات کو دل پہ لیتی تھیں۔اُن کے دل کو ہر وقت عجیب سا ڈر رہتا تھا!!!!!۔

"اماں آپ پریشان نا ہوں کوئی پریشانی نہیں ہے آج جان جی کا انتظار کرتی رہی نا تو بہت تھک گی ہوں"۔

اُس نے ماں کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا!!!!!۔

"موبائل دیا ہے نا سلطان نے تمہیں"

"جی اماں دیا ہے"

"اب بس یونیورسٹی کو موبائل لے کے جانا تا کہ آئندہ ایسا کوئی مسئلہ ہو تو تمھاری خیریت کا پتہ ہو ہمیں"۔

"اچھا زری اب جاؤ سو جاؤ صبح سحری بھی کرنی ہے"

تراوی پڑھ کے سو جانا بس، پھر تم سے اٹھا نہیں جاتا!!!!۔

انہوں نے وہاں سے اُٹھتے ہوئے اُس کو کہا!!!!!۔

آج رمضان المبارک کی پہلی رات تھی۔

زری کو اندازہ بھی نہیں تھا یہ رمضان المبارک کا مہینہ اُس پہ قیامت کی طرح برسے گا!!!!

"آپی کیا ہوا ہے کیوں کر رہی ہیں آپ ایسے بات"۔

اُس نے بہن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اُس کے پاس اُس کے بیڈ پہ بیٹھی تھی!!!۔

"وجدان یہ تم مجھ سے نہ پوچھو یہ تم خود سے پوچھو کہ کیوں کر رہی ہوں میں ایسے بات"۔

اُس نے اُسی سخت لہجے میں اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا!!!!۔

"آپی اب مجھے پریشانی ہو رہی ہے بتائیں نا کیا ہوا ہے"۔

"وجی یہ کیا ہے؟"

وہ کھڑی ہوئی اور اُس کے سرہانے کے نیچے سے وہ ڈبی نکلی اور اُس کے سامنے رکھی!!!!!۔

"آپی..... یہ آپ کو..... کیسے؟"

اُس کا سانس حلق میں اٹکنے لگا۔اُس کو یقین ہی نہیں ہوا اُس کی بہن کو کیسے.....پتا چل سکتا ہے......اُس کو یہ سگریٹ کی ڈبی کیسے مل سکتی ہے۔۔

"وجدان اب بولو گے کچھ کیا ہے یہ"۔

اُس نے سگریٹ کی پڑی ہوئے ڈبی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا!!!!!۔

وہ جو اُس کے سامنے نظریں جھکائے بیٹھا تھا بولنے کے لیے اُس کے پاس کوئی الفاظ نہیں تھے اور بہن کو وہ جھوٹ کہنا نہیں چاہتا تھا!!!!!!۔

"اسموکنگ کرنے لگے ہو تم وجی"

اب کی بار اُس کا لہجہ بلکل نرم تھا اُس نے اُس سے بہت نرمی سے پوچھا، اُس کا چہرہ اوپر کیا!!!!۔

"وہ آپی"

اُس کی جھکی نظریں اوپر اٹھیں، بہن کی انجان ہوتی آنکھوں میں اُس نے ایک پل کو دیکھا اور پھر نظریں جُھکا لیں!!!!!۔

"وجی کون ہے وہ لڑکی"

اُس نے اُس کی جھکی نظروں کو دیکھتے ہوئے پوچھا!!!!!!۔

"میری سٹوڈنٹ ہے آپی"۔

اُس نے بغیر جھوٹ بولے اپنی محبت کو قبول کر لیا تھا۔ جس محبت کو اُس نے خود قبول کر لیا تو اُس کو چھپانے کا کیا فائدہ تھا۔۔۔

وہ عام لڑکوں کی طرح نہیں تھا جو چھپی محبت کرتا۔ لڑکیوں کو محبت کے جانسے میں لاتا اور مجبوری کا بہانا بنا کے اُس کو چھوڑ دیتا، اُس نے محبت کی تھی اور آج وہ اُس محبت کو قبول بھی کر رہا تھا۔ خدا کے سامنے اُس نے بہت پہلے قبول کر لی تھی آج وہ اپنی بہن کے سامنے بھی قبول کر رہا تھا!!!!!!

"یا اللہ میں کیوں سوچ رہی ہوں اتنا میرا تعلق ہی کیا ہے اُن سے جو میں سوچے جا رہی ہوں"۔
"مگر انھوں نے کیوں کیا ہے ایسا، کیوں انھوں نے اُس لڑکی کو پانچ ہزار دیے جس کو وہ ۱۰ روپے بھی نہیں دے رہے تھے۔۔ انھوں نے کب دیکھی ہیں میری آنکھیں۔ مجھے تو انھوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہمیشہ مجھے اگنور کیا ۔ کلاس میں سب کو دیکھتے ہیں سوائے میرے، سب کا نام بھی لیتے ہیں میرا تو نام لیتے اُن کو گناہ ہوتا ہے۔۔۔۔ جب اتنا اگنور کرتے ہیں تو پانچ ہزار ایک مانگنے والی کو کیوں.........؟۔
وہ ہمیشہ کی طرح اپنی ڈائری پہ لکھتے ہوئے اللہ سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔
"میں کیوں سوچ رہی ہیں اُنکو کیوں میں اپنی ڈائری پہ اُنکو لکھ رہی ہوں"۔
اُس نے اپنی ڈائری کو پڑھنا شروع کیا۔ جو اُس نے کئی دنوں سے لکھی تھی اور ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا تھا وہ کیا لکھ رہی ہے۔۔۔۔۔
جیسے ہی وہ پڑھنے لگی اُس کو بہت حیرت ہوئی اُس نے پچھلے کئی صفحوں میں بس ایک ہی شخص کا ذکر کیا تھا بغیر اُس کا نام لیے۔!!!!!!!۔

"کہاں کی ہے وہ لڑکی ؟"۔

"مانسہرہ کی ہے آپی"

اُس نے ویسے ہی نظریں جھکائی رکھیں اور بہن سوال پہ سوال پوچھنے لگی اور وہ ہر سوال کا جواب دیتا رہا!!!!!!۔

"کون سی کلاس میں ہے وہ؟"۔

"فرسٹ سمسٹر ذولوجی کر رہی ہے"۔

"کب سے تمھیں اُس سے محبت ہوئی؟"

بہن اُس کا چہرہ دیکھتے بس پوچھتی گی!!!!!

"اس سوال کا جواب تو مجھے بھی نہیں پتا آپی میں نے بس اُس کو ایک نظر دیکھا تھا اور پھر پتا نہیں مجھے کب اُس سے محبت ہو گی۔"۔

اب کی بار اُس نے بہن کو دیکھتے ہوئے کہا!!!!۔

"پیاری ہے؟"۔

بہن نے بڑے تجسّس سے پوچھا اُس کو پتا تھا اُس کا بھائی جس لڑکی کو پسند کرے گا وہ دنیا کی حسین ترین لڑکی ہو گی !!!!!۔

بہن کی اس سوال پہ اُس نے آنکھیں بند کر لیں، وہ سوچ رہا تھا کیا اُس نے اُس سے زیادہ پیاری لڑکی کوئی دیکھی ہے ، کیا اُس سے پیارا کوئی ہے اس دنیا میں جو اُس نے دیکھا ہو۔ وہ آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا کے اُس حجاب والی کا سراپا پھر سے اُس کی نظروں کے سامنے سے گزرا اور اُس کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ آئی!!!!۔۔

"و جی کیا وہ بہت پیاری ہے؟"

بہن نے اُس کے چہرے پہ مسکراہٹ دیکھ کے ایک بار پھر سے پوچھا، آج سے پہلے اُس نے اُس کے چہرے کسی لڑکی کی ذکر پہ ایسی مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی۔وہ سمجھ سکتی تھی وہ لڑکی اُس کے لیے کیا بن گی ہے!!!!!!۔

"آپی میں نے اُس کو بس حجاب میں دیکھا ہے میں نے بس اُس کی آنکھیں دیکھی ہیں، اور میں دعوے کے ساتھ کہے سکتا ہُوں میں نے آج سے پہلے اتنی خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی"۔

وہ مسکراتا ہوا بس بولتا چلا جارہا تھا!!!!!۔

"کیا مطلب؟بس حجاب میں دیکھا ہے؟اگر وہ لڑکی پیاری نا ہوئی تو؟"۔

اُس نے بھائی کی اس بات پہ بہت حیرت سے اُس کو دیکھا!!!!!۔

"آپی کیا محبت خوبصورتی سے ہی ہوتی ہے؟۔کیا ایک لڑکی خوبصورت نا ہو تو اُس سے محبت کا کوئی حق نہیں ہوتا مرد کو؟مجھے اُس کی خوبصورتی سے کوئی مطلب نہیں ہے آپی میں نے اُس کو قبول کیا ہے خدا کے سامنے اور آج آپ کے سامنے بھی کر رہا ہوں اور ایک دن پوری دنیا کے سامنے بھی کروں گا ان شاء اللہ"۔

"وہ چہرے پہ محبت کی معصومیت لیے نظریں جھکائے روانی سے بولتا جارہا تھا اور بہن اُس کو دیکھتی جارہی تھی"۔

"وہ بھی تم سے ایسی ہی محبت کرتی ہے جیسی تم کرتے ہو؟"۔

"وہ؟"

اُس نے بہن کی اس بات پے اپنا سر اٹھایا، آنکھوں میں حیرت اُتری اور ایک بار پھر مسکراہٹ آئی!!!!۔

"آپی ضروری تو نہیں جس سے ہم محبت کریں بدلے میں ہم اُس سے محبت ہی طلب کریں"۔

اُس نے اُسی مسکراہٹ سے بہن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا!!!!!۔

"مطلب کیا ہے وجی"......وہ تم سے محبت نہیں کرتی"۔

"آپی اُس کو تو پتا بھی نہیں ہے کہ میں اُس سے.........."۔

یہ کہہ کر وُہ آگے کچھ بول نا سکا!!!!!۔

"مطلب اُس لڑکی کو پتا ہی نہیں جس کے لیے آپ برباد ہوئے جا رہے ہیں، اُس کو پتا ہی نہیں پانچ بہنوں کا اکلوتا بھائی اُس کی محبت میں اپنی بہنوں سے بات کرنا بھول گیا ہے۔۔۔۔۔۔اُس کو پتا ہی نہیں ماں باپ کا اکلوتا بیٹا اُس کی محبت میں اب اُن کے پاس بیٹھنے کے بجائے اپنے کمرے میں بیٹھتا ہے، اُس کو اس بات کا بھی نہیں پتا کے اُس کی محبت میں وجدان شاہ نے خود کی بربادی کا پہلا قدم اٹھالیا ہے وہ سگریٹ پینے لگا ہے"۔

بہن اُس کو غور سے دیکھتے ہوئے بس بولتی چلی گی۔اُس کو ایک رنج تھا، اُس کا بھائی ایک لڑکی کی محبت میں سب کچھ کیسے بھول سکتا ہے۔ٹھیک ہے وہ ماں باپ کو بھول گیا، ٹھیک ہے وہ بہنوں کو بھول گیا مگر وہ اپنا آپ کیسے بھول سکتا ہے!!!!!!۔

بہن کی ان باتوں نے اُس کو اندر سے جھنجھوڑا۔۔۔۔۔۔اُس کے اندر درد کی ایک لہر اٹھی۔۔۔۔وہ جیسے بیٹھا تھا ویسے ہی پیچھے ہوا اُس کا سر بیڈ کے ساتھ لگا اور ایک زوردار آواز ہوئی. پیچھے ہوتے ہی اُس کی آنکھیں بند ہوئیں ۔۔۔۔۔۔۔وہ ایسا خود غرض کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔ایک لڑکی کی محبت میں وہ دوسرے رشتے کیسے چھوڑ سکتا ہے ؟......۔

"وجی"۔

وہ جلدی سے اُدھر سے اٹھی، اُس کو اپنے دل سے لگایا جو بلکل بے حال سا پیچھے ہوا تھا!!۔

"آپی میں اب شاید جی نا سکوں اُس کے بغیر"۔

بہن کے دل کے ساتھ لگے ہوئے اُس نے ایک درد سے کہا، وہ درد جو بہن کے اندر تک اُترا۔۔

"وجی تم نہ پریشان ہو، میں بس اتنا کہہ رہی ہوں اُس لڑکی کو بھی پتا ہونا چاہیے نا کہ تم اُس سے اِس قدر محبت کرتے ہو"۔

بھائی کا ماتھا چومتے ہوئے وہ ایک بار پھر بولی!!!!!۔

ضروری نہیں ہے آپی اُس کو پتا ہو۔۔۔میں نے اُس سے پاک محبت کی ہے۔اور محبت کی پاکیزگی میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے جس سے آپ محبت کرو اُس کو پتا ہو۔۔۔اگر اللہ نے میرے دل میں اُس کے لیے ایسے جذبات ڈالے ہیں تو اُس کے دل میں بھی میرے لیے کچھ تو ڈالیں گے۔۔۔۔۔وہ بھی کچھ تو سوچے گی۔۔۔اُس کو بھی تو محسوس ہو گا کسی کونے میں ایک لڑکا اُس کو دِن رات دعاؤں میں مانگتا ہے۔۔۔۔اُس کو بھی تو میری تڑپ محسوس ہو گی۔۔۔۔میں انتظار کروں گا آپی میں اُس کی محبت کا اُس کو بتائے بغیر انتظار کروں گا۔۔۔۔۔اگر مجھے پوری زندگی بھی انتظار کرنا پڑا تو کروں گا......اُس کے بعد اب یہ دل کسی کے لیے نہیں دھڑک سکتا۔۔۔۔یہ آنکھیں کسی کے لیے اشک بہا سکتی۔۔۔۔یہ ہاتھ اب کسی اور لڑکی کو مانگنے کے لیے نہیں اٹھ سکتے ۔۔۔۔۔۔وجدان انتظار کرے گا اپنی ملکہ کی محبت کا"۔

"میں دعا کروں گی وجی وہ تمھیں مل جائے، خدا اُس کو تمارے نصیب میں لکھ لے"

فاطمہ نے ایک بار پھر اُس کا ماتھا چُوما اور وہاں سے اٹھنے لگی آج پھر سے وہ کسی الگ وجدان کو دیکھ رہی تھی!!!!!!۔

"آمین"

اُس کے لبوں پہ آمین آیا اور پھر سے وہ ٹیک لگائے پیچھے ہو گیا۔اب وہ اُس کی یاد پہ سگریٹ نہیں پیتا تھا بلکہ مسکرا دیا کرتا تھا اور اب وہ اکثر مسکراتا تھا۔

۔آج وہ پوری رات سو نہیں سکی۔اس بات کا اُس کو بھی نہیں پتا تھا وہ سو کیوں نہیں رہی اُس کو نیند کیوں نہیں آ رہی۔وہ کیوں سوچ رہی ہے اُس شخص کو اتنا۔۔۔وہ کیوں اُس کے ذہن سے نہیں ہٹ رہا۔۔آخر کیوں؟۔

"اللہ جی پلیز مجھ سے خفا نا ہویے گا میں جان بھوج کے نہیں سوچ رہی اُنکو بس پتا نہیں کیوں وہ خود ہی آ رہے ہیں میرے ذہن میں۔ میں نہیں چاہتی اُن کو سوچنا پھر بھی پتا نہیں کیوں وہ میرے خیالوں میں سوار ہوتے ہیں، اللہ جی پلیز آپ مجھ سے خفا نا ہونا"۔

اب کی بار وہ اٹھ کے بیٹھی تھی اور کھڑکی سے باہر دیکھ کے دعا مانگنے لگی۔ اُس کو لگتا تھا کھلے آسمان کے نیچے اللہ پاک جلدی دعا سنتے ہیں۔۔

"میں کیوں سوچ رہی ہوں ایک نامحرم کو اتنا آخر کیوں"۔

اُس نے وہیں کھڑکی کے پاس کھڑے آنکھیں بند کی اور خود کو ملامت کر کے کہنے لگی!!!!!!۔

یا اللہ میں نہیں سوچنا چاتی ایک نامحرم کو جس سے تو نے سوچنے سے منا فرمایا ہے۔ میں ایسے کیسے کر سکتی ہوں، میں آپ کو ناراض کیسے کر سکتی ہوں۔ میں اپنے ذہن میں ایک نامحرم کو کیسے لا سکتی ہوں۔۔۔ میں ایسی نہیں ہوں خدایا جو تمہارے حکم کی پاسداری نا کر سکوں۔۔۔ مجھے معاف کر میرے مالک۔۔۔ میں آئندہ کچھ نہیں سوچوں گی۔ میں آئندہ ڈائری بھی نہیں لکھوں گی۔ بس آپ مجھ سے خفا نا ہونا۔۔۔۔

اُس نے کھڑکی پہ ہاتھ رکھا اور بے جان سی اُس کا سہارا لییٔے اگے چلتی گی۔۔۔

اُس نے تہجّد کے لیے وضو بنایا اور اتنے میں مسجدوں سے آوازیں بلند ہونے لگیں۔۔۔ سحری کرنے والو اٹھو ۔۔ سحری کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔۔۔

پٹھانوں سے زیادہ پاگل بھی کوئی قوم ہو سکتی ہے ؟۔

ھانیہ نے مدثر کی طرف منہ بناتے ہوئے کہا، مدثر کے بہانے وہ زرمینہ پہ اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتی تھی۔ کب سے سر قمر کی کلاس میں بیٹھے ہوئے پٹھانوں کی شان میں اُس کے دل میں جو آ رہا تھا بولے جا رہی تھی۔۔

"ہانیہ جی آپ کو کیا پتا ہے ہم پٹھانوں کا۔ ہمارے بارے میں تو تاریخ لگی گی ہے"

چونکہ مدثر بھی پٹھان تھا تو وہ کدھر پیچھے رہے سکتا تھا وہ اُس کی ہر بات کا جواب دے رہا تھا۔ جب کے زرمینہ چُپ بیٹھی بس سنے جا رہی تھی۔۔

"جی جی میں جانتی ہوں پٹھانوں کو، وہ فیس بوک پہ آپ پٹھانوں کی شان میں تعریف آپ نہیں سنتے ہوتے مسٹر مدثر؟"۔

ہانیہ نے ہستے ہوئے طنزیہ سے انداز میں کہا!!!!!۔

محترمہ آپ نے پٹھانوں کے بارے میں سنا ہی کیا ہے۔

آپ نے دنیا کے عظیم جنگجو مغل اکبر کا وہ قول نہیں سنا....

"ایک پٹھان کو دوستی کر کے تو ہرایا جاسکتا ہے مگر دشمنی کر کے کبھی نہیں ہرایا جاسکتا"۔

یقیناًاپ نے نہیں سنا ہو گا تب ہی تو آپ ہم پٹھانوں سے دشمنی کر بیٹھی ہیں. مدثر نے شرارتی سے انداز میں زرمینہ کی طرف دیکھتے ہوئے ہانیہ کو کہا۔۔۔ جو ایسے ظاہر کر رہی تھی جیسے اُس کو کوئی دلچسپی نہیں ہے پٹھانوں کے قصیدے سننے میں !!!!!!!۔

"ہانیہ صاحبہ یہ بہت ہے یا میں آپ کو محمود غزنوی، سکندر اعظم اور انڈیا کے بہت سارے جرنیلوں کے بھی قول سناؤں جہنوں نے پٹھانوں کے بارے میں اپنے قلم سے خوبصورت اور قیمتی الفاظ لکھے"۔

اب مدثر اُس کی طرف دیکھ کے طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا!!!!۔

"ہمیں کوئی شوق نہیں ہے آپ کے قصے سننے کا"۔

اُس نے منہ بناتے ہوئے کہا اور آگے موڑ گی. ویسے بھی اُس کو صرف بولنا پسند تھا۔ سننے میں تو وہ اپنی توہین سمجھتی تھی۔ جب اگلا بندہ بولتا تو وہ منہ بنا کے دوسری طرف مڑ جاتی !!!!!!۔

"بچاری کے پاس بولنے کو کچھ بچا ہی نہیں ہے"۔

فضہ نے مسکراتے ہوئے زرمینہ کے کان میں کہا!!!!!۔

"ویسے پٹھان تو آپ بھی ہیں نا، آپ کو بولتے ہوئے موت پڑی ہے اُس ہانیہ کے سامنے"۔

فضہ نے زرمینہ کی طرف دیکھا اور غصے سے بولی۔ جو ہانیہ کی کسی بات میں کوئی دلچسپی نہیں لیتی تھی!!!!!۔

"بابا جان ہمیشہ ایک بات کرتے ہیں فضہ دوستی اور دشمنی ہمیشہ خاندانی بندے سے کرنا۔۔۔ دوستی تو وہ تم سے خاندانی طریقے سے کرے گا ایک خاندانی بندہ۔ اور اگر وہ تم سے دشمنی بھی کرے گا تو بھی خاندانی طریقے سے کرے گا۔ کم نسل سے نہ دوستی اچھی نا دشمنی۔۔۔ یہ نہیں کہ میں اس کی باتوں کو سمجھتی نہیں یا جواب نہیں دے سکتی۔۔۔ بس میں اُس کو اس قابل نہیں سمجھتی کہ میں اس کے ساتھ بولوں"۔

"اُس نے اس قدر پر اعتماد طریقے سے جواب دیا کہ فضہ مسکراتے ہوئے رہ گئی۔ شکر ہے بھائی ہم آپ کے دوست ہیں"۔

"جی آج شکرانے کے دو نفل پڑھیے گا"

زرمینہ نے شوخے سے انداز اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا!!!!!!۔

"ہوں مر جاؤ تم زری"

فضہ نے منہ بنایا اور دوسری طرف مڑ گئی!!!۔

"اگر میں مر گی تو میرے وہ کنوارے رہ جائیں گے نا"۔

زرمینہ نے مصنوعی سی اُداسی کے ساتھ فضہ کو دیکھتے ہوئے کہا!!!!!۔

"آپ کے وہ؟ کون ہیں آپ کے وہ؟ مجھے تو کہیں دور دور تک نظر نہیں آ رہے"۔

فضہ نے اِدھر اُدھر کلاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا!!!!۔

"کبھی تو ہوں گے نا"۔

"ہوں جب ہوں گے تب ہم آپ کو جینے کی دعا دیں گے"۔

"ہوں بہت احسان ہے آپ کا، اب چپ کر کے سر کو سنو آج وہ بھی کچھ فرما رہے ہیں"۔

"عشق میں مرنے والوں کو کب جینے کی دعا لگتی ہے"

وہ آج پھر اپنے اُسی انداز میں بھاگتا ہوا آیا تھا، بلیک جینز کے اوپر اُس نے گرے رنگ کی جیکٹ پہن رکھی تھی ---وہ زیادہ تر جیکٹ ہی میں نظر آتا تھا اُس کو اور لوگوں کی نسبت ٹھنڈ کچھ زیادہ ہی لگتی تھی۔ اس لیے وہ ہمیشہ جیکٹ پہنتا تھا جب تک گرمی اپنے عروج کو نا پھونچ جائے وہ جیکٹ نہیں اترتا تھا------موبائل ہمیشہ اُس کے ہاتھ میں رہتا۔ اور چائے؟ چائے کا تو وہ دیوانہ تھا--- ہر پانچ منٹ بعد اُس کو چائے کی طلب ہوتی تھی۔ چونکہ وہ سب کے ساتھ اتنا پیار کرتا تھا تو سب اُس کا خیال رکھا کرتے تھے۔ ایک لڑکا جو اُدھر کام کرتا تھا کلاس کے دوران بھی آتا اور اُس کا خالی ہوا کپ لے کے جاتا اور دوبارہ چائے کے ساتھ بھرا ہوا لے کے آتا---- اور وہ مسکرا کے اُس کو شکریہ کہتا اور کپ لے لیتا------ وہ ہمیشہ سب کی عزت کرتا تھا وہ لوگوں کی عزت اُن کا عہدہ دیکھ کے نہیں کرتا تھا بلکہ اُن کا اخلاق اُس کو ہمیشہ متاثر کرتا تھا۔ اُس کو اپنی طرح زندگی سے بھرپور لوگ بہت پسند تھے۔ ہمیشہ شاعری کی محفل میں بیٹھا ہوا سب کو وہی نظر آتا--- وہ لوگوں میں خود کو منوانا جانتا تھا -----کبھی اپنے کلام سے اور کبھی دوسروں کو داد دے کے------

وہ ہمیشہ سب کے ساتھ مسکرا کے بات کرتا اگلے کی بات پہ اونچا اونچا ہستا، اُن کو پیار سے کمر پہ مار بھی دیتا--- اور کبھی انگلی کے اشارے سے ہستے ہوئے اُن کو سہراتا!!!!۔

آج وہ جس انداز میں کلاس میں آیا تھا سب کو وہ پہلے دن والا وجدان لگ رہا تھا، اُس نے اپنی محبت کو اپنی کمزوری بنانے کے بجائے اُس کو اپنی طاقت بنا دیا تھا۔۔۔۔

"محبت اگر ہماری کمزوری بن جائے تو وہ اُس زہر سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے جو ہمیں آہستہ آہستہ اندر سے ختم کرتا ہے"۔۔

زرمینہ نے اُس کو دیکھتے ہی نظریں جُھکا لیں۔ وہ نہیں چاہتی تھی وہ اُس کو دیکھے اور وہ شخص اُس کے خیالوں میں آئے۔ اُس کی ڈائری میں اب اُس کا نام بھی نہیں آنا چاہیئے۔ اگر وہ اُس کو دیکھے گی نہیں تو وہ اُس کے خیالوں میں بھی نہیں آئے گا۔۔۔

وہ اور فضہ آج سیکنڈ رو کی پہلی دو کرسیوں پہ بیٹھی تھیں۔۔ ساتھ والی رو کی ایک کرسی خالی تھی۔۔۔

اُس نے آتے ہی پریزنٹیشن لینی سٹارٹ کرلی۔ آج ہانیہ کے ساتھ اور بھی دو تین بچوں کی باری تھی۔ وہ جب بھی پریزنٹیشن لیتا تو سامنے پڑی کسی بھی خالی کرسی پہ بیٹھ جاتا تھا۔۔۔۔

"ہانیہ آئے آپ سٹارٹ لیں"

اُس نے ہانیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا!!!!!۔

ہانیہ کے تو جیسے وارے نیارے ہو گے۔ آج وہ دوسرے دونوں کی بنسبت زیادہ تیار ہو کے آئی تھی۔۔۔ اُس کو پتا تھا وہ پریزنٹیشن کے دوران سٹوڈنٹس کو ہی دیکھتا ہے۔۔۔ تو وہ کیسے یہ قیمتی موقع ضائع کر سکتی تھی۔ وجدان اُس کو اتنا وقت دیکھے اور وہ تیار بھی نا ہو کے آئے!!!!!۔

جیسے ہی ہانیہ سامنے آئی وہ زرمینہ کے فاصلے پہ خالی پڑی کرسی پہ بیٹھ گیا!!!!!!۔

"آج اُس کے پاس بیٹھنا ضروری تھا"

ہانیہ نے جلتے ہوئے دل کے ساتھ اُس کو زرمینہ کے ساتھ والی کرسی پہ دیکھ کے خود کلامی کی!!!!!

"ہانیہ آپ سٹارٹ لیں"

اُس نے ہانیہ کو چپ کھڑا دیکھتے ہوئے کہا!!!!۔

"اب کیا خاک سٹارٹ لوں گی میں"

"دل میں جلنے والی ہانیہ نے اُس کو مسکراتے ہوئے دیکھا اور بس اتنا کہا اوکے سر اور اپنے ٹاپک پہ بولنا شروع ہوئی"۔

وہ جو بظاہر اُس کو دیکھ رہا تھا، مگر اُس کا دل ساتھ بیٹھے والی لڑکی کے لیے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔

"کتنی پاکیزہ ہے یہ، کتنا سکون ہے اس کی قربت میں"۔

اُس نے زرمینہ کا ساتھ محسوس کرتے ہوئے اپنے دل میں کہا!!!!!۔

"یا اللہ اس لڑکی کو میرے نصیب میں لکھ لے، جب یہ میرے نصیب میں آگئی میں اُس کے سوا اور کچھ نہیں مانگوں گا۔ مجھے اس کے علاوہ دنیا کی کسی چیز کسی خوشی کی کوئی طلب نہیں ہے۔ میں تم سے بس اس ایک لڑکی کو مانگتا ہوں مولا"۔

اُس نے وہاں بیٹھے بیٹھے خدا سے اُس لڑکی کو مانگا جس کی پاکیزگی اُس کو سکون بخش رہی تھی۔۔۔

اور ہانیہ سامنے کھڑے بولے جا رہی تھی

"اماں آج ساری افطاری میں بناؤں گی آپ نے کچھ نہیں کرنا آج۔ آج میری اماں بس آرام کریں گی"۔۔

اُس نے کچن میں کھڑے ہوتے ہوئے کہا!!!!!۔

"نہیں زری اتنا کام ہوتا ہے تم کیسے اتنی افطاری بناؤ گی۔ میں تمارے ساتھ مل کے بنا لوں گی نا بچے"۔

"نہیں نا اماں میں خود بناؤں گی نا"

اُس نے بچوں کی طرح ضد کرتے ہوئے ماں کو کہا جو اُس کے پاس کھڑی پیار کاٹ رہی تھیں!!!!!!۔

"لیکن زری اتنا سب کچھ بنے گا بابا جان کے لیے الگ بنے گا۔ تم کیسے بناؤ گی اتنا سب؟"

انہوں نے فکر مند سے انداز میں پوچھا!!!!!!!!۔

وہ زری کو اتنا کچن میں کام نہیں کرنے دیتی تھیں۔ زری اُن کی اکلوتی بیٹی تھی اور تھی بھی کمزور سی۔ مگر وہ بھی اپنے ایک اچھی بیٹی ہونے کا وقتاً فوقتاً ثبوت دیتی تھی۔ اُس کی یہی خواہش ہوتی تھی جو کام وہ کر سکتی ہے وہ کام اُس کی ماں کو نا کرنا پڑے۔۔۔ وہ خود گرم آگ کے پاس کھڑی ہو اُس کی ماں نا ہو۔ برتن دھوتے اُس کے ہاتھ خراب ہوں اُس کی ماں کے نا ہوں۔ وہ ہمیشہ سوچتی تھی کیسی ہوتی ہیں وہ لڑکیاں جو اپنی ماں کو کام کرتا دیکھتی رہتی ہیں۔ اور خود آرام سے صوفے پہ بیٹھی ہوتی ہیں۔ اُن بیٹیوں کو اپنی ماں پہ ترس بھی نہیں آتا۔۔ جو پورا دِن کبھی ایک کے آگے کھڑی ہوتی ہے کبھی دوسرے کی فرمائش پوری کرتی ہیں۔۔۔۔ ایک ماں بیٹی کیوں مانگتی ہے؟ کس دِن کے لیے مانگتی ہے کہ جب وہ بڑی ہو تو اپنی ماں کو یہ کہے کر برتن دھونے سے منع کر دے۔ نہیں اماں میرے ہاتھ خراب ہوتے ہیں۔۔۔ کیا ایسی ہوتی ہیں بیٹیاں؟۔

"زری بچے تھک گی نا مجھے بولا لینا اچھا اور یہ سب جو تم بناؤ گی میں کاٹ کے رکھ دیتی ہُوں پھر تم ساتھ ساتھ بنا لینا "۔

انھوں نے پیار آلو اور باقی سبزی اٹھائی جو اُس نے بنانی تھی اور اُس کو کاٹنے کے لیئے دادو کے پاس بیٹھ گئیں!!!!!!۔

اور وہ مسکراتے ہوئے ماں کو دیکھتی رہے گئی۔ ایسی ہوتی ہیں مائیں میری ماں جیسی □♥□□

"بھائی جان آج پکوڑے میں نے بنائے ہیں"۔

خدیجہ نے بڑے فخر سے بھائی کو دستر خوان پہ بیٹھ کے کہا!!!!۔

"ارے واہ آج تو پکوڑے میری گڑیا نے بنائے ہیں۔ امی آج میں افطاری میں بس پکوڑے ہی کھاؤ گا"۔

اُس نے مسکراتے ہوئے ماں کو دیکھ کے کہا۔۔۔۔۔

"لیکن بھائی جان میں نے پکوڑے بس آپ ہی کے لیے بنائے ہیں باقی سب کے لیے زینب آپی نے بنائے ہیں

۔ آپ میرے والے ہی بنے ہوئے کھانا"۔

اُس نے خوشی سے بھائی کو بتایا جو پلیٹ میں سے پکوڑے اٹھا کے دیکھ رہا تھا!!!!!۔

"جی گڑیا آپ کے والے ہی بنے ہوئے کھاؤں گا۔ زینب آپی والے تو کھانے لائق کدھر ہوں گے۔۔۔۔ شکر ہے میری گڑیا نے میرے لیے بنا دیے تھے پکوڑے ورنہ آج افطاری بغیر پکوڑوں کے ہی کرنی پڑتی"

وہ مسکراتا ہوا زینب کی طرف دیکھ کے بول رہا تھا جو کب سے اُس کو گھورے جا رہی تھی!!!!۔

خدیجہ اب سے آپ نے اپنے بھائی جان کے لیے روز پکوڑے بنانے ہیں کیوں کہ پکوڑے تو میں ہی بناؤں گی روز یہ نا ہو پھر ان کو بغیر پکوڑوں کے ہی افطاری کرنی پڑے!!!!!۔

اُس نے منہ بنا کے خدیجہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

۔ پاس بیٹھا وجدان مسکراتے ہوئے سنتا رہا۔۔۔ وہ اپنی بہنوں کی رونق تھا۔۔۔۔ اُن کے پاس بیٹھتا تو وہ اپنے ہر دُکھ بھول جاتیں، وہ مسکراتا تو اُس کے ساتھ مسکراتیں۔۔۔۔۔

"چپ چپ سائرن ہو رہا ہے"

خدیجہ نے خوشی سے کہا اور سب دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے لگے!!!!۔

جیسے ہی اُس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے آنکھیں بند کی، تو ایک دم اُس کی آنکھوں میں اُس لڑکی کا سراپا گھوما۔ اُس کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔

"ملکہ میری زندگی پہ تو قبضہ کر لیا اب دعاؤں پہ بھی قابض ہونا چاہتی ہو"۔

اُس نے مسکراتے ہوئے دل میں کہا، اُس وقت سب آنکھیں بند کیے دعامانگ رہے تھے کوئی اُس کی مسکراہٹ نہیں دیکھ رہا تھا۔ جو آنکھیں بند کیے مسلسل مسکرایا جارہا تھا!!!!!!۔

"یااللہ میری ملکہ کو میرا نصیب بنادے"۔

"اُس نے کوئی دس دفعہ بس صرف ایک یہی دعا مانگی"

جب بھی وہ اُس کو دعا میں مانگتا تھا اُس کے دل میں ایک عجیب سا سکون اُترتا تھا.

وہ کب سے ادھر سے اُدھر ٹہلتی رہی، تراوی کے بعد وہ ایک منٹ کے لیے بھی نہیں بیٹھی تھی۔۔

۔کیوں یاد آتے ہیں مجھے آپ اتنا۔ کیوں میرا دل چاہتا ہے آپ میرے سامنے ہوں۔۔۔ کیوں میں آپ کو ایسے ہر وقت یاد کرتی ہُوں۔۔۔ کیوں میرے خیالوں میں آجاتے ہیں آپ۔۔

وہ ٹہلتی جارہی تھی اور غصے میں بولے جارہی تھی!!!!!۔

۔میں اُن کو کب جان بھوج کے یاد کرتی ہوں وہ کیوں آتے ہیں میرے ذہن میں۔؟۔

"اللہ جی پلیز میری مدد کریں نا۔ میں بھول جاؤں اُن کو مجھے نہ یاد آیا کریں وہ۔۔۔ یہ کیسا احساس ہے جو مجھے ایک منٹ کے لیے بھی سکون نہیں دے رہا۔ میں کیوں اُن کو ہی سوچتی ہُوں۔ وہ تو میرے ٹیچر ہیں جیسے سر قمر۔۔ سر قمر تو مجھے کبھی یاد نہیں آئے پھر سر وجدان ہی کیوں یاد آتے ہیں۔۔۔ کیوں میری آنکھیں اُنکو دیکھنے کے لیے پوری رات جاگتی ہیں۔۔۔ اور جب وہ کلاس میں ہوتے ہیں میرا دل کیوں ایسے دھڑکتا ہے۔ جب وہ میرے پاس بیٹھے تھے تو کیوں میری نظریں بس اُن کو دیکھنا چاہتی تھی۔ کیوں آخر کیوں؟۔ کیوں میں پوری پوری رات سو نہیں پاتی۔ یااللہ مجھ پہ رحم کریں مجھے نہیں پتا یہ کیا ہو رہا ہے۔ مجھے کچھ بھی نہیں پتا۔۔۔۔"۔

وہ یوں ہی ٹہلتے ہوئے سر پہ ہاتھ رکھے بولتی گی۔۔۔ میں اگر ایسے ہی سوچتی رہی تو میں پاگل ہو جاؤں گی۔ میں بلکل پاگل ہو جاؤں گی۔۔۔۔۔ میں تو یہ بات فضہ کو بھی نہیں بتا سکتی کے سر مجھے بہت یاد آتے ہیں۔ وہ کیا سوچے گی۔؟۔۔ کسی عجیب بات ہے نا؟۔۔۔ کہ مجھے وہ اس قدر یاد آتے ہیں کہ مجھے سکون نہیں آتا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔اُس نے ڈائری کھولی اور ایک بار پھر لکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

وہ اُس کو اکیلے میں ہمیشہ خان صاحب کہتی تھی۔۔

"اللہ جی اج خان صاحب میرے پاس بیٹھے تھے بلکل ساتھ۔ پتا نہیں میں اتنا کیوں ڈر رہی تھی مجھے لگ رہا تھا جیسے میری سانسیں روک جائیں گی۔۔۔۔ اللہ جی وہ تو مجھے ایک نظر بھی نہیں دیکھتے، پھر میں کیوں اُن کو اتنا سوچتی ہُوں۔۔۔ مجھے کیوں برا لگ رہا تھا جب وہ ہانیہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ مجھے کیوں برا لگتا ہے جب وہ کسی لڑکی سے ہس کے بات کرتے ہیں؟ کیوں۔۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیوں؟

یہ کیا ہے اللہ جی جو مجھے سکون نہیں دیتا۔ یہ کیسا احساس ہے جس کی مجھے سمجھ نہیں آتی۔۔۔ میں کیوں بس اُن کو ہی لکھتی ہُوں۔ میں کیوں اُن کو ہی سوچتی ہُوں۔۔۔ اللہ جی پلیز مجھے مت یاد دلایا کریں اُن کو۔۔۔۔ مجھ پہ رحم کریں۔۔۔

وہ اُسی لکھتی جا رہی تھی اور مسلسل اُسی کو بھولنے کی دعائیں مانگ رہی تھی۔۔

وہ کب اُس کو لکھتی تھی، وہ تو وجدان تھا جو اُس کو نصیبوں سے ملا تھا اور وہ محبتوں سے انجان لڑکی اُس کو بھول جانا مانگتی ہے!!!!!

"زری سب کلاس والوں نے what's app گروپ بنایا ہے، تم نے اڑ ہونا ہے؟"۔

فضہ نے اُس کا موبائل ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا!!!!۔

"کون کون ہے اُس گروپ میں؟"

"لڑکے بھی ہیں؟"۔

"ہاں نا ساری کلاس کا ہے، آج چھٹیاں جو ہو رہی ہیں۔ اب فائنل کے بعد ہی یونی اوپن ہو گی تو سب یہ چاہ رہے ہیں ایک دوسرے سے ان۔کانٹیکٹ رہیں۔۔۔ہانیہ نے گروپ بنایا ہے سارے ٹیچرز بھی ہیں اُس میں. کل مدثر نے ہانیہ کے کہنے پہ سر وجدان سے نمبر لیا تھا اور سر نے بھی دے دیا تھا"۔

وہ جو کب سے سنے جا رہی تھی وجدان کے نام پہ ایک دم اُس کا دل دھڑکا، دل نے ایک دم سے کہا ہاں کر دو مجھے اڑ۔ دل میں جیسے ہی یہ خیال آیا اُس نے فوراً آنکھیں بند کیں۔ اور استغفار پڑھنے لگی۔

"نہیں فضہ مجھے نہیں کرنا اڑ"۔

اُس نے ڈرتے دل کے ساتھ منہ دوسری طرف کیے اُس کو کہا۔۔۔۔

"آج تو آپ کی وجدان سر کی پریزنٹیشن بھی ہے نا محترمہ"

فضہ نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا شوخ سے انداز میں کہا!!!!!۔

"فضہ مجھے نہیں دینی"

اُس نے فوراً نظریں جُھکا لیں۔

"کیا مطلب نہیں دینی. خان صاحب کو جانتی ہو نا تم۔ جو لوگ نہیں دیتے کیسے لحاظ رکھے بغیر ذلیل کرتے ہیں"۔

فضہ میں ساری کلاس کے سامنے کھڑے ہو کے نہیں بول سکتی۔ ساری کلاس بیشک ہو مگر سر۔۔۔۔ اُن کے سامنے میں کبھی بھی نہیں بول سکتی میں کبھی کھڑی بھی نہیں ہو سکوں گی اُن کے سامنے۔۔ میں نہیں دوں گی۔ سر جو بھی کہتے ہیں کہے لیں مجھے۔ مگر مجھے نہیں دینی"۔

اُس نے تقریباً رونے والے انداز میں کہا!!!!!۔

"لیکن زری....."۔

"چھوڑو نا آج ویسے بھی آخری دن ہے کیا کہے گئے مجھے وہ"۔

"بس پھر دعا کرو سر کلاس ہی نہ لیں"۔

فضہ کی اس بات پہ ایک دم اُس کا دل کٹا۔ وہ جو اُن کی ایک جھلک کے لیے پوری پوری رات سوتی نہیں ہے اُس کے سامنے کوئی یہ دعا مانگیں خدا آج اسکو اُسکا دیدار نہ نصیب فرما تو اُس کے دل پہ کیا گزرے گی......اُس نے آنکھوں سے بہنے والے آنسوں اپنے اندر ضبط کیے۔ اور فضہ کے کندھے پہ سر رکھ کے آنکھیں بند کر لیں!!!!!!۔

"اسلام علیکم زرمینہ خان"۔

زرمینہ اُس دِن کے بعد روز لائبریری جایا کرتی۔ روز اُس لڑکی کو ڈھونڈتی۔ مگر وُہ کہیں نظر نہیں آتی۔۔۔ وہ روز اُس لڑکی سے ملنے کی دعا مانگتی تھی۔ جس کے پاس بیٹھ کے اُس کو سکون ملتا تھا۔ عاشق رسول کی محفلوں میں تو ایسے ہی سکون ہوتا ہے۔ اُن سے محبت کرنے والوں سے ایک الگ ہے مہک آتی ہے۔ وہ مہک اُس کو اُس لڑکی سے آئی تھی۔۔۔

"وعلیکم سلام"۔

اُس کی آنکھوں میں ایک دم چمک آئی اور وہ اٹھ کے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

"کیسی ہیں آپ زرمینہ "

اُس نے اُسی محبت اور اپنائیت سے پوچھا، جس سے اُس نے پہلی بار پوچھا تھا!!!!۔

میں ٹھیک ہوں کرم ہے خدا کا آپ ٹھیک ہیں؟

وہ آج بہت خوش تھی اُس کا اتنے دونوں کا انتظار ختم ہوا تھا۔ آج وہ لڑکی اُس کے پاس تھی جس کو ڈھونڈنے وہ روز لائبریری آیا کرتی تھی۔۔۔اُس کا دل چاہا وہ اُس کو گلے سے لگا لے۔ مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔وہ کیا سوچے گی ایک ہی دِن کی ملاقات سے کوئی اتنا فری ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں اللہ پاک کا بہت بہت شکر ہے"۔

اُس نے مسکراتے ہوئے کہا اور اُس کے پاس بیٹھ گئی!!!!۔

"کتنی سی کتاب پڑھ لی آپ نے زرمینہ؟"۔

اُس نے محبت سے پوچھتے ہوئے کہا!!!!۔

اُس کے اس سوال پہ زرمینہ کا سر جُھک گیا۔اُس نے تو اُس دِن کے بعد کچھ بھی نہیں پڑھا۔وہ تو رات دِن بس ایک ہی انسان کو سوچتی ہے۔۔۔۔۔۔وہ ایک شخص اُس کی سوچوں پر قابض ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔وہ تو اب نماز میں بھی پہلے کی طرح دہیان نہیں رکھ پاتی۔۔۔۔اُس کے دل میں ایک دم ندامت آئی۔ آنکھوں سے اشک رواں ہی ہونے والے تھے کہ زرمینہ نے ایک دم رحم کی دعا مانگی۔ اور اُس کو ابھی کچھ لمحے مانگے جانے والا رحم مل بھی گیا۔ ۔۔اُس کے آنسوں آنکھوں کے راستے سے نکلنے کے بجائے دل کے راستے سے بہنے لگے۔۔۔۔

آنسوں جو آنکھ سے نکلیں کم تکلیف دیتے ہیں اور جب آنسوں دل کے راستے سے نکلیں۔وہ تکلیف وہ ازیت بس وہی محسوس کر سکتا ہے جو اس درد میں ہو!!!۔

"عائشہ مجھے آپ سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں بہت ساری باتیں پوچھنی ہیں۔"۔

اُس نے نظریں جھکائے ہوئے کہا۔وہ نہیں چاہتی تھی اُس کی آنکھوں کی نمی کو کوئی دیکھے۔اُس کی راتوں کا حال کسی کے سامنے عیاں ہو۔۔

"آپ ٹھیک تو ہیں نا زرمینہ"

اُس نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بہت غور سے پوچھا۔ پہلی بار والی زرمینہ میں اور آج کی زرمینہ میں بہت فرق تھا ۔۔وہ زرمینہ اویس قرنی کی بات کر رہی تھی۔ عاشق رسول کی بات کر رہی تھی۔ اور آج جو زرمینہ اُس کے سامنے بیٹھی تھی۔ وہ سوچوں میں گم تھی۔ اپنی سوچیں چھپا رہی تھی۔۔۔

"جی میں ٹھیک ہوں"۔

اُس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اُس کو دیکھا اور آرام سے بولی!!!!!!۔

عائشہ اگر ہماری نمازیں پہلے کے جیسے خالص نا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ ہم سے ناراض ہو گیا ہے ؟۔

اُس نے آنسوں ضبط کیے جُھکی نظروں کے ساتھ اُس سے پوچھا جو اُس کو پیار سے دیکھے جا رہی تھی!!!!!۔

نہیں زرمینہ اللہ اپنے بندوں سے کبھی ناراض نہیں ہوتا۔ جب وہ ناراض ہوتا ہے نا تو سجدے کی توفیق چھین لیتا ہے۔ ہم اُس کے سامنے سجدہ کر ہی نہیں سکتے۔ پتا ہے زرمینہ یہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے نا، اور کہتے ہیں ہم نماز نہیں پڑھتے۔۔۔۔ مجھے بہت عجیب لگتا ہے۔ یہ لوگ نماز نہیں پڑھتے ؟ یہ ہوتے کون ہیں نا پڑھنے والے۔۔۔ ان کی اتنی اوقات ہے کہ جس چیز کا حکم وہ رب العالمین دے اور یہ لوگ نا ادا کریں۔۔۔۔ پتا ہے زرمینہ خدا ان کو اپنے سامنے بلاتا ہی نہیں ہے۔ وہ ان سے سجدے کی توفیق چھین لیتا ہے۔ اور یہ بدنصیب بولتے ہیں ہم نماز نہیں پڑھتے ۔۔۔۔۔۔ میں کہتی ہوں خدا کے رُوبرو کھڑے ہونا ہی بہت ہوتا ہے۔ کتنے ہی لوگ میں نے دیکھے ہیں جو یہ کہہ کر نماز چھوڑ دیتے ہیں ہم جب نماز پڑھنے لگتے ہیں تو ہمارے دل میں خیالات آتے ہیں ہم نماز میں توجہ نہیں دے سکتے۔۔۔ کتنے بدنصیب ہوتے ہیں نا ایسے لوگ۔۔۔ محبوب کب کہتا ہے تم لوگ میرے سامنے نا کھڑے ہو ۔۔ صرف اس وجہ سے کہ تم لوگوں کی توجہ کہیں اور ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔

دیکھو زرمینہ ہم یہاں اس یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں۔۔۔ہم بلکل دل اور توجہ سے نہیں پڑھیں۔ مگر ہم ریگولر ہوں۔۔۔ہم اپنے ٹیچرز کی نظر میں تو آجاتے ہیں نا کہ ہم حاضر ہیں۔ اسی طرح ہم نماز میں کھڑے ہوتے ہیں محبوب کی نظروں میں ہماری حاضری تو لگ جاتی ہے نا کہ ہم محبوب کے سامنے کھڑے ہوئے تھے!!!!!!!۔

وہ بولتی چلی جارہی تھی اور زرمینہ کے دل میں ایک سکون اُترتا جارہا تھا.....۔

اور دیکھو نا زرمینہ یہ بات تو ہمارے آقا جان علیہ السلام نے خود کہی ہے کہ

"جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا انکی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے"۔

"اللہ کا ذکر کرتے رہنا چاہیے یہ سوچ کے نہیں چھوڑنا چاہیے کہ ہم توجہ نہیں دے پاتے۔۔۔جب ہم شروع کرتے ہیں نا دل خود بخود اُس ہستی کے ذکر میں جھومتا چلا جاتا ہے اور ہمیں سمجھ بھی نہیں آتی کیسے مل گیا ہے یہ سکون"۔

وہ مسکراتے ہوئے بس بولی جارہی تھی اور سننے والی بغیر پلکیں جھپکے اُس کو سنتی جارہی تھی!!!!!۔

محبوب کب ناراض ہوتا ہے؟ وہ تو بس پاس بلانا چاہتا ہے اپنے نزدیک کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔ہم اُس کے نزدیک اُس وقت تک نہیں ہوسکتے جب تک ہم کسی درد میں نا ہوں۔ جتنا درد ہوتا ہے اتنی ہی اُس کی قُربت میسر ہوتی ہے۔ جو سمجھ جاتے ہیں وہ اور نزدیک ہوتے ہیں اور جو بدبخت ہوتے ہیں وہ دُور ہوتے جاتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں ہم نماز نہیں پڑھتے.....۔

"عائشہ مجھے آپ کا کانٹیکٹ نمبر مل سکتا ہے؟ وہ آج چھٹیاں ہو رہی ہیں نا تو میں چاہتی ہُوں میری آپ سے بات ہوتی رہے"۔

اُس نے نم آنکھوں سے بغیر دیکھے اُس سے اُس کا نمبر مانگا!!!۔

"جی جی کیوں نہیں آپ لے لیں میرا نمبر جب بھی آپ نے بات کرنی ہوئی تو ضرور کیجیے گا میں حاضر ہوں"۔

وہی نرم انداز وہی احترام جو اُس کے اندر تھا وہ باہر بھی ظاہر کرتی تھی۔ وہ جنت کے پتے کی عائشہ گل تھی اور وہ ثابت بھی کرتی تھی.....۔

"آپ کا بہت شکریہ عائشہ"

نمبر لیتے ہوئے اُس نے شکریہ ادا کیا اور وہاں سے اٹھنے لگی ہی تھی کے عائشہ نے اُس کو بیٹھے بیٹھے گلے سے لگا لیا اور وہ آنکھیں بند کئے اُس کی مہک کو اپنے اندر اُتارنے لگی۔......

وہ کلاس میں آیا اور زرمینہ کا دل چاہ وہ بھاگ جائے یہاں سے کہیں دُور چلی جائے جہاں اسکو وجدان حسین شاہ کی ہوا بھی نہ لگے۔۔۔۔ جہاں اُس کا نام بھی کوئی اُس کے سامنے نہ لے۔۔۔۔۔

کیا یہ وہ شخص ہے جو مجھے پوری پوری رات جگانے کی سکت رکھتا ہے، اس کو تو پتا بھی نہیں اس کی وجہ سے کسی گھر میں ایک زرمینہ گل بھی ہے جو پوری رات اُس کو ایک نظر دیکھنے کے لیے جاگتی ہے صبح ہونے کا انتظار کرتی ہے ۔۔۔۔اور جب وہ اُس کے سامنے آتا ہے اُس سے دور جانا چاہتی ہے۔۔۔۔ مجھے نہیں سمجھ آتی وجدان کیوں سوار ہو یوں میرے اندر تم۔ نا میں کسی کو بتا سکتی ہوں نا میں اب برداشت کر سکتی ہوں۔ دور چلے جاؤ مجھ سے اتنا دور کے تمہاری ہوا بھی نا لگے سات پردوں میں رہنے والی کو تم برباد کر رہے ہو!!!!!!!۔

وہ اُس کو دیکھتے ہوئے کرب سے یہ سب سوچتی رہی اور وہ مسکراتا ہوا کلاس میں باتیں کرنے لگا۔!!!!!۔

"مجھے کیوں نہیں اچھا لگتا اُن کا کسی اور سے بات کرنا جیسے وہ میرے ٹیچر ہیں ویسے سب کے بھی تو ہیں تو پھر مجھے کیوں نہیں پسند کوئی اُن سے بات کرے، کوئی اُنکو دیکھے۔۔۔۔۔

یا اللہ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔ کیوں کر رہی ہوں میں ایسا کیوں میں ہا نیہ لوگوں کی لسٹ میں آ گئی ہوں۔۔۔۔۔ مجھے تو نفرت تھی اُن لڑکیوں سے جو سر کے پیچھے پیچھے پھیرتی تھیں۔۔۔۔۔۔ جو اُن کی وجہ سے آپس میں حسد رکھتی

تھیں۔۔۔ آج میں ؟ میں اُن لڑکیوں میں ؟ نہیں کبھی نہیں میں نہیں ہوں اُن لڑکیوں میں۔ یہ میں کیا سوچتی ہوں ۔میں کیوں سوچتی ہُوں ایسے۔ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔"۔

"وہ جو کلاس میں سب کے سامنے ہس کے باتیں کر تھا تھا اُس کو کیا پتا تھا کسی کو درد ہو رہا ہے کوئی تکلیف سے دو چار ہو رہا ہے۔ اور جو اس درد سے گزر رہی تھی معلوم تو اُس کو بھی نہیں تھا اُس کو درد کس بات کا ہے اور کدھر ہے"۔۔

آج زرمینہ کی پریزنٹیشن تھی وہ اچھے سے جانتا تھا، اُس نے زرمینہ کا نام لیے بغیر بولا آج جس کی پریزنٹیشن ہے وہ آ کے دے دیں!!!!۔

"سر آج تو زرمینہ خان کی پریزنٹیشن ہے"۔

سامنے بیٹھے مدثر نے زرمینہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور سامنے کھڑے شخص کو اُس کا زرمینہ خان کہنا گولی لگا۔ کوئی اُس کا نام لے بھی کیوں اپنی زبان سے!!!!۔

"مدثر میں نے آپ سے پوچھا ہے؟"

اُس کا انداز اور لہجہ اُس کا نام لینے پہ اُس کو پوری پوری سزا دے رہا تھا تا کہ آئندہ وہ بولنے کے قابل ہی نا رہے ۔۔۔۔۔۔

"نو سر مگر آپ نے پوچھا تو میں نے بتا دیا"۔

وہ شرمندہ سا نظریں جھکائے بول رہا تھا۔۔۔۔۔

"آئندہ میں جتنا پوچھوں اتنا ہی بولنا نا اُس سے زیادہ نا اُس سے کم۔ اور جس سے پوچھوں بس وہی بولے باقی اپنا منہ بند رکھا کریں"۔

اُس نے چوبتی ہوئی نظروں سے مدثر کو دیکھا جو کب سے نظریں جھکائے چپ سا سن رہا تھا!!!!۔۔

"زری اب کیا ہو گا سر تو بہت غصے میں ہیں"۔

فضہ نے سامنے پڑی کاپی پے لکھا اور زرمینہ کو بازو سے ہلا کے آنکھوں کے اشارے سے پڑھنے کا کہا!!!!!!۔

"میں نے نہیں دینی پھر بھی پریزنٹیشن"۔

اُس نے ویسے ہی کاپی پہ لکھا اور اُس کو دیکھنے لگی جس کو دیکھنے کے لیے وہ پوری پوری رات جاگتی ہے۔۔۔اب وہ ایک مہینہ اُس کو میسر نہیں ہو گا۔وہ کیسے رہے گئی۔؟ کیا وہ اب ایک مہینہ یوں ہی جاگ کے گزرے گی؟ کیا وہ زندہ رہے لے گی؟!!!!!!!۔

وہ اُس کو دیکھتے ہوئے دل پہ آنسوں لیے سوچنے لگی۔۔۔۔

"آپ آ کے اپنی پریزنٹیشن دے دیں"

اُس نے اُسی لہجے میں بغیر اُس کو دیکھے زرمینہ کو کہا اور خود موبائل کو دیکھنے لگ گیا!!!!!۔

"سر مجھے پریزنٹیشن نہیں تیار"

اُس نے سامنے کھڑے شخص کو دیکھتے ہوئے کہا جس نے اب بھی موبائل سے نظریں نہیں ہٹائیں تھیں۔اُس کا موبائل پہ کچھ ٹائپ کرتا ہاتھ روکا۔اور اُس نے ایک لمحے کو اُس حجاب والی کو دیکھا جو اُس کو ہی دیکھ رہی تھی۔ایک پل کے لیے دونوں کی نظریں ملیں۔اور دونوں نے اُسی وقت ایک ساتھ نظریں جُھکا لیں۔۔۔۔۔

"کیوں نہیں تیار آپ کو؟"

اُس نے سخت لہجے کے ساتھ اُس سے پوچھا۔۔۔اور ماتھے پہ بل ڈالے۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کوئی یہ سمجھے کہ سر زرمینہ کو فیوریٹ اضم کر رہے ہیں۔ناچاہتے ہوئے بھی اُس کو اپنا لہجہ سخت کرنا پڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

"سر سوری"۔

اُس نے اُس کی طرف بغیر دیکھے موبائل اٹھایا اور "ایکیوزمی" کہے کر کلاس سے باہر چلا گیا۔ جیسے اُس کو کسی ضروری کام سے جانا ہو!!!!!۔

"سر کو کیا ہوا۔ پہلے تو کبھی ایسے کلاس چھوڑ کر نہیں گے پھِر آج ایسا کیا ہو گیا کے چلے گے"۔

ہانیہ نے منہ بناتے ہوئے کلاس میں کہا!!!!!۔

"کوئی ضروری کام ہو گا نا آجائیں گے"۔

وہ جو اُس کی ہر بات کا جواب دینا فرض سمجھتا تھا آج کھدر بولے بغیر رہے سکتا تھا!!!!!۔

"خان صاحب نے آپ کو پریزنٹیشن دینے سے بچایا ہے"۔

فضہ نے مسکراتے ہوئے زرمینہ کے کان میں کہا!!!!!۔

"آپ کو کچھ زیادہ ہی نہیں الہام ہونے لگ پڑے"۔

زرمینہ نے آنکھیں نکلتے ہوئے اُس کی طرف دیکھا!!!!!۔

"بھئی ہمیں تو اور بھی بہت سارے الہام ہو رہے ہیں"

۔فضہ نے شوخ سے انداز میں اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا!!!!۔

"کیا مطلب کیسے الہام؟"

اُس کا دل ایک دم دھڑکا، اُس کو لگا اُس کی چوری پکڑی گی ہے۔ اُس نے سنجیدہ سے رویے میں اُس سے پوچھا!!!!!۔

"ارے ارے آپ تو سیریز ہی ہو گئی ہیں مذاق کر رہی تھی میں"

فضہ نے اُس کی آنکھوں کے بدلتے رنگ کو دیکھ لیا تھا۔ مگر اُن کی دوستی کا اصول تھا جب تک ایک بتائے گا نہیں تو دوسرا پوچھے گا نہیں.!!۔

"مر جاؤ تم فضہ"

اُنکی بات کا اکثر اختتام اسی جملے پہ ہوتا تھا!!!!!!

محبت کون خور کرتا ہے؟ کون کہتا ہے اُس کو دل کے زخم ملیں کون کہتا ہے اُس زخم اُس کے لیے ناسور بنیں؟ کون کہتا ہے وہ ایک رات میں ہزار بار مرے۔۔ کون بن مانگے موت مانگتا ہے؟ کون موت سے بڑی ازیت چاہتا ہے ۔۔۔موت تو ایک بار آتی ہے اور محبت میں تو انسان پل پل مرتا ہے۔۔۔۔

"اگر وہ محبت یکطرفہ ہو تو جناب پھر تو سلام کے بعد عاشق کا حال ہی نہ پوچھیے"۔۔

یہ محبت تو وہ الہام ہے جو ہو خود ہی ہو جاتا ہے، محبت پہ کب کس کا اختیار ہے؟ اگر یہ اختیار میں ہو تو کون کرتا ہے؟ کون اپنی انا کا قتل کرتا ہے؟ کون بد نصیب ہو گا جو جان بھوج کے یہ مرض مانگے گا۔۔

"انا والے کہاں محبت کا ہو جانا مانگتے ہیں؟"۔

زرمینہ نے کب محبت مانگی تھی، اُس نے کب کہا تھا اُس کو بھی یہ مرض لگ جائے۔۔۔اُس نے کب رمضان کی راتوں میں تہجد کے وقت اُس کو مانگا تھا؟ وہ تو اُس کا بھول جانا مانگتی تھی، وہ کب اُس کو مانگتی تھی؟ جب ایک چیز انسان کے اختیار میں ہی نہیں ہے وہ بے بس ہے اُس کے سامنے تو وہ کیا کرے۔۔۔ کدھر جائے، کس کو بولے ۔۔۔۔ کس کو بتائے کے وہ ہار گیا ہے وہ ایک شخص کے لیے ہار گیا ہے؟۔

وہ زمین پہ بیٹھے کانپ رہی تھی آنکھوں سے اشک ندی کی صورت بہتے جا رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ کیوں ایک نامحرم کے لیے ایسے رو رہی ہے۔ آخر کیوں؟ کیا اب اُس کی سانسیں اُس کے ایک دیدار کی محتاج ہو گئی ہیں؟ کیا اب وہ اُس کو نظر نہیں آئے گا تو سانس نہیں لے سکے گی؟ میں ایسے کیسے ہار سکتی ہُوں؟۔۔

"میں ہار گی ہوں؟ مگر کس سے اور کیوں؟"۔

اُس نے اپنی اندر کی سوچوں کو اپنے لبوں پہ لایا!!!۔

"میں ہار گی ہوں ,ہاں میں ہار گی ہوں"۔

یہ کہتے ہوئے وہ اونچا اونچا رونے لگی۔ اُس کو تو پتا بھی نہیں تھا ہار جانا کیا ہوتا ہے؟ اُس کو تو یہ بھی نہیں پتا تھا وہ کس چیز میں ہاری ہے؟ کس سے ہاری ہے اور کیوں؟۔

"زری"

وہ ویسے ہی زمین پہ بیٹھی تھی اُس کو آواز آئی، وہ پیچھے مڑی، یہ آواز تو اُس کی ماں کی تھی۔ جو بت بنے یہ سن رہی تھی۔۔۔۔۔۔ "میں ہار گی ہوں"......۔

"اماں آپ"

اُس نے آنسوں صاف کیے اور وہی پہ بیٹھے بیٹھے ماں کو دیکھنے لگی، جو بے جان سی کھڑی تھی۔

۔

"میری بیٹی بھی ہار سکتی ہے کسی سے؟"۔

وہ اُس کے پاس آئیں اُس کے پاس زمین پہ بیٹھیں۔ اُس کی آنکھوں کی سُرخی اُنکا دل چیر رہی تھی!!!!!۔

"اماں آپ کی بیٹی خود سے ہار گی ہے"۔

ماں کی گود میں سر رکھتے ہی وہ اونچا اونچا رونے لگی۔ وہ وہ والے بھی آنسوں بہانے لگی جو اُس نے ضبط کر رکھے تھے

۔۔۔

زرمینہ تمھیں پتا ہے مجھے بیٹی کا کتنا شوق تھا۔ میں نے تمہاری پیدائش سے پہلے کتنی مانتی مانگیں تھی۔ کتنا ارمان تھا مجھے میری بیٹی ہو۔۔

وہ اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے آنکھوں میں آنسوں لیے بولے جا رہی تھیں!!!!۔

پتا ہے زرمینہ میں نے کیا سوچا تھا۔۔

میری بیٹی ہوئی

تو میں اسے سکھاؤں گی کہ محبت، احترام یالحاظ کسی بھی بھرم میں اپنی توہین برداشت نہ کرے.

اسے بتاؤں گی کہ وہ شخص واجب القتل ہے جو تمہاری حرمت کا پاسدار نہیں.

اور اگر وہ کہے کہ خون حرام ہے؟

تو میں اسے بتاؤں گی کہ دوسرے مسلمان کی عزت بھی اتنی ہی حرام ہے.

وہ عزت محض جسم کو ان چھوا رکھنا نہیں ہے.

وہ عزت ان کے الفاظ اور نگاہوں میں نہ ہو تو بھی وہ واجب القتل ہیں.

میں اسے بتاؤں گی اس پر سب سے بڑھ کر اس کا حق ہے، اور حق جتانے والوں کو رد کرنا بھی اس کا حق ہے.

اسے بتاؤں گی کہ اس پر محبت تب تک جچتی ہے جب تک وہ اس کی قوت ہو، اور اگر وہ اس کی کمزوری بننے لگے تو اسے نذرِ آتش کر دے.

میں اسے بتاؤں گی کہ اگر کوئی تمہاری طرف ہاتھ بڑھائے، تو اس کا ہاتھ کاٹ دو!

کوئی میلی نگاہ سے دیکھے، تو آنکھیں نوچ لو!

کوئی اپنے الفاظ سے توہین کرے، تو زبان کھینچ لو!

کوئی برا خیال کرے، تو اسے اتنی ذلت دو کہ پاگل ہو جائے!

میں اسے سکھاؤں گی کہ اگر اسے اپنے کردار کی گواہی کو کوئی نہ ملے تو اسے گھبرانا نہیں ہے، بلکہ پھر معجزے کا انتظار کرنا ہے.... ویسے ہی جیسے اماں عائشہ صدیقہ ع نے کیا اور اللہ نے قرآن کے ذریعے گواہی دی.

اسے سکھاؤں گی کہ اس کا احترام پر کتنا حق ہے، اسے بتاؤں گی ایک لڑکی اپنے احترام پر کسی جذبے کو فوقیت نہیں دے سکتی.

میں اسے پرنسز نہیں شیرنی بناؤں گی کہ اس کے خلاف چالیں چلنے والے اور حاسدین بس بھیڑیے اور کمتر جانور ہیں، اور ایک شیرنی کو بھیڑیوں کا کوئی خوف نہیں ہوتا.

میں اسے سکھاؤں گی کہ اپنی پھول سی نزاکت کیسے قائم رکھنی ہے، اور یہ بھی سکھاؤں گی کہ جب کوئی اس پر لفظوں کے تیر چلائے تو اس پر اسے غرانا کیسے ہے.

میں اسے بتاؤں گی کہ وہ شیرنی ہے، اور یہ جنگل اس کا ہے.....

جو اسے رانی نہ مانے اسے بے دخل کر دیا جائے.

اور میری وہ بیٹی جس کو میں نے یہ سب سکھیا بھی ہے۔ آج زمین پہ بیٹھے بول رہی ہے میں ہار گی ہوں؟۔

ماں کی آنکھوں سے آنسوں گرا اور اُس کی آنکھوں پہ روکا، جو ماں کی گود میں سر رکھے پڑی تھی!!!!!۔

"اماں مجھے معاف کر دیں"

اُس نے روتے ہوئے منہ ماں کی گود میں چھپالیا اور معافی مانگنے لگی۔ اُس غلطی کی جو اُس نے کی ہی نہیں تھی۔ اُس غلطی کی جس کا اُس کو علم ہی نہیں تھا!!!!!!

یہ کیسے ممکن ہے کوئی محبوب سے نور مانگے اور اُس کو نور نہ ملے۔۔۔۔۔کوئی اُس سے سکون مانگے اور اُس کو سکون نا ملے۔۔۔۔۔وہ تو مانگنے پہ اپنا آپ دے دیتا ہے۔۔۔۔۔وہ تو مانگنے پہ خود دل میں اتر جاتا ہے۔۔۔۔۔جو خود کو ہمارے سپرد کر دے وہ کوئی اور چیز کیسے نہیں دے گا۔۔۔۔۔وہ عطا کرنے والا ہے وہ عطا کرتا ہے۔۔۔۔۔

کوئی اپنے دل سے ایک نا محرم کو بھول جانا مانگے تو وہ کیسے نہیں بھولا دے اُس کو۔۔۔۔وہ اپنے بندے کو ایسے درد میں کیسے رکھ سکتا ہے وہ اُس کو پل پل کی ازیت میں کیسے مبتلا کر سکتا ہے۔۔۔۔یہ جن لوگوں کے دل سے درد نہیں جاتا وہ اپنے لیے مانگتے نہیں ہوں گے۔ وہ اُس کے در پہ کسی نا محرم کا بھول جانا نہیں مانگتے۔۔۔۔وہ تو اُس

کے در پہ بیٹھ کے نامحرم کو مانگتے ہیں۔۔۔۔۔۔ محبوب سے محبوب کے بجائے کسی اور کو مانگتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ اُس ذات کو تو نفرت ہے شرک سے وہ اپنی محبت میں شراکت کدھر برداشت کرتا ہے۔۔۔۔ وہ پھر اور درد دیتا ہے اتنا درد کے انسان اُس سے اُس کو مانگنے پہ مجبور ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ اُسی کے ہاتھوں اُس کو درد دیتا ہے جس کو ہم سجدوں کے بعد مانگتے ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ دنیا کی محبتیں تو بس دُکھ درد تکلیف اور ازیت دیتی ہیں۔۔۔۔۔ کبھی کسی کو دیکھا ہے کوئی سچی محبت کرے اور وہ خوش رہے؟۔۔۔۔۔ عشق مجازی تو بس ایک سیڑھی ہے محبوب کے در تک جانے کی۔۔۔۔ ہم خوشی میں کب اُس کو یاد کرتے ہیں ہم کب بات بات پہ الحمدللہ کہتے ہیں؟ وہ جب ہمیں ایک چیز عطا کرتا ہے ہم اُس کی عطا کی ہوئی چیز کو بھول جاتے ہیں اور دوسری طلب کرتے ہیں۔۔۔ وہ رحمان ہمیں وہ بھی دے دیتا ہے۔۔۔۔۔۔ ہم کب اُس چیز کے مل جانے پہ شکرانے کے نوافل پڑھتے ہیں۔۔۔ ہمیں تو یاد بھی نہیں ہوتا محبوب نے ہمیں نوازا تھا۔۔۔۔۔۔ لیکن جب ہمیں محبت ہوتی ہے وہ محبت عشق بنتی ہے۔۔۔ ہم مسجدوں کا رخ کرتے ہیں۔۔۔۔۔ تہجد پڑھتے ہیں۔۔۔۔ وظفے کرتے ہیں ۔۔۔۔۔ بس صرف ایک شخص کی محبت میں اُس کو پانے کی خاطر۔۔۔۔۔۔ پھر وہ ہمیں اور درد دیتا ہے باز دفعہ تو اُس شخص کے ہاتھوں ہمیں ذلیل کرواتا ہے تاکہ ہم پلٹیں اُس کی طرف جو ہماری محبتوں کا وارث ہے

۔۔۔۔۔۔۔

زرمینہ نے ایک نامحرم کو نہیں مانگا تھا، اُس نے تو اُس کا بھول جانا مانگا تھا۔ تو کیسے ممکن تھا کہ وہ اُس کو سکون نا دے، نور نہ دے۔۔۔۔۔

اللہ پاک آپ نے زرمینہ گل کو سکون نہیں دیا اپنا نور بخشا ہے۔۔۔۔ میں نے تو آپ سے اُس شخص کا بھول جانا مانگا تھا آپ نے تو مجھے اپنا آپ ہی دے دیا......

وہ جائے نماز پے بیٹھی سکون کے آنسوں بہا رہی تھی۔۔۔۔۔اور رب کا شکر ادا کر رہی تھی۔۔۔۔اُس رب العالمین کا جو مانگنے پہ خود کو سونپ دیتا ہے۔۔۔

وہ اٹھا بالکنی کے پاس گیا کھڑکی کھولی اور صبح کا نظارہ کرنے لگا وہ جو ہلکی ہلکی چاندنی میں تھی ہلکی ہلکی اندھیرے میں تھی۔۔۔۔ایسے بھی عید کی صبح میں کچھ عجیب سا سحر ہوتا ہے جو انسان کو اپنے اندر جھکڑ لیتا ہے

۔۔۔۔۔کچھ عجیب سی پر سکون صبح ہوتی ہے جو سکون قلب دیتی ہے۔۔۔۔۔۔۔

وہ واشروم گیا۔۔۔شاور لینے کے بعد اُس نے سفید سوٹ پہنا۔۔۔۔۔اور اُس کے اوپر کالے رنگ کی واسکٹ پہنی۔۔۔۔وہ شلوار قمیص میں ہمیشہ سے بہت دل نشین لگتا تھا۔۔۔۔کوئی بھی اُس کو دیکھے اور فدا ہو جائے ۔۔۔۔۔ماشاءاللہ کیے بغیر نا رہے سکے۔۔۔۔۔

وہ شیشے کے سامنے کھڑا ہوا پرفیوم لگائی۔۔۔۔اپنی داڑھی پہ ہاتھ مارا۔۔۔۔۔اُس کے چہرے پہ داڑھی ایسے سجتی تھی جیسے پھولوں پہ شبنم کے قطرے۔۔۔۔۔۔

اب وہ عید کی نماز کے لیے بلکل تیار ہو گیا تھا۔۔۔۔۔تیار ہونے کے بعد وہ سب کو عید کا سلام کرتا تھا ۔۔۔۔۔ماں سے پیار لیتا۔۔۔باپ کے ہاتھ چومتا اور بہنوں کو گلے سے لگاتا۔۔۔۔۔اور باری باری پانچوں کو عیدی دیتا۔۔۔۔۔۔

آج وہ تیار ہونے کے بعد شیشے کے سامنے کھڑا ہوا اور آنکھیں بند کیں۔۔۔۔۔آنکھیں بند کرتے ہی اُس لڑکی کا سراپا اُس کی نگاؤں میں گھوما۔۔۔۔۔اُس کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔۔۔

اور لبوں سے بے اختیار نکلا۔۔۔۔۔

"عید مبارک میرے دل کی ملکہ"۔

اُسی مسکراہٹ کے ساتھ اُس نے آنکھیں کھولی اور پھر سے بولا "عید مبارک ہو تمھیں"۔

وہ جب بھی شیشے کے سامنے کھڑا ہوتا اُس کو لگتا وہ لڑکی اُس کے سامنے کھڑی ہے۔۔۔۔اُس کو آنکھوں میں ہے ۔۔۔اُس کو مسکراہٹ میں ہے۔۔۔۔۔اُس کے اندر ہے۔۔۔۔۔جب وہ اُس کے اندر بستی ہے اُس کو اپنے آپ میں ہی وہ نظر آتی ہے۔۔۔۔۔۔اور وہ گھنٹوں اُس کو دیکھتا ہے۔۔۔۔

ملکہ میں دعا کرتا ہوں اگلی عید پہ تم میرے ساتھ اس شیشے کے سامنے کھڑی ہو۔۔۔۔۔میں شیشے کو دیکھنے کے بجائے تمھیں دیکھا کروں۔۔۔۔۔ملکہ جب تم ساتھ ہوگی میں راتوں کو آٹھ آٹھ کے شکرانے کے نوافل پڑھوں گا۔۔۔۔۔میں کیسے خدا کا شکر ادا کروں گا تمہارے ملنے پہ۔۔۔۔۔۔

وہ شیشے کے سامنے کھڑے ہو کہ خود سے ہی باتیں کرنے لگا۔۔۔

زری کون سے کپڑے پہنو گی......میں نے دونوں سوٹ پریس کر لیے ہیں۔۔۔۔۔۔

رقیہ بیگم نے ایک بازو پے سُرخ اور ایک پہ سفید سوٹ رکھتے ہوئے اُس سے پوچھا۔۔۔۔

"اماں کوئی بھی رکھ دیں نا"

وہ شیشے کی طرف مڑی اپنے خوبصورت لمبے بالوں کو تولیے سے خشک کر رہی تھی۔۔۔۔

زری ایک بار دیکھ لو تا کہ میں ایک رکھ لوں اور دوسرا الماری میں لگا لوں۔۔۔۔۔تم نے تو دیکھے بھی نہیں ہیں اپنے عید کے کپڑے۔۔۔۔۔پتا نہیں کون سی دنیا میں ہو تم آجکل۔۔۔۔۔۔

انہوں نے کپڑے ٹھیک کرتے ہوئے اُس کو کہا۔۔۔۔۔۔

اُس کا مسلسل چلتا ہاتھ ایک دم رو کا۔۔۔۔۔جن کے دل ہی مر گئے ہوں اُن لوگوں کے لیے کون سی خوشیاں اور کون سے عیدیں ہوتی ہیں۔۔۔۔۔۔

"اماں آپ کچھ بھی رکھ لیں جو آپ کو اچھا لگتا ہے"۔

اُس نے اُدھر ہی کھڑے کھڑے ماں کو کہا۔۔۔۔۔۔

"مجھے تو تم پہ سُرخ جوڑا بہت اچھا لگتا ہے زری میری بیٹی یہ پہن کے ہمیشہ ہی شہزادی لگتی ہے"

انھوں نے سُرخ فروق کو دیکھتے ہوئے بہت پیار سے کہا۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے اماں وہی چھوڑ دیں میں وہی پہنوں گی"۔

اُس نے ماں کو مسکراتے ہوئے کہا اور گیلا تولیہ واشروم میں رکھنے گی۔۔۔۔۔

"اماں میری جیکٹ کدھر ہے"

سلطان اونچا اونچا بولتا ہوا زری کے کمرے میں آیا۔۔۔۔۔

"ایک تو مجال ہے سلطان تمھیں کوئی چیز مل جائے"۔

"اماں اتنا دیکھا ہے نہیں ہے نا آپ دیکھ کے دیں نا"۔

"اچھا چلو میں دیکھتی ہُوں جیکٹ آنکھوں کے سامنے ہو گی اور یہ ڈھونڈنے اِدھر آیا ہے"۔

انھوں نے دونوں سوٹ اُس کے بیڈ پہ رکھے اور سلطان کے ساتھ باہر نکلنے لگیں۔۔۔۔۔۔

"زری دوسرا سوٹ الماری میں لگا لینا پھر"۔

انھوں نے دروازے سے ہی بیٹی کو کہا۔۔۔۔۔۔جو بھائی کے کمرے میں آنے پہ سر پہ دوپٹہ لیے واشروم سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔۔۔۔

"جی اماں میں رکھ لوں گی"

وہ بیڈ کے پاس آئی اور سُرخ جوڑا اٹھایا جو اُس نے ابھی پہننا تھا۔۔۔۔۔.

اُس نے جیسے ہی سُرخ جوڑا اٹھایا اُس کی نظر سفید جوڑے پہ پڑی۔۔۔۔۔اُس کا دل ایک دم سے دھڑکا۔۔۔وہ وہیں بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔۔۔سُرخ جوڑا سائڈ پہ رکھا اور سفید جوڑے پہ نرمی سے ہاتھ مارنے لگی۔۔۔۔۔۔آج سے پہلے اُس کو سفید رنگ اس قدر اچھا نہیں لگا تھا جتنا وہ اُس کو آج لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

اُس نے سُرخ جوڑا وہیں بیڈ پہ چھوڑا اور سفید جوڑا لے کے واشروم چلی گئی۔۔۔۔۔جو اُس کو اب پہننا تھا۔۔۔۔۔

۔"امی آج تو بہت خوش لگ رہی ہیں آپ"

کھیر کا پیالہ پکڑتے ہوئے اُس نے ماں سے کہا جو بہت خوشی خوشی باتیں کر رہی تھیں۔۔۔۔

نماز کے بعد وہ دوستوں سے ملنے چلا گیا تھا اور اب گھر آیا تھا۔۔۔۔۔۔

"بات ہی خوشی کی ہے وجی"

انھوں نے فاطمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

"ایسی کون سی خوشی کی خبر ہے جس کے لیے آپ اتنا خوش ہیں"۔

وہ پانچوں بہنوں کے درمیان بیٹھا ماں سے پوچھ رہا تھا۔۔۔بابا گھر پہ موجود نہیں تھے وہ ماں کے ہی کمرے میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"تمہارے چچا جان آئے تھے وجی"

انہوں نے اُسی خوشی سے کہا۔۔۔آج اُس نے ایک عرصے کے بعد ماں کے چہرے پہ اس قدر خوشی دیکھی تھی۔۔۔۔اس بات کا تو وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ خوشی کی نوعیت کچھ زیادہ ہی بڑی ہے تب ہی تو سب کے چہرے چمک رہے ھیں۔۔۔۔۔سوائے فاطمہ کے۔۔۔۔وہ کچھ اُلجھی اُلجھی اور پریشان نظر آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

"چچا جان ہمارے گھر؟"

اُس نے بڑی حیرت سے پوچھا۔۔۔۔وہ لوگ تو اتنے عرصے سے خفا تھے پھر اچانک یوں اُن کے گھر آنا

۔۔۔۔۔۔۔

"بھائی صاحب فاطمہ کا رشتہ اپنے بڑے بیٹے دانیال کے لیے مانگ رہے تھے"۔

انہوں نے فاطمہ کی طرف دیکھتے ہوئے اُسی خوشی سے کہا جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

اماں یہ تو بہت بہت خوشی کی خبر ہے۔۔۔اس طرح تو ہمارا خاندان پھر سے جوڑ جائے گا۔۔۔اور آپی کی شادی کے لیے تو اتنی دعائیں مانگی ہیں میں نے۔۔۔بہت خوش ہوں میں اماں اُس نے بہن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔۔۔۔جو ابھی بھی کچھ اُلجھی سی تھی۔۔۔۔۔

"بھائی ایک خوشی کی خبر اور بھی ہے"

خدیجہ نے اُس کے کندھے پے اپنا ماتھا رکھتے ہوئے سرگوشی سے کہا!۔

"ایک اور خوشی کی خبر؟"

اُس نے کھیر کی چمچ منہ میں لے جاتے ہوئے خوشی سے پوچھا۔۔۔۔۔

"ہاں ہاں ایک اور خوشی کی خبر"

زینب نے پرجوش سے لہجے میں اُس کو دیکھتے ہوئے کہا جو اب بھی کھیر کھائے جارہا تھا اور ساتھ ساتھ مسکرا رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔

بھائی صاحب نے اپنی بیٹی کے رشتے کے لیے تمہارا کہا ہے وجی۔۔۔فاطمہ کا دانیال سے اور امامہ کا تم سے رشتہ تہے کیا ہے انھوں نے۔۔۔۔اور تمہارے ابو بھی مان گے ہیں۔۔۔۔۔امامہ بہت اچھی لڑکی ہے سب سے بڑی بات فاطمہ بھی اب اپنے گھر کی ہو جائے گی۔۔۔۔انھوں نے فاطمہ کا رشتہ تبھی مانگا ہو گا تا کہ امامہ کی شادی تم سے ہو سکے۔۔۔۔اور امامہ تو مجھے شروع سے ہی تمہارے لیے بہت پسند تھی۔۔۔۔۔

وہ خوشی سے بولے جا رہی تھی۔۔۔۔فاطمہ نے بھائی کو دیکھا جس کا کھیر سے بھرا ہوا چمچ منہ کے پاس ہی روکا ۔۔۔۔اُس کے چہرے کا ایک دم رنگ بدلا۔۔۔۔۔ مسکراہٹ ایک دم غائب ہوئی۔۔۔۔ہونٹوں پہ عجیب سی سفیدی آئی۔۔۔۔آنکھوں کو چمک ایک دم مدہم ہوئی۔اُس کو لگا کچھ ہی دیر میں وہ بےہوش ہو جائے گا۔۔۔۔

"لگتا ہے میرا بھائی خوشی سے بولنا بھول گیا ہے"

زینب نے بھائی کو تنگ کرنے والے انداز میں کہا۔۔۔۔اِس وقت فاطمہ کے علاوہ اُس کی کیفیت کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔۔۔۔کسی کو اندازہ نہیں تھا اُس پہ کیسی بجلی گری ہے۔۔۔۔۔۔اُس کو کیسا رنج ملا ہے۔۔۔۔ایک طرف بہن کی زندگی اُس کی خوشیاں تھیں اور دوسری طرف اُس کی محبت۔۔۔۔

وہ سفید جوڑا پہنے شیشے کے سامنے آئی۔۔۔۔سفید فروق پہ سُرخ دوپٹہ لیے، بال کھولے وہ کسی جگہ کی شہزادی لگ رہی تھی۔۔۔۔وہ میکپ نہیں کرتی تھی۔۔۔۔میکپ کے نام پہ وہ صرف لیپ گلو لگا لیا کرتی تھی۔۔اُس کے خوبصورت لمبے بال کمر سے نیچے تک گر رہے تھے۔۔۔۔۔جو اُس کی خوبصورتی میں اور اضافہ کر رہے تھے

"سفید جوڑا مجھ پہ اتنا بھی اچھا لگ سکتا ہے"

اُس نے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کے خود کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔اور کمرے میں آ گئی۔۔۔۔

کمرے میں آتے ہی اُس نے بیڈ پہ پڑا موبائل اٹھایا اور what's app کھولا۔۔۔۔۔وہ what's app کھولتے ہی سب سے پہلے گروپ میں جاتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اُس نے سب کے میسیج دیکھے جس میں سب نے ایک دوسرے کو عید مبارک کہا تھا۔۔۔ایک دوسرے کو دعائیں دی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ٹیچرز کو میسیج کیے ہوئے تھے اور ٹیچرز نے جواب بھی دیے تھے۔۔۔۔۔۔اُس کا دل بس ایک ہی نام کو دیکھنے کے لیے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔سب نے اُس کا نام لکھا تھا"

"عید مبارک وجدان سر"

وہ بار بار اُس نام کو دیکھے جا رہی تھی۔۔۔۔مگر اُس کا دل اُس کے ہاتھ سے لکھے ہوئے کو دیکھنا چاہتا تھا ۔۔۔آنکھیں اُس کا نام دیکھنے کے لیے ترس رہی تھیں۔۔۔۔۔وہ ایک ایک میسیج پڑھ رہی تھی کہیں تو اُس نے جواب دیا ہو گا۔۔۔۔وہ سٹوڈنٹس کو اتنی لیفٹ نہیں دیتا تھا۔۔۔۔تب ہی اُس نے دوسرے ٹیچرز کی طرح ایک ایک بچے کو جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ جیسے جیسے دیکھ رہی تھی اُس کا ویسے ویسے دل ڈوب رہا تھا ۔۔۔۔۔اُس کی محروم آنکھیں بس اُس کا لکھا ہوا جواب دیکھنا چاہتی تھیں۔۔۔۔۔

اُس نے جوں ہی نیچے کیا اُس کو ایک میسیج نظر آیا۔۔جس پہ اُس کی آنکھیں بند ہوئیں آنکھوں کے کونوں سے پانی نکلا۔۔۔

"خیر مبارک آپ سب کو بھی عید کی خوشیاں مبارک ہوں۔خوش رہیں سب مولا سب کو خوش رکھے"۔

اُس نے وہ میسیج کئی بار پڑھا۔۔۔۔۔۔

"اُس نے سب کو دعا دی تھی سب کو عید کی مبارکباد دی تھی"۔

اُس کے نیچے لڑکیوں کے جوابات کے ڈھیر لگے تھے۔۔۔سب لڑکیوں نے اُس کے میسیج کا جواب دیا تھا۔سوائے زرمینہ گل کے۔۔۔۔

وہ خالی سے ذہن کے ساتھ اپنے کمرے میں آیا۔۔اُس کو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی یہ کیا ہوا ہے۔۔۔وہ تو بہن کے لیے خوش ہو رہا تھا۔۔۔یہ اُس کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔کیا بہن کی خوشیوں کی قیمت اُس کو ادا کرنی پڑے گی؟کیا اُس کو بہن کی خوشیوں کے لیے خود کو قربان کرنا پڑے گا؟۔

وہ اپنے کمرے میں ادھر سے اُدھر ٹہلنے لگا اور سگریٹ پہ سگریٹ پینے لگا۔۔۔۔آج اُس کی آنکھوں میں آنسوں نہیں تھے۔۔۔۔آج اُس کی آنکھوں میں موت کی سی کیفیت چھائی ہوئی تھی۔۔۔جیسے مرنے سے پہلے کسی کی آنکھوں کی کیفیت ہو۔۔۔۔ایسی کیفیت کے بندہ اُس کی آنکھوں میں دیکھے تو خوف آئے۔۔۔۔۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے میرے ساتھ"

اُس نے کھڑے کھڑے ہی منہ پہ ہاتھ مارا اور پسینہ صاف کیا۔۔۔یہ پسینہ اُس کو گرمی سے نہیں آرہا تھا یہ پسینہ اُس کو خوف سے آرہا تھا۔۔۔۔اُس کو خوف تھا بہن کی خوشیاں چھین جانے کا۔۔۔ملکہ کو کھو دینے کا۔۔۔۔۔

اُس نے دنیا میں دو ہی تو چیزیں چاہیں تھی ایک اپنی ملکہ اور دوسرا بہنوں کی شادی اُن کی خوشیاں۔۔۔۔

کیا میری بہن کو خوشیاں مجھے خود کو مار کے دینی پڑیں گی؟

ملکہ نا ملی تو میں تو ایسے بھی مر ہی جاؤں گا۔۔۔۔اُس کے بغیر تو میں ایک منٹ بھی نہیں جی سکوں گا۔۔۔۔میں نے تو اپنی ملکہ کے سواء کسی لڑکی کا تصوّر بھی نہیں کیا۔۔۔"

۔"میں ملکہ کو تو کسی اور مرد کے ساتھ دیکھ سکتا ہوں مگر میں خود کو ملکہ کے سواء کسی عورت کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا"۔

یا اللہ میرا امتحان ہی لینا ہے تو مجھے معذور کر دے کہ میں ساری زندگی اپنے پیروں پہ چل نہ سکوں۔۔۔۔مجھے اندھا کر دے تاکہ میں کچھ دیکھ نہ سکوں۔۔۔میری زبان لے لے تاکہ میں کچھ بول نہ سکوں۔۔۔۔۔

اے عزتوں والے رب وجدان تم سے ایک لمحے کے لیے بھی گلا نہیں کرے گا۔۔۔ تمھارا دیا ہوا یہ امتحان خوشی خوشی قبول کر لے گا۔

۔۔۔ مگر میرے مالک مجھ پہ ایسی آزمائش نا ڈال جس کو میں جھل ہی نہ سکوں۔۔۔۔۔ مجھ پہ رحم کر میرے ملک

۔۔۔۔۔۔

وہ وہی بیٹھا سر کو سجدے میں رکھا اور اونچا اونچا رونے لگا۔۔۔۔۔

ایک طرف میری بہن ہے وُہ بہن جس کو میں نے ہمیشہ اپنا دوست مانا۔۔۔۔ جو میری بہن سے زیادہ میری ماں کا درجہ رکھتی ہے۔۔۔۔ جو ضرورت پڑنے پہ میری ماں میری دوست میری استاد سب کچھ بن جاتی ہے

۔۔۔۔ جس کی خوشیوں کے لیے دِن رات میں نے دعا کی ہے۔۔۔۔۔ جو میری اور ابو کی عزت میں ہمارے گھر بیٹھی ہے۔۔۔ جس نے ایک دن بھی نہیں کہا میری شادی ہو جانی چاہیے۔۔۔ اتنے اچھے رشتے اُس کے لیے آئے۔۔۔ مگر وہ نہیں بولی۔۔۔۔ وہ چپ رہی۔۔۔ صبر کرتی رہی۔۔۔ اپنی خوشیوں کو قربان کرتی رہی۔۔۔

ایک طرف میری حیاؤں والی بہن ہے اور دوسری طرف میری محبوبہ جس کے بغیر میں ایک سانس نہیں لے سکتا

۔۔۔۔۔ جس کے بغیر میں نے اب زندگی کا تصور بھی نہیں کیا۔۔۔۔ جس کو میں دِن رات مانگتا ہُوں

۔۔۔ جس کے بغیر مجھے دنیا میں کوئی اور نظر نہیں آتا۔۔۔۔۔۔

میں کیا کروں گا اب میں کس کو چنوں گا۔۔۔؟ اپنی بہن کی خوشیاں یا اپنی زندگی؟۔

وہ وہی بیٹھے بیٹھے روئے جا رہا تھا اور کانپتے ہاتھوں کے ساتھ سگریٹ منہ کے اندر کر رہا تھا۔۔۔

"میں کس کو چنوں گا اب میرے مالک اپنی بہن کی خوشیاں یا اپنی زندگی؟"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"وجدان"۔

"جی ابو"

باپ کے نام پکارنے پہ اُس نے سر اُٹھا کے دیکھا جو کب سے نظریں جھکائے صرف سب کو سن رہا تھا.....۔

"اتنے چپ چپ کیوں رہنے لگے ہو تم وجدان، نا کسی سے بات کرتے ہو، نہ اپنے کمرے سے باہر آتے ہو طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری۔۔۔۔ کیا ہوا ہے۔۔۔ کوئی پریشانی ہے تمھیں؟"۔

"نہیں ابو کوئی پریشانی نہیں ہے"

وہ اُسی طرح گردن جھکائے بیٹھا تھا۔۔

"وجدان تمہارے چچا چاہتے ہیں تم دونوں کا نکاح ایسی ہفتے ہو جائے وہ بھی مانسہرہ آئے ہوئے ہیں اور بھابی بھی آ جائیں گی، تو وہ چاہتی ہیں امامہ اور تمہارا نکاح بھی فاطمہ اور دانیال کے ساتھ ہی ہو"۔

امی اُس کی جھکی نظریں کب سے دیکھ رہی تھیں، ایک ماں کیسے نہیں سمجھ سکتی کہ اُس کی اولاد خوش ہے یہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔ اور اسکی حالت کو دیکھ کے ہر کوئی اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ کتنا ٹھیک ہے اور کتنا خوش.....۔

"وجدان تمھیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا اس رشتے پہ؟"۔

اب کی بار ابا نے اُس کو مسلسل چپ بیٹھا دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جو کب سے اُس کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔

"نہیں ابو۔۔۔۔۔ کوئی اعتراض نہیں"۔

اُس نے نظریں جھکائے آنکھوں میں نمی لیے بس اتنا ہی کہا۔۔۔ اس سے زیادہ وہ کچھ اور کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔

۔۔

بھائی کی یہ حالت دیکھ کے

پاس بیٹھی فاطمہ کے دل پہ ایک دم جیسے خنجر چلا۔۔۔۔اُس کا بھائی آج اپنی بہن کی خوشیوں کے لیے اپنی خوشیوں کی قربانی دے رہا تھا۔۔۔۔۔جو بہن کی زندگی بنانے کے لیے خود کی زندگی برباد کر رہا تھا۔۔۔۔۔اُس کی آنکھوں میں ایک دم آنسوں آئے جو حلق میں اٹکنے لگے۔۔۔۔ایک بہن کدھر بھائی کی اتنی بڑی قربانی قبول کر سکتی ہے۔۔۔۔۔۔بہنیں تو بھائیوں کے لیے قربانی دیا کرتی ہیں وہ لے کیسے سکتی ہے۔۔۔۔۔

"ابو مجھے یہ شادی نہیں کرنی"

وہ جو کب سے اتنے دنوں سے ضبط کیے بیٹھی تھی ایک دم بول پڑی۔۔۔۔۔۔۔

اُس کے ایک دم سے ایسا بولنے پہ سب نے اُس کو دیکھا جو آنکھوں میں آنسوں لیے بولی تھی۔۔۔۔۔۔۔

"جی ابو مجھے یہ شادی نہیں کرنی، اور اگر میری شادی دانیال سے کر رہے ہیں تو پھر وجدان کی نہ کریں.... اگر چچا جان ایسے راضی ہوتے ہیں تو ٹھیک ہے نہیں ہوتے تو دونوں رشتوں کا انکار کر دیں"۔

وہ آنکھوں میں آنسوں لیے بس بولے جا رہی تھی۔۔۔۔۔اور پاس بیٹھا بھائی اُس کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔خدا نے بہنوں کا کیسا دل بنایا ہے جو بھائیوں کے لیے قربان ہونے پہ ایک منٹ نہیں لگاتیں۔۔۔۔وہ بیٹی جو آج تک ابو کے سامنے نہیں بولی تھی اج اپنے بھائی کے لیے لڑ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

"فاطمہ یہ کیا کہے رہی ہو تم، انھوں نے تب ہی تمھارا رشتہِ مانگا ہے تا کہ ہم امامہ اور وجدان کے رشتے سے انکار نہ کر سکیں۔۔۔۔۔۔اور تم کہے رہی ہو تمہیں یہ رشتہ نہیں منظور"۔

اب کی بار امی غصے سے بولی تھیں، اُن کو سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی وہ کیا کہیں۔۔۔۔انھوں نے جس اولاد کے رشتے کے لیے اتنی منتیں مانگی ہیں اج جب اُن کی دعائیں سن لی گئی ہیں تو بیٹی ہی انکار کر رہی ہے۔۔۔۔۔

"امی میں نے آپ کو کہے دیا ہے یا تو میری شادی ہو گئی اُدھر یا پھر وجدان کی"

یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔۔۔اُس کو پتا تھا اگر اُس کا رشتہ اُدھر نہ ہوا تو امی کبھی بھی وجدان کا رشتہ امامہ سے نہیں ہونے دیں گی۔۔۔۔۔

"میں فون کرتا ہوں لاہور، کہتا ہوں ہم وجدان کے رشتے کے حق میں نہیں ہیں۔۔۔اگر فاطمہ اور دانیال کا کرتے ہیں تو صحیح ہے۔۔۔میں پہلے بھی ان وٹے سٹے کے رشتوں کے خلاف تھا"۔

والد صاحب نے جیب سے فون نکالا اور بات کرنے لگے اور وجدان دھڑکتے دل کے ساتھ سُننے لگا۔۔۔۔۔۔

وہ آج پوری رات نہیں سو سکی تھی۔۔۔۔وہ صبح کیسے اُس کو دیکھے گی۔۔۔اتنے عرصے کے بعد وہ اُس کو دیکھے گی۔۔۔۔۔اُس کو چند مہینوں کی چھٹیاں ایک بہت لمبا عرصہ لگ رہی تھیں۔۔۔۔جیسے سالوں بعد وہ اُس کو دیکھے گی۔۔۔سالوں بعد وہ اُس کو نظر آئے گا۔۔۔۔۔

وہ کیا کرے گی؟ کیا اُس کو پھر سے ایک نئی تکلیف سے گزرنا ہو گا؟ اُس نے تو وجدان حسین کو اپنے دل کے ایک کونے میں دوبا کے رکھ لیا ہے۔۔۔۔اب تو وہ اُس کی یادوں میں آنسوں بھی نہیں بہاتی وہ تو راتوں کو اب سو جاتی ہے۔۔۔۔۔اُس کو دیکھنے کے بعد کیا ہو گا۔۔۔میں کیسے برداشت کروں گی وہ درد جو میں نے دل کے ایک کونے میں چھپا رکھا ہے۔۔۔۔"۔

وہ بیڈ پہ لیٹے پچھلے کئی گھنٹوں سے بس یہی سوچتی رہی۔۔۔۔۔۔رات کے دو بج رہے تھے اور وہ بازوں کو ماتھے پہ رکھ کے سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ اٹھی اور موبائل اٹھایا.....۔

وجدان کا نمبر اُس نے اپنے پاس سویڈ کر رکھا تھا۔۔۔۔۔وہ اُس کو بھول جانے کی دعا بھی مانگتی تھی اور اُس کو دیکھے بنا رہے بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔وہ جب بھی موبائل لیتی تو اُس کا لاسٹ سین ہمیشہ دیکھتی۔۔۔۔۔اُس کا لاسٹ سین بہت کم ہی شو ہوتا تھا کیوں کہ وہ ہر وقت ہی آنلائن ہوتا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔وہ رات کو تہجّد کے وقت بھی اٹھتی تو اُس کا لاسٹ سین دیکھتی جو ہمیشہ آنلائن ہی شو ہوتا۔۔۔۔

۔اُس نے ابھی بھی وجدان کا لاسٹ سین دیکھنے کے لیے موبائل کھولا۔۔۔رات کے دو بجے بھی وہ اُس کو آنلائن ہی نظر آیا۔۔۔۔۔

اُس کا دھڑکتا دل ایک دم سے بیچین ہو جاتا۔۔۔۔۔۔اور اُس کے بعد وہ پوری پوری رات جاگتی رہتی جب تک آنلائن کی جگہ لاسٹ سین نا آجاتا۔۔۔۔۔۔۔

"سر کی زندگی میں کوئی لڑکی ہے؟"

اُس نے بیڈ پہ بیٹھے موبائل ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک درد سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

اگر ہے بھی تو کیوں سوچتی ہُوں میں۔۔۔۔مجھے کیا ہے وہ رات کے دو دو بجے آنلائن ہوں کسی لڑکی سے بات کریں ۔۔۔۔مجھے اس بات سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہئے۔۔۔۔۔۔مجھے کیوں اُن کے اس طرح آنلائن رہنے سے تکلیف ہوتی ہے اللہ جی۔۔۔۔۔

وہ خود سے باتیں کرتی کرتی ایک دم سر اوپر کر کے اللہ جی سے مخاطب ہو جاتی۔۔۔۔۔اور اُن سے پوچھنے لگتی

۔۔۔۔۔۔۔

میں کیوں دیکھتی ہُوں اُنکا لاسٹ سین۔۔۔میں کیوں اُن کے جاگنے تک جاگتی ہوں۔۔۔۔بیشک وہ ہزار لڑکیوں سے باتیں کریں مجھے کیا ہے۔۔۔۔۔مگر اللہ جی مجھے بہت دُکھ ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔میں ایک ازیت سے گزرتی ہوں۔۔۔۔۔مجھے درد ہوتا ہے۔۔۔۔۔

غصے سے خود کو کہنے کے بعد اللہ جی کے نام پہ ایک دم اُس کی آنکھوں میں آنسوں آتے۔۔۔وہ جو ضبط کیے رکھتی تھی ایک دم موم بن کے پھگل جاتی تھی۔۔۔

"آپی آپ نے ایسا کیوں کیا کیوں کہا؟"۔

وہ آنکھوں میں آنسوں لیے بہن کے پاس اُس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے بیٹھا تھا۔۔۔۔

"کیا کیاِ ہے میں نے؟"

اُس نے مُسکراتے چہرے کے ساتھ بھائی سے پوچھا جو اُس کے سامنے شرمندہ ہوا سا بیٹھا تھا۔۔۔

"آپی میں کروں گا امامہ سے شادی"۔

وہ اپنے آنسوں کو اندر اتارتا ہوا، اٹکتے اٹکتے بول رہا تھا۔۔۔۔

"کر لو گے اُس سے شادی؟"۔

اُس نے اُس کا آنسوؤں سے بھرا ہوا چہرہ اوپر کیا اور ایک بار پھر سے پوچھا۔۔۔

"جی آپی"

بچوں کی طرح روتے ہوئے آنکھیں نیچے کیے وُہ بہن کو کہے رہا تھا۔۔۔۔

وجدان تم میرے لیے بھائی ہی نہیں میرا سب کچھ ہو۔۔۔۔میری زندگی تم پہ تمہاری ایک مسکراہٹ پہ قربان جائے۔۔۔تم نے یہ کیسے سوچ لیا تمہاری آپی اپنی خوشیوں کے لیے تمہاری خوشی کو بھول جائے گی۔۔۔۔میں نے تمہاری آنکھوں میں اُس لڑکی کے لیے محبت دیکھی ہے۔۔۔۔وہ محبت جو بہت کم لوگ کرتے ہیں ۔۔۔۔اور تم پاگل میرے لیے اُس محبت کو داؤ پہ لگانے جا رہے تھے؟۔۔

اُس نے اُس کا سر اپنی گھود میں رکھا، اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے خود بھی بھیگی آنکھوں سے بولے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

"وجی تمہاری آپی تمہاری خوشیوں کے بیچ میں کبھی بھی نہیں آئے گی"

تمہاری محبت تمہیں ضرور ملے گی وجی.....۔

بہن نے اُس کا ماتھا چُوما جو اُس کی گود میں آنکھیں بند کئے بس سن رہا تھا۔۔ آنکھوں کے کونوں سے آنسوں مسلسل گر رہے تھے۔۔

"آپی اُس کو تو پتا بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔"

اُس نے بس اتنا ہی کہا اور اپنا منہ بچوں کی طرح بہن کی گودی میں چھپا لیا!۔

ایسے نہیں روتے وجی۔۔۔۔ وہ تمہیں ضرور ملے گی۔۔۔۔ بہت شوق ہے مجھے اُس کو دیکھنے کا جس کے لیے میرا بھائی اتنا روتا ہے۔۔۔ جس کے لیے میرا بھائی خود کو بھول جاتا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ کیسی ہے وجی ؟۔

اُس نے بہت حسرت سے بھائی سے پوچھا۔۔۔۔۔

آپی بہت پیاری ہے وُہ۔۔۔۔ بہت معصوم ہے وہ۔۔۔۔ چھوٹی سی لگتی ہے۔۔۔۔۔ حجاب کرتی ہے۔۔۔ عبایا کرتی ہے اُس کے اوپر چادر بھی لیتی ہے۔۔۔۔۔ شرارتیں بھی بہت کرتی ہے۔۔۔۔۔ اپنی دوست کے ساتھ ۔۔۔۔۔ پتا ہے آپی اپنی دوست کے کندھے پے سر رکھے بیٹھی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ غصے والی بھی ہے۔۔۔۔ کوئی اُس سے بات نہیں کر سکتا۔۔۔۔ جب مسکراتی ہے نا آنکھیں چمکتی ہیں اُس کی۔۔۔۔ بولتی ہے تو اتنا میٹھا بولتی ہے۔۔۔ نخرے بھی کرتی ہے۔۔۔۔۔

وہ مسکراتا ہوا بہن کو گودی میں لیٹا آنکھیں بند کیے سب کچھ بتا رہا تھا۔۔ اُس کا ایک ایک لمحہ بتا رہا تھا۔۔

آپی آپکو پتا ہے اُس کی پریزنٹیشن تھی نا اتنا ڈری ہوئی تھی۔۔۔۔۔مجھے کہتی ہے میں نہیں دیتی۔۔۔مجھے نہیں تیار ۔۔۔میں پھر نے ڈانٹا اُس کو۔۔۔۔۔۔

اُس نے ہستے ہوئے بہن کو بتایا۔۔۔۔

"بد تمیز و جی تم نے اُس کو ڈانٹا بھی ہے ؟"۔

اب کی بار اُس نے بھائی کے سر پہ مارا اور مصنوئی سا خفا ہوئی۔۔۔۔۔۔

کون سا دل سے ڈانٹا میں نے وہ تو سب کلاس والوں کو بتانے کے لیے ڈانٹا۔۔۔۔۔پتا ہے میں ڈانٹ رہا تھا نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔اتنا پیار آتا ہے مجھے اُس کی اس معصومیت پہ آپی۔۔۔۔آپی کوئی لڑکی اُس جیسی نہیں ہے ۔۔۔۔۔کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔۔۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے بولتے چلے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

"ہاں ہاں بلکل کوئی اُس جیسی نہیں تب ہی تو آپ نے اُس کی شان میں اتنا کچھ لکھا ہے"۔۔

بہن نے خفا ہونے والے انداز میں کہا۔۔۔۔۔

"آپی آپ نے کدھر دیکھا کدھر پڑھا؟"

وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں بہن کی گودی سے اوپر ہوا اور اُس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔۔

بیٹا آپ کی ڈائری پڑی تھی اُس دِن باہر تو بس وہی پڑھی۔۔۔۔

کیا کچھ نہیں لکھا آپ نے اُس کے لیے یہ نہیں کہ بہن کے لیے بھی کچھ لکھ لوں......۔

وہ ہلکا سا خفا ہوئی اور منہ دوسری طرف کر دیا۔۔۔۔۔

اے میری پیاری بہن ایسا کیسے ہو سکتا ہے میں ملکہ کے لیے لکھوں اور اپنی بہن کے لیے نہ لکھوں۔۔۔۔۔میں نے آپ کے لیے بھی لکھا ہے۔۔۔۔۔صبر آپ کو بتاتا ہوں۔۔۔۔۔۔

وہ اٹھا بھاگتا بھاگتا گیا اور الماری سے ڈائری لائی۔۔

یہ دیکھیں آپی میں نے آپ کے لیے بھی لکھا ہے۔یا مجھے دیں میں آپ کو پڑھ کے خود سنتا ہوں۔۔۔۔

وہ ڈائری کھولے بہن کو سننے لگا اور بہن مسکراتے ہوئے بہت شوق سے سننے لگی۔

۔جی تو جانب سنیے پھر۔۔۔۔"

"میں اسکا آئنہ تھا!

وہ میرا ہی خدوخال رکھتی تھی

ٹوٹ کے بکھر جاؤں گر میں

وہ چن کے مجھ کو سمبھال رکھتی تھی.

حوروں کی اس مشقت کو کروں کیسے بیان

ہٹایا بادلوں کو جس مشقت سے کے دیکھیں یہ سماں

زمین زاد ہے کے کوئی اپنے رب سے ہم کلام

پر ری زادوں کو بھی جس پے رشک آے

ایسا کامل وہ ایمان باکمال رکھتی تھی

جو گر بھائی کے رقیبوں کا لہجہ گستاخانہ دیکھا

یا کسی محترمہ کو فریفتہ عاشقانہ دیکھا

پھر نہ پوچھیۓ کہ کیا قیامت ہوتی

اب کی بار تو بھائی کی بھی شامت ہوتی۔

آنکھیں شعلہ طبیعت برہم گرجتے بادل خراب موسم

یقین مانیں کہ ایسا لگتا قتل کے سارے اوزار رکھتی تھی
معصومیت کا خود کو غسل دے کے
چہرے کے ڈمپل کو تھوڑا گہرا کر کے
دل مچل کے گویا باہر نکلا, ہوئی مجھ پہ سکتہ طاری
سوال زدہ تھی "بھائی ہوں نا پیاری ؟"
اسے ندامتیں میری کب گوارہ تھیں
اسی لئے تو ہمیشہ آسان سا سوال رکھتی تھی
میں اداس ہوا نہیں کہ مصلّے کی پُشت پہ اس کے ہاتھ اٹھے
میرے چار سو دعاوں کی وہ ڈھال رکھتی تھی
میں اسکا آئنہ تھا,
وہ میرا ہی خدو خال رکھتی تھی
ٹوٹ کے بکھر جاؤں گر میں
میری بہن چن کے مجھ کو سمبھال رکھتی تھی !!!!۔۔۔

دیکھیں میں نے کیسا لکھا اپنی بہن کے لیے ؟.... اُس نے ڈائری سے نظر اوپر اٹھائی بہن کو دیکھا جس کا منہ آنسوؤں میں بھگ رہا تھا۔۔۔۔وہ وُہ اُس کو دیکھے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

آپ رو رہی ہیں ؟ میں نے نہیں اچھا لکھا ؟ ملکہ کے لیے بھی ایسا ہی لکھتا ہُوں آپی۔۔۔اِس سے اچھا نہیں لکھتا ۔آپ کو نہیں لگا اچھا آپی ؟ خفا ہو گئی ہیں آپی ؟۔۔۔

وہ بھوکھلائے ہوئے بہن کی آنکھوں سے آنسوں صاف کر تا ہوا بولتا جا رہا تھا۔۔۔۔

"تم میری جان ہو وجی"

اُس نے روتے ہوئے اُس کو اپنے دل سے لگایا اور ماتھا چومنے لگی۔۔۔۔

بہت خوش قسمت ہُوں میں جس کے تم بھائی ہو۔ اور بہت خوش نصیب کے ملکہ جس کا تم نصیب ہو۔۔

اتنی چھٹیوں کے بعد آج پھر سے یونیورسٹی اوپن ہوئی تھی۔۔۔وہ پورے راستے سے بس ایک ہی شخص کو سوچ رہی تھی۔۔۔۔وہ کیسے دیکھے گی اُنکو۔۔۔۔ کیا وہ جو اُس کے دل میں احساسات دفن ہیں وہ دوبارہ زندہ ہو جائیں گے ؟ وہ دوبارہ سے ایک ازیت اٹھائے گی۔۔۔ کیا کروں گی میں اللہ جی۔۔۔وہ گاڑی کی سیٹ کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھی بس اُسی کو سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔

"زری صاحبہ اگر آپ نے کشمیر کو آزاد کروانے کا منصوبہ بنا دیا ہو تو اتر جائیں آپ کی یونی آگئی ہے۔۔۔"۔

سلطان نے اُس کو ہلاتے ہوئے کہا جو پورے راستے سے آنکھیں بند کیے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔۔

"جی۔۔۔۔یونی آگئی"۔

اُس نے چونک کے آنکھیں کھولتے ہوئے ادھر اُدھر دیکھا۔۔۔۔۔

"جی آگی آپ کی یونیورسٹی"۔

اُس نے یونی کے گیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے جا رہی ہوں"

وہ خفا سی ہوتے ہوئے اُتری اور گیٹ کی طرف جانے لگی۔۔۔۔

جیسے ہی وہ گیٹ تک پہنچی اُس کے قدم رو کے۔۔۔وہی کھڑے ہو کے اُس نے دعا مانگی۔۔۔۔۔

"اللہ جی میں نے ایک نامحرم کا بھول جانا مانگا ہے آپ سے۔۔۔ آپ نے میرے دل میں نور ڈالا۔۔ اپنا آپ مجھے سونپا۔۔۔ اللہ جی اج میں اس راستے پہ کھڑی ہوں جدھر سے وجدان حسین گزرے گا۔۔۔

یا اللہ میں اُن کی راہ گزر پہ کھڑے ہو کے آپ سے دعا مانگتی ہُوں۔۔ میرے دل میں جو جذبات دفن ہیں وہ اُن پہ یا کسی پہ بھی ظاہر نہ ہوں۔۔ اُس کو نہ پتا چلے ایک زرمینہ گل بھی ہے جو رات رات بھر اُن کے لیے روئی ہے۔۔۔ جو اُن کو ایک نظر دیکھنے کے لیے پل پل مری ہے۔۔۔

یا اللہ مجھے صبر دینا۔۔۔ مجھے صبر دینا میرے مالک"۔

وہ آنکھیں بند کیے دعا مانگتی رہی اور پاس سے سٹوڈنٹس گزرتے گے.

وہ جیسے جیسے یونیورسٹی میں قدم رکھنے لگی اُس کے دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی۔۔۔ اُس کو وہ راستے آج بہت خوبصورت لگنے لگے۔۔۔ ان راستوں سے وجدان گزرا ہو گا۔ وہ نیچے دیکھ کے بس یہی سوچتی رہی۔۔۔۔ وہ تو اُس کا بھول جانا مانگ کے آئی تھی مگر اُس کا دل۔۔۔۔۔ وہ تو اُن راستوں کا چوم جانا مانگتا تھا۔۔۔ جدھر سے وجدان گزرا تھا۔۔۔ وہ چلتی جا رہی تھی ہر گزرتا اور آنے والا راستہ اُس کو ایک الگ ہی سُرور دے رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ ہمیشہ سیڑھیوں سے بھاگتے بھاگتے چڑھتا تھا۔۔۔۔۔ وہ اُن سیڑھیوں سے گزرنے لگی۔۔۔۔۔ اُس کا دل چاہا وہ وہیں بیٹھ جائے اُس کو یہاں پہ محسوس کرے۔۔۔ اُس کی راہ گزر کو اپنے ہاتھوں سے چومے۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ اُن سے گزرنے لگی۔۔۔۔ سیڑھیوں کے ساتھ لگی گریل پہ ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔۔ اِدھر وجدان نے ہاتھ رکھا ہو گا۔۔۔۔۔ وہ اُس کے ہاتھ کا لمس محسوس کرنے لگی۔۔۔۔

وہ اپنی ہی دنیا میں مگن اوپر جا رہی تھی کہ پیچھے سے آواز آئی۔۔۔۔۔

"زرمینہ"۔

وہ آواز فضہ کی تھی۔۔۔۔اُس نے کافی دور سے اُس کو آواز دی تھی۔۔۔۔۔۔وہ ہزاروں میں ایک الگ پہچانی جاتی تھی۔۔۔۔اُس کے کندھے پے پڑی چادر اُس کو ہزاروں میں منفرد کرتی تھی۔۔۔۔۔

فضہ کی آواز پہ وہ وہی روک گی۔۔۔۔۔ مگر پیچھے مڑ کے نہیں دیکھا۔۔۔۔وہ تو آگے جانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔وہ تو اُس کو دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ جس کو دیکھے ایک عرصہ گزرا تھا۔۔۔۔اُس عرصے میں نا جانے کتنے سالوں کا اُس نے ہجر کاٹا تھا۔۔۔۔ناجانے کتنے آنسوں بہائے تھے۔۔۔۔۔۔ناجانے کتنی دفعہ اُس کو بُھول جانے کی دعا کی تھی۔

۔۔۔۔۔۔

اُس کے ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیوں سے اوپر جاتے ہی اُس کا آفس آتا تھا۔۔۔۔۔وہ کیسی طرح وہاں تک پہنچنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔اُس کو ایک نظر دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اپنے ہوش میں نہیں تھی۔اُس کو نہیں یاد تھا وہ کون ہے کیا ہے۔۔۔۔۔۔اُس کو اپنی مانگی ہوئی کوئی دعا بھی نہیں یاد تھی۔۔۔۔۔۔ محبوب کے ہونے کا احساس ہی کچھ عجیب ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ آپ کا محبوب آپ کے سامنے ہو تو کون کمبخت کچھ اور سوچے گا۔۔۔۔۔۔۔ہمارا ہر چیز پہ اختیار ہوتا ہے سوائے دل کے۔۔۔۔۔۔۔اور جب دل اپنا اختیار لیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔تو بس انسان اُس کے سحر میں جکڑ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فضہ نے اوپر آتے ہی اُس کو گلے سے لگایا۔۔۔۔ جس کی آنکھیں اُس آفس کے بند دروازے سے نکلنے والے ایک شخص کو دیکھنے کے لیے منتظر تھیں۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ وہیں سیڑھیوں پہ کھڑے اُس کے ایک دیدار کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔ کہیں سے وہ نظر آجائے۔۔۔۔کہ اُس کی بے قرار آنکھوں کو قرار آجائے۔۔اُس کے دِل کو سکون مل جائے۔۔۔۔۔وہ تو اتنی راتوں سے اُس کو دیکھنے کے لیے جاگتی رہی ہے۔۔۔۔یا اللہ مجھے مزید سانسیں دینا کہ آج میں اُس کو بس ایک بار دیکھ لوں

اُس نے اُس کے آفس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے دعا مانگی۔۔۔

اُس کا آفس اُن کی کلاس کے بلکل ساتھ تھا۔۔۔۔وہ عموماً اپنے آفس میں ہی ہوتا تھا کسی کو اتنا نظر نہیں آتا تھا ۔۔۔۔ مگر آج زرمینہ کا دل گواہی دے رہا تھا وہ ضرور باہر آئے گا۔۔۔وہ ضرور اُس کو نظر آئے گا۔۔۔۔

"یار یہ کیا طریقہ ہے کلاس کیوں بند ہے؟اُس کو لاک کیوں لگا ہوا ہے؟اب ہم یہیں کھڑے رہیں گے؟"۔

ہانیہ کلاس کے باہر کھڑے ہو کے جاہرانا سے انداز میں بول رہی تھی اور ساری کلاس اُس کی ہاں میں ہاں ملا رہی تھی۔۔۔

وہ سارے اپنی کلاس کے باہر کھڑے چچا کا انتظار کر رہے تھے جن کے پاس اُن کے ڈیپارٹمنٹ کی چابیاں تھیں ۔۔۔ آج وہ کچھ لیٹ ہو گے تھے۔۔۔اور سب کو کلاس کے باہر کھڑے ہو کے انتظار کرنا پڑ رہا تھا۔۔۔۔

"اب چچا آئیں گے اور کلاس کھولیں گے۔۔۔تب تک ہم یہاں چوکیداروں کی طرح کھڑے ہو کے انتظار کریں گے۔۔۔۔"۔

وہ بغیر سوچے سمجھے بس غصے سے بولے جا رہی تھی۔۔۔

"زری اِدھر ائو مانور تمھیں بولا رہی ہے"

فضہ نے زرمینہ کو دور سے آواز دی۔۔۔جو سب سے الگ کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔وہ سیڑھیوں کے پاس اُس کے آفس کے بلکل سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔تاکہ وہ آئے اور سب سے پہلی نظر اُس پہ بس اُس کی ہی پڑے ۔۔۔اُس کو خود نہیں پتا تھا وہ ایسا کیوں سوچ رہی ہے۔۔۔وہ کیوں ایسا چاہتی ہے اُس کے علاوہ آج سب سے پہلے اُس کو کوئی نہ دیکھے۔۔۔۔کسی کی نظر اُس پہ نہ پڑھے۔۔۔

"زری جلدی ائو نا"

فضہ نے اُس کو وہیں کھڑا دیکھ کے ایک بار پھر سے آواز دی۔۔۔

"کیا بات ہے فضہ ؟"

وہ اُس کے پاس آئی اور بے دل سے کھڑی ہوئی۔۔۔وہ تو وہاں ہی کھڑے رہنا چاہتی تھی مگر وہ کیا کہتی وہ کیوں وہاں ہونا چاہتی ہے۔۔۔۔۔

"کیا ہے کیا کر رہی تھی اُدھر ،مانو بولا رہی تھی تمھیں اب پتا نہیں خود محترمہ کدھر چلی گی ہیں"۔

فضہ نے ادھر اُدھر ماہ نور کو ڈھونڈنے والے انداز میں دیکھا اور اُس کو کہنے لگی۔۔۔۔

وہ آپس میں باتیں ہی کر رہی تھیں۔۔۔۔کہ وہ سیڑھیوں سے بھاگتا ہوا آیا۔۔۔۔ہاتھ میں موبائل پکڑے بلیک کوٹ اور گرے جینز پہنے وہ انتہاء کا پر کشش لگ رہا تھا۔۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے اُس نے یونی آنے سے پہلے ابھی ابھی کٹنگ کارروائی ہے ابھی ابھی داڑھی بنوائی ہے۔۔۔وہ ہمیشہ سے ہی ایک پر وقار اور پر اعتماد شخصیت کا مالک تھا۔۔۔وہ جب بھی سیڑھیوں سے دوڑتا ہوا آتا تو سو لوگوں کی توجہ کا مرکز بنتا۔۔۔

جیسے ہی اُس کو سب نے دیکھا سب اُس کے پاس جمع ہو گے۔۔۔۔

"اسلام علیکم سر"

سب نے ہی اُس کو ایک وقت بعد دیکھا تھا۔۔۔ہر کوئی اُس کی بہت عزت کرتا تھا وہ تھا ہی ایسا عزتوں والا۔۔۔سب اُس کے پاس رو کے تھے۔وہ سب کے ساتھ ہس ہس کے بات کر رہا تھا مگر اُس کی نظر کسی کو ڈھونڈ رہی تھی۔

وہ سلام کا جواب ادھر اُدھر دیکھ کے دے رہا تھا۔۔۔۔جیسے کسی کا منتظر ہو۔۔۔کسی کو دیکھنا چاہتا ہو۔۔۔۔۔

وہ جو کونے میں کھڑی تھی تھوڑی سی آگے آئی

۔اُس کو سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی وہ کیا کرے۔۔۔۔۔۔اُس نے ایک نظر اُس کو دیکھا اور اپنی آنکھیں بند کر لی ۔درود شریف کا ورد کیا۔۔۔اور آنکھیں کھول لیں۔۔۔وہ اب بھی اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔اُس کو جواب

دے رہا تھا۔ سب کا حال پوچھ رہا تھا۔۔۔ ایک مسکراہٹ چہرے پہ سجائے وہ سب کو دیکھ رہا تھا۔۔ اور اُس کا دل اُن سب میں بس ایک لڑکی پہ روکا تھا۔۔

جیسے ہی اُس نے اسکو دیکھا کی دھڑکنیں بے قرار ہوئی۔۔۔۔ اُس نے آج پہلی دفعہ اُس کو ایسے دیکھا تھا ۔۔۔۔ وہ نہ بھی دیکھتی اُس کی نظریں اُس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اُس کی آنکھوں پہ اُس کا کوئی اختیار نہیں تھا ۔۔۔۔ وہ اُس کو دیکھے جا رہی تھی۔ وہ اُس کی نگاہوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔۔۔ اُس نے ایک بار پھر درود شریف پڑھی اور تھوڑا سا آگے ہوئی۔ جو بار بار اُس کو دیکھ کے نظریں جُھکا لیتا تھا۔۔۔

"اسلام علیکم سر"

اُس نے اُس کو دیکھ کے سلام کیا۔۔۔ اور اُس نے نظریں جھکائے سلام کا جواب دیا اور آفس میں چلا گیا۔۔ اُس کا زیادہ دیر وہاں اُس کے سامنے کھڑے ہونا ممکن نہیں تھا۔۔۔ وہ اُس کو جواب دیتے ہی بغیر اُس کو دیکھے آفس میں آیا دروازہ بند کیا۔۔۔۔ اور سر کو اپنے میز پہ رکھ کے نیچے ہوا۔ اپنے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔ آنکھیں بند کیں۔۔۔۔ وہ کچھ دیر ایسے ہی نیچے ہو کے بیٹھا رہا۔۔۔ وہ اُس کو اپنے اندر اتارنا چاہتا تھا جس کو کچھ دیر پہلے اُس نے دیکھا تھا۔۔۔۔ اُسکا ہجر آج ختم ہوا تھا۔۔۔ وہ اُس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ جس کو دیکھنے کے لیے نا جانے اُس نے کتنی دعائیں مانگی تھی۔۔۔

وہ اُس کی آنکھوں کی معصومیت کو دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔ اُس کی شرارتیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔ وہ ہمیشہ ایک ہی دعا مانگتا تھا کاش تم سے میرا کوئی خون کا رشتہ ہوتا ملکہ۔۔۔۔ یہ ہجر مجھے اتنا دُکھ نہ دیتا۔۔۔۔ میں تمھیں کبھی بھی دیکھ سکتا۔ تمہاری کربت کو محسوس کرتا۔۔۔ کاش کاش ملکہ تم سے میرا کوئی تعلق ہوتا۔۔۔۔۔

وہ میز پہ سر رکھے دنیا سے بے نیاز اپنی ہی سوچوں میں گم تھا۔۔۔۔۔

اُس نے آج کسی اور ہی لڑکی کو دیکھا تھا۔ جو بجھی بجھی سی تھی۔۔۔ اُس کے سامنے آنے سے ڈر رہی تھی ۔۔۔۔ اُس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی اُلجھن تھی۔۔۔۔ جیسے کچھ سوچ رہی ہو۔ جیسے خود کو دنیا سے چھپا رہی ہو۔۔۔۔ وہ ہمیشہ اُس کے سامنے رہنے والی آج سب کے پیچھے ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنا آپ اُس سے چھپا رہی تھی۔۔۔۔ جس نے اُس کو ایک لمحے کو بھی نظر بھر کے نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ وہ اُس سے چھپ رہی تھی.

وہ اٹھا اور آفس سے باہر آیا۔۔ وہ ایک بار پھر اُس کو دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔ اُس کی آنکھوں کو اُلجھن کو ایک بار پھر سے محسوس کرنا چاہتا تھا۔۔۔ ابھی تک سب اُس کے آفس کے باہر کھڑے تھے۔۔۔۔ وہ کسی کام کے بہانے باہر آیا۔۔۔۔۔ اُس نے سرسری سی ایک نظر سب پہ ڈالی اُس کو سب نظر آئے سوائے اُس کے جس کو وہ دیکھنے آیا تھا۔۔۔۔

"ماہ نور آپ نے مجھے بلایا تھا"۔

وہ کلاس کے بعد باہر آئی جہاں ماہ نور اکیلے بیٹھی تھی۔۔۔۔ وہ ہمیشہ ہی سب سے الگ اور اکیلا اکیلا رہتی تھی ۔۔۔ کبھی کسی سے بات نہیں کرتی تھی۔۔۔ ہمیشہ اپنی ہی سوچوں میں گم سی ہوتی۔۔۔۔۔

زری کا ہمیشہ دل چاہتا تھا وہ اُس کے پاس بیٹھے۔۔۔ اُس سے پوچھے کیا ہوا ہے۔۔۔ وہ کیوں ایسے رہتی ہے۔۔۔۔ مگر اُس نے خود کو سب سے اتنا الگ الگ رکھا ہوتا تھا کہ کوئی اُس سے بات ہی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

وہ زری آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔۔۔ آپ کے بولنے کا انداز۔۔۔ آپ کے چلنے کا انداز مجھے بہت اچھا لگتا ہے ۔۔۔ میں ہمیشہ سے چاہتی تھی میں آپ کے ساتھ بیٹھوں باتیں کروں۔۔۔ مگر آپ کبھی اکیلے نظر نہیں آئیں ۔۔۔۔ آج آپ اکیلی کھڑی تھیں تو میں نے سوچا میں آپ سے بات کر لوں.....

ماہ نور معصومیت سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔۔

ماہ نور میں بھی چاہتی تھی کہ میں آپ کے ساتھ بات کروں۔۔۔ آپ یوں الگ الگ رہتی ہیں۔۔۔ میں ہمیشہ آپ سے پوچھنا چاہتی تھی۔۔۔ آپ کیوں ایسے الگ الگ سا ہوتی ہیں سب سے۔۔۔۔۔

وہ یونی کے گراؤنڈ کے ایک کونے میں بیٹھی اُس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔ جو ایک عرصے سے اُس سے اُس کا یہ انداز پوچھنا چاہتی تھی۔۔۔۔

"زری میری عادت ہی ایسی ہے"

یہ کہتے ہوئے اُس کی آنکھوں میں ایک دُکھ کی لہر آئی جو اُس نے بلکل واضع دیکھی تھی۔۔۔۔

ماہ نور آپ مجھ سے شیئر کر سکتی ہیں۔ یقین مانیں آپ کی بولی ہوئی ہر بات میرے ساتھ قبر میں جائے گی۔ مگر میرے منہ سے باہر نہیں نکلے گی۔۔۔ میں کسی کی بات کسی سے بھی نہیں کرتی۔۔

اُس نے پاس بیٹھی لڑکی کے ہاتھوں پہ اپنا ہاتھ رکھا اور اُس کو یقین دلانے لگی۔۔ وہ ایسی ہی تھی سب کے دُکھ بانٹنے والی۔۔۔ دوسروں کے دُکھوں میں دُکھی ہونے والی۔۔۔

"زری آپ اس بات پہ یقین رکھتی ہیں کہ ایک سٹوڈنٹس کو اپنے ٹیچر سے محبت ہو جائے۔۔ مطلب ایک شاگرد کو اپنے اُستاد سے محبت ہو سکتی ہے؟"۔

وہ نظریں جھکائے بولتی گی، اور زرمینہ کو لگا جیسے جیسے اُس کے دل پہ کسی نے خنجر چلایا ہو۔۔ اُس کے دل کے اندر تک کسی نے وہ خنجر اُتارا ہو۔۔

"محبت؟"

"کیا ہوتی ہے محبت؟ کیسے پتا چلتا ہے ہمیں محبت ہو گئی ہے؟"

زرمینہ نے اُس کا چہرہ بہت غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔ اُس کو تو پتا بھی نہیں تھا محبت کیسے کہتے ہیں۔ محبت کیسے کہتے ہیں۔۔ اُس نے تو اللہ اور اُس کے رسول سے ہی محبت کی تھی۔۔۔

"آپکو محبت کا نہیں پتا زرمینہ ؟"

اُس نے اپنے پاس بیٹھی اُس لڑکی کو بہت غور سے دیکھا جو اس عمر میں اُس سے پوچھ رہی تھی کہ محبت کیا ہوتی ہے ---محبت کا کیسے پتا چلتا ہے------

"آج کل تو سولہ سال کے بچے بھی کسی کو ہس کے دیکھ بھی لیں تو اُن دونوں کو آپس میں محبت ہو جاتی ہے---اور اُس بیس سال کی لڑکی کو یہ نہیں پتا کے محبت کیسے کہتے ہیں"۔

"نہیں مجھے نہیں پتہ"

اُس نے بے چینی سے منہ پہ مسکراہٹ لائی---اور اُس کی طرف دیکھنے لگی--------

محبت ایک احساس ہے زرمینہ-----اور اِس احساس کا کوئی نام نہیں کوئی وجود نہیں ہوتا------محبت بہت سی طرح کی ہوتی ہے-----ہر رشتے سے محبت کا اپنا احساس ہے-----اب دیکھو جیسی محبت ہم اللہ سے کرتے ہیں ویسی محبت ہم اپنے اپنے ماں باپ سے نہیں کرتے-----جیسی محبت ہم آقا جان علیہ السلام سے کرتے ہیں ویسی محبت ہم کسی سے نہیں کرسکتے------ہر محبت کا اپنا احساس ہوتا ہے-----

وہ اُس کو محبت کے بارے میں بتانے لگی اور وہ خاموشی سے سنتی رہی---

اب اگر ہم عشق کی بات کریں تو وہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔

ایک عشقِ حقیقی اور دوسرا عشقِ مجازی-----

عشقِ حقیقی مطلب خدا پاک سے محبت اور عشقِ مجازی اُس کی مخلوق کے کسی ایک بندے سے محبت-------

پیار ہمیں دنیا کے بہت سے لوگوں سے ہو جاتا ہے---محبت بھی بہت ساروں سے ہو جاتی ہے۔یہ جو عشق ہوتا ہے نازرمینہ یہ فقط ایک سے ہوتا ہے---پہلے تو ہوتا نہیں ہے اور جب ہو جائے نا تو محبوب کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا---دِن رات وہ ہمارے خیالوں میں رہتا ہے۔ایسا لگتا ہے ہماری روح کی جگہ محبوب نے گھر کر لیا ہو

۔۔۔۔جیسے ہی ہمارے اندر سے نکلے گا تو ہم مر جائیں گے۔۔۔۔اور ہاں اُس نے نکلنے سے ہم مر جاتے بھی ہیں ۔۔۔۔۔اور یہ موت اُس موت سے بہت تکلیف دہ ہوتی ہے جو قبر میں لے جائے۔۔

پتا ہے زرمینہ یہی عشق ہمیں رب العالمین کی طرف لے جاتا ہے۔۔۔۔ہم جب ٹوٹتے ہیں تو یہ چاہتے ہیں کوئی ہمیں جوڑے۔کوئی ہمیں سہارا دے۔۔۔۔۔عشق میں ٹوٹ جانے والوں کو کہاں کوئی انسانی طاقت جوڑ سکتی ہے ۔۔۔۔وہ تو بس ایک ذات ہے جو جوڑتی ہے۔۔۔جو جوڑ سکتی ہے۔۔۔۔۔جو ہمارے زخموں پہ خود ملہم لگاتی ہے وہ ذات ہمیں اپنے قریب کرتی ہے اپنے آہوش میں لیتی ہے۔۔۔۔۔اور تب ہم بس اُس کے ہو جاتے ہیں۔۔۔۔

"پھر یہاں سے ہمارا سفر عشقِ مجازی سے عشقِ حقیقی تک جاتا ہے۔"۔

وہ بول رہی تھی اور بولے جا رہی تھی۔۔۔۔۔آج زرمینہ نے پہلی دفعہ اُس کو بولتے سنا تھا بولتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔اکثر ٹوٹے ہوئے لوگ خاموش ہو جاتے ہیں۔محبت اُنکو خاموش کر دیتی ہے۔۔۔۔۔وہ اپنی ہی دنیا میں چلے جاتے ہیں۔اُن کو دنیا اور اُس کی رنگینیوں سے کوئی غرض نہیں ہوتی کوئی مطلب نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔شاید وہ بھی تب خاموش رہتی تھی۔

"زرمینہ سوری میں آج کچھ زیادہ ہی بول گی"۔

اُس نے بولتے بولتے اُس لڑکی کو دیکھا جو مسلسل اُس کو دیکھے جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"ماہ نور تم نے ٹیچر اور سٹوڈنٹ کی محبت کا پوچھا؟ میں یہ بات سمجھ نہیں پائی"

وہ دوبارہ اُس بات پہ آنا چاہتی تھی جہاں سے بات شروع ہوئی تھی۔۔۔۔۔جس بات نے اُس کو اندر سے جھنجھوڑا تھا ۔۔۔۔۔وہ پھر سے اُس سے پوچھنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔

ہاں سوری بات کہاں سے کہاں چلی گئی۔۔۔میں یہ پوچھنا چاہتی تھی کیا ایک استاد اور ایک شاگردِ کی محبت جائز ہے ؟ کیا ایک شاگرد اپنے استاد سے محبت کر سکتا ہے ؟۔

اُس نے اُس کی طرف دیکھ کے سوال کیا جو بلکل ساکت ہو چکی تھی۔۔۔جو کچھ بولنے کی ہمت کھو بیٹھی تھی ۔۔۔یہ اُس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔۔وہ لڑکی اُس سے اِس بارے میں بات کیوں کر رہی ہے جس تکلیف سے وہ اتنے عرصے سے گزر رہی ہے۔۔۔۔۔

"زرمینہ"۔

اُس نے اُس کو آواز دی اُس کو بلایا جو حقیقت کی دنیا سے بہت دور سوچوں کی دنیا میں کہیں گم ہوئی وی تھی۔۔۔۔

"میں آپ کی بات نہیں سمجھی ماہ نور"

اُس نے لرزتے ہونٹوں کے ساتھ اپنی بات کی تصدیق چاہی۔۔۔۔

"میرا پوچھنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک استاد تو ہمارا روحانی باپ ہوتا ہے نا تو کیا ہمیں اُس سے محبت ہو سکتی ہے ؟"۔

اُس نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جس کی آنکھوں میں اب سُرخی اُتر آئی تھی۔۔۔

۔اُس کو لگا آج کوئی اُس کو گالی دے رہا ہے۔۔۔۔اُس کے منہ پہ دھپڑ مار رہا ہے۔۔۔۔اُس کو ملامت کر رہا ہے ۔۔۔بھری دنیا میں اُس کو ذلیل کر رہا ہے۔۔

اُس نے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔۔لمبے لمبے سانس لیے۔۔خود پہ قابو رکھنے کی ناکام کوشش کی۔۔۔۔۔

"زری"

"کیا کر رہی ہو تم یہاں پوری یونی ڈھونڈ آئی میں"۔

فضہ نے اُس کے پاس کھڑے ہوتے ہوئے کہا!۔

"اچھا زرمینہ ہم اس بارے میں پھر بات کریں گے۔۔۔اپنا خیال رکھیے گا میں چلتی ہوں"

۔وہ جو اُس کے پاس بیٹھی تھی اُس کو ایک گہری ضرب لگا کے وہاں سے غائب ہو گئی۔۔۔۔اور وہ اُدھر ہی بیٹھی رہی جو اب کبھی کھڑی نہیں ہو سکتی تھی۔

"یار یہ کیا اس سیمسٹر میں وجدان سر کا کوئی لسن نہیں ہے؟"

کلاس میں سب افسردہ سے ایک دوسرے کو کہے جا رہے تھے۔۔۔۔

ہر کوئی خفا تھا اس بار اُنکے فیوریٹ ٹیچر اُنکی کلاس نہیں لیں گے۔۔۔۔

شکر کیا تھا ایک ہی تو ٹیچر تھا جس کی وجہ سے یونی آنے کو دل کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اب تو یونی آنے کو بھی دل نہیں کرے گا۔۔۔۔۔۔

اُن کی کلاس میں لگتا تھا ہم سٹوڈنٹ کے ہی زُمرے میں ہیں۔۔۔۔۔

یار اُن جیسا ٹیچر کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔

اُنکی کلاس میں لگتا ہی نہیں ہم کلاس میں ہیں لگتا ہے ہم اہلِ بیت کی محبت میں جھُوم رہے ہیں۔ اُنکا اہل بیت پہ بات کرنا۔ اُن سے محبت کرنا۔ یار کتنا کچھ سیکھ رہے تھے ہم اُن سے۔

ہر کوئی اپنی اپنی بات کہے رہا تھا۔۔۔ کوئی ایک بندہ بھی ایسا نہیں تھا جو خفا نہیں تھا ہر کوئی افسردہ تھا۔ ہر کوئی رنجیدہ تھا۔۔۔۔ سوائے ایک شخص کے۔۔۔۔۔۔۔

اُس نے آنکھیں بند کیں اور کُرسی کے ساتھ ٹیک لگائی۔۔۔۔ شکر ہے اللہ جی سر کی کوئی کلاس نہیں ہے اب ہمارے ساتھ۔۔۔ اب میں اُن کو دیکھوں گی نہیں تو وہ مجھے یاد بھی نہیں آئیں گے۔۔۔ اُن سے دور رہوں گی تو شاید یہ درد یہ تکلیف کم ہو جائے۔۔۔۔۔۔ اُن کا ہر وقت میرے سامنے رہنا شاید میری بربادی کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے۔۔۔ میں اب بہت دور رہوں گی اُن سے۔۔

وہ ٹیک لگائے ایک دُکھ ایک درد کے ساتھ سوچ رہی تھی کہ اچانک سے اُس کی آنکھوں کے کونوں سے پانی نکلا اور وہ حقیقت کی دنیا میں آئی۔۔۔۔

"سر آپ ہماری کلاس کیوں نہیں لے رہے ؟"

ہانیہ اُس کے آفس میں کھڑی اُس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔ویسے بھی وہ بہانے ڈھونڈا کرتی تھی کب موقع ملے اور کب وہ اُس کے آفس کا دیدار کرے۔۔۔ آج تو موقع ہی بڑا تھا۔۔۔ آج تو ساری کلاس نے اسرار کیا تھا۔سب کے اسرار پہ وہ آج آئی تھی۔سب یہی چاہتے تھے وہ ہماری کلاس نا چھوڑے۔۔۔سب نے ہانیہ کو بجھا تھا اُن سے بات کو۔۔۔۔۔

وہ بھی کچھ حد تک اُس سے مانوس ہو چکا تھا اکثر اُس کی بات کا جواب ہس کے دے دیا کرتا تھا۔۔۔۔۔اور یہ بات اُس کے لیے بہت تھی۔۔۔۔اُس کو زمین سے آسمان تک لے جانے کے لیے اُس کا ہس کے بات کرنا ہی بہت تھا

"ہانیہ آپ کلاس کو کہے دیں اس دفعہ میرا اُن کے ساتھ کوئی سبجیکٹ نہیں ہے تو میں اُن کی کلاس نہیں لے سکوں گا۔یہ پاسبل نہیں ہے"۔

اُس نے سنجیدہ سے لیجھے میں کہا اور وہ وہاں پہ کھڑی اُس کو سنتی جا رہی تھی۔۔

"سر سب بہت زیادہ انسسٹ کر رہے ہیں کہ آپ ہماری کلاس نہ چھوڑیں"۔

میں آپ کی کلاس میں آ کے خود سب سے بات کر لوں گا۔۔۔میں خود بھی آپ کی کلاس نہیں چھوڑنا چاہتا ۔۔۔اگر پاسیبل ہوا تو میں ضرور کلاس لوں گا"۔

اُس نے یہ کہتے ہوئے اپنا pc آن کیا اور اُس کو دیکھنے لگا۔۔۔

"اوکے سر بہت شکریہ"

یہ کہتے ہوئے وہ کلاس سے باہر چلی گئی اور وہ pc آف کر کے کُرسی کے ساتھ ٹیک لگائے ایسے ہی کچھ وقت تک بیٹھا رہا۔۔۔۔۔۔

"جیسے سٹوڈنٹس سے زیادہ اُس کو دُکھ ہو"

وہ ہمیشہ چھت پہ بیٹھ کے مغرب کی اذان سنا کرتی تھی۔۔۔۔۔اُس کو فجر اور مغرب کی ازان سے کچھ زیادہ ہی محبت تھی۔۔۔۔وہ ہمیشہ یہ دونوں اذانیں بہت دل سے سنتی تھی۔۔۔یہ دونوں وقت اُس کو ایک عجیب سا سرور دیتے تھے۔۔۔۔

آج بھی وہ اتنے ہی دل کے ساتھ مغرب کی ازان سن رہی تھی۔۔۔اور ساتھ آسمان کو دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔جہاں ایک خوبصورت چاند اُس کے سر پہ آنے کو تھا۔اُس کو رات میں چاندنی کا منظر بہت پسند تھا۔اور جب سے وجدان اُس کے خیالوں پہ طاری ہوا اُس کو یہ منظر، رات کا وقت اور چاند کی چاندنی اور بھی خوبصورت لگنے لگے۔۔۔وہ چھت پہ بیٹھ کے ہمیشہ یہی سوچتی تھی۔کیا وجدان بھی اس چاند کو دیکھتا ہو گا؟وہ جب بھی ایسا سوچتی اُس کو ایک عجیب سا سکونِ قلب ملتا۔۔۔"

"کچھ تو ہے جو ہم ساتھ دیکھتے ہیں"

وہ یہ بولتے ہوئے ہلکا سا مسکرا دیتی۔۔۔

آج ماہ نور کی باتوں سے ایک دفعہ پھر اُس کے سوچنے کا زاویہ بدلا۔۔۔وہ جس کو بھول جانے کی دعا مانگ رہی ہے وہ اُس کا اُستاد ہے ہاں اُس کا روحانی باپ۔۔۔۔وہ اُس شخص کو کیسے سوچ سکتی ہے۔۔۔

ماہ نور نے کہا تھا کہ جو ہمارے خیالوں میں ہو۔۔۔جس کے بغیر کچھ بھی نا نظر آئے۔۔۔۔جس کو ایک نظر دیکھنے کے لیے ہم دِن رات انتظار کریں۔۔۔۔تو اُس کو محبت کہتے ہیں"۔

محبت.......؟مجھے؟؟۔

اُس نے وہاں بیٹھے بیٹھے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا۔ آسمان کو دیکھ کے توبہ توبہ کہنے لگی۔۔۔۔۔۔

نہیں نہیں اللہ جی مجھے محبت نہیں ہو سکتی۔۔۔۔ ایک نا محرم سے کبھی بھی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔ وہ میرے ٹیچر ہیں مجھے اچھے لگتے ہیں شاید تب ہی میرے خیالوں میں بھی آتے ہیں۔۔۔۔ وہ مجھے اچھے لگتے ہیں تب ہی میں اُن کو دیکھنے کے لیے۔۔۔۔۔۔۔ نہیں نہیں نہیں مجھے نہیں ہو سکتی محبت۔۔۔۔ مجھے آپ سے محبت ہے اللہ جی مجھے میرے آقا جان سے میرے سرکار پاک سے محبت ہے۔۔۔۔ مجھے کیسے ہو سکتی ہے ایک ٹیچر سے محبت۔

۔۔۔۔۔ کبھی نہیں کبھی بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔

وہ آسمان کو دیکھ کے بولتی جا رہی تھی۔۔۔۔ اپنے منہ پہ ہاتھ رکھے آنسوں بہاتے ہوئے وہ اللہ سے معافی مانگ رہی تھی۔ اُس نے سوچا بھی کیسے کہ اُس کو بھی محبت ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔۔

میں اپنے بابا جان کی عزت ہوں میں محبت نہیں کر سکتی۔۔۔ کرتی ہوں گی باقی لڑکیاں محبت۔۔۔۔ مگر میں نہیں کر سکتی۔۔۔۔ بابا جان نے کتنے مان سے مجھے اجازت دی ہے۔۔۔۔ کتنے غرور سے انھوں نے رجب بھائی کا رشتہ ٹھکرایا ہے۔۔۔۔ میں اُن کا غرور ہوں میں اُن کا غرور نہیں توڑ سکتی۔۔۔۔۔۔ میں محبت نہیں کر سکتی۔۔۔۔ اللہ جی مجھے نہ کروانا محبت۔۔۔۔۔۔ مجھے بھول جائیں سر۔۔۔۔ میں اپنے بابا جان کو کبھی دُکھ نہیں دے سکتی۔۔۔۔۔۔

"میں ہار بھی گی اللہ جی مگر میں اپنے بابا جان کو نہیں ہارنے دوں گی"۔

"میں اپنی خوشیاں اُن کی عزت پہ قربان کر دوں گی۔۔۔ میں بھول جاؤں گی سر کو بلکل بھول جاؤں گی بس آپ میری مدد کریں۔۔۔۔۔۔ میں نہیں مانتی ہوں محبت کو۔۔۔۔۔ مجھ پہ رحم کریں اللہ جی"۔۔

وہ چھت پہ بیٹھی گٹھوں پہ سر رکھے سسکتے ہوئے آج پھر اُس کو بھول جانے کی دعا مانگ رہی تھی۔ جس کو بھولنا اُس کے بس میں نہیں تھا۔۔۔ آج پھر وہ اُس محبت سے انکار کر رہی تھی جس کا اُس نے کبھی اقرار ہی نہیں کیا تھا

اللہ جی آپ مجھ سے کبھی ناراض نہیں ہونا میں یہ جان بوجھ کے نہیں کرتی مجھے پتا نہیں کیوں یاد آتے ہیں وہ۔ پتا نہیں کیوں میں اُن کو ایک نظر دیکھ کے اپنے آپ کو بھول جاتی ہُوں۔۔۔۔ پتا نہیں میں پھر کچھ کیوں نہیں سوچتی ۔۔۔ میں یہ سب جان بوجھ کے نہیں کرتی مجھ سے خود ہو جاتا ہے اللہ جی۔۔۔

۔"اللہ جی آپ تو رحم کرنے والے ہیں آپ تو بہت مہربان ہیں آپ بہت رحیم ہیں۔۔۔۔

"اے میرے پیدا کرنے والے رب اپنی زرمینہ گل پہ رحم کر اُس کو صبر دے۔ اُس کو وہی نور عطا کر جو رمضان کی راتوں کو توں نے عطا کیا تھا۔ مجھے معاف کر میرے مالک، دونوں جہانوں کے رب مجھ پہ رحم کر۔۔۔ وہ اللہ پاک سے ایسے مانگ رہی تھی جیسے وہ اُنکو یاد کروا رہی ہو تو رحیم ہے، بیشک تو مجھ پہ رحم کرے گا۔ تو کریم ہے، ایسا کیسے ہو سکتا ہے تو مجھ پہ کرم نا کرے۔۔۔ تو مہربان ہے مجھ کو عطا کر۔۔۔۔۔۔

اُس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وہ روایت پڑھی تھی جس میں انھوں نے فرمایا تھا۔

کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے، ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور دعا مانگتے ہوئے وہ اپنی دعا میں کہہ رہا تھا: اللھم لا إلہ إلا أنت المنان بدیع السموات والأرض ذا الجلال والإکرام ”اے اللہ! تیرے سوا کوئی اور معبود برحق نہیں ہے، تو ہی احسان کرنے والا ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا بنانے و پیدا کرنے والا ہے، اے بڑائی والے اور کرم کرنے والے (میری دعا قبول فرما)“، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو اس نے کس چیز سے دعا کی ہے؟ اس نے اللہ سے اس کے اس اسم اعظم کے ذریعہ دعا کی ہے کہ جب بھی اس کے ذریعہ دعا کی جائے گی اللہ اسے قبول کر لے گا، اور جب بھی اس کے ذریعہ کوئی چیز مانگی جائے گی اسے عطا فرما دے گا“۔

وہ بھی اللہ پاک سے آج ایسے ہی مانگ رہی تھی۔۔۔اُن کے آگے ہاتھ پھیلا رہی تھی۔۔۔گھڑ گھڑا تھی۔۔۔

"یا اللہ مجھے بھول جائے سید وجدان حسین شاہ"

ہالف ٹی شرٹ، نائٹ ٹراوزر پہنے ہاتھ میں چائے کا کپ پکڑے وُہ اپنی بالکنی میں کھڑا اُس کو سوچ رہا تھا، جس کو اج اُس نے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

اُس نے اتنے عرصے بعد اُس کو دیکھا تھا جس کو وہ دعاؤں میں مانگتا تھا۔۔۔وہ آج بھی ویسی ہی تھی جیسے اُس نے پہلی بار اُس کو دیکھا تھا۔۔۔ویسی ہی حجاب میں پردے میں باحیا۔۔۔۔

وہ اتنے عرصے بعد آج بھی اُس کو اپنے سامنے ہرانے کی ہمت رکھتی تھی۔۔۔وہ آج بھی اُس کو سگریٹ کے نشے میں مدھوش کرنا جانتی تھی۔۔۔

اُس کا حجاب میں ہونا آج بھی اُس کے اندر سے ایک سکون اور ایک اطمینان دیتا تھا۔۔۔۔

اُس نے چائے کا ایک گھونٹ لیا۔۔۔۔ آنکھیں بند کیں۔۔۔اُس کا حجاب میں چھپا چہرہ اُس کے سامنے آیا ۔۔اُس کی آنکھوں کی اُلجھن اُس کے سامنے گھومی۔۔۔۔اُس نے آج اُس کی آنکھوں میں بے چینی دیکھی تھی۔۔۔۔۔

"وہ کیوں بے چین تھی؟ کیا ہوا ہے ایسا۔۔۔وہ تو ہمیشہ سے شرارتیں کرتی تھی ہمیشہ سے آنکھوں میں ایک چمک لیے پھیرتی تھی۔۔۔پھر ایک دم سے کیسے بدل گی۔۔۔کیوں وہ سب سے الگ کھڑی تھی آج"۔

اُس نے آنکھیں کھولیں، اور ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔۔۔۔۔

اب اُس کی سوچوں کے علاوہ بھی ایک چیز اُس کے ساتھ تھی۔۔۔۔اُس نے چائے کا آدھا کپ وہیں چھوڑا اور سگریٹ نکلا۔۔۔۔اور اُس کا کش لینے لگا۔۔۔۔

"یا اللہ میری ملکہ کو جو بھی پریشانی ہے حل کر لے مولا بیشک تو ہر مشکل کو حل کرنے والا ہے"۔

وہ پھر سے بالکنی میں آیا چہرہ آسمان کی طرف کیا جہاں پہ ایک خوبصورت چاند چمک رہا تھا۔۔ اور دعا مانگی۔

۔۔۔اُس کی اُلجھی آنکھیں اُس کو بے چین کر رہی تھیں۔۔۔اور وہ سگریٹ کے کش پہ کش لگائے جا رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔

"شاید وہ کلاس سے باہر کھڑی تھی تب ہی پریشان تھی تب ہی اُلجھی ہوئی تھی"

وہ وہیں کھڑے کھڑے خود کو تسلی دینے لگا۔۔۔۔

کچھ وقت وہاں پہ کھڑا ہونے کے بعد وہ الماری کے پاس آیا اور ڈائری لی۔۔ اور پھر سے وہیں چلا گیا۔۔۔۔

بالکنی میں اُس نے ایک کُرسی رکھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اُس کُرسی پہ بیٹھ کے چاند کو دیکھتے ہوئے اُس ڈائری پہ لکھتا تھا جو اُس کی ملکہ کی ملکیت تھی۔۔۔

۔۔۔وہ رات کو سونے سے پہلے کچھ نا کچھ اُس کے لیے لکھ کے سوتا تھا۔۔۔ جب بھی وہ اُس کے لیے لکھتا اُس کو ایک عجیب سی خوشی ملتی۔۔۔۔

جب میری ملکہ میرے پاس آئے گی میں روز رات کو اُس کو پڑھ کے سنایا کروں گا۔۔ اُس کو بتاؤں گا یہ ہجر کی راتیں مجھ پہ کیسے گزری ہیں۔۔۔ اُس کو بتاؤں گا میں نے ایک ایک لفظ اس چاند کو گواہ بنا کے اُس کے لیے لکھا ہے اور نا جانے میں نے اُس ایک ایک لفظ کو کتنی کتنی بار پڑھا ہے۔۔۔۔۔

اُس نے ڈائری کھولی آنکھیں بند کیں۔۔۔ اُس کا سراپا اُس کی آنکھوں میں گھوما۔ اُس کی خوبصورت آنکھیں اُس کی آنکھوں میں آئیں۔۔۔ اُس کا حیا سے بھرا وجود اُس کے سامنے آیا۔۔۔۔۔

۔۔اُس نے چاند کو دیکھا۔۔ کیا تم میرے ملکہ سے بھی خوبصورت ہو ؟ لوگ تمہارے لیے لکھتے ہیں اور میں تمہارے سامنے اپنی ملکہ کے لیے لکھتا ہُوں۔۔۔ میری ملکہ اس چاندنی سے زیادہ خوبصورت ہیں۔۔ اس کی آنکھیں اس رات سے زیادہ گہری اور خوبصورت ہیں۔۔۔۔۔

وہ چاند کو دیکھ کے اُس سے بتائیں کر رہا تھا۔اُس کے سامنے اپنی ملکہ کی شان میں قصیدے پڑھ رہا تھا کہ اُس کے لبوں پہ ایک مسکراہٹ آئی۔ آنکھوں میں چمک اُتری۔۔۔ اُس نے ڈائری کھولی اور لکھنے لگا

موتی ہوں کہ جیسے کسی تہہِ بحر کے !

بالکنی سے آنکھوں کی تیرے جب حِجاب اترے !

اور قصیدے بھی برحق میرے

تیرے لئے مگر جو شعر لکھے، وہ کہ جیسے الہام اترے !

اس حیا سے تو حیا کو بھی حیا آے !

کے جب دل کی اتھاوں میں وِقَرنَ فِی بُیُوتِکُنَّ کا پیغام اترے !

تیری پلکیں جو ملیں آپس میں تو ہو عید ین ساسماں !

کہ جیسے پہل میں ملنے مسلماں کو مسلماں اترے !

"یا ریونی میں کوئی فنکشن ہے سر وجدان آرگنائز کر رہے ہیں تو وہ چاہتے ہیں ہم اُن کے ساتھ ہیلپ کروائیں"۔ ہانیہ نے کلاس میں کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ جیسے کوئی اعلان کر رہی ہو۔۔۔

"سر وجدان کچھ کہیں اور ہم اُنکی ہیلپ نا کریں ایسا ہو سکتا ہے کیا؟"

سب کلاس والے پرجوش تھے کہ اُنکو سر وجدان کی ہیلپ کروانے کا موقع ملے گا۔۔ اُن کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملے گا۔۔۔۔۔

سب نے بہت خوشی سے حامی بھرلی۔۔۔۔ بس وہی چپ اپنی کُرسی پہ بیٹھی تھی۔۔۔ اسکو تو اُن کے سامنے بھی نہیں آنا تھا پھر اُن کے ساتھ کام کرنا ایک الگ بات تھی۔۔۔ وہ تو اُس سے دور بھاگنا چاہتی تھی۔۔۔ پھر اُس کے قریب کیسے رہتی۔۔۔

"اسلام علیکم"

وہ سوچوں میں ہی گُم تھی کہ وُہ کلاس میں آیا اج اُس نے گرے جینز کے اوپر بلیک کوٹ پہن رکھا تھا ۔۔۔ سردیاں اپنے عروج پہ تھیں اور اُس کو سردی لگتی بھی کچھ زیادہ ہی تھی۔۔ وہ ہر طرح سے خود کو کور رکھتا تھا تاکہ سردی اُس تک نہ پہنچ سکے۔۔۔۔۔

اُس نے آتے ہی سب کو سلام کیا۔

"وعلیکم السلام سر"

سب نے بہت پرجوش طریقے سے جواب دیا۔۔۔۔

"میں آپ سے ایک بات کرنے آیا ہوں۔۔۔ کل فنکشن ہے یونی میں۔ آپ کے ڈیپارٹمنٹ کا نہیں ہے ۔۔۔ آپ لوگ میری موسٹ فیورٹ کلاس ہیں تو میں چاہتا ہوں میرے ساتھ آپ لوگ ہیلپ کروائیں ۔۔۔ اور آپ لوگ بھی کل ہمیں جوائن کریں"۔

اُس نے بغیر کسی تمہید کے اپنی بات کی۔۔۔۔

"اور جو جو میرے ساتھ کام کرنا چاہتے ہیں وہ آجائیں میں اُنکو بتادیتا ہوں ہم نے کیا کرنا ہے"۔

سب خوشی خوشی اُس کے ساتھ جانے کو تیار ہو گے۔۔ سوائے اُس ایک کے۔۔ وہ وہیں پہ چپ بیٹھی رہی جیسے اُس نے کچھ سنا ہی نہیں اُس کو کوئی دلچسپی ہی نہیں۔۔

"سر آپ ہمیں یہیں بتا دیں ہم یہاں پہ ہی ڈیکوریشن کا کچھ کام کر لیتے ہیں"۔

ارم نے اُس کے پاس آتے ہوئے کہا.....۔

ٹھیک ہے میں یہاں ہی آپ کو میٹریل لا دیتا ہُوں آپ سب یہیں پہ کر لیں کام۔۔۔۔ پھر جب تیار ہو جائے سب تو ہم حال میں لگا دیں گے"۔

یہ کہتا ہوا وہ وہاں سے گیا اور کچھ دیر بعد ہاتھ میں چاٹ اور باقی ساری چیزیں لے کے آیا جو اُس کو لگانی تھیں

۔۔۔۔۔

وہ سب کو ایک ایک چیز نکال کے بتا تا رہا یہاں سے ایسے کرنا ہے۔ ایسے کاٹنا ہے۔۔۔۔۔۔

سب بہت غور سے اُس کو دیکھنے لگے جیسے سمجھ رہے ہوں اُس کی کہی ہوئی ایک ایک بات۔۔۔۔۔۔

اُس کے وہاں سے جاتے ہی سب نے کام شروع کر دیا سوائے اُس کے۔۔۔۔۔۔ اُس نے تو دیکھا تک نہیں تھا کیا کرنا ہے۔ اُس نے تو سنا بھی نہیں تھا وہ کیا کہے کر گیا ہے۔۔۔۔۔ وہ نظریں جھکائے بس بیٹھی رہی جیسے بس اُس کا وجود ہی وہاں پہ ہو اور وہ کہیں دور کسی اور ہی جگہ ہو۔۔۔۔

سب کام کرنے لگے اور جلد ہی اُکتا بھی گے جو اُس کے سامنے کچھ دیر پہلے بڑی بڑی باتیں کر رہے تھے، بہانے بنا کے کلاس سے باہر جانے لگے۔۔۔۔ اب بس چار پانچ لوگ ہی تھے جو کلاس میں موجود تھے۔۔۔۔۔۔۔

وہ بار بار وہاں آتا اور کام کو ایک نظر دیکھتا۔ اُس کو اپنے ہر کام میں پرفیکشون چاہیئے ہوتی تھی۔ وہ ہر کام ایسے کرتا تھا جیسے کوئی غلطی کی گنجائش نہ رہے۔۔۔۔۔

اب وہ خود کلاس میں سٹوڈنٹس کے ساتھ بیٹھ کے کام کرنے لگا تھا۔۔۔ کبھی ایک کے ساتھ کرتا اور کبھی دوسرے کے ساتھ۔۔۔۔۔۔

"فضہ ہم یہاں کیا کر رہے ہیں چلو یہاں سے"۔

اُس نے فضہ کو ہاتھ سے پکڑتے ہوئے کہا جو چارٹ کاٹنے میں لگی ہوئی تھی۔۔۔

"زری پاگل ہو گی ہو؟ آگے ہی سب بھاگ گے ہیں ہم گنے چنے ہوئے کوئی پانچ لوگ ہیں۔وہ بھی چلے جائیں۔ سر کو کتنا برا لگے گا"۔

فضہ نے بغیر اُس کی طرف دیکھے ایک ہاتھ میں کینچی پکڑی اور دوسرے میں چاٹ۔۔۔اور کاٹتے ہوئے کہنے لگی ۔۔

"لیکن فضہ میں تنگ ہو رہی ہوں یہاں"

اُس نے بے بس سے لہجے میں کہا۔۔۔۔وہ اپنے اندر کی بے چینی کو کسی پہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔وہ بار بار وہاں آتا اور بار بار اُس کو ایک نئی تکلیف سے گزرنا پڑتا۔۔۔۔وہ اُس کرب سے دُور جانا چاہتی تھی۔

"بیٹا آپ اگر کچھ کرلیں تو نہیں تنگ ہوں گی۔۔۔۔یہ پکڑو چاٹ اور اس پہ لائنز لگاؤ"۔

فضہ نے اُس کے ہاتھ میں چاٹ دیا اور خود پھر کام کرنے لگ گئی۔۔۔۔۔

"کس کے ساتھ لائنز لگاؤں میں؟"

اُس نے چاٹ پکڑے ہوئے بیزاری سے کہا۔۔۔۔

"صبر سر آتے ہیں تو کہتی ہُوں میں اُنکو پنسل دیں۔۔۔ہمارے بیگ سے پن نکل جائیں تو بڑی بات ہے"۔

وہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھی کہ وہ دروازے سے اندر آیا۔۔۔۔

"سر پنسل چاہیئے ایک"

فضہ نے اُس کو وہیں سے کہا۔

"میں لاتا ہوں"

وہ مسکراتا ہوا وہیں سے واپس ہوا اور ایک پنسل کے ساتھ اندر آیا۔۔۔۔۔

"یہ لیں پنسل"

اُن کے پاس کھڑے ہوتے ہی اُس نے پنسل اگے کی۔۔۔

"زری سر کے ہاتھ سے پنسل لینا"

فضہ نے زرمینہ کو کہا اُس کے ہاتھ میں چاٹ اور کینچی پکڑی تھی تو وہ نہیں لے سکتی تھی۔۔۔۔

وہ جو نظریں جھکائے، بے قابو دھڑکنوں کے ساتھ بیٹھی تھی۔ ایک دم چونکی اور فضہ کی طرف دیکھنے لگی ۔۔۔۔ جس نے آنکھوں کے اشارے سے ایک بار پھر پنسل لینے کا کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اُس کی طرف موڑی جو ہاتھ میں پنسل پکڑے نظریں فضہ کے چارٹ پہ رکھے کھڑا تھا۔

اُس نے اُس کے ہاتھ سے پنسل لی اور اُس پنسل کو دیکھتی رہی جس پہ اُس کی انگلیوں کے نشان تھے۔۔۔۔ جس نے اس کو چھوا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ اُس پنسل کو پاس رکھنا چاہتی تھی ہمیشہ کے لیے۔ جس کو اُس نے ہاتھ لگایا تھا ۔۔۔۔ کتنی قیمتی ہے یہ پنسل جو اُس کے ہاتھ سے میرے ہاتھ میں آئی ہے۔۔۔۔ اُس نے بہت پیار سے وہ پنسل پکڑی اور اپنی آنکھوں پہ لگائی۔۔۔۔۔

"شاید محبوب کی ہر شے ہی بے مول ہوتی ہے جو اُس کے ہاتھ سے ہو کے گزرے اُس کی قیمت کوئی نہیں لگا سکتا"۔

"زری"

اُس نے اُس کو میز پہ بازو رکھے، آنکھیں بند کیے ہاتھوں میں پکڑی پنسل کو آنکھوں کے ساتھ لگائے دیکھا

۔۔۔۔۔۔

"کیا سوچ رہی ہو زری"

"کچھ نہیں"

"تو اب تو پنسل مل گی نہ اب تو کر لو کام"

"ہاں کر رہی ہوں نا"

"نظر تو نہیں آ رہا مجھے"

"اب میں تمھاری طرح دیکھا دیکھا کے کرنے سے رہی"

"مر جائیں آپ تو زرمینہ گل"

"آمین"

"دفاع ہو جاؤ مذاق میں کہا، آمین کہنے کی ضرورت نہیں تھی آگے سے"

"اب میں کر لوں کام... پھر بولو گی کام نہیں کرتی"

"کر لیں جناب"

اُس نے اسکو مسکراتے ہوئے دیکھا جو پنسل ہاتھ میں لیے اب لائن لگا رہی تھی

۔۔"زرمینہ یونیورسٹی کیسا جا رہا ہے تمھارا؟"

دادی اماں نے اُس کے سر پہ تیل لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"اچھی جا رہی ہے اماں جی"

اُس کو ہمیشہ سے اپنے سر میں تیل سے مالش کروانا بہت اچھا لگتا تھا۔۔۔

کوئی ہلکا سا بھی اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرے وہ ایک دم سو جایا کرتی تھی۔۔۔اُس کو ایک عجیب سا سکونِ ملتا تھا ۔۔۔۔

"یہ تم نے اپنے بالوں کا کیا حال کر لیا ہے ؟.. انکو تم دھوتا بھی ہے یا ایسے ہے باندھ دیتا ہے۔ اور اوپر دوپٹہ لپیٹ لیتا ہے۔۔

وہ اُس کا ایک ایک بال اوپر کرنے لگیں۔۔۔اور ساتھ ساتھ تیل اُس کے بالوں میں ڈالنے لگیں۔

"اماں جی دھوتی ہُوں"

اُس نے آنکھیں بند کیے اُنکے گھٹنوں کے ساتھ سر لگاتے ہوئے مسکرا کے کہا۔۔۔

"یہ بالوں کا بہت خیال رکھا کرو اپنے۔ اتنے خوبصورت بالوں کو چڑیا کا گھونسلا بنا کے رکھ دیا ہے"۔

"بس دادی اماں آپ روز ایسے ہی مالش کیا کریں تو ٹھیک ہو جائیں گے"۔

"تم اپنے کمرے سے نکلے تو ہم مالش کرے نا۔۔۔۔۔۔ کیا بات ہے تمہیں جب سے یونیورسٹی گیا ہے کمرے سے باہر بھی نہیں نکلتا"۔

انہوں نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کی حرکت روکی اور اُس سے پوچھنے لگیں۔۔۔۔

"کچھ نہیں دادی اماں کام ہی بہت ہوتا ہے یونی کا تب ہی کمرے میں ہوتی ہوں"۔

اُس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے دُکھتے دل کے ساتھ کہا۔۔۔۔ میں اب آپکو کیا بتاؤں اماں جی۔ اُس نے دل ہی دل میں کہا!!۔

"اپنا خیال رکھا کرو زرمینہ گل"

اماں قہوہ کی پیالی ہاتھ میں لیے ہوئے آئیں اور اُس کے پاس کرسی پہ بیٹھیں!۔

"رکھتی ہُوں اماں"

"تب ہی شکل کا یہ حال بنا رکھا ہے تم نے نا"

"اچھی بھلی تو ہے اماں"

اُس نے خفا ہوتے ہوئے ماں کو کہا اور قہوہ پینے لگی۔۔۔

"اچھی بھلی ہوتی تو ہم نہ کہتے نا"

آئندہ رکھوں گی اماں آپ پریشان نا ہوا کریں!!

۔

"اب اجازت دیں تو میں کمرے میں چلی جاؤں، کچھ پڑھنا ہے"۔

وہ اُن کے سوالوں سے بچنا چاہتی تھی۔ ہاتھ میں کپ پکڑے وہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی اور کمرہ بند کر دیا۔۔

وہ تہجّد کی نماز کے لیے اٹھی، اُس کو ہمیشہ سے بہت ٹھنڈ لگتی تھی۔ اور سردیوں میں تو وہ آگ کے پاس سے اٹھتی نہیں تھی۔۔۔۔

۔ ہر نماز کے لیے وہ ٹھنڈے پانی سے وضو کرتی تھی۔۔۔ اُس وقت اُس کو ٹھنڈ کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا کہ وہ ٹھنڈ میں یا برف میں وضو بنا رہی ہے۔۔

مانسہرہ کا موسم ہی کچھ ایسا ہوتا ہے سردیوں میں شدید سردی ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ ہر طرف پہاڑوں پہ سفیدی ہی سفیدی ہوتی ہے۔ جیسے کسی نے پہاڑوں پے سفید روئی بلکل صاف ستھری لا کر رکھ دی ہو۔۔۔ جیسے نیلے آسمان پہ سفید بادلوں نے گھر کر لیا ہو۔۔۔۔۔

سردیوں میں مانسہرہ میں ٹھنڈ ہی کچھ شدید پڑتی ہے۔۔۔ جیسے کوئی ٹھنڈے پانی سے ہاتھ لگائے گا تو لگانے سے پہلے اُس کے تصور سے ہی کانپ جائے گا۔۔۔۔

اُس کو لگتا تھا جب بھی وہ ٹھنڈے پانی سے وضو بنا کے تہجد پڑھتی ہے اللہ پاک بہت خوش ہوتے ہیں۔۔۔۔ وہ اُس کے اور قریب آتے ہیں اُس سے باتیں کرتے ہیں۔ اُس پہ ہستے ہیں گرم پانی جب موجود ہے تو بھی یہ پاگل لڑکی ٹھنڈے پانی سے وضو کرتی ہے کہ میں خوش ہو جاؤں۔۔۔

وہ ہمیشہ اللہ جی سے دوستوں کی طرح بات کرتی تھی۔ اُس کو بہت حیرت ہوتی تھی یہ جو لوگ اللہ پاک کے عذاب کا ذکر کرتے ہیں وہ کیوں کرتے ہیں۔۔۔؟۔۔

"میں تو کبھی نہیں اللہ جی کے عذاب کا ذکر کروں۔۔۔ وہ تو کسی کو کچھ نہیں کہتے ہیں۔۔ وہ تو ہم سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔۔ میں کتنی خوشنصیب ہوں اللہ پاک نے مجھے بھی چونا ہے۔۔ مجھے بھی بنایا ہے۔۔۔۔ اور میرے اندر خود روح پھونکی ہے۔۔ اس سے بڑی بات اور کیا ہو گی ہمارے اندر جو روح پھونکی ہوئی ہے وہ اُس ذات نے خود پھونکی ہے۔

۔۔۔ یہ جو لوگ مر جانے کی دعائیں مانگتے ہیں نا جانے کیا سوچ کے مانگتے ہیں۔۔ اُن کو خود پہ رشک کیوں نہیں آتا کہ اللہ نے اُن کو انسان پیدا کیا ہے۔۔ ساری مخلوقات سے افضل پیدا کیا ہے۔۔۔ یہ جو لوگ خود کو کالا کہتے ہیں، خود کو بدصورت سمجھتے ہیں، اپنی ہر کمی پہ احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں دوسروں کو ہمیشہ خود سے اچھا سمجھتے ہیں۔۔۔ وہ یہ بات کیوں نہیں دیکھتے کیوں نہیں سوچتے کہ اللہ نے اُن میں کتنی کوئی اور چیزیں کتنی قابلیت رکھی ہوئی ہو گئی۔۔۔ اگر وہ کالے ہیں تو اُن میں کتنی کشش ہو گی۔۔۔ نا جانے لوگ خود کو کیوں نہیں دیکھتے؟ ہمیشہ دوسروں کو ہی کیوں دکھتے ہیں؟"

اللہ جی آپ کسی ایک کے تو نہیں ہیں نا آپ تو سب کے ہیں۔ جتنی محبت آپ مجھ سے کرتے ہیں اتنی ہی محبت آپ اُن لوگوں سے بھی تو کرتے ہیں جو ابھی سوئے ہوئے ہیں تہجّد کے لیے نہیں اٹھے۔۔۔

۔۔۔پھر کیسے ہو سکتا ہے آپ کسی میں کچھ ایک کمی چھوڑ دیں اور اُس کو کسی اور چیز سے نہ نوازیں۔۔۔۔۔۔ہر انسان میں آپ نے کچھ نہ کچھ تو ایسا رکھا ہوتا ہے جو اُس کو دنیا سے الگ کرے۔۔۔پھر ہم لوگ خود کی وہ چیز کیوں نہیں ڈھونڈتے ہم دوسروں کو کیوں حسد بھری نظر سے دیکھتے ہیں"۔

وہ ہمیشہ تہجد پڑھنے کے بعد اللہ جی سے باتیں کرتی تھی۔اُن کو ہر بات گن گن کے بتاتی تھی۔۔آج بھی ہمیشہ کی طرح سر کو گھٹنوں پہ رکھ کے اللہ پاک سے باتیں کر رہی تھی۔۔جیسے وہ اُس کے سامنے بیٹھے ہوں اُس کو بہت غور سے سُن رہے ھوں۔اُس کی باتوں پہ مسکرا رہے ہوں۔۔۔۔۔۔

اللہ جی ہم کتنے خوش نصیب ہیں نا ہم کس نبی کی اُمت ہیں۔۔۔جو راتوں کو رو رو کے بس اُمتی اُمتی کرتا تھا۔ہم یہ چیز کیوں نہیں دیکھتے اللہ جی۔ہم کیوں نہیں سوچتے کے ہماری زبان پہ کلمہ حق ہوتا ہے۔۔۔ہم کیوں اپنی یہ خوشنصیبی کیوں نہیں دیکھتے۔۔۔ہم یہ ہی کیوں دیکھتے ہیں کسی کے پاس اچھا گھر ہے تو ہمارے پاس کیوں نہیں ہے ۔۔۔۔کوئی بہت خوبصورت ہے تو ہم کیوں نہیں ہیں۔۔۔کوئی اچھا بولتا ہے تو ہم کیوں نہیں بولتے۔۔۔۔۔۔ کوئی یہ کیوں نہیں کہتا اللہ جی کہ وہ بندہ اللہ سے بہت محبت کرتا ہے کتنا بڑا عشقِ مصطفیٰ ہے۔۔۔تو ہم کیوں نہیں ہیں؟کوئی آپکی اور آقا جانی کی محبت میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیوں نہیں کرتا۔۔۔؟۔۔

یہ لوگ دولت اور شہرت میں ہی کیوں مقابلہ کرتے ہیں۔۔۔یہ محبت میں بھی تو مقابلہ کریں نا۔بولیں نا یہ بہت بڑا عاشق رسول ہے ہم اس سے بڑے عاشق بن کے بتائیں گے۔یہ بدبخت ایسا کیوں نہیں کہتے۔۔۔۔۔؟۔

وہ جب بھی ایسا سوچتی اُس کو ایک درد ہوتا۔۔۔ایسا درد جس کا کوئی نام نہیں ہوتا۔۔۔اور اُس کی آنکھوں سے مسلسل آنسوں رواں ہوتے۔۔۔۔

اُس کو نبی پاک سے دیوانوں کی سی محبت تھی۔ جہاں بھی اُنکا نام لیا جاتا وہ اپنے اشکوں سے اُس محبت کا اظہار کرتی ۔۔۔اُس کا ہمیشہ دل چاہتا سرکار کی وارفتگی میں اُس پہ حال کا غلبہ طاری ہو جائے اور لوگ اُس کو نبی کا دیوانہ کہے کر پکاریں۔۔۔

"ہر دل کی دوا درد عشق ہے، عشق کے بغیر کوئی مشکل حل نہیں ہوتی"۔

اللہ جی آقا جان سے تو محبت آپ نے کی ہے۔۔۔ ہم ادنا سے لوگ اُن سے کیسے محبت کر سکتے ہیں۔۔۔۔ ہم تو اُن سے محبت کا پیمانہ ناپ ہی نہیں سکتے۔۔۔۔۔ وہ تو آپکے محبوب ہیں اللہ جی۔۔۔۔ ہم تو اس قابل بھی نہیں اپنی گناہگار زبان سے آپکے محبوب کا نام بھی لے سکیں۔۔۔ اللہ جی بس مجھے اُن کی محبت میں سرشار کر دیں۔۔۔ مجھے اُن کے علاوہ کوئی نظر نہ آئے۔۔۔۔ تیرے محبوب سے محبت ہو گی تو تب ہی تو توں خوش ہو گا نا میرے مالک ۔۔۔۔ محبوب ملا تب ہی تو توں ملے گا۔۔۔۔۔۔

وہ ہر نماز کے بعد رسولِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبت مانگتی تھی۔۔۔۔۔اُن کا دیدار منگتی تھی۔ دنیا میں ہی جنت کی زیارت مانگتی تھی۔۔۔۔

کیا جانے کوئی عظمت ورفعت رسول کی!

اللہ جانتا ہے حقیقت رسول کی!

آج وہ تھوڑا لیٹ ہو گیا اُس کا دل بس آج کے فنکشن میں ہی تھا۔۔۔ وہ کوئی کمی نہیں چاہتا تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہیں بھی کمی ہو اور اُس پہ کوئی بات کرے۔۔۔۔۔۔

وہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی جلدی نہیں پھونچ سک رہا تھا۔۔۔۔ اُس نے ایک میسیج لکھا اور اُن سب کو بجھ دیا جو اُس کی ہیلپ کروا رہے تھے۔۔۔۔ اُس کو پتا تھا سب لوگ جلدی آجاتے ہیں یونیورسٹی۔۔۔۔ اُس نے

گروپ میں سے ہی نو مبر نکالے اور ایک میسج لکھ کے سب کو فارورڈ کر دیا۔۔۔ جس میں ایک نمبر زرمینہ گل کا بھی تھا۔۔۔۔

اُس کا موبائل ہاتھ میں ہی پکڑا تھا۔۔اُس کا موبائل بجا اُس نے what's app کھولا اور وہیں پہ ہی ساکت ہو گئی۔ جیسے وہ وہاں سے ہل نہیں سکے گی۔اُس کی نظر اُس نام پہ ہی اٹک کر رہے گی۔۔۔۔۔۔ جس سے میسج آیا تھا

۔۔۔۔۔۔

وہ کچھ وقت تک بس سکرین پہ لکھے اُس نام کو دیکھتی رہی۔۔۔۔۔ پھر اُس کی نظر اُس میسج پہ پڑی جو اُس نے بھیجا تھا۔

"میں لیٹ ہو جاؤں گا آپ اسٹیج کو فائنل کر لیں سب، کرسیاں بھی جگہ جگہ پہ صحیح کر کے رکھوا لیں"۔۔

اُس نے اُس کا لکھا ہوا میسج وہیں کھڑے کوئی اٹھ بار پڑھا۔۔۔۔۔ وہ اب بھی بغیر پلکیں کو چھپکائے ہاتھ میں موبائل اٹھائے وہاں کھڑی بس اُس میسج کو دیکھتی رہی"۔۔

"سر کا میسج آیا ہے وہ کہے رہے ہیں وہ لیٹ ہو جائیں گے آنے میں"

ہانیہ نے موبائل کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے سب کو سر کا میسج سنایا۔۔اُس کو بھی بلکل وہی میسج لکھا تھا جو اُس کو لکھا گیا تھا۔۔۔۔

اُس نے اپنے آنکھوں کی نمی کو چھپاتے ہوئے موبائل کو اپنے بیگ میں ڈال دیا۔۔۔اُس کو سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ خوش ہو کہ اُس کے محبوب نے اُس کو میسج کیا ہے۔یا پھر دُکھی ہو کہ اُس نے وہی میسج باقی سب کو بھی کیا ہے

۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"سر کا میسج تو مجھے بھی آیا ہوا ہے"

فضہ نے کلاس کے باہر پڑی کُرسی پہ بیٹھ کے کہا۔۔۔اور اُس کو میسیج دکھانے لگی۔جس نے اپنا موبائل بیگ میں ڈال رکھا تھا۔وہ کسی کو اُس کا کیا ہوا میسیج نہیں دیکھانا چاہتی تھی۔وہ اُس کو سب سے چھپا کے اپنے دل میں رکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔وہ نہیں چاہتی تھی کوئی اُس کا کیا ہوا میسیج اُسکے موبائل میں پڑھے۔بیشک اُس نے اُس کے علاوہ بہت سارے لوگوں کو میسیج کیا ہے۔۔۔۔۔پھر بھی وہ اُس کو سب سے چھپانا چاہتی تھی۔۔۔

"مگر ہانیہ صاحبہ نے تو ایسے اعلان کیا جیسے سر نے بس اُس کو ہی میسیج کیا ہو"

فضہ نے منہ بناتے ہوئے اُس کو کہا جو اپنے بازوں باندھے پاؤں کُرسی پہ رکھے دیوار کے ساتھ سر سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔۔

"دفاع کرو فضہ، کہنے دو اسکو"

اُس نے دُکھی سے دل کے ساتھ اُس کو کہا اور آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

"کیا ہوا ہے زری؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمھاری؟"

اُس نے اُسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔جو بازوں باندھے بیٹھی تھی۔۔۔

"کچھ نہیں مجھے بہت ٹھنڈ لگ رہی ہے فضہ"۔

"اسلام علیکم سر"

فضہ نے اپنے پاس کھڑے وجدان کو دیکھا اور ایک دم کھڑے ہو کے اُس کو سلام کیا۔۔۔۔

"وعلیکم السلام"

اُس نے مسکرا کے سلام کا جواب دیا۔اور ایک نظر اُس کو دیکھا جو ہاتھ باندھے، پاؤں کُرسی پہ رکھے, آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی.....

"فضہ آپ لوگ اندر ہی آجائیں"۔

۔۔۔اُس نے فضہ کو کہنے کے بہانے اُس کو کہا۔۔۔۔جس کو اُس نے کہتے سن لیا تھا مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔۔۔

یہ کہہ کر وہ اپنے آفس میں گیا۔۔۔۔اور ہیٹر ہاتھ میں لیا ہوا دروازے سے باہر نکلا اور حال میں چلا گیا۔۔۔

"سر نے کہیں سن لیا تھا کہ تمھیں ٹھنڈ لگ رہی ہے؟"

فضہ نے اُس کے ہاتھ میں ہیٹر دیکھتے ہوئے اُس سے پوچھا جو حیرت سے اُس کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"میرے لیے وہ ہیٹر کیوں لے کے جائیں گے"

اُس نے نظریں جھکائے ہوئے سوچنے والے انداز میں اُس کو کہا۔۔۔۔جواب بہت کچھ سمجھ چکی تھی۔۔۔۔۔

"اچھا چلو اب چلتے ہیں اندر۔ فنکشن شروع ہو گیا ہے"

اُس نے اُسکا ہاتھ پکڑا اور حال میں گئی۔۔۔۔وہاں پہ ساری جگہ بھری ہوئی تھی وہ دونوں اِدھر اُدھر دکھنے لگی۔۔

"فضہ یہاں تو جگہ ہی نہیں چلو جاتے ہیں واپس"۔

اُس نے جیسے ہی اسکو دروازے پہ کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا، اپنی جگہ سے ایک دم اٹھا اور اُنکو اُدھر جانے کا اِشارہ کیا جہاں ہیٹر رکھا تھا۔

وہ سب سے سیٹ پہ گئیں اور وہاں بیٹھ گئیں۔جو شاید اُس سے ان دونوں کے لیے ہی خالی چھوڑی ہوئی تھیں۔

"زری موبائل بج رہا ہے تمھارا شاید کوئی میسیج آیا ہے"۔

امی نے کچن کے دروازے پہ کھڑے ہو کے اُس کو آواز دی۔۔۔۔

"اماں میں روٹی بنا لوں دیکھتی ہوں"

اُس نے ہاتھ پہ پکڑی روٹی کو توے پہ ڈالتے ہوئے کہا۔۔اور دوبارہ سے اٹا اٹھانے لگی۔۔

"دیکھ لو کہیں کوئی بھائی نا ہو، شہاب کہہ رہا تھا آنے میں دیر ہو جائے گی۔ کہیں اُسی نے نا میسیج کیا ہو"۔

"جی میری جانِ جاناں دیکھتی ہوں نا"۔

اُس نے اونچا سا مسکراتے ہوئے کہا تاکہ باہر کھڑی ماں کو آواز جائے۔۔۔۔

"زری مسکے لگنا کوئی تم سے سیکھے"

اماں مسکراتی ہوئی موبائل لے کے اندر آئیں اور اُس کے سر پہ پیار سے مارا۔۔۔

"لو جی یہ مسکے ہیں یہ تو میری محبت آپ کے لیے"

اُس نے مصنوئی سا خفا ہوتے ہوئے ماں کے ہاتھ سے موبائل لیا اور دیکھنے لگی۔۔۔

اُن کے ننھیال میں لڑکیوں کو گھروں سے باہر جانے کی اجازت بیس سال پہلے بھی نہیں تھی اور آج بھی ۔۔۔لڑکیاں گھروں کے اندر ہی رہتی تھیں۔۔۔اور تعلیم کا تو کوئی روہجان ہی نہیں تھا۔بیٹا جتنی مرضی پڑھے ۔مگر بیٹی گھر کے اندر چار دیواری میں رہے۔۔۔اور جو لڑکیاں شادی کر کے اُنکے گھر آتیں اُن کا منہ چار پانچ سال تک کوئی خاندان والا نہیں دیکھتا تھا۔۔۔وہ گھر سے نکلتے ہوئے باقاعدہ ٹوپی والا برقع لیا کرتی تھیں۔۔۔۔

اُس کی بھی والدہ تب ہی پڑھ نہیں سکی تھیں۔۔۔تب ہی جس کا موبائل بجتا تو بچوں کو لا کے دیتیں۔۔۔کوئی ضروری میسج نا ہو۔۔۔

اُس نے جیسے ہی موبائل کھولا۔۔۔what's app پہ میسج تھا۔۔۔۔۔۔ میسج دیکھتے ہی اُس کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گی۔۔۔اُس کو لگا جیسے اُس کا دل دھڑکنا بھول گیا ہے۔۔۔اُس کی سانسیں روک گئیں ہیں ۔۔۔آنکھیں پلکیں جھپکنا بھول گئی ہیں۔۔۔۔ہاتھوں نے حرکت روک دی ہے۔۔۔پاؤں اب کبھی اگلا قدم نہیں اٹھا سکیں گے۔۔۔زبان اب بول نہیں پائے گی۔۔۔۔۔

"زری۔۔۔۔۔روٹی جلا دی تم نے"

اماں جلدی جلدی روٹی کو پلٹنے لگی۔۔۔۔اور وہ بے جان سی چولے کے سامنے کھڑی اُس میسج کو دیکھتی رہی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ترجمہ:

"اپنے گھروں میں ٹِک کر رہو اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ اہلِ بیتِ نبیؐ سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے"۔

وہ مسجد میں بیٹھا سورۃ الاحزاب کی تلاوت کر رہا تھا۔۔۔۔ اہلِ بیت سے اُس کو دنیا کی ہر چیز سے ہر شخص سے زیادہ محبت تھی۔۔۔ اُس کو لگتا تھا جو اُس کے سینے میں دل دھڑک رہا ہے تو وہ اہلِ بیت کی محبت میں دھڑکتا ہے ۔۔۔۔ اُس کی ہر سانس علی کہتی ہے حسن کہتی ہے حسین کہتی ہے۔۔۔۔۔

اُس نے با آواز بلند سورت الاحزاب کی تلاوت کی۔۔۔ اور اس سورت پہ آکے روک گیا۔۔ جیسے اب اسکو سوچنا ہو۔۔۔ وہ ہمیشہ اہلِ بیت کے ذکر پہ روک جایا کرتا تھا۔۔۔۔ اُس پہ سوچا کرتا تھا۔۔۔۔

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی سے محبت کرتا تھا تو وہ اہلِ بیت تھے۔۔۔ جن سے اُس کو محبت سے زیادہ عشق تھا۔۔۔۔ وہ ہمیشہ اہلِ بیت کی بات کرتا تھا۔۔۔ اُس کو اچھا لگتا تھا وہ بولے اہلِ بیت پہ اور لوگ سنئیں۔۔۔ یا لوگ اہلِ بیت کی محبت میں بولیں اور وہ سنے۔۔۔۔۔

وہ علی والوں کی محفل میں بیٹھ کے علی کا نعرہ بلند کرتا تھا۔۔۔ جہاں دیکھا کوئی علی رضی اللہ تعالیٰ کی شان میں بول رہا ہے قصیدہ پڑھ رہا ہے تو وہ جُھوم جاتا۔۔۔۔ اور مسلسل جھومتا رہتا۔۔۔ اُس کا دل اُس کا دماغ اُس کی زبان بس علی علی کرتے۔۔۔۔

۔۔وہ اہلِ بیت کا عاشق تھا اور دنیا کو بتاتا بھی تھا۔اُس کی محبت کرنے کا انداز ہی کچھ ایسا تھا۔۔۔۔وہ محبت کو دیکھنا جانتا تھا۔۔۔۔وہ محفل میں بیٹھ کے نعرہ بلند کرنا جانتا تھا۔وہ ہاتھ اٹھا کے دات دینا جانتا تھا۔اُس کو علی کے نام پہ جھومنا آتا تھا۔۔۔۔

وہ چاہتا تھا جتنی محبت وہ اہلِ بیت سے کرے اُتنی ہی سب کریں۔جیسے وہ محبت کا اظہار کرتا ہے ویسے سب کریں ۔۔۔۔جیسے وہ اہلِ بیت کے ذکر پہ جُھوم جاتا ہے سب اُس کے ساتھ جھومیں۔۔۔۔وہ کوئی ملنگ نہیں تھا وہ عاشق تھا۔۔۔۔جب وہ جھومتا تو لوگ اُس کو دیوانہ کہتے۔۔۔۔کچھ لوگ اُس کی اِس دیوانگی پہ رشک کرتے اور کچھ باتیں۔۔۔۔۔۔

"مولوی صاحب یہ جو لوگ اہلِ بیت سے محبت نہیں کرتے کیا یہ جنت میں جائیں گے؟"

وہ قرآن پاک بند کر کے مولوی صاحب کے پاس گیا جو میمبر کے پاس بیٹھے آنکھیں بند کیے تسبی کے دانے ہاتھوں سے ادھر اُدھر کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔

"وجدان دنیا میں ایسا کون سا شخص ہو گا۔۔جو محبوب کی اولاد سے محبت نہیں کرے گا ۔۔۔اگر جس نے نبی کریم سے محبت کی اُن کی اولاد سے نہ کی۔اُن کے لیے بغض رکھا تو کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے خوش ہوں گے۔۔۔۔اگر تمہارے والد صاحب سے کوئی محبت کرے گا اور تم سے بغض رکھے گا ۔۔۔تو کیا اُنکا دل اُس شخص سے خوش ہو گا؟ کیا وُہ اس شخص کو عزت دے پائیں گے جو اُنکی اولاد سے محبت نہیں کرتا؟۔

ایسا نہیں ہوتا وجدان۔۔۔۔ایک باپ ہمیشہ یہی چاہتا ہے لوگ اُس سے زیادہ اُس کے بیٹے کو اُس کی بیٹی کو عزت دیں۔۔۔۔جب ایسا ہوتا ہے تو وہ بھی خوش ہوتا ہے۔۔۔۔۔

جو لوگ نبی کریم سے محبت کرتے ہیں اُنکی اولاد سے نہ کریں تو کیا وہ خوش ہوتے ہیں؟۔

وجی !

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی اکرم صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" جس نے اِن دونوں یعنی حسن اور حسین علیہ السّلام سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی، جس نے اِن سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا"۔

اب وجی جب نبی پاک خود کہے گیں۔۔۔۔۔ جس نے دونوں شہزادوں سے محبت کی تو اُس نے مجھ سے محبت کی ۔اگر ہم نبی کریم سے محبت کریں اور اہلِ بیت سے نا کریں تو کیا ہم مسلمان ہیں۔۔؟ کیا ہم سچے مسلمان ہیں؟۔۔۔

وہ چپ بیٹھا اُنکو سنتا رہا۔۔۔۔۔ جو ایک پیار اور ایک عقیدت سے بولتے چلے جا رہے تھے۔۔۔۔

ایسی طرح نبی پاک نے ہر جگہ پہ حضرت علی اور اہلِ بیت کا ذکر کیا۔۔۔۔ ان سے محبت کا ذکر کیا۔۔۔

مولوی صاحب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مولا کہنا چاہیئے یا نہیں؟۔

وجی جسکو اُس حبیب نے مولا کہا ہم کون ہوتے ہیں اُنکو مولا نا کہنے والے۔۔

۔۔۔کیا انھوں نے یہ نہیں پڑھا کہ حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا دونوں جہاں کے سردار نے محبوب نے خود کہا۔

" جس کا میں مولا اُس کا علی مولا "

تو اُس بات کے علاوہ ہمیں کس ثبوت کی ضرورت پڑتی ہے۔۔۔۔۔۔

سرکار نے خود کہا ہے "لوگوں کی نسل اُن کے بیٹوں سے چلتی ہے اور میری نسل میری بیٹی فاطمہ سے چلے گی"۔

وجی وہ جو خدا کا محبوب ہے اُس کی اپنے نواسوں سے محبت کا عالم تو دیکھو۔۔۔ آپ نے اُن کے خود نام مبارک رکھے۔۔۔ مولا علی نے حضرت امام حسن کا نام حمزہ رکھا تھا اور امام حسین کا نام جعفر رکھا تھا۔۔۔۔ مگر سرکار نے نام مبارک بدل کے حسن اور حسین رکھے۔۔۔۔ اُن دونوں شہزادوں کو تو نام بھی آقا نے خود دیے ہیں۔۔۔

وہ بولتے بولتے ایک آہ بھرتے اور پھر سے محبت میں بولنا شروع ہو جاتے۔۔۔۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور نے امام حسن کو اپنے کندھے مبارک پہ اٹھایا ہوا تھا۔۔۔ اور آپ فرمارہے تھے۔ "اے اللہ میں اِس سے محبت کرتا، پس تو بھی اس سے محبت کر"۔

اور امام حسین کے بارے میں تو حضور پرنور علیہ السلام نے فرمایا۔۔۔ "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہُوں"۔

اب جو ذات خود اُن سے دیوانوار محبت کرتی ہے۔۔۔ یہ لوگ کون ہوتے ہیں محبت نہ کرنے والے۔۔۔۔۔

بس وجدان ہمارے معاشرے کا دستور ہی کچھ ایسا ہے۔۔۔ اگر کوئی علی علی کرے گا اور حسین کہے گا تو شیعہ کہلایا جائے گا۔۔۔۔

کچھ لوگ بس اس ڈر سے اپنی محبت کو اندر رکھ دیتے ہیں۔۔۔ چھپی محبت کرتے ہیں۔۔۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کے وہ محبت نہیں کرتے۔ اُنکو آقا جان کی اولاد سے عشق نہیں ہے۔۔

جس کو سرکار سے محبت ہے اُس کو اُنکی اولاد سے محبت ہے۔ ہوتی ہی ہے۔۔۔۔۔۔

وہ گھٹنوں پہ بازوں رکھے بغیر پلکوں کو حرکت دیئے بس سنتا جارہا تھا۔۔۔

اب وجی ہم میں سے ایک قبیلہ ایسا ہے جو کھلے عام محبت کا اظہار کرتا ہے۔ وہ خود کو شیعہ کہتا ہے۔۔۔ اب اُن لوگوں میں بھی محبت کے بہت سارے طریقے ہیں۔۔۔۔ ہر کوئی امام سے اور مولا علی سے اپنی اپنی طرح محبت کرتا ہے۔۔۔۔۔

بس وجی میں ایک ہی بات کہوں گا جو مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمائی ہے۔۔۔

"میرے بارے میں دو (قسم کے) شخص ہلاک ہو جائیں گے:

(۱): غالی (اوپر محبت میں ناجائز) افراط کرنے والا، اور (۲): بغض کرنے والا حجت باز"

(فضائل الصحابۃ للامام احمد ۵۷۱ / ۲ ح ۹۶۴ وإسنادہ حسن الحدیث: ۴ ص ۱۵)۔

اب ایک اور جگہ آپ رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ

"ایک قوم (لوگوں کی جماعت) میرے ساتھ (اندھا دھند) محبت کرے گی حتیٰ کہ وہ میری (افراط والی) محبت کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہو گی اور ایک قوم میرے ساتھ بغض رکھے گی حتیٰ کہ وہ میرے بغض کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہو گی"

(فضائل الصحابۃ ۵۶۵ / ۲ وإسنادہ صحیح، وکتاب السنۃ لابن ابی عاصم: ۹۸۔

وجی قصہ مختصر یہ ہے جس نے نبی کریم کی اولاد سے محبت نا کی۔۔۔وہ مسلمان تو ہے مگر مومن نہیں۔۔

بس میں دعا گو ہوں خدا ہمیں آقا جان علیہ السلام، اہلِ بیت، خلفاء راشدین اور انکے صحابہ سے بے لوث محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی اتنے گھنٹوں سے وہ میسیج دیکھتی رہی جو اُس کی سکرین پہ چمک رہا تھا۔۔اُس کو لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔۔۔۔۔

اسلام علیکم

□♥ Thank you so much□۔

یہ دو مصروں پہ میسیج اُس کی دنیا ہلانے کو کافی تھا۔۔۔۔

وہ بار بار اس میسیج کو دیکھتی اور پھر اُس نام کو۔۔۔۔۔۔۔

اُس نے اُس کا نمبر "سرجی" کے نام سے اپنے موبائل میں سیو کیا ہوا تھا۔۔وہ بار بار اُس میسیج کو دیکھ رہی تھی

۔۔۔۔

بار بار اُس کو جواب لکھ کر ڈیلیٹ کر دیتی۔۔۔ مگر دل پہ کب کس کا اختیار ہوتا ہے۔۔۔۔اُس نے اب کی بار میسیج لکھا۔۔۔انگوٹھے نے خود بخود حرکت کی۔۔۔اور سینڈ کا بٹن دب گیا۔۔۔۔۔۔

"زری"

"جی جان جی"

سلطان کے بلانے پہ وہ بوکھلائے ہوئے باہر گی اور موبائل کو وہیں چھوڑ دیا۔۔۔۔۔اُس کو اندازہ بھی نہیں تھا اُس نے میسیج ریمو کرنے کے بجائے سینڈ کر دیا ہے۔۔۔

"یار مجھے روٹی بنادو"

بھائی نے اُس کے باہر آتے ہی اُس کو روٹی کا کہا جس کے اوپر سے پسینے گر رہے تھے۔۔۔اُس نے اپنی گھبراہٹ چھپانے کی ہر ممکن کوشش کی۔اور بار بار اپنے سر کے دوپٹے کو ٹھیک کرنے لگی۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے تمھیں زری"

سلطان نے اُس کے چہرے کو بہت غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔مجھے کیا ہونا ہے"

وہ کہتے ہوئے تیز تیز کچن میں جانے لگی۔۔۔۔ کہ اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ ایک دم روک گی۔۔۔

"سنو اماں کو نہ بتانا تم میرے لیے تازی روٹی بنا رہی ہو۔۔۔میرے حصے کی دوپہر کی روٹی بنی ہوئی پڑی ہے"۔

اُس نے اُس کو پاس کیا اور کان میں سرگوشی سے کہنے لگا۔۔۔

اُنکے گھر کا اصول تھا ایک بار اگر روٹی بن گی کسی کے لیے تو وہ اُسی کے حصے کی ہو گی۔۔۔ جس کو نہیں کھانا ہو تا کھانا وہ پہلے ہی بتا دیتا ہے۔۔۔ میرے لیے روٹی نہیں بنانی۔۔۔۔ اگر کوئی دو پہر میں اپنے حصے کی روٹی نہیں کھائے گا تو اُس کو رات میں دِن والی ہی روٹی ملے گی۔۔۔۔ رزق کی بیہور متی کرنا وہ رزق کی توہین سمجھتے تھے۔۔۔۔ آج تک اُنکو نہیں یاد تھا اُن کی ماں نے کبھی بچا ہوا سالن پھینکا ہو۔۔۔۔ وہ پورے ہفتے کا بچا ہوا تھوڑا تھوڑا سالن ایک دن اکھٹا کر کے کھاتے تھے۔۔۔۔ اُس دِن اُنکے اور گھر کچھ بھی نہیں بنتا تھا۔۔۔۔۔

"میں اماں کو بتاتی ہوں آپ ہمیشہ یہی کرتے ہیں۔۔۔۔ آپکی ٹھنڈی روٹی ہمیشہ مجھے کھانی پڑتی ہے۔۔۔ آپ اماں کو بول دیا کریں نا آپ نے جب کھانا نہیں ہوتا گھر تو"۔

وہ اپنا کچھ وقت پہلے کا ڈر ایک دم بھول گی۔۔۔ اور دوبارہ نورمل ہو گئی۔۔

"میری شہزادی نہیں ہو؟"

اُس نے معصومیت سے اُس کو دیکھا۔۔۔۔ جو اُس کی ساری چالاکیاں سمجھتی تھی۔۔۔

"نا میں کوئی نہیں ہوں بس میں نہیں بنا رہی روٹی"۔

"اچھا میری ماں چاکلیٹ لا کے دوں گا کل اب تو بنا لو"

اُس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔۔۔

"پکا چاکلیٹ دیں گے نا؟"

اُس نے اپنا ہاتھ اُس کے سامنے کیا جیسے وعدہ لے رہی ہو اُس کی بات کا۔۔۔

"ایک سواتی کی زبان اُس کے کیے ہوئے وعدے سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔ جب زبان سے کہے دیا لا کے دوں گا تو مطلب لا کے دوں گا۔ اب جاؤ بھی بھوک لگی ہے مجھے اتنی۔۔۔۔"۔

وہ مسکرائی چہرے کا ڈمپل اور گہرا ہوا اور جلدی جلدی کچن میں جانے لگی۔۔۔۔

اُس کے موبائل کی ٹیون بجی۔۔۔۔۔اُس نے موبائل نکالا۔۔۔۔آنکھوں میں حیرت اُبھری۔۔۔۔۔ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی اور دل نے بے اختیار الحمدللہ کہا۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے وجی بڑا مسکرا رہا ہے؟"

وہ نماز کے بعد دوستوں کے پاس آیا تھا۔۔وہ شام کو ایک چکر دوستوں کے پاس ہمیشہ لگایا کرتا تھا۔۔۔مگر کچھ دنوں سے وہ خود میں ہی گُم تھا۔۔۔

آج اتنے عرصے بعد وہ دوستوں کے پاس آیا تھا۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں"

اُس نے جیسے ہی دوست کی وہ بات سنی اُس کے چہرے کا رنگ ایک دم بدل گیا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا اگر وہ ملکہ کے لیے مسکرائے تو کوئی اُس کی مسکراہٹ کو دیکھے۔۔۔۔۔اگر اُس کی آنکھیں اُس کے لیے چمکیں تو کوئی غیر مرد اُن آنکھوں میں بھی دیکھے۔۔۔۔۔وہ ایک دم اٹھا اور جانے لگا۔۔۔۔

"کدھر جا رہا ہے تو"

دوست نے اُس کا بازو پکڑا اور روکنے لگا۔۔۔۔۔جو وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا۔۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا وہ دوستوں کے سامنے اُس کو ریپلائے کرے،وہ تو اُس کو ہر ایک سے چھپا کے رکھنا چاہتا تھا۔۔۔اُس کی پاکیزگی کو ہمیشہ اپنے دل میں رکھنا چاہتا تھا۔پھر ایسا کیسے ممکن تھا وہ دوستوں کی محفل میں بیٹھ کے اُس کی بات کرے یا اُس سے بات بھی کرے۔۔۔۔

وہ اُن مردوں کی طرح ہرگز نہیں تھا۔۔جو دوستوں کی محفل میں بیٹھ کے عورت ذات کی تذلیل کرے ۔۔۔۔اپنے دوستوں کو بتائے بچی سیٹ ہو گئی ہے تیرے بھائی کے ساتھ۔۔اور پھر اُس لڑکی کے میسیج سب کو پڑھ پڑھ کے سنائے.. اور سب اپنا اپنا مشورہ دیں آگے یہ ریپلائے کر یہ بول بھابھی کو۔۔

...اُس کو شدید نفرت تھی اُن مردوں سے جو اپنی ماں بہن گھر پہ رکھ کے کسی کی بہن کو دوستوں میں ذلیل کریں اُس کی محبت کو رُسوا کریں۔۔۔۔۔

محبت یہ دیکھ کے تو نہیں ہوتی جو اچھا ہے اُسی سے ہو گی۔۔۔ محبت تو دنیا کے غلط ترین بندے سے بھی ہو سکتی ہے ۔اگر ایک لڑکی اُس کے سامنے ہار جاتی ہے تو اُس کو چاہیے محبت کی قدر کرے اُس کی دنیا میں تذلیل نہ کرے

.....۔

"بس یار مجھے کچھ کام ہے میں جا رہا ہوں"

اُس نے اپنی بائک سٹارٹ کرتے ہوئے کہا....وہ جلد از جلد اُس میسیج کا ریپلائے دینا چاہتا تھا جو کچھ وقت پہلے اُس کو ملا تھا۔۔۔۔۔

"یار تھوڑا تو بیٹھ جاتا"

وہ دوستوں کی محفل میں محفل کی جان تھا اور اتنے عرصے سے اُنکی محفل بے رنگ تھی۔۔۔۔۔وہ اُس کو روکنا چاہتے تھے جو اڑ کے جانا چاہتا تھا۔۔

وہ گھر آیا اور سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

اُس نے اُس میسیج کو بار بار دیکھا جو بس دو لفظوں پہ مشتمل تھا!!!۔

"شکریہ کیوں؟"۔

اُس نے وہ میسیج پھر کھولا اور

کانپتے ہاتھوں کے ساتھ لکھنے لگا۔۔۔۔۔۔

"وہ لکھنا چاہتا تھا ملکہ میری دنیا میں آنے کا شکریہ"۔

مگر اُس نے خود پہ قابو پایا اور بس اتنا ہی لکھا۔۔۔۔

"میری مدد کا شکریہ جو آپ نے فنکشن میں کی"۔

کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اُس نے بس اتنا ہی لکھا اور موبائل کو دیکھنے لگا جس پہ اُس نے بس وُہ دو حرف لکھے تھے۔

۔۔۔اُس نے نا جانے کتنی بار اپنی موبائل کی سکرین کو اپنے دل سے لگایا تھا۔۔۔ ہر دو منٹ بعد اُس میسیج کو وہ اپنے دل پہ رکھتا اور پھر دیکھتا۔۔۔۔ دل پہ وُہ میسیج رکھنے سے اُس کے دل کو ایک الگ ہی قرار آتا۔۔۔۔۔

وہ بار بار موبائل کو دیکھتا کہ اب اُس کا میسیج آئے گا۔۔۔۔ مگر گھنٹوں گزر گئے کوئی میسیج نا آیا۔۔۔۔۔اُس نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔۔۔۔

یہ نہ ہو اُس وقت اُس کا جواب آجائے۔۔وہ نہ تو کھا سکے اور نہ اُدھر سے اٹھ سکے۔۔۔۔

شاید انتظار کی گھڑیاں اُن گھڑیوں سے زیادہ تکلیف دے ہوتی ہیں جب ہم بولتے نہیں ہیں اور اگلے کی بات کا انتظار نہیں کرتے۔۔۔۔ یہ اُس چپ سے زیادہ درد دیتی ہیں جب ہم چپ توڑ کے اگلے بندے کے بھی بولنے کا انتظار کرتے ہیں"۔

اُس نے اس انتظار میں کمرے سے بالکنی اور بالکنی سے کمرے تک سو کے حساب سے چکر لگائے۔۔۔۔اُس کو لگ رہا تھا جیسے اب پیروں میں چھالے پڑ گے ہیں۔۔۔۔۔اب وہ ایک قدم بھی اگے نہیں چل سکے گا۔۔۔۔وہ کسی ہارے ہوئے سپاہی کی طرح وہیں زمین پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔ آنکھوں سے اشک رواں ہونے لگے۔۔۔۔ہونٹ کانپنے لگے کہ موبائل بجا۔۔۔اُس نے جلدی جلدی موبائل اٹھایا اور میسیج دیکھا۔۔۔

آنسوں سے بھری آنکھوں کے ساتھ میسیج نظر نہیں آرہا تھا اُس نے آنسوں صاف کیے۔۔۔۔ پھر سے موبائل دیکھا۔۔ اور مسکرانے لگا۔۔۔

"یا اللہ ایک وقت تھا جب لڑکیاں مجھ سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈتی تھی۔۔۔ اور آج ایک وقت ہے جو میں اُس کے ایک ریپلائے کے لیے ٹریپ رہا ہوں۔۔۔"۔

اُس نے اُس کے بجے جانے والی "☺" ایموجی کو اتنی دفعہ دیکھا۔۔۔ اور مسکراتا رہا۔۔۔ اُس کی بات کے جواب میں اُس نے بس ایک سمائل بھجی تھی۔۔۔۔

ملکہ تم اُن لڑکیوں جیسی نہیں ہو جو مجھ سے بات کا بہانا ڈھونڈتی ہیں۔ تم الگ ہو ملکہ پوری دنیا سے۔۔۔ تم اُن لڑکیوں جیسی ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔۔۔۔

"ملکہ میں انتظار کروں گا اُس دِن کا جب تم میرے مقدر میں لکھی جاؤ گی"۔

اُس نے آنسوں صاف کیے اور واشروم میں وضو بنانے گیا۔ اُس کو اُس کے جواب کے بدلے میں خدا کے حضور شکرانے کے نوافل ادا کرنے تھے۔۔۔

"اللہ جی میں ایسا نہیں کر سکتی میں ایسا نہیں کر سکتی"

وہ ڈائری لکھتے ہوئے اللہ جی سے باتیں کر رہی تھی۔ ایسا کوئی دِن نہیں ہوتا تھا جب وہ اُن سے باتیں نا کرے ۔۔۔ اُن کو سب کچھ سچ سچ نا بتائے۔۔۔ وہ اُنکو ہر بات بتاتی تھی جو اُس نے کی تھی چاہے وہ غلط ہوتی یا صحیح اللہ جی کو اُس کی زبانی ضرور پتا ہوتی تھی۔۔

"اللہ جی میں اُن کی زندگی میں اُن لڑکیوں کی لسٹ میں کبھی بھی نہیں آنا چاہتی جو اُن سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈتی ہیں"۔

"اللہ جی میرا بہت دل کرتا ہے میں اُنکو جواب دوں مگر میں آپ کو خفا نہیں کر سکتی۔۔۔میں اُن سے بات نہیں کر سکتی"۔

وہ سامنے پڑی ڈائری کے صفے اپنی آنکھوں سے نکلنے والے پانی سے بگھو رھی تھی۔۔۔اور لکھے جا رہی تھی۔۔۔۔

"اللہ جی میرا بہت دل کرتا ہے میں اُن سے بات کروں"۔

اُس نے ایک بار پھر کہا۔۔اب کی بار چپ بہنے والے آنسوں نے ہچکیوں کی صورت اختیار کر لی تھی۔۔۔۔

اُس نے پین کو ہاتھوں سے چھوڑا اور ڈائری پہ سر رکھے ہچکیاں لے لے کے رونے لگی۔۔۔۔خوبصورت سلکی بال اُس کے منہ پہ آنے لگے۔۔۔اُس نے منہ پہ ہاتھ رکھا اور اپنا منہ اُس طرف کیا جہاں کھڑکی تھی جدھر سے چاند نظر آرہا تھا۔۔۔وہ اُس کھڑکی کو دیکھنے لگی۔۔۔اُس چاند کو دیکھنے لگی جس کو وہ وجدان سمجھتی تھی۔۔۔۔۔

اُس کو لگ رہا تھا اُس کی لینے والی سانسیں اُس کو درد دے رہی ہیں۔۔۔اُس کو اپنی سانسوں سے بھی تکلیف ہونے لگی۔۔۔

وہ اٹھی کھڑکی کھولی، پردے پیچھے کیے۔اور وہاں کھڑی ہو گئی۔

ٹھنڈی ہوا کے ساتھ بارش بھی اندر آنے لگی۔۔۔اُس کے منہ پہ لگنے لگی اور وہ آنکھیں بند کیے اُدھر ہی کھڑی رہی جیسے وہ بارش کے قطرے اپنے اندر سمو رہی ہو۔۔۔

سر وجدان نے کہا ہے، جن جن لوگوں نے اُنکی ہیلپ کی ہے آج وہ چائے پہ اُنکو لے جائیں گے۔۔۔تو سب نے چھٹی کے بعد یہیں رکنا ہے۔۔۔۔

ہمیشہ کی طرح وہ کلاس میں کھڑے ہو کے بتانے لگی۔۔۔

اتنے تو لوگ نہیں تھے ہانی بس گنے چنے ہوئے ہم پانچ چھ لوگ تھے۔۔۔۔۔۔۔ میں، تم، ملائکہ، ماہ نور فضہ اور زرمینہ ہی تو تھے۔۔۔۔۔ ہم سب چلے جائیں گے ناسر کے ساتھ چائے پہ۔۔۔۔۔۔

ارم نے اُس کی بات کو آگے بڑھایا اور سب کے نام گن گن کے بتانے لگی جھنوں نے سر کی ہیلپ کی تھی۔۔۔۔۔

"سب چلے تو جائیں گے اگر کچھ سو کلڈ پٹھانوں کو ایشو نہ ہوں باہر چائے پہ جانے کے لیے تو"۔

ہانیہ نے ایک ایک لفظ پہ زور دے کے زرمینہ کی طرف دیکھ کے کہا۔۔۔۔۔

وہ جان بھوج کے ایسا کر رہی تھی تا کہ وہ خود ہی جانے سے انکار کر دے۔۔۔۔۔ اُس کو پتا تھا سر اُس کو کتنی اہمیت دیتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ وجدان کے ساتھ اُس کو برداشت بھی نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔۔

"بھئی ان لوگوں کی عزت کا معاملہ جو ہوتا ہے باہر اگر کسی ہوٹل پہ بیٹھ جائیں تو"۔

اُس نے چپ بیٹھی زرمینہ کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ اور ہسنے لگی جیسے اُس کا مذاق اڑا رہی ہو۔۔۔

اُس کے ساتھ ساتھ ارم بھی اُس کے ساتھ ہسنے لگی۔۔۔۔

وہ جو چپ بیٹھی تھی وہ ایک خانزادی تھی۔۔۔۔ اُس کی رگوں میں ایک سواتی باپ کا خون تھا۔۔۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا کوئی اُس کی تذلیل کرے تو وہ چُپ رہے۔۔۔۔۔ مگر جہاں اُس کی عزت پہ بات آئے وہ چپ ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔ وہ سمجھتی تھی ایک لڑکی کی عزت سے زیادہ اُس کے لیے کچھ بھی نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔ جب وہ اپنی عزت کے معاملے میں صفائی دیتی ہے تو اُس کی عزت اور اچھالی جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ اور جب سامنے کم نسل ہوں تو خاموشی اختیار کر لینی چاہیے۔۔۔۔۔۔ گُم ہو جانا چاہیے روپوش ہو جانا چاہیے۔۔۔۔۔۔

"ہانیہ آپ کو آخر مسئلہ کیا ہے"

اُس کی آنکھوں میں آنسوں دیکھتے ہوئے سامنے بیٹھے ہوئے فضہ ایک دم بولی۔۔۔۔۔۔

"مجھے کسی سے کوئی مسئلہ نہیں ہے میں بس حقیقت بیان کر رہی۔۔۔۔۔ یہ پارسا کیسے جائیں گی ہمارے ساتھ"۔

اُس نے ایک بار پھر سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو سر اٹھائے اور نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔

"فضہ ٹھیک کہے رہی ہے ہانیہ آپ ہوتی کون ہیں اس کے بارے میں بات کرنی والی۔ اب دور سے ماہ نور بولی تھی

۔۔۔

بلکل آپ نے ٹھیک کہا۔۔ ماہ نور، ٹھیک ہے آپ کو بہت اختلاف ہیں آپس میں مگر یہ کون سا طریقہ ہے بات کا

۔۔۔۔

"ہانیہ آپ اپنا بہیور ٹھیک کریں۔۔۔۔"۔

"زرمینہ آپ پلیز اُداس مت ہوں"

بلکل زرمینہ آپ بلکل بھی اُداس نہ ہونا ان جیسوں کو تو بیماری ہوتی ہے کسی کی عزت سے جھلنا۔۔۔۔

" آپ کا تو مقام ہمارے دل میں ہے زری"۔

"عزت والے ہے عزت کو سمجھتے ہیں اِن میں خود عزت نہیں ہے تو یہ آپ کی کیا کریں گی"۔۔۔۔

ہر طرف سے اُس کے حق میں آوازیں آرہی تھیں جو خاموش بیٹھی سن رہی تھی۔۔۔۔ ہر کوئی اُس کے حق میں بول رہا تھا۔۔۔۔۔ ہر کوئی اُس کا حوصلا بن رہا تھا۔۔۔۔۔ اُس کی خاموشی کا جواب اپنے الفاظ میں دے رہا تھا ۔۔۔۔۔ اُس کے کی جانے والی تذلیل کا بدلہ لے رہا تھا۔۔۔۔ آج لڑکیاں ہی نہیں لڑکے بھی اُس کے حق میں بول رہے تھے۔ جو حجاب کیے کندھے پہ چادر ڈالے اُن کو سن رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ سب اُس کا غرور بنے تھے۔۔۔۔۔ اُس کی جھکی نظروں کو اُن سب نے اوپر کیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اب بھی رو رہی تھی مگر اب وہ خوشی کے آنسوں رو رہی تھی۔۔۔۔۔ اُن لوگوں کی کہی ہوئی ہر بات کو اپنے اندر اُتار رہی تھی۔ ۔۔۔ جن کو وہ جانتی بھی نہیں تھی۔

یہ کیسے لوگ تھے جو بغیر اُس کو جانے اُس کی آواز بن رہے تھے۔۔۔اُس کا غرور بن رہے تھے۔۔۔اُس کو عزت کہے کر بولا رہے تھے۔

اُس نے تو اللہ سے تھوڑی سی عزت مانگی تھی۔۔۔مگر آج اُس کو عزتوں کا سمندر مل رہا تھا۔۔۔۔۔اُس کو عزت دینے والے اُس کے خون کے رشتے دار نہیں تھے۔۔۔۔۔وہ تو اُس کو جانتے بھی نہیں تھے۔۔۔۔اُن کو تو پتا بھی نہیں تھا جن کے لیے وہ بول رہے ہیں وہ کون ہے۔۔۔۔

اُس کو لگا یہ جو اُس کے حق میں بول رہے ہیں یہ اللہ کی طرف سے بجھے جانے والے فرشتے ہیں جو اُس کی لڑائی لڑنے آسمان سے آئیں ہیں۔

وہاں بیٹھے اُس کا دل چاہا

وہ ہر لڑکی کو اپنے دل سے لگائے جس کو انھوں نے ایک بہن جیسی عزت دی۔جو اُس کے لیے بولیں۔۔۔۔

وہ ہر لڑکے کے پاس جائے،وہ لڑکے اپنا ہاتھ اُس کے سر پہ رکھیں۔۔۔اور وہ اپنا سر نیچے کر لے۔۔ان کی عزت میں وہ نیچے ہو جائے۔جھنوں نے بھائی بن کے بہن کے خلاف کہنے والوں کو اپنی آنکھیں دکھائیں۔۔۔۔۔

اُس کے خلاف بولنے والے بس دو لوگ تھے اور اُس کے حق میں بولنے والے دو سو لوگ۔۔۔

"وہ سب خود عزتوں والے تھے جو اُس کی عزت کر رہے تھے"

اُس کا سہارا بن رہے تھے۔۔۔۔اُس کے رقیبوں کا منہ بند کر رہے تھے۔۔۔۔اپنے لفظوں سے اُس کے ریقبوں کو اُس کا مقام بتا رہے تھے جو مقام اُس کو خدا نے دیا تھا۔۔۔۔

اُس نے اپنی آنکھیں بند کیں ہاتھ اگے کیے۔۔۔اور دل میں اُن لوگوں کے لیے دعا مانگی جو اُس کا غرور بنے تھے۔۔اُس کا حوصلا اُسکی زبان بنے تھے۔۔۔۔۔

"رقیبوں کی محفل میں کچھ فرشتے بھی ہوتے ہیں"

"سر زرمینہ نہیں جا پائے گی ہمارے ساتھ چائے پہ"

فضہ نے اُس کے آفس میں آتے ہوئے کہا۔۔۔جو کمپیوٹر پہ کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔

"کیوں نہیں جا پائیں گی وہ"

اُس کی چلتی انگلیوں نے ایک دم حرکت روک دی۔۔۔۔

اُس کو اِس بات کا اندازہ پہلے سے ہی تھا کہ وہ یونی سے باہر ایسے نہیں جا پائے گی۔۔۔۔

وہ اپنی کُرسی پہ بیٹھا سارے کام چھوڑ کے فضہ سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔

"می آئی کم ان سر"

ھانیہ نے اُس کے آفس کا دروازہ نوک کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔اُس کو بہت تجسّس تھا کہ فضہ اُس سے کیا بات کر رہی ہے۔۔۔۔وہ کیسے رہ سکتی تھی اُس کے آفس میں نا آتے ہوئے جس کو اُس نے اپنی ملکیت سمجھ کے رکھ دیا تھا۔جب دل ہوا تو منہ اُٹھا کے اندر آ گئی۔۔۔۔۔

"جی آجائیں"

اُس نے اُس کو بیزاری سے اندر آنے کا کہا۔۔۔۔۔۔

"فضہ آپ کھڑی کیوں ہیں بیٹھیں نا"

اُس نے بغیر ہانیہ سے پوچھے کہ وہ کیوں تشریف لائیں ہیں۔فضہ کو دیکھا اور اُس کو بیٹھنے کا کہا۔۔۔۔وہ فضہ کی بہت عزت کرتا تھا۔۔۔اُس کو پتا تھا وہ اُس کی واحد دوست ہے جس پہ وہ جان دیتی ہے۔۔۔ہمیشہ بس اُسی کے ساتھ رہتی ہے۔۔۔۔۔وہ ہر ایک سے فضہ کو الگ مقام دیتا تھا۔۔۔ایک ٹیچر سے زیادہ وہ اُس کا بھائی بن جاتا

تھا۔۔۔۔۔اُس کے ساتھ بات کرتے ہوئے مسکرا دیتا تھا۔۔۔۔اُس کو عزت دیتا تھا۔۔وہ اُس کی نسبت سے فضہ کو ایک الگ حثیت دیتا تھا۔۔۔۔

وہ ایسا ہی تھا۔۔۔وہ جس کو بھی اپنی زندگی میں چاہتا اُس سے جُڑے ہر شخص ہر رشتے کو ایک الگ مقام دیتا۔۔۔۔

وہ دوست ہے دوست کو اپنا دوست سمجھتا تھا اور دوست کے دشمن کو دشمن۔۔۔۔

۔۔۔اور یہ بہت سے لوگوں کو ہضم نہیں ہوتی تھی وہ فضہ کو ایسا مقام کیوں دیتا ہے۔اُس کی اتنی عزت کیوں کرتا ہے۔۔۔

"مجھے تو کبھی بیٹھنے کا نہیں کہا"

ہانیہ نے جلتے دل کے ساتھ اُس کو دیکھا جو ابھی بھی کھڑی ہی تھی۔۔

"نہیں سر میں ٹھیک ہوں"

فضہ نے اُس کو مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔وہ اپنے اُستاد کے سامنے کیسے بیٹھ سکتی ہے اُس نے اپنے دل میں سوچا ۔۔۔۔وہ تو آفس میں بھی زرمینہ کے کہنے پہ آئی تھی۔۔۔۔ورنہ اُس کو کبھی نہیں اچھا لگا سر کے آفس میں فضول جانا اور اُن کو ڈسٹرب کرنا۔۔۔۔۔۔۔

"ہانیہ آپ ایسا کریں سب کو بتادیں کہ نیکسٹ لسن میں سب کینٹین پہ آئیں۔۔۔ہم وہیں چائے پیں گے"

اُس نے اب کی بار ہانیہ کو دیکھا جو جلتے دل کے ساتھ اُس کو دیکھے جا رہی تھی۔ جیسے موقع ملا تو وہ بھوکی شیرنی کی طرح اُس پہ حملہ کر دے گی جس کو اُس سے کہی گناہ زیادہ عزت مل رہی تھی۔۔۔۔۔

"لیکن سر ہم سب تو ریڈی تھے باہر جانے کے لیے"

اُس نے بغیر فضہ کو دیکھے اُس کی طرف مڑ کے کہا جو ہر بات فضہ سے کر رہا تھا۔۔۔۔۔بار بار فضہ کو دیکھ کے بات کر رہا تھا۔

"سب ؟ سب نہیں ہیں ریڈی ہانیہ.... اور اگر وہ نہیں جا رہے تو ہم بھی نہیں جا رہے تو بہتر ہے یونی کی کینٹین پہ ہی کچھ وقت بیٹھ کے چائے پی لیتے ہیں"۔

اُس نے بغیر زرمینہ کا نام لیے اُس کو کہا۔ جو بہت اچھی طرح سمجھ گی تھی۔ کہ وہ اُس کی بات کر رہا ہے۔

۔۔۔۔وہ خود بھی نہیں چاہتا تھا وہ یونی سے باہر ایسے جائے۔ کوئی اُس کو دیکھے۔ کسی کی نظر بھی اُس کی پاکیزگی پہ پڑے۔۔۔۔

"اوکے سر میں کہے دوں گی"

اُس کا بس نہیں چل رہا تھا میز اٹھائے اور فضہ کے سر پہ مارے۔۔۔۔ جو اُس کو زرمینہ کا بتانے آئی تھی۔

"فضہ اب تو کوئی عتراض نہیں ہو گا نا لوگوں کو"..۔

اُس نے اُس کا نام لینے کے بجائے اُس کو لوگوں کہے کر مخاطب کیا تھا۔۔ اور وہ سمجھ بھی گئی تھی اُس نے کس کو لوگوں کہا ہے۔۔۔۔۔۔۔

"نہیں سر اب کوئی عتراض نہیں ہو گا ہم ضرور آئیں گے"

اُس نے مسکراتے ہوئے کہا اور اجازت لینے لگی۔۔۔۔۔

اور وہ جو جل جل کے کوئلہ ہوئے جا رہی تھی، اُس کے پیچھے پیچھے اُس کے آفس سے باہر نکلی۔

"تُجھے پتا ہے سر نے کیا کہا"

وہ کلاس میں آئی اور زری کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔۔

"کیا ہوا خفا تو نہیں ہوئے نا وہ؟"

اُس نے پریشان ہوتے ہوئے کہا جو کب سے پریشانی کے جھولے میں جھول رہی تھی۔۔۔

"ایسے تو نہیں بتاؤں گی میں آپ کو۔۔۔"۔

اُس نے شرارتی سے انداز میں کہا!!۔

"فضہ کیا کر رہی ہے تو"

اُس نے اُس کو کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا تو اُس کا بازوں پکڑنے لگی۔۔۔ جیسے اُس کو کھینچ رہی ہو نیچے بیٹھ جاؤ

۔۔۔۔۔

"حوصلا بے بی،۔۔۔وہی کر رہی ہُوں جو یہ سب تمہارے ساتھ کرتے ہیں۔۔۔ آج تمہاری باری ہے۔ مگر آپ تو بولیں گی نہیں تو مجھے ہی بولنا پڑے گا آپکی جگہ"۔

وہ کھڑے کھڑے ہی تھوڑا سے نیچے جُھکی اور اُس کے کان میں کہنے لگی۔۔۔

"ہانیہ صاحبہ کا انتظار کر رہی تھی وہ آئیں تو میں انکی طرح اعلان کروں۔۔ اُن کو بتاؤں کہ اعلان ایسے کرتے ہیں"۔

"فضہ لے میرے جُڑے ہاتھ دیکھ"

اُس نے وہاں پہ ہی بیٹھے بیٹھے اُس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔۔ جس نے بڑے پیار سے وہ ہاتھ چومے۔۔۔

اُن دونوں کی دوستی ہی ایسی تھی۔۔۔ ہر کوئی اُن کی دوستی سے جھلتا تھا۔ اُن کو الگ کرنے کی کوشش کرتا تھا ۔۔۔وہ لیلیٰ مجنوں کی جوڑی ہر ایک کو چبتی تھی۔۔۔ اور کچھ کم نسل جن کو کبھی دوستی جیسے پاک رشتے کا پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔ جن کی زندگی میں دوستی جیسا رشتہ کبھی آیا ہی نہیں تھا۔ ہمیشہ اُن پہ بات کرتے۔۔۔ اُن دونوں کو ایک دوسرے کے خلاف کرنے کی کوشش کرتے۔۔۔ مگر اُن کا رشتہ تو جسم اور روح کا تھا، آنکھ اور زبان کا تھا، محبت اور عقیدت کا تھا۔۔۔ وہ دونوں کیسے الگ ہو سکتے تھے۔۔۔۔

جہاں کوئی زرمینہ پہ بات کرتا تو فضہ بولتی اور جب کوئی فضہ پہ بات کرتا تو زرمینہ جواب دیتی۔۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کی ڈھال بن جاتی تھیں۔۔۔۔اور کم نسل بس جلتے رہتے تھے۔۔۔۔۔

سر وجدان نے ایک پیغام بھیجا ہے اُن لوگوں کے لیے جہنوں نے چائے پہ جانا تھا اُن کے ساتھ۔۔۔چوں کہ زرمینہ یونی سے باہر نہیں جاسکتی ایسے تو سر نے بولا ہے ہم اُس کی خاطر باہر نہیں جائیں گے بلکہ کینٹین پہ ہی چائے پییں گے

۔۔۔۔۔

اُس نے اپنی آنکھوں میں ایک چمک لاتے ہوئے، اونچی آواز میں سب کو بتایا اور ہانیہ کو دیکھنے لگی۔۔۔۔جو اپنی کُرسی پہ سر کو جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔

"ارے واہ زری یہ تو کمال ہو گیا۔۔۔سر نے آپ کے لیے پلان چینج کر لیا"۔

اُدھر بیٹھا ہر شخص اُس کو رشک کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔۔۔جس کی خاطر وجدان جیسے بندے نے اپنا پلان چینج کیا

۔۔۔۔۔۔

"ہانیہ ٹھیک تو ہیں نا آپ؟"

مدثر نے اُس کو دیکھتے ہوئے دور سے پوچھا۔۔۔جیسے اُس کو بتا رہا ہو بڑی شوخی بنتی تھی۔۔۔۔۔دیکھو اُس نے تو پوچھا بھی نہ تمہیں اور زری کے لیے پلان بدل دیا۔۔۔۔

"آپ اپنی بکواس بند کریں گے"

اُس نے دور سے اُس کو ایسے کہا جیسے اب اُس کو پنجے مار دی گئی۔اور اُس کا منہ لہولوہان کر دے گی۔۔۔

"لگتا ہے آج محترمہ کچھ زیادہ ہی غصے میں ہیں"

اُس نے زبان کو دانتوں کے نیچے دیا اور پاس بیٹھے خاور کے کان میں کہنے لگا۔۔۔

"وجدان سر نے منہ جو نہیں لگایا اِن کو"

اُس نے ہستے ہوئے کہا اور اُس کی طرف دیکھنے لگا جو بیگ اٹھائے کلاس سے باہر جارہی تھی۔۔۔۔

"سر سے کہے دینا مجھے نہیں پینی کوئی چائے"۔

اُس نے جاتے ہوئے فضہ کو کہا۔۔

"ایسے تو سر کے آفس میں جانے کے سو بہانے ڈھونڈتی ہیں۔۔۔اور اب مجھے پیغام دے رہی ہیں بہت اچھے ہانیہ صاحبہ"۔

"تمھیں کیا ضرورت تھی ایسے سب کے سامنے اعلان کرنے کی"۔

اُس نے اُس کا بازو زور سے پکڑا اور نیچے بٹھایا۔۔۔جو کب سے کھڑی ہانیہ کے بدلتے رنگ کے مزے لے رہی تھی۔۔۔

"کچھ لوگوں کو اُن کی اوقات یاد دلانا بہت ضروری ہوتا ہے زرمینہ۔۔۔۔لوگ اگر اوقات میں ہی رہیں تو بہتر ہوتا ہے ہمارے لیے بھی اور اُن کے لیے بھی..

اب جلدی اٹھو نا کینٹین جاتے جاتے بھی پندرہ منٹ لگ ہی جائیں گے۔۔۔۔"۔

اُس نے اپنی کتابیں بیگ میں ڈالی اور اٹھنے لگی۔۔۔

۔وہ فضہ کے آفس سے نکلنے کے بعد ہی فوراً کینٹین پہ آیا۔۔۔وہ اُس سے پہلے وہاں پہنچنا چاہتا تھا۔۔۔وہ اُس کا خود استقبال کرنا چاہتا تھا جو آج اُس کے لیے آرہی تھی۔۔۔۔وہ پچھلے ایک گھنٹے سے کینٹین کے باہر کھڑا ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہیں سے وہ اُس کو نظر آجائے۔۔۔۔۔

ہر سٹوڈنٹ اُس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ ویسے بھی ہر ایک کی توجہ کا مرکز بنا ہوتا تھا۔۔۔اور پھر جب وہ کینٹین آئے اور ایسے شدت سے کسی کا انتظار کرے۔۔۔یہ سب اُن کے لیے بہت حیرت کی بات تھی۔۔۔۔

ہر آتا جاتا سٹوڈنٹ اُس کو سلام کرتا اور وُہ بغیر مسکرائے گھڑی کو دیکھتا اور جواب دیتا۔۔۔

اُس نے اُس ایک گھنٹے میں ایک ایک پل ہاتھ پہ بندھی گھڑی پہ وقت دیکھا تھا۔۔۔۔۔

"سر آپ کو کچھ چاہیئے"

کینٹین پہ موجود لڑکے نے اُس کو اتنے وقت سے ایسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

وہ لڑکا اُس کو اچھی طرح جانتا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا یہ وہ فرشتہ ہے جو اُس جیسے نا جانے کتنے بچوں کی فیس دیتا ہے۔ اُن کو خود پڑھتا ہے۔۔۔۔اور پھر اُن سے پرائیویٹ امتحان دلواتا ہے۔۔۔جو اپنے گھر کا خرچ چلانے کے لیے ایسے کام کرتے ہیں۔۔

"نہیں بیٹا کچھ نہیں چاہیئے. آپ ایسا کرو کے اوپر کسی جگہ کمرے میں پردے اگے کرلو تاکہ باہر والوں کی نظر نہ پڑے وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں پے۔۔۔۔۔۔

اُس نے اُس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے آرام سے کہا۔۔۔

"جی جی سر میں کرتا ہوں آپ بے گم رہیں"

وہ لڑکا دوڑتا ہوا گیا اور اُس چھوٹے سے کمرے میں پردے اگے کیے۔۔۔اُس میں اکثر سٹوڈنٹس بیٹھ کے لنچ کرتے تھے۔۔۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا وہ جب آئے تو سب کے سامنے بیٹھے۔۔۔۔کسی کی نظر اُس پہ پڑے۔۔۔۔۔

اب کی بار اُس نے پھر گھڑی دیکھی۔۔۔اُس کو لگ رہا تھا جیسے ایک سیکنڈ گھنٹوں کی رفتار سے چل رہا ہے۔۔۔

"فضہ چھوڑو نا ہم بھی نہیں جاتے نا"

اُس نے راستے سے فضہ کا پکڑا ہوا ہاتھ چھوڑا اور اُس کو کہنے لگی۔۔۔۔

کیوں نہیں جاتے ہم؟ سر کیا سوچیں گے؟ کن نخروں میں ہیں ہم؟۔

اُس نے غصّہ ہوتے ہوئے اُس کو کہا جو اپنے ہی اندر کی کیفیت سے ڈر رہی تھی۔۔۔۔۔ جو خود کو وہاں جانے سے روک بھی نہیں سکتی تھی اور جانا بھی نہیں چاہتی تھی!!!۔

"ٹھیک ہے پھر مسجد سے ہوتے ہوئے جائیں گے"۔

"زری اب یہ کیا بات ہے؟ اب تمہیں اُدھر کیوں جانا ہے؟ سب لڑکیاں جا چکی ہوں گی کینٹین پہلے ہی۔۔۔"۔

ءاگر تم چاہتی ہو کہ میں بھی جاؤں تمہارے ساتھ تو پہلے ہم مسجد میں جائیں گے اور پھر کینٹین۔"۔

"زری یار یہ کیا طریقہ ہے اب۔ سر نے تمہاری خاطر پلان چینج کیا اور اب تم ایسے نخرے دیکھا رہی ہو۔۔۔۔"۔

"تم نے میرے ساتھ مسجد جانا ہے کے نہیں؟ دیکھو وہ سامنے ہی تو ہے نا بس پلیز پانچ منٹ"۔

"اگر پانچ منٹ سے ایک منٹ بھی اوپر ہوا نا تو دکھنا تم"۔

"نہیں ہو گا پکا وعدہ"۔۔

وہ یونی کی مسجد کے اندر داخل ہوئی جدھر جاتے ہی اُس کو ہمیشہ ایک عجیب سا سکونِ ملتا تھا۔۔۔۔ وہ لڑکیوں والے پورشن میں گئی۔ جہاں لڑکیوں کے لیے مخصوص جگہ بنائی گئی تھی۔۔۔

"میری چادر پکڑو"

اُس نے اپنے کندھے پہ پڑی چادر اُس کو دی اور خود وہاں بیٹھ گئی جہاں وضو بناتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ پہلی بار اُس سے ایسے ملنے جا رہی تھی۔۔۔۔ وہ وضو کر کے جانا چاہتی تھی۔۔۔۔ وہ اُس کے سامنے وضو میں رہنا چاہتی تھی۔۔۔

اُس نے وضو بنایا۔۔۔ آنکھیں بند کیں، وہیں بیٹھ گی۔۔ اور دل میں دعا مانگنے لگی۔۔۔

"اے اللہ آج میں خود کو ایک بار پھر تمہارے حوالے کرتی ہوں، آج میں آپ سے کچھ نہیں مانگتی۔۔۔۔میں بس اتنا مانگتی ہُوں جو میرے حق میں بہتر ہے وہ مجھے عطا کر، تُو تو سارے جہانوں کا رب ہے نا۔۔۔تو نے مجھے پیدا کیا۔۔۔۔اے اللہ جو میرے حق میں بہتر ہے مجھے بس اُس سے نواز دے"۔۔

اُس نے آج خود کو اللہ کے سپرد کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔جو خود سے لڑ لڑ کے تھک چُکی تھی۔۔۔۔۔

"زری صاحبہ آپ کا وضو ختم ہو گیا ہو تو اٹھ جائیں"۔

فضہ نے اُس کو ہلاتے ہوئے کہا جو جیسے جائے نماز پہ تہجد کی سی کیفیت میں بیٹھی ہو!!!۔

وہ کھڑی ہوئی اپنا حجاب ٹھیک کیا جو وضو کے دوران پیچھے ہوا تھا۔۔۔پھر سے نقاب کیا۔۔گیلے ہاتھوں کو۔۔۔۔۔

منہ کو ایسے ہی چھوڑا اور باہر نکلنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

" بھئی اب یہ کیا تھا"۔

فضہ سے مسجد سے باہر آتے ہوئے اُس کو دیکھ کے کہا۔۔۔

"کچھ نہیں تھا وضو تھا"

اُس نے مختصر سا جواب دیا اور آگے چلنے لگی۔۔۔۔۔۔

وہ کینٹین تک پہنچے ہی تھے کہ وہ کینٹین کی دوسری منزل پہ کھڑا نظر آیا۔جو کھڑی دیکھ رہا تھا۔

۔۔۔اُس نے اُن کو دیکھتے ہی اوپر آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔۔اور خود سیڑھیوں کے سامنے رکھے صوفے پہ بیٹھ گیا

۔۔۔۔۔۔

وہ کندھے پہ چادر ڈالے، عبایا اوپر کیے ایک ایک قدم چلتے ہوئے آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ جیسے ہی اوپر آئی اُس کی جھکی نظریں اوپر ہوئی اوپر ہوئی، وہ صوفے سے اٹھا۔۔۔۔کھڑا ہوا اور چہرے پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ سجائی۔۔۔۔۔۔

اُس نے آج سے پہلے کسی کے چہرے پہ ایسی مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی۔۔۔۔۔

اُس کے چہرے کی معصومیت نے۔۔۔لبوں پہ سجی مسکراہٹ نے اُس کی چمکتی آنکھوں نے اُس کو خوش آمدید کہا جو آج صرف اُس کی خاطر وہاں آئی تھی۔۔۔۔۔۔

وہاں پہ سب پہلے سے ہی موجود تھے سوائے ہانیہ کے۔۔۔۔

وہ اندر گیا اور اُس کُرسی پہ بیٹھا جدھر گھر کا سربراہ بیٹھتا ہے۔۔۔۔باقی سب پہلے سے ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔

فضہ آگے تھی اُس نے کُرسی کھینچی اور بیٹھ گی۔۔۔

۔۔۔۔بس ایک ہی کُرسی وہاں خالی بچی تھی جو وجدان کے بلکل ساتھ پڑی تھی۔۔۔۔وہ اُس کُرسی پہ نہیں بیٹھنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔مگر اُس کے سواء کوئی حل نہیں تھا۔۔۔۔اُس نے کرسی کو اپنی طرف کیا۔۔۔۔کندھے پہ پڑی چادر کو ٹھیک کیا اور وہاں بیٹھ گی جدھر اُس کی جگہ خدا نے خالی چھوڑ رکھی تھی۔۔۔۔۔۔

"بیٹا اِدھر آئیں"

اُس نے وہاں پہ کام کرتے ہوئے اُس لڑکے کو بلایا جو پردہ ٹھیک کر رہا تھا۔۔۔۔

"جی سر جی کیا لاوں"

وہ اُس کی آواز پہ بھاگتا ہوا اُس کے پاس آیا۔۔۔۔۔

"کیا لیں گے آپ سب؟"

اُس نے اُن سب کی طرف دیکھا اور پوچھنے لگا۔۔۔

"سر چائے ہی منگوا لیں نا"

زرمینہ کے ساتھ والی کُرسی پہ بیٹھی فضہ نے کہا!!۔

"ٹھیک ہے ایسا کرو پانچ کپ چائے اور ساتھ پکڑے، کباب وغیرہ لے آؤ"

اُس نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ انگلیوں پہ گِنتا ہوا جانے لگا۔۔پانچ کپ چائے اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پانچ کپ چائے اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آپ سب کا بہت شکریہ آپ سب نے میری اتنی مدد کی"

اُس نے زرمینہ کو دیکھے بغیر سب کو بولا۔۔۔جو اُس کی طرف ہی دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔۔

اُس کو لگا وہ اُس کی دل کی دھڑکن سن لے گا۔۔۔اُس کا بے قابو ہوتا دل اب باہر آجائے گا۔۔۔۔۔اُس کے دل کی دھڑکن اتنی تیز ہو رہی تھی جیسے پاس بیٹھا ہر شخص سن سکتا ہو۔۔۔۔اُس نے اپنی چادر کو اپنے آگے کیا۔۔۔جیسے وہ اپنے دل کی دھڑکن پہ پردہ ڈالنا چاہتی ہو۔۔۔۔

وہ آج ٹیچر سے زیادہ ایک دوست لگ رہا تھا جیسے کوئی دوستوں کی محفل میں بیٹھا ہو۔۔۔۔وہ دوستوں کی طرح اُن کو اپنی سٹوڈنٹ لائف بتا رہا تھا۔۔۔۔۔اُنکو زندگی کی حقیقت سمجھا رہا تھا۔۔۔۔۔

اُس نے ایک بار بھی اپنے پاس بیٹھی لڑکی کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔وہ اپنی عادت سے ہٹ کے آج بات کر رہا تھا۔۔۔وہ جب بھی بات کرتا ہمیشہ ہستا تھا۔۔۔۔اُس کے چہرے پہ مسکراہٹ تو اج بھی تھی مگر آج اُس مسکراہٹ کے ساتھ پسینہ بھی تھا۔۔۔۔وہ بار بار ٹشو پیپر اٹھاتا اور اپنا پسینہ صاف کرتا۔۔۔۔جیسے کنفیوزڈ ہو رہا ہو۔اُس بات بات نہ کی جا رہی ہو۔۔۔

۔

"یہ لیں سر جی چائے "

اُس لڑکے نے چائے کا ٹرے اُن کے سامنے رکھا۔۔۔۔اور ساتھ پلیٹیں رکھی جس میں پکوڑے اور اور کباب پڑے تھے۔۔۔۔۔

سب نے ایک ایک پیالی اٹھائی اور اپنے سامنے رکھی۔۔۔۔اُس نے بھی پیالی اٹھائی جس نے کبھی چائے چکھی بھی نہیں تھی۔۔۔۔وہ کبھی چائے نہیں پیتی تھی۔۔۔اُن کے گھر چائے بنتی ہی بہت کم تھی۔۔۔وہ قہوہ پینے والے لوگ تھے۔اُن کو کہاں چائے کا ذائقہ بہاتا تھا۔۔۔۔۔۔

اُس نے پھر بھی چائے سے بھرا وہ کپ اٹھایا۔۔۔اور اُس کو غور سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔یہ اُس کی زندگی کی پہلی چیز ہے جو اُس کے نام کی پیے گی۔۔۔یہ تو فقط چائے ہے اگر زہر بھی ہوتا تو بھی میں مسکراتے چہرے کے ساتھ پی لیتی۔۔۔اُس نے دل میں اُس شخص کو دیکھ کے مسکراتے ہوئے کہا جو اُس کے پاس اُس کے بلکل قریب بیٹھا تھا

۔۔۔۔۔۔

وہ چائے پیتے ہوئے سب کو دیکھ کے باتیں کر رہا تھا اُن کو کچھ سمجھا رہا تھا کبھی ٹشو پیپر کا ڈبہ اٹھاتا کبھی وہاں پہ پڑے گلاس کو اٹھاتا اور کبھی وہاں پہ پڑا اگلدان ہاتھ میں لیتا اور اُن کو مثالیں دے کے سمجھاتا۔۔۔۔۔سب اُس کو غور سے دیکھتے رہے جیسے اُس کے سحر میں جکڑے گے ہوں۔۔۔جیسے اُس نے کچھ پڑھ کے اُن پہ پھونک دیا ہو کہ کوئی اُس سے نظریں نا ہٹا سکے۔۔۔۔۔

"آپ کو نہیں پسند چائے"

اُس نے اُس کے آگے پڑے ہوئے چائے کے کپ کو دیکھا جس میں سے ابھی تک ایک گھونٹ نہیں لیا گیا تھا

۔۔۔۔جیسے اُس کے دل کو الہام ہوا ہو کہ وہ چائے نہیں پیتی ہے۔۔۔۔۔

"سر یہ قہوہ پینے والے لوگ ہیں چائے نہیں پیتے"۔

اُس کے سوال پہ فضہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جو چائے کی دیوانی تھی۔۔۔۔

"آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ میں قہوہ منگوا دیتا ہوں"۔

اُس نے کھڑے ہوتے ہوئے اُس لڑکے کو اشارہ کیا۔۔۔۔۔

"نہیں نہیں میں پی لوں گی"

اُس نے اسے کھڑا ہوتے۔۔۔۔دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔وہ نہیں چاہتی تھی اُس کے پیسے فضول میں ضائع ہوں ۔۔۔۔۔اب ایک قھوے کی پیالی کون سالاکھوں میں ہوتی ہے۔ مگر وہ یہ بھی نہیں چاہتی تھی اُس کا ایک روپیہ بھی ضائع جائے۔۔۔۔۔۔

۔

وہ نیچے بیٹھا۔۔۔۔اُس کے سامنے پڑی چائے کی پیالی کو اٹھایا اور اپنے آگے رکھا۔۔۔۔۔

"آپ کی چائے میں میں پی لوں گا"۔

اُس کو لگا جیسے وہ مسکرانا بھول رہی ہے۔۔۔اُس کا دل اب باہر آجائے گا۔۔۔اُس کی آنکھوں سے اشک رواں ہوں جائیں گے۔جو صرف اُس کے نام کے اُس نے ضبط کر رکھے ہیں۔۔

"یہ لیں قھوہ"

اس لڑکے نے قھوہ وہاں رکھا اور چلا گیا۔۔۔۔۔

اُس نے قھوہ دیکھتے ہی سوچا وہ اپنا نقاب کیسے اترے گی۔۔؟۔اُس نے تو آج تک کسی نا محرم کے سامنے اپنا نقاب نہیں اُتارا تھا پھر آج کیسے اُتار سکتی ہے۔۔۔وہ کبھی نہیں چاہتی تھی وہ اُس کو دیکھے.جو اُس کو ہر دو سیکنڈ بعد دیکھتی تھی۔ اُس کے لیے جذبات اپنی جگہ تھے۔مگر کسی نا محرم کے سامنے بغیر نقاب کے بیٹھنا اُس کو گوارا نہیں تھا۔۔۔۔۔

اُس نے اپنا حجاب سائڈ سے منہ کی اُس طرف کیا جہاں وہ بیٹھا تھا۔۔۔۔اُس کو پتا تھا وہ بغیر نقاب کے اُس کے سامنے بھی بیٹھے وہ پھر بھی اُس کو ایک نظر اٹھا کے نہیں دیکھے گا۔۔۔۔۔

اُس نے نقاب نیچے کیا۔ جس سے صرف ہونٹ باہر ہوں۔۔۔۔۔سائڈ سے حجاب کو اور زیادہ آگے کیا۔ تاں کہ وہ اُس کو دیکھ نا سکے اُس کا چہرہ نظر نہ آئے۔۔

اور جلدی جلدی قہوہ پینے لگی۔۔۔۔اس دوران اُس کی نظروں نے اتنی دفعہ اُس کو دیکھا تھا جو اُس کو بغیر دیکھے سب سے باتیں کر رہا تھا۔۔

اُس نے اُس کو ایک نظر بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔وہ بغیر نقاب کے تھی۔اُس کی نظروں نے ایک بار بھی اُس کو دیکھنے کی گستاخی نہیں کی تھی جس کے لیے وہ نمازوں میں دعا مانگتا ہے۔۔۔

۔۔۔۔اُس نے یہ بات بہت پہلے نوٹ تھی وہ اُس کی طرف نہیں دیکھتا۔۔۔وہ نظریں جُھکا لیتا ہے۔۔۔۔مگر آج اُس نے اُس کو بے نقاب بیٹھے دیکھا تھا۔۔۔۔اُس کی نظروں نے لمحے بھر کے لیے بھی اُس کے چہرے کا طواف نہیں کیا تھا جو مسلسل اُس کو دیکھ رہی تھی جیسے اُس کو قید کرنا چاہتی ہو اپنی آنکھوں میں۔۔۔۔۔پھر آنکھوں کے راستے اُس کو اپنی روح میں اتارنا چاہتی ہو۔۔

"وجدان تمھارے چچا جان نے فاطمہ کے رشتے سے انکار کر دیا ہے"۔

کھانا کھانے کے دوران ماں نے اُس کو بہت افسوس سے کہا۔جیسے اُن دل ٹوٹا ہو۔۔۔۔۔

"مگر امی....."

اُس نے منہ میں جانے والا نوالہ اپنے ہاتھ سے پلیٹ میں رکھا۔جیسے وہ اب کبھی کچھ کھا نہیں پائے گا۔۔۔۔اب کچھ بول نہیں پائے گا۔۔۔۔

اُس نے کھانا وہیں چھوڑا ماں سے بات کیے بغیر فاطمہ کے کمرے میں گیا۔۔جو مشین پہ کچھ بنا رہی تھی۔اور مسلسل مشین چلا رہی تھی۔

"آپی۔۔۔۔"

وہ آیا۔۔۔۔۔اُس کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔اور سر کو جھکا لیا۔۔۔جیسے کوئی بچہ ایسے بیٹھا ہو کہ اُس کا چہرہ اور اُس کی آنکھیں کوئی نہ دیکھ پائے۔۔۔۔۔اُس کی آنکھوں کا درد کوئی محسوس نا کر سکے۔۔۔۔وہ اونچا اونچا روئے اور اُس کی بہن کے سواء کوئی اُس کو نا سنے کوئی اُس کو نہ دیکھے۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے وجی"

اُس نے مشین کو سائڈ پہ کیا۔۔۔اور اس کے قریب بیٹھی۔۔۔۔

"وجی"

اب کی بار اُس کی برداشت کی حد نے جواب دے دی تھی۔۔اُس نے اپنا سر بہن کی گود میں رکھا۔۔۔اور بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر رونے لگا۔۔۔خود کو بہن کی بربادی کا ذمے دار سمجھنے لگا۔۔۔۔۔

"آپی میں جینا نہیں چاہتا"

اُس نے روتے روتے بہن کو کہا۔۔۔اور نا جانے اُس نے کتنی سسکیوں سے اج اپنے لیے موت مانگی تھی۔۔۔۔

وہ جو بہن کی گود میں سر رکھے لیٹا تھا۔۔۔بہن نے فوراً اُس کو اوپر کیا۔۔۔اور آنکھوں میں وحشت لیے زور سے اُس کے منہ پہ دھپڑ مارا۔۔۔۔جو یہ کہے رہا تھا میں جینا نہیں چاہتا۔۔۔۔

"آپی ماریں مجھے اور ماریں"

اُس نے بہن کے دونوں ہاتھ پکڑے اور زور زور سے اپنے منہ پہ مارنے لگا۔۔۔۔

"آپی میں ذمے دار ہوں آپکی بربادی کا"

اُس نے بہن کی طرف دیکھا جو بلکل نڈھال بیٹھی تھی۔۔۔اُس نے تو اج تک اُسے ڈانٹا تک نہیں تھا وہ اُس کو مار کیسے سکتی ہے۔۔۔اُس کی آنکھوں سے آنسوں کا سیلاب بہنے لگا۔۔۔۔جیسے اُس کے اندر کچھ ٹوٹا ہو اور اُس ٹوٹنے سے آنکھوں سے ایک ایک کر کے کرچیاں باہر آرہی ہوں۔۔۔۔۔

"وجی تم جینا نہیں چاہتے ؟"

اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا جینا نہیں چاہتا؟ ہم پانچ بہنوں کا اکلوتا بھائی جینا نہیں چاہتا؟"۔

وہ بغیر اُس کی طرف دیکھے بولتی رہی۔ جیسے اُس کی اس بات نے اسکو اندر سے توڑ دیا ہو۔۔۔۔

"وجی ابو کے بعد کون ہے ہم بہنوں کا سہارا؟ کوئی ہے ؟"۔

"ہمارا اکلوتا سہارا آج یہ کہہ رہا ہے کہ وہ جینا نہیں چاہتا۔۔۔ وجی ہم تو تمہیں دیکھ کے جیتے ہیں۔۔ ہماری زندگی کی واحد خوشی ہو تم۔۔۔ اور تم کہتے ہو میں جینا نہیں چاہتا"۔۔

اُس نے روتے ہوئے کہا جیسے روتے روتے اُس کے دل میں درد اتا ہو۔۔۔ وہ بار بار کھانستی اور روتے ہوئے بولتی۔۔

"نہیں آپی مجھے معاف کر دیں پلیز"

بہن کو گلے سے لگاتے ہوئے وہ اُس کے آنسوں صاف کرنے لگا جس کی اپنی آنکھوں میں آنسوں کا ایک سمندر تھا ۔۔۔۔ وہ بہن کو چومنے لگا جو بلکل بے حال بیٹھی تھی۔۔۔۔

"آپی مجھے معاف کر دیں۔ میں آئندہ ایسا کبھی نہیں کہوں گا۔۔ بس مجھے آج معاف کر دیں"۔

بہن کی گود میں پھر سے سر رکھتے ہوئے وہ معافی مانگنے لگا۔۔۔ اُس کے سامنے گھڑ گھڑانے لگا۔۔۔۔۔۔

"وجی..... جوڑے آسمانوں پہ بنتے ہیں۔۔۔۔ میں بہت خوش ہوں کہ چچا جان کے گھر میرا رشتہِ نہیں ہوا ۔۔۔ وہ رشتہِ نہیں کر رہے تھے وجی وہ تو سودا کر رہے تھے۔۔۔۔ ہماری بیٹی لو اور اپنی دو۔۔۔۔

جہاں سودے ہوتے ہیں نا وجی وہاں رشتے نہیں ہوتے۔۔ اور ایسے نہیں رویا کرو۔۔۔۔۔ میں بہت خوش ہوں اپنی زندگی سے۔۔۔ شادی کر کے جاتی تو تمہارے بغیر میں کیسے رہتی ؟۔

وہ اُس کے بالوں میں اپنی اُنگلیاں پھیرتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔۔۔

وہ جو کچھ وقت پہلے ایک آگ میں جل رہا تھا۔اُس کو لگا کسی نے اُس پہ ٹھنڈا پانی پھینکا ہو۔۔اُس کو سکون میں لیے لیا ہو۔۔اُس کی آنکھیں بند ہونے لگی۔اور سکون سے بھری نیند اُس پہ غلبہ کرنے لگی۔۔۔

وہ آنکھوں پہ بازو رکھے لیٹی تھی۔۔۔اُس نے جو چہرہ اپنی آنکھوں میں قید کیا تھا۔۔وہ اُس کی آنکھیں بند ہوتے ہی اُس کے سامنے آنے لگتا۔۔۔وہ اب کبھی آنکھیں نہیں کھولنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔وہ اُس کو دیکھنا چاہتی تھی اُس کا مسکراتا چہرہ، اُس کو چھوٹی آنکھیں۔۔۔۔اُس کے منہ پہ سجتی داڑھی۔۔اُس نے اُس کی ایک ایک چیز کو قید کیا تھا۔۔۔۔

وہ آنکھیں بند کرتی تو وہ مسکراتا ہوا اُس کے سامنے ہوتا۔۔۔اور اُس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ سج جاتی۔۔۔

آج وہ اُس کا بھول جانا نہیں مانگ رہی تھی۔۔۔ آج وہ اُس کو بس اپنی روح میں سمو رہی تھی۔۔اُس کو اپنے دل میں، اپنی دھڑکن میں اپنے لہو میں محسوس کر رہی تھی۔۔۔

اُس کے نام کے قہوے کی خوشبو اور ذائقہ اپنے منہ میں لا رہی تھی۔۔۔۔

اُس نے اُس قہوے کے بعد کچھ بھی نہیں کھایا تھا کھانا تو دُور کی بات ہے اُس نے تو کچھ پیا بھی نہیں تھا۔۔۔۔وہ نہیں چاہتی تھی اُس کا وہ ذائقہ اور خوبشو اُس کے منہ سے جائے۔۔۔

"اللہ جی یہ کیسا احساس ہے.... مجھے کیوں لگتا ہے وہ میرے اندر ہے۔۔۔میری روح کی جگہ وہ ہے۔۔۔میری آنکھوں میں کیوں اُس کا چہرہ اتا ہے"

وہ آنکھیں بند کیے اللہ سے باتیں کرنے لگی۔۔۔اُس کا چہرہ اپنی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

"اُس نے خود کو اللہ کے حوالے کیا تھا۔۔۔۔اور جو اللہ کرتا ہے وہی بہتر ہے، وہی حق ہے، وہی سچ ہے"۔

وہ لیٹی تھی کہ اُس کا موبائل بجا.... موبائل کھولتے ہی، اُس کی نظر اُس میسیج پہ پڑی ۔۔۔ اُس نام پہ پڑی ۔۔۔ اُس کے دل کو ایک سکون ملا ۔۔ لبوں پہ مسکراہٹ ائی ۔۔۔ اُس نے موبائل اٹھایا اپنے دل سے لگایا ۔۔۔ اور آنکھیں بند کیں ۔۔۔۔۔ اُس کا چہرہ اُس کے سامنے آیا ۔۔۔۔ لبوں کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔ آنکھوں میں چمک اُتری۔

"اسلام علیکم"

"بہت شکریہ چائے پہ آنے کے لیے"۔

اُس نے آج بھی بس دو مصرعوں کا میسیج کیا تھا ۔۔۔۔

"وعلیکم السلام"

۔ آج اُس کے اختیار میں نہیں تھا وہ اُس جواب نا دے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اُس کے ہاتھوں نے خود بخود حرکت کی ۔۔۔۔۔ اور جواب اُس کو ملا ۔۔ جو کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اُس کے ایک جواب کا انتظار کر رہا تھا ۔۔۔۔

وہ ہاتھ میں موبائل لیے کھڑکی کے پاس گئی جدھر سے چاند نظر آ رہا تھا ۔۔۔ اُس کالی رات میں بھی چاند اپنے سرور میں چمک رہا تھا ۔۔ اُس کو لگا آج سے پہلے چاند اِس قدر روشن نہیں ہوا تھا ۔۔۔ اس قدر پر نور نہیں ہوا تھا ۔۔۔ اس قدر نہیں چمکا تھا۔

"آج چاند بھی خوش ہے کیوں کہ میں خوش ہُوں"

اُس نے موبائل ہاتھ میں پکڑا۔ اور اُس کے اگلے میسیج کا انتظار کرنے لگی ۔۔۔۔

وہ چھت پہ بیٹھا، چاند کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔ جیسے وہ اُس پہ مسکرا رہا ہو ۔۔ وہ اس ٹھنڈ میں بھی چھت پہ بیٹھا تھا۔ ہاتھ میں سگریٹ پکڑے ۔۔۔ اُس کو محسوس کر رہا تھا جس نے اُس کو جواب دیا تھا ۔۔۔۔۔

"مجھے بہت خوشی ہوئی آپ میری خاطر آئیں اُدھر"۔

اگلا میسیج دیکھتے ہی اُس کی آنکھوں میں چمک آئی۔۔۔اُس نے کھڑکی کھولی اور بارش کی ہلکی ہلکی بوندوں کو اپنے اندر اُتارنے لگی۔۔۔۔۔۔

"شکریہ ☺"۔

وہ ہاتھ میں سگریٹ پکڑے اُس سردی کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو اُس کو ضرورت سے زیادہ ہی آج لگ رہی تھی۔۔۔۔اُس نے اُس کا میسیج دیکھا اور مسکرانے لگا۔۔۔۔

"Can i call you? "

ایک بار پھر اُس کو میسیج آیا۔۔۔اُس کو لگا جیسے اب وہ یہیں کھڑے گر جائے گی۔۔۔اُس نے آنکھیں بند کیں اُس کا مسکراتا چہرہ اُس کے سامنے آیا۔۔۔

۔اُس کے دل نے ایک دم اُس کو قبول کیا جس کو وہ بھول جانا مانگتی تھی۔۔۔۔"۔

اُس نے آسمان پہ دیکھا۔۔اُس کے دل میں ڈر کی ایک لہر اٹھی۔۔۔۔۔جیسے اللہ کو وہ ناراض کر رہی ہے۔۔۔

جیسے اللہ جی اُس سے ناراض ہو رہے ہیں۔۔۔۔۔۔

"نہیں نہیں میں آپکو نہیں خفا کر سکتی۔۔۔میں نہیں کروں گی اُن سے بات بس آپ دُور نا ہونا مجھ سے میرے خدا

"۔

وہ کھڑکی کے پاس کھڑی آسمان کو دیکھ رہی تھی۔کہ اچانک سے اُس کا موبائل پھر سے بجنے لگا اب کی بار ٹیون میسیج کے بجائے کال کی تھی۔۔۔

اُس کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔۔آنکھوں میں بے چینی آنے لگی۔۔۔۔۔جیسے وہ ڈر رہی ہو۔۔۔کال مسلسل آنے لگی۔۔۔۔اُس نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ کال ریسیو کی اور موبائل کان سے لگالیا۔۔

"اماں آپ جاگ رہی ہیں ابھی تک "

ابراہیم صاحب جب بھی گھر اتے تو سب سے پہلے اماں کے کمرے میں آتے تھے۔اُن کے سر کی مالش کرتے اُن کی ٹانگیں دباتے۔۔۔دِن بھر کی ساری باتیں ایک بچے کی طرح اپنی اماں کو بتاتے۔۔۔۔یہ اُن کے بچپن کا معمول تھا۔۔۔۔

جیسے وہ اپنی ماں کے ساتھ کرتے ویسے ہی اُن کی اولاد اُن کے ساتھ کرتی۔۔۔۔باپ سے وہ بہت ڈرتے تھے تو اُن کے اتنے قریب نہیں آتے تھے۔۔۔مگر ماں تو اُن کے لیے ایک سہیلی تھی۔۔۔جن کے ساتھ وہ اپنی ہر بات کرتے تھے۔۔۔۔

" تمھارا ہی انتظار کر رہی تھی میں ابراہیم۔ تمھیں تو پتا ہے جب تک تم گھر پہ نہیں آتے تو مجھے کھدر آتی ہے نیند"۔

"اماں میں نے شہاب کو بتایا تھا نا آج میں تھوڑا لیٹ ہو جاؤں گا۔۔اُس نے آپ کو نہیں بتایا؟"۔

"اُس نے تو مجھے بتایا ہے مگر ماں کا دل ہے نا جب تک اولاد گھر نا آجائے کیسے سکون سے سو سکتی ہے ماں"۔

"اماں سو جائیں کریں آپ۔۔۔مجھے نہیں اچھا لگتا میری ماں یوں میرے لیے اتنی دیر تک جاگے"۔

انھوں نے ماں کے پیروں کو دباتے ہوئے کہا!!!!۔

"ابراہیم مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے"

انھوں نے کمر کے پیچھے پڑے تکیے کے ساتھ ٹیک لگائی اور تھوڑا اوپر ہو کے بیٹھیں!۔

".جی اماں بولیں نا"۔

"ابراہیم میں چاہتی ہوں تم اور فیروز آپس میں صلح کر لو"۔

اماں میں تو بھائی صاحب سے نہیں خفا۔۔۔میں تو اُن کو ویسے ہی دعا سلام کرتا ہوں۔۔۔میں نے تو ایک دن بھی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔اور نہ ہی بھابھی صاحبہ کی کہی ہوئی کوئی بات اُن کو بتائی"۔

"بیشک تم اُس سے نہیں خفا ہو ابراہیم مگر اُس کی اولاد سے تو ہو نا۔۔۔۔ جب ایک انسان کی اولاد سے آپ خفا ہو اور ماں باپ سے راضی رہو تو ایسا بھی تو نہیں ہو تا نا"۔

اماں رجب اگر میرے بیٹے کے بارے میں بات کرتا تو میں کب کا اُسے معاف کر دیتا۔۔۔۔ کیوں کے مردوں کی باتیں اور ہوتی ہیں۔۔۔۔ میرے بیٹے کسی بھی موقع پہ اُس کو اُسکی کہی ہوئی بات کا جواب دیتے۔۔۔۔ مگر اُس نے بات میری بیٹی پہ کہی ہے۔۔۔ میری حیاؤں والی بیٹی پہ۔۔۔۔۔۔۔ اپنی بیٹی پہ کہی ہوئی وہ بات تو میں قبر میں جانے تک یاد رکھوں گا۔۔۔۔ اُس کو کیا لگا تھا میری بیٹی یونیورسٹی جائے گی تو اُس کے لیے اچھا رشتہ نہیں آئے گا ۔۔۔۔ وہ انکار کرے گا تو میری بیٹی کو کوئی شادی کر کے نہیں لے جائے گا۔۔۔۔ اماں میں تو بس زرمینہ گل کی تعلیم تک رو کا ہوں۔ ورنہ مانسہرہ کے ایسے خاندان میں اُس کی شادی کرواؤں کے دنیا دیکھے "۔

اماں کل بھی مجھے واجد خان نے زری کے رشتے کا کہا آپکو پتا ہے اُس کا ایک نام ہے مانسہرہ میں۔۔۔۔۔ اور بیٹا بھی لندن سے پڑھ کے آیا ہے۔ وہ تو میں زری کی تعلیم تک رو کا ہوں"۔

وہ دھیمے لہجے میں اور روانی سے بولتے رہے۔۔۔۔ اور ماں چپ کر کے سنتی رہیں۔ اُن کو پتا تھا ابراہیم کو رجب کی کہی کوئی ہوئی بات کا بہت صدمہ ہے۔۔۔۔۔

ابراہیم فیروز آیا تھا آج۔۔۔۔ وہ پھر سے زری کا ہاتھ مانگ رہا تھا۔۔۔۔۔

"اماں آپ نے آج یہ بات کہی ہے دوبارہ نا کیجیے گا۔۔۔۔۔ یہ تو میری بیٹی ہے رجب کو تو میں اپنے گھر کا کتے کا بچہ نا دوں۔۔"۔

اُس نے سُرخ ہوتے چہرے کے ساتھ ماں کو بہت آرام سے کہا۔ اور وہ سمجھ بھی گئیں۔۔۔۔

"اسلام علیکم "

اُس نے موبائل اپنے کان کے ساتھ لگایا ہوا تھا۔۔۔اُس کو آواز پہ اُس کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی

۔۔۔اُس کو پہلے تو یقین ہی نہیں آیا وہ وجدان حسین شاہ کی آواز سن رہی ہے۔۔۔اُس نے دوبارہ اُس کو سلام

کیا۔۔۔جو موبائل کان کے ساتھ لگائے خاموش کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔

"وعلیکم۔۔۔۔۔وعلیکم سلام"

اُس نے جلدی جلدی سے سلام کا جواب دیا۔۔۔

۔

اُس کی آواز سن کے اُس نے اپنی آنکھیں بند کیں۔لبوں نے الحمدللہ کہا۔۔اور ہاتھ کی انگلیوں سے سگریٹ نیچے

گرا۔۔

"سوئی نہیں ہیں آپ"

اُس کو لگا آج وہ ہوا میں ہے جیسے وہ اڑ رہی ہے۔وہ آسمان میں اُس چاند کے پاس بلکل پاس پہنچ گئی ہے۔۔۔۔

"وہ مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔تو جاگ رہی تھی"

دھڑکتے دل کے ساتھ وہ آہستہ آہستہ بول رہی تھی۔۔۔

"کتنے بجے سوتی ہیں آپ"

وہ بات سے بات نکال رہا تھا۔۔۔جیسے دونوں طرف سے کوئی چپ نہ ہو۔کال بند نہ ہو۔

"جلدی سو جاتی ہوں میں"

وہ اُس کے سحر میں اُس کی باتوں کے آغوش میں لپٹی جا رہی تھی۔۔۔وہ بھول گئی تھی وہ کون ہے کیا ہے۔۔اور

کیوں ایسے ایک نامحرم سے بات کر رہی ہے؟۔

اُس کو تو محبت کا الف ب بھی نہیں پتا تھا۔۔۔ پھر یہ کیا ہو رہا ہے اُس کے ساتھ۔اُس نے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں سوچا۔۔۔۔

اب وہ اُس کی باتوں میں جھکڑی گی تھی۔۔۔اب وہ خود کو آزاد نہیں کرونا چاہتی تھی۔۔۔وہ مزید اُس کی باتوں میں خود کو قید کرنا چاہتی تھی۔۔

"ملکہ کیا تم سے بھی کسی کی آواز میٹھی اور خوبصورت ہے۔۔۔۔؟"

اُس نے اُسکی بات کے جواب میں۔۔۔اپنے دل میں سوچا۔۔۔جس کا دل چاہتا تھا یہ لمہیں کبھی ختم نہ ہوں ۔جن لمحوں میں اُس کی ملکہ اُس سے بات کر رہی ہے۔۔

"ایک بات پوچھوں میں آپ سے"

اب اُس کو لگ رہا تھا جیسے وہ اپنی کسی سہیلی سے بات کر رہی ہے۔۔۔۔اب اُس کو ڈر نہیں لگ رہا تھا اُس سے

۔۔۔۔۔

"جی پوچھیں نا"

اُس نے اتنے پیار سے کہا۔۔۔کہ دوسری طرف یک دم خاموش ہوئی۔۔۔جیسے کوئی اُس کے اِس پیار کو محسوس کر رہا ہو۔۔۔۔

"آپ مجھے اگنور کیوں کرتے ہیں"۔

اُس نے بچوں کی طرح معصومیت سے اُس سے گلِہ کیا۔۔

دوسری طرف سے ایک لمبی خاموشی ہوئی۔۔۔

"آپ کو کیوں لگتا ہے میں آپ کو اگنور کرتا ہوں؟"

اُس نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اُس سے پوچھا۔۔۔ جیسے اُس کی اِس بات سے اُس کے دل میں درد ہوا ہو ۔اُس کا دل دُکھا ہو۔۔۔ میں تمہیں اگنور کروں گا ملکہ ؟ وجدان اپنی ملکہ کو اگنور کرے گا؟ اُس کی آنکھوں میں آنسوں آئے۔ اور وہ صبری سے اُس کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔

"مجھے ایسے ہی لگا آپ مجھے اگنور کرتے ہیں۔ آپ نے سب سے زیادہ ڈانٹا بھی مجھے تھا کلاس میں"

وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے اُس سے شکایتیں کرنے لگی۔۔

"آپ کو ڈانٹ کے خود بھی تو بہت بے چین رہا میں۔ آپ کو رولا کے خود بھی تو رویا ہوں میں"۔

وہ اُس سے ایسے بات کرنے لگا جیسے بچوں سے کوئی لاڈ کر رہا ہو۔ اُن کو پیار سے سمجھا رہا ہو۔۔۔ اور خود بھی اُس کی اِن چھوٹی چھوٹی شکایتوں پہ مسکرا رہا ہو۔۔

"آپ نے مجھے ڈانٹا تو ڈانٹا بھی کیوں؟"

وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے اُس سے ضد کرنے لگی۔۔۔۔

"اچھا نا دیکھیں میں کان پکڑ تا ہوں نہ آئندہ نہیں ڈانٹوں گا میں کبھی آپکو"۔

اُس نے ہستے ہوئے ایک ہاتھ سے اپنا کان پکڑا۔

"کوئی نہیں معاف کرتی میں آپ کو"

آنکھوں سے آنسوں صاف کرتے ہوئے وہ اُسی انداز میں اُس سے لڑ رہی تھی۔۔ اُس سے گلے کر رہی تھی ۔۔۔۔۔

"اچھا روئیں تو نہیں نا"۔

وہ جس کی اپنی آنکھیں بھیگ رہی تھیں اُس کو چپ کروا رہا تھا!۔

وہ اب اُس سے بات کرتے ہوئے اِدھر سے اُدھر ٹہلنے لگی۔۔۔ کبھی اُس سے شکوے کرتی۔۔۔ کبھی مسکرا دیتی اور کبھی شرما جاتی۔۔۔۔

اُس نے باتیں کرتے ہوئے اپنی گھڑی دیکھی جس پہ ایک بج رہا تھا۔۔۔ اُس کو بے اختیار اُس لڑکی پہ ترس آیا جو اُس کی خاطر جاگ رہی تھی۔۔۔۔ سوئی نہیں تھی۔۔

"سو جائیں آپ اب".

اُس نے اُسی پیاری سے اُس کو کہا۔۔۔۔ جواب کبھی سونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔ اُس نے گھڑی پہ ٹائم دیکھا۔۔۔۔ اتنی دیر باتیں کر رہی تھی میں۔۔۔۔ دل میں سوچتے ہوئے اُس نے کہا۔۔

"جی ٹھیک ہے آپ بھی سو جائیں"

"خدا حافظ "۔

"سونا تو اب دونوں نے نصیبوں سے ہی تھا۔۔ مگر خدا حافظ کہنا بھی تو ضروری تھا"

"کیا سوچ رہی ہو تم"

فضہ نے اُس کو مسلسل چپ بیٹھے ہوئے دیکھا۔۔۔۔۔ اُس کو اتنا تو اندازہ ہو ہی گیا تھا۔ کچھ تو ہے جو اُس کی زندگی میں بدلا ہے۔۔۔۔ وہ پچھلے کچھ دنوں سے بہت ضدی ہو گئی تھی۔ چھوٹی چھوٹی بات پہ غصّہ ہو جاتی۔ ۔۔۔۔ جیسے اندر کوئی گہری ضرب لگی ہے۔۔۔۔۔ جسکو وہ دیکھانا نہیں چاہتی۔۔۔۔ اور خود ہی برداشت کر رہی ہے۔۔۔۔۔۔

"زری کیا ہوا ہے"

اُس نے اُس کا منہ اپنی طرف کیا اور ایک بار پھر اُس سے پوچھا جو اپنی ہی سوچوں میں بے نیاز گم تھی۔۔۔۔

"کچھ نہیں ہوا فضہ "

اُس نے اُس کی طرف دیکھا اور آرام سے کہا۔۔۔۔ جیسے بہت دُکھ ہوا اُس کو کہ وہ اُس کی دوستی کا حق ادا نہ کر سکی ۔۔۔۔وہ تو پچھلے کچھ دنوں سے کسی بھی رشتے کا حق نہیں ادا کر رہی ہے۔۔۔۔۔اُس کو تو اُس شخص کے سواء کچھ نظر ہی نہیں آتا جس کے ساتھ اُس کا کوئی رشتہ ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔

"تم کس کی وجہ سے ڈسٹرب ہو"

فضہ نے بھی ہار نہیں مانی تھی اُس نے سوچ لیا تھا وہ اُس سے پوچھ کے رہے گی۔۔۔شک تو اُس کو بہت پہلے سے تھا ۔۔۔۔ مگر آج وہ اپنے شک کی تصدیق چاہتی تھی۔۔۔

"کسی کی وجہ سے نہیں ڈسٹرب میں"

اُس نے اب کی بار جھنجلاہٹ سے جواب دیا۔۔ جیسے تنگ ہو رہی ہو۔۔۔۔ چپ رہنا چاہتی ہو۔۔۔۔

"وجدان سر کی وجہ سے ڈسٹرب ہو نا تم؟"

اُس نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔ جس کی آنکھوں کا رنگ ایک دم بدلا۔۔۔ چہرے کی رنگت ایک دم سے زرد ہوئی۔۔۔ہونٹوں پہ سفیدی آئی۔۔۔۔۔

اب وہ ہار گی تھی۔۔۔اب وہ چاہ کے بھی کچھ چھپا نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔اُس نے وجدان کے نام پہ نظریں جُھکا لیں۔۔۔۔اور گراؤنڈ میں پڑے بنچ کے ساتھ ٹیک لگا کے پیچھے ہو کے بیٹھ گی۔اور آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔ آنکھوں کے بند ہوتے ہی اُس کے ہونٹ کانپنے لگے۔۔۔ آنکھوں کے کونوں سے قطرہ قطرہ آنسوں گرنے لگے۔

۔۔۔۔۔

فضہ یہ سب کچھ بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔اُس کو ایک درد سا ہوا۔اُس نے پہلے کبھی اُس کو اِس حالت میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔اُس نے تو ایک انا پرست زرمینہ کو دیکھا تھا۔۔۔یہ ہاری ہوئی لڑکی کون تھی جو اُس کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

"بات ہوتی ہے سر سے"

اُس نے اُس کو بند آنکھوں کو کھولنے کا نہیں کہا تھا۔اُس کو چپ ہونے کا بھی نہیں بولا تھا۔۔۔وہ جانتی تھی وہ جب روتی ہے تو سب کچھ بتا دیتی ہے۔۔۔۔۔وہ ہمیشہ درد میں ہی بولتی ہے۔۔۔۔۔۔

"فضہ کے اس سوال پے اُس نے ایسے ہی آنکھیں بند رکھیں۔اور سر کو ہلا کے کہا۔۔۔ہاں ہوتی ہے"

وہ جانتی تھی اُس کو اتنے سالوں سے جانتی تھی۔۔۔۔اُس کو پتا تھا اگر وہ اُس سے بات کر رہی ہے تو وُہ خود سے ہاری ہے۔وہ وجدان حسین شاہ سے ہاری ہے۔ورنہ زرمینہ جیسی لڑکی کسی نا محرم سے بات کرے۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔وہ تو کالج میں مشہور تھی کہ اِس کی زندگی میں کوئی لڑکا نہیں ہے۔۔۔۔۔پھر وہ کیسے ہار گی ۔۔۔۔اُس کو پتا تھا وہ اگر ہار گی ہے تو اب اُس کے لیے پلٹنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔اب وہ چاہتے ہوئے بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔۔۔۔۔

"فضہ میں کیا کروں اب"

اُس نے اب کی بار اپنی چپ توڑی اور ایسی توڑی کے جیسے آسمان بھی اُس کو سننے لگا۔۔۔۔

وہ فضہ کے گود میں سر رکھ کے اونچا اونچا رونے لگی۔۔۔۔۔

"زری ایسے نہیں روتے۔۔۔۔کچھ نہیں ہو گا سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔تم دیکھنا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا"۔

"سب ٹھیک نہیں ہو گا فضہ۔"۔سب ٹھیک نہیں ہو سکتا اب۔۔۔۔۔۔میں نے اپنے اللہ کو ناراض کر دیا ہے۔۔۔۔ایک نا محرم سے بات کی ہے۔۔۔۔۔مگر میں کیا کروں میرا دل میرے اختیار میں نہیں ہے۔۔۔۔۔۔میں چاہتے ہوئے بھی خود کو نہیں روک سکتی۔۔۔۔۔۔۔میں اُن سے بات نہیں کرنا چاہتی مگر میرے بس میں کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔میں اُن کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی مگر جب تک میں اُن کو دیکھوں نا۔۔۔مجھے ایک لمحے کو چین نہیں آتا۔۔۔جیسے میرا دل کٹ رہا ہو۔۔۔۔۔۔

وہ اُس کی گودی میں لیٹے ہوئے اونچا اونچا رونے لگی۔۔۔۔۔جیسے آج اعتراف کر رہی ہو اُس بات کا جو اُس نے خود کے سامنے بھی نہیں کہی۔۔۔۔۔

"زری مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟"

فضہ نے اُس کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔اگر وہ اُس کو پہلے بتا دیتی تو اج ایسے نا رو رہی ہوتی۔۔۔۔۔جب بندہ کسی مخلص دوست کے ساتھ بات کر لے تو دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے آدھی پریشانی تو ایسے ہی ختم ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔

اور وہ جو آج رو رہی تھی اُس کے اندر تو ایک سمندر تھا۔۔۔جس کو وہ آج اُس کی گود میں بہا رہی تھی

آج کانفرنس ہے یونی میں سر وجدان کی، سر نے ہمیں بھی انوائیٹ کیا ہے۔۔۔۔سر کہے رہے تھے ہم بھی ہوں اُدھر۔۔۔۔۔

مدثر نے کلاس میں آ کے سر کا پیغام دیا!!!۔

"یار ضرور چلیں گے"۔

"ہم کیا کریں گے اُدھر ایسے ہی بور ہونا ہے ہمارا کیا کام ہو گا اُدھر"۔

"میرے خیال سے تو چلتے ہیں"۔

ہر کوئی اپنی اپنی بات کر رہا تھا۔ اپنا اپنا پوائنٹ بتا رہا تھا۔۔ آدھے لوگ جانے کے لیے تیار تھے اور کُچھ نہیں جانا چاہیے تھے۔۔

"زرمینہ ہم جائیں گے ؟"

فضہ نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اُس کے کندھے پہ سر رکھے آنکھیں بند کیے دنیا سے بے نیاز بیٹھی تھی۔۔

"نہیں فضہ ہم نہیں جا رہے"

اُس کی زبان نے اُس کے دل کا ساتھ نہیں دیا اور اُس نے انکار کر دیا۔۔

"پکا نہیں جا رہے نا"

فضہ اُس سے ایک بار پھر تصدیق چاہتی تھی۔۔۔ کہ اُس کا موبائل بجا۔۔۔ اُس نے موبائل کھولا اور میسیج دیکھا

"آپ نے آنا ہے"

موبائل کی سکرین پہ اُس کا نام چمکنے لگا۔

میسیج دیکھتے ہی اُس کا اب خود پر سے اختیار ختم ہو گیا۔۔۔۔ وہ اُس کو کیسے انکار کر سکتی ہے۔۔۔۔۔ کیسے کہے سکتی ہے اُس نے نہیں آنا۔۔۔۔ اُس نے تو ایک حکم صادر کیا تھا وہ اُس سے کیسے انکار کر سکتی ہے۔۔۔۔۔ ؟۔

"ہم چلیں گے فضہ"

اُس نے موبائل کو اپنے بیگ میں رکھا۔۔ اپنا سر اوپر کیا اور چلنے کی تیاری کرنے لگی !!۔

وہ بلیک جینز، سفید شرٹ اور بلیک کوٹ پہنے۔۔حال کے باہر کھڑا اُن کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔وہ جب بھی اُن کو بلاتا تھا اُن کا استقبال کرنے کے لیے خود باہر کھڑا ہوتا تھا!!۔

"وہ دیکھو سر خود باہر کھڑے ہیں"

ماہ نور نے اُس کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔سب نے نظر اٹھا کے اُس کو دیکھا۔جس نے شاید اُنکو دیکھ لیا تھا۔اور دوسرے فلور سے نیچے اپنے مخصوص انداز میں بھاگتا بھاگتا آ رہا تھا۔۔۔۔

"بہت دیر کر دی آپ نے، جلدی آئیں اب"

وہ اُن کے پاس آ کے کھڑا ہوا۔۔۔اُس کو بغیر دیکھے مسکراتا ہوا سب کو کہے رہا تھا۔۔۔۔۔

"چلیں چلیں جلدی چلیں"۔

وہ دوڑتا دوڑتا آگے جا رہا تھا جیسے بہت لیٹ ہو رہا ہو۔۔۔اپنے ہاتھ پہ بندھی سفید گھڑی وہ بار بار دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔۔اور چلتا جا رہا تھا۔

اُس کو بھاگنے کی عادت تھی اور وہ آہستہ چلا کرتی تھی!۔

"زری جلدی چل خان صاحب نے غائب ہی ہو جانا ہے ہم سے"

فضہ نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور جلدی جلدی چلنے لگی۔۔۔۔

"ایسے ہی شو دے ہیں"

اُس نے اُس کو دیکھتے ہوئے کہا جو اُن کو پیچھے چھوڑے بس دوڑ رہا تھا۔۔۔۔

"کیا ہیں؟"

فضہ اُس کی اِس بات پہ رو کی جیسے اُس کو اسکا مطلب نہ آتا ہو۔۔۔

"شو دے ہیں"

اب کی بار وہ مسکرائی تھی۔۔۔۔۔ جیسے اُس کو اپنے ہی دیے ہوئے نام پہ ہسی آئی ہو۔۔۔۔۔

"شو دے ہند کو میں شوخے کو کہتے ہیں"

اُس نے مسکراتے ہوئے فضہ کو بتایا اور اُس سے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔۔

کانفرنس روم میں جاتے ہی اُس نے اُن سب کو اِشارہ کیا ادھر بیٹھ جائیں۔۔۔۔۔۔ وہ سب اُس کی وجہ ہے بس اُس کی خاطر وہاں آئے تھے۔۔۔۔۔

"ہائے سر کتنے پیارے لگ رہے ہیں نا"

وہاں پہ بیٹھتے ہی ملائکہ نے اُس کو دیکھ کے کہا۔۔۔ جو اِدھر اُدھر سب سے باری باری مل رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اُس کی عادت تھی جہاں زمداری اُس کے سر ہوتی تھی۔ وہ چین سے بیٹھتا نہیں تھا۔۔۔۔ ہر چیز کو خود دیکھتا تھا چاہے وہ چھوٹی سے چھوٹی ہو یا پھر بڑے سے بڑی۔۔۔۔

"تمھیں تو کچھ زیادہ ہی اچھے نہیں لگنے لگے سر"

اُس کی اِس بات نے ارم نے اُس کو بہت غور سے دیکھا۔۔۔۔۔۔

اس نوک جوک میں بس ایک ہی انسان چپ تھا۔۔۔۔۔۔ وہ اندر سے جل رہی تھی۔۔۔۔ جیسے کوئی اُس کے اندر آگ لگا رہا ہو اور اُس کا سارا وجود جل رہا ہو۔۔۔

اُس کو نفرت ہونے لگی تھی اُن لڑکیوں سے جو اُس کا نام بھی لیتی تھیں۔۔۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کوئی اُس کا نام بھی لے۔۔ کوئی اُس کو دیکھے بھی۔۔۔۔

وہ آج اُن لڑکیوں سے جیلس ہو رہی تھی۔ جن کو وہ منہ بھی نہیں لگاتی تھی۔۔۔۔ جن کے پاس بیٹھنا بھی اُس کو توہین لگتی تھی۔۔۔۔ آج وہ اُن سے حسد کر رہی تھی۔ اپنے ہی اندر لگائی ہوئے آگ میں خود کو جلا رہی تھی

۔۔۔۔۔

وہ کبھی ایک طرف جاتا کبھی دوسری طرف۔۔۔۔اور وہ اُس کو ہی دیکھئے جا رہی تھی۔۔۔بس اُسی کو دیکھنے لگی ۔۔۔اُس کو ہوش نہیں تھی دنیا کی۔اُس کو نہیں پتا تھا وہاں کیا ہو رہا ہے۔کون بول رہا ہے۔۔۔۔۔

جیسے جیسے وہ اِدھر سے اُدھر جا رہا تھا اُس کی نظریں اُس کے ساتھ ساتھ اُس کے پیچھے پیچھے جا رہی تھیں۔۔۔اُس کا دو چیزوں پہ کوئی اختیار نہیں تھا۔۔۔اُس کے دل پہ اور اُس کی آنکھوں پہ۔۔۔۔اُس کا دل اُس کی خاطر دھڑکتا تھا۔اور اُس کی آنکھیں بس اُسی کو ڈھونڈتی تھیں اُسی کو دیکھتی تھیں۔۔۔۔۔۔

اب بولنے کی باری آرگنائزر کی تھی۔جس نے یہ ساری کانفرنس آرگنائز کی تھی۔۔۔۔ایک لڑکی مائک میں بول رہی تھی۔۔۔۔آرگنائزر کی تعریف کر رہی تھی۔۔۔اب اُس نے ایک بھرپور انداز میں سید وجدان حسین شاہ کہا اور تالیوں کی گونج نے اُس کا استقبال کیا۔۔۔۔۔

اُس کے نام پہ اُسکی آنکھیں بند ہوئیں۔۔۔۔وہ بار بار اُس کا نام سننا چاہتی تھی۔۔۔۔وہ بار بار سید وجدان حسین شاہ سننا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

وہ سامنے آیا۔۔مائک ہاتھ میں لیا۔۔۔۔۔سب کو سلام کیا اور بولنے لگا۔۔۔۔۔وہ ہمیشہ سب کی توجہ کا مرکز بنتا تھا۔۔مگر جب وہ بولتا تھا تو ہر کوئی بس اُسی کو دیکھتا تھا۔۔۔اُسی کو سنتا تھا۔۔۔

وہ اُس کے سامنے بیٹھی اُس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔اُس کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ رہی تھی۔اُس کی آواز سن رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ تقریباً پانچ منٹ بولا اور مائک رکھ لیا۔۔۔سب نے ایک بار پھر تالیاں بجھائیں۔۔۔۔اُس کو داد دی

۔۔۔۔۔۔

"وہ اُن کے پاس آیا جہاں وہ سب بیٹھی تھیں۔۔۔چلیں؟ چائے پی لیتے ہیں ساتھ۔۔۔"۔

سب بس اُس کو سننے کے لیے وہاں بیٹھے تھے۔۔۔۔اُس کے بولنے کے بعد ویسے بھی سب نے اٹھ جانا تھا

۔۔۔۔۔۔

وہ اور فضہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے اُس کے ساتھ ساتھ اُس کے پیچھے جانے لگی۔۔۔وہ یونی کی کینٹین میں گے اور اُسی جگہ بیٹھ گئے جہاں وہ پہلے بیٹھے تھے۔

اب کی بار ماحول میں فرق تھا۔۔۔پہلی دفعہ وُہ پانچ چھ لڑکیاں ہی تھیں۔آج آدھی کلاس وہاں موجود تھی۔۔

آج وہ اُس کے قریب نہیں بیٹھی تھی۔اُس کے بہت دور تھی۔۔۔

"چھوٹے سب کے لیے چائے لے ائو اور ایک کپ گرین ٹی کا لے آنا"۔

اُس نے اُسی بچے کو آواز دی اور چائے کا کہا۔۔۔۔وہاں پہ بیٹھے چند لوگوں کو بخوبی علم تھا یہ جو گرین ٹی منگوائی ہے یہ کس کے لیے ہے۔۔۔

وہ سب اُس سے کانگریس کے بارے میں پوچھنے لگے۔اُس سے باتیں کرنے لگے۔وہ سب کو مسکرا کے جواب دیتا

۔۔۔۔

آج اُس کی یہ مسکراہٹ اُس کو دُکھ دے رہی تھی۔اُس کو تکلیف دے رہی تھی۔۔۔"

"کیوں مسکراتے ہو تم وجدان لوگوں کے لیے۔۔۔۔دیکھو درد ہوتا ہے مجھے"۔

اُس کے دل میں درد کی کہی لہریں ٹکرانے لگیں۔۔۔۔اُس کا ہانیہ سے ہس ہس کے بات کرنا۔ارم سے مخاطب ہونا۔اُس کو پل پل میں ازیت سے دوچار کر رہا تھا۔۔۔۔وہ نہیں چاہتی تھی۔۔۔وہ کسی لڑکی سے بات بھی کرے کوئی لڑکی اُس کو دیکھے۔۔۔۔

وہ جانتی تھی ایسا کچھ ممکن نہیں ہے مگر پھر بھی وہ ایک اُمید لیے بیٹھی تھی۔کاش وجدان کسی سے بات نا کرے ۔۔۔۔کاش یہ لڑکیاں اُس کے آفس میں جانے سے پہلے سو بار سوچیں۔۔۔۔مگر اُس کی طبیعت میں ہی خوش

مزاجی تھی۔۔۔وہ ہر ایک سے بات کرتا تھا۔اور کلاس کے باہر جب وہ سٹوڈنٹس کے ساتھ ہوتا تو یاروں سے کم نہ ہوتا۔۔۔۔۔۔

"شاید محبت ہوتی ہی کچھ ایسی ہے۔۔۔۔۔

""محبت میں شراکت تو خدا نہیں برداشت کرتا تو زرمینہ گل تو ایک عام سی لڑکی ہے۔وہ کیسے برداشت کرے؟"۔

اُس کی آنکھوں میں آنسوں آنے لگے۔۔۔اُس کا سانس اُس کے حلق تک اٹکنے لگا۔۔۔۔اُس کے جسم میں چوبن لگنے لگی۔۔۔دل کو ضرب لگنے لگی۔۔۔جیسے اُس کا دل کوئی اندر سے چھوٹا چھوٹا کر کے کاٹ رہا ہو۔۔۔۔۔

وہ جو دنیا کو جوتی کی نوک پہ رکھتی تھی۔آج اُن لوگوں کی قربت سے جل رہی تھی۔جن کی اوقات اُس کے ساتھ بیٹھنے کی بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔

"فضہ چلو جائیں نا یار"

اُس نے فضہ کی طرف دیکھا اور اُس کو سرگوشی میں کہا۔۔۔

"لیکن زری سر کیا سوچیں گے"

اُس نے آرام سے اُس کے پاس ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

"جو بھی سوچتے ہیں سوچیں۔۔۔تم نے جانا ہے یا میں خود ہی جاؤں؟"

اُس نے اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے کہا۔۔

"روکو میں بھی چلتی ہوں"۔

اُس نے اُن دونوں کو اُٹھتے ہوئے دیکھا۔۔۔وہ سمجھ گیا تھا کچھ تو یہاں غلط ہوا ہے جس سے وہ ایسے یہاں سے اٹھ کے جا رہی ہے"۔

"سر ہم چلتے ہیں اب"

فضہ نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔جو ایک پریشانی میں مبتلا ہوا تھا۔۔۔۔

"مگر چائے......."

"شکریہ سر پھر کبھی پی لیں گے"

فضہ نے معذرت کرنے والے انداز میں کہا۔اور پیچھے مڑ کے اُس کو دیکھنے لگی۔۔۔۔جو بغیر اُس کا انتظار کیے سر کو بغیر بتائے۔وہاں سے چلی گی تھی۔

سکون تو اُس کو اُس دِن کے بعد ایک پل کے لیے بھی نہیں آیا تھا۔۔جس دن اُس نے اُس سے بات کی تھی۔۔۔اُس کو لگتا تھا جیسے اُس نے اپنا وقار کھو دیا ہے۔۔۔وہ بس ایک ہی سحر میں ہے۔۔وہ وجدان کے سحر میں ہے۔جیسے ایک جوگی کو کو روگ لگا ہو۔۔۔۔جیسے اب اُس کے پاس گھر جانے کا کوئی راستہ نہ بچہ ہو۔۔۔۔۔

"اللہ جی آپ مجھ سے ناراض ہو گے ہیں نا"

اُس نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کے کہا۔۔۔جیسے وہ اپنے دل میں اللہ جی کو کھوج رہی ہو۔۔۔۔جو کہیں کھو گے ہیں ۔جو اب اُس سے بہت ناراض ہو کے بات کرتے ہیں۔۔۔۔جیسے وہ اُس سے خفا ہوتے ہوں۔۔۔۔

وہ اب اللہ جی سے اپنی باتیں چھپانے لگی تھی۔۔۔اُن کو ساری باتیں نہیں بتاتی تھی۔۔۔۔اُن کو بس کچھ کچھ باتیں بتا دیتی تھی۔۔۔وجدان کے لیے وہ جو محسوس کرتی تھی۔وہ سب کچھ اب چھپاتی تھی۔۔۔۔

"اللہ جی میں آپ سے اس وجہ سے نہیں چھپاتی کہ میں آپ کو کچھ بتانا نہیں چاہتی۔۔میں آپ سے اِس وجہ سے چھپاتی ہوں کہ مجھے شرم آتی ہے آپ سے"

-

اُس نے روتے ہوئے آسمان کو دیکھا۔۔۔اور اللہ جی کو کہنے لگی۔ آج بھی آسمان میں چاند چمک رہا تھا۔۔ مگر آج اُس کی چاندنی مدہم تھی۔۔۔۔ آج بھی ویسی ہی رات تھی۔ مگر آج کی رات میں کچھ غصّہ تھا۔۔۔۔۔ جیسے کائنات کا ذرہ ذرہ اُس سے ناراض ہو۔۔۔۔ اُس سے مایوس ہو۔۔۔۔ جیسے اُس کو کہے رہا ہو۔

"زرمینہ گل تم بھی ہار گئیں ؟"۔

اُس کو خود پہ افسوس تھا۔ وہ ایک دلدل میں تھی۔۔۔۔ وہ اُس دلدل میں پھستی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔ وہ کالی رات میں روشنی کی تلاش میں گھاٹیوں میں جا رہی تھی۔ اُس کو واپسی کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔۔۔ وہ واپس ہونا چاہتی تھی۔ مگر وہ کیسے واپس ہو۔۔۔ کس راستے پہ جائے۔۔۔۔ کون ہے جو اب اُس کو سہارا دے گا۔ وہ اللہ ؟ جس کو میں نے ناراض کر دیا ہے۔۔۔ میں اب کیا کروں گی"۔

وہ روتے روتے اپنے بیڈ پہ آئی۔ اپنے اوپر کمبل کیا۔۔۔ ایسے کہ باہر کی ہوا بھی اندر نہ لگے۔۔۔۔ وہ ڈرنے لگی۔۔۔۔۔ وہ اب اللہ جی سے ڈرتی تھی۔۔۔۔ وہ تو ہمیشہ کہتی تھی لوگ اللہ جی سے کیوں ڈرتے ہیں؟ وہ تو کسی کو کچھ نہیں کہتے۔۔۔۔۔

مگر آج وہ خود ڈر رہی تھی۔ اللہ جی سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو غلطی کرتے ہیں گناہ کرتے ہیں۔۔۔۔ وہ لوگ تو اللہ جی کے دوست ہوتے ہیں جو اُن کا کہا مانتے ہیں۔۔۔۔ جو اُن سے محبت کرتے ہیں۔ محبت تو وہ بھی کرتی تھی ۔۔ مگر اب وہ محبت کسی اور سے بھی کرتی تھی۔۔۔۔ جس سے محبت سے اللہ نے منا کیا ہے۔۔۔۔

وہ اُس کو چھپا رہی تھی۔ خود سے دنیا سے اور تو اور اللہ جی سے بھی۔۔۔ وہ اُن کو بھی نہیں بتانا چاہتی تھی۔۔۔ وہ ایسی ہی تھی۔ محبت کو چھپا کے رکھنے والی۔۔۔۔ وہ اُس کو اپنی آنکھوں میں اپنے دل میں قید کرنا چاہتی تھی۔۔۔

وہ آج بہت بے چین تھی اُس کو قرار چاہیئے تھا۔۔۔۔۔۔وہ بیڈ پہ آئی۔۔۔۔آنکھیں بند کیں۔۔۔۔بازوں کو آنکھوں پر رکھا۔۔۔۔اُس کا سراپا اُس کو نگھاؤں میں گھومنے لگا۔۔۔۔۔اُس کا مسکراتا چہرہ اُس کے دل کو سکون دینے لگا۔۔۔۔۔۔

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان عشق!

آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیے!۔

اُس کے دل کو سکون ہونے ہی لگا تھا کہ اُس کا موبائل بجھنے لگا۔۔۔۔سکرین پہ اُس کا نمبر چمکنے لگا.....اُس کا نام اُس کو صاف صاف دکھائی دینے لگا........۔

"میں اُن سے بات نہیں کر سکتی"

آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو اُس نے صاف کیا اور موبائل کو سائڈ پہ رکھ دیا۔۔۔۔۔

"نہیں اللہ جی آپ مجھ سے خفا نہیں ہونا میں نہیں بات کروں گی آج"

اُس نے موبائل کو پھر اٹھایا جس کی سکرین پہ ابھی بھی اُس کا نام چمک رہا تھا۔۔۔۔۔

"کوئی محبت سے انکار کرے تو کیسے کرے کوئی محبوب سے منہ موڑے تو کیسے موڑے؟"۔

محبت سے تو انکار پھر بھی ہو سکتا ہے۔۔۔۔محبوب سے کوئی منہ کیسے موڑ سکتا ہے؟۔

محبت تو اللہ کی صفت ہے۔اُس نے بھی تو محبت کی ہے۔اُس نے اپنے محبوب کے دیدار کے لیے اُس کو اپنے پاس بلایا۔۔۔اُس کو آسمانوں کی سیر کروائی۔۔۔۔۔اُس محبوب کے لیے دنیا بنائی۔۔۔۔اُس کو محمدؐ کہا اُس کو احمد کہے کر بلایا۔۔۔۔۔اپنے نام کے ساتھ محبوب کا نام لگایا۔۔۔۔

خدا کو عرش پے محبوب کو بلانا تھا!

طلب تھی دید کی معراج کا بہانا تھا!۔

محبت کرنا کہاں جرم ہے۔۔۔۔جب اُس خدا کو محبت ہو سکتی ہے۔ تو محبت تو کسی کو بھی ہو سکتی ہے۔۔۔۔ محبت کے لیے کچھ دل چن لیے جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔زرمینہ گل کا بھی چن لیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ محبوب سے کیسے منہ موڑ لے ۔ کس کے اختیار میں ہوتا ہے محبوب سے منہ موڑنا۔۔۔۔۔۔

موبائل کی سکرین پہ ایک بار پھر اُس کا نام چمکنے لگا۔ اب اُس بار اُس نے موبائل کو اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔۔۔۔۔

اُس کی آواز سنتے ہی اُس کے دل میں ایک عجیب سی تڑپ اٹھی۔۔۔۔۔

اُس کی آواز سنتے ہی اُس کا خود پر سے اختیار ختم ہوا۔۔۔۔وہ جو اللہ کے سامنے اُس کے لیے روتی تھی۔ آج وہ اُس کے سامنے رونے لگی۔۔۔۔۔۔

اُس نے اُس کے سلام کا جواب سسکیوں سے دیا۔۔۔۔۔۔وہ جو اُس کی سسکیاں سن رہا تھا۔ اُس کے دل پہ درد کے پہاڑ گرنے لگے۔۔۔۔۔۔وہ اُس سے پوچھنے کی ہمت کھو بیٹھا۔۔۔۔وہ سن رہا تھا وہ اُس کی سسکیاں سن رہا تھا ۔۔۔۔۔۔اور وہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"نہیں روئیں زرمینہ "

اُس نے اپنے آنسوں کو ضبط کیا۔۔۔۔اپنی لڑکھڑاتی آواز سے اُس کا نام لیا۔۔۔۔۔۔۔

اپنا نام سنتے ہی اُس کی سسکیوں میں کمی آئی۔ اُس نے آج پہلی دفعہ اُس کا نام لیا تھا۔۔۔۔ آج سے پہلے اُس کو اپنا نام اس قدر پیارا نہیں لگا تھا۔۔۔۔۔

اُس نے اپنا نام سنتے ہی آنکھیں بند کیں۔۔۔۔۔وہ اُس کی خاموشی سننے لگی۔۔۔۔اُس کی سانسیں سننے لگی۔۔۔۔وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ جیسے کوئی سگریٹ پیتے ہوئے لیتا ہو۔۔۔۔

وہ اُس سے بات کرتے ہوئے کبھی سگریٹ نہیں پیتا تھا۔۔ مگر آج وہ خود پہ قابو پانا چاہتا تھا۔ وہ اُس کو نہیں بتا سکتا تھا۔۔ وہ مر جائے گا تمہارے بغیر۔۔۔۔۔ اُس کو نہیں بتا سکتا تھا اُس کے آنسوں گرم دہکتے ہوئے پانی کی طرح اُس کے دل پہ لگ رہے ہیں۔۔۔۔۔

"سگریٹ پی رہے ہیں آپ"

اُس نے لیٹے ہوئے آنکھیں بند کیں اور اُس سے پوچھا۔۔۔۔

"جی۔۔۔۔وہ"

اُس کی بات حلق میں ہی اٹکی۔۔۔۔۔

"نہیں پیا کریں سگریٹ مجھ سے بات کرتے وقت"

وہ جب بھی اُس سے بات کرتی ایک بچی بن جاتی۔ اُس سے ضد کرتی۔۔۔ غصّہ بھی ہو جاتی۔۔۔۔

"آئندہ نہیں پیوں گا"

اُس کے ہاتھ سے بے اختیار سگریٹ نیچے گرا۔۔۔ آنکھوں سے آنسوں نکلے۔۔۔۔۔

"رو کیوں رہی ہیں آپ"

اپنے آنسوں پہ قابو پاتے ہوئے اُس نے اُس سے پوچھا۔۔۔ جس کی آنکھوں میں ایک بار پھر سے آنسوں کا سیلاب گرنے لگا۔۔۔۔

"آپ کیوں لڑکیوں سے باتیں کرتے ہیں ہنس ہنس کے"

اب کی بار اندر کا ضبط باہر نکلا تھا۔۔۔۔۔

یہ سنتے ہی اُس کا دل موم بنا جیسے پگھل رہا ہو۔۔۔۔۔

"آئندہ نہیں کروں گا میں کسی سے بات۔ آپ رویا نہیں کریں"

اُس نے اپنے آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے آرام سے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔

"ملکہ تمہاری خاطر ہی تو سب سے بات کرتا ہوں میں۔۔۔۔۔فقط تمھیں دیکھنے کے لیے میں اتنے لوگوں کو برداشت کرتا ہوں۔کب سمجھو گی تم۔۔۔۔کب سمجھو گی تم وجدان تمہاری خاطر جیتا ہے۔تم نہ ہوئی تو وہ مر جائے گا۔۔۔۔"

اُس نے آنکھیں بند کیں اپنے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔۔اُس کی سسکیاں سنتے ہوئے خود سے کہنے لگا۔۔۔۔۔

وہ ہمیشہ اُس کو کہیں نہ کہیں دیکھ ہی لیتا تھا۔۔۔۔وہ اُس کو اپنی دوست کے ساتھ بیٹھی ہوئی، چلتی ہوئی یہ لائبریری میں نظر آ ہی جاتی تھی۔۔۔۔۔

"یا اللہ میرا دل اتنا بے چین کیوں ہے؟ جیسے کہیں کچھ بہت غلط ہو رہا ہے۔۔۔۔۔جیسے جو نہیں ہونا چاہیے تھا وہ ہو رہا ہو۔۔۔۔مجھے کیوں لگتا ہے میری زندگی اب جیسے پلٹنے والی ہے جیسے سب کچھ اُلٹا ہو جائے گا۔سب کچھ پلٹ جائے گا۔۔۔میں چاہ کے بھی کچھ نہیں کر سکوں گا۔۔۔۔۔مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے اللہ پاک۔۔۔۔میری مدد کر میرے مالک۔وجدان کی مدد کر۔۔۔۔۔وہ بہت کمزور ہے کچھ نہیں برداشت کر سکتا اور۔۔۔۔۔بہت اکیلا ہے وہ ۔۔۔۔کوئی نہیں اُس کا تمہارے سواء۔۔۔۔۔تو چھوڑ دے گا تو کدھر جاؤں گا میں۔میری مدد کر مولا۔۔۔۔۔"۔

وہ کمپیوٹر کے سامنے آنکھیں بند کیے کُرسی کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا اللہ سے مدد مانگ رہا تھا۔۔

"وہ کیوں نظر نہیں آئی مجھے اج؟ ملکہ کدھر ہو تم؟ سنو آ جاؤ میرے سامنے۔۔۔۔۔اِس سے پہلے کے وجدان کی چلتی سانسیں روک جائیں"۔

"سر میں اندر آ جاؤں؟"

اُس کے کانوں میں آواز گونجی۔۔۔اُس نے اپنی بند آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔۔۔۔وہ کرسی پہ سیدھا ہو کے بیٹھا۔۔۔۔۔

"جی فضہ آئیں"

اُس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اُس کو اندر آنے کا کہا۔۔۔۔۔۔اُس کا دل ایک بار پھر ڈوبا۔۔۔۔آج دروازے سے باہر کھڑی وہ نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔۔۔

جب بھی فضہ اُس کے آفس جاتی وہ ہمیشہ باہر کھڑی ہوتی۔۔۔۔۔اُس کو کبھی نہیں اچھا لگا وہ اُس کے آفس جائے ۔۔۔۔۔فضہ بھی اُسی کے کہنے پہ چلی جاتی تھی۔۔۔ورنہ اُن دونوں کو شدید نفرت تھی اُن لڑکیوں سے جو ہر دو منٹ بعد اُس کے آفس کا چکر لگاتی تھیں۔۔۔۔۔۔۔

وہ جب بھی اُس کے آفس کے باہر کھڑی ہوتی وہ ہلکا سا ہی سہی مگر اُس کو دیکھ لیتا تھا۔۔۔۔۔۔

"سر...میر ازرمینہ سے کانٹیکٹ نہیں ہو رہا۔۔۔ آج وہ آئی بھی نہیں ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا وہ نہ آئے اور مجھے بتائے نا۔۔۔۔وہ میں پوچھ رہی تھی آپ کی اُس سے بات ہوئی؟"۔

فضہ نے نظریں جھکائے ہوئے ایک روانی سے اُس سے پوچھا۔۔۔۔۔وہ جانتی تھی۔اُن دونوں کی آپس میں بات ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔

یہ سنتے ہی اُس کے چہرے کا رنگ بدلا۔۔۔۔۔اس کا دل پہلے سے ڈوب رہا تھا مگر اب تو وہ خود ایک گہرے سمندر میں ڈوب رہا تھا۔۔۔اُس کا دل زور زور سے چلا رہا تھا کوئی تو مدد کرو میری۔۔۔ مگر سمندر کی گہرائیوں میں اُس کو کون سنتا۔۔۔۔۔۔۔

اُس نے ایک مکمل خاموشی پہ اپنے سر کو ہلکا سے اوپر کیا۔ اور سامنے بیٹھے اُس شخص کو دیکھا۔۔۔۔۔جو آنکھوں میں وحشت لیے زمین کو گھور رہا تھا۔۔۔۔۔جیسے اب زور زور سے چلائے گا۔۔۔۔۔۔زمین پہ بیٹھ کے اُس کو چیر دے گا اور خود اُس کے اندر چلا جائے گا۔۔۔۔۔

۔اُس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ اُس نے دیکھی تھی۔۔۔۔آج اُس کے ماتھے پہ پہلی دفعہ اُس نے پسینہ دیکھا تھا ۔۔۔۔کچھ ہی لمحوں میں وہ پسینے میں نہا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"اتنی چھوٹی سی بات پہ اس بندے کی یہ حالت؟"

فضہ نے اُس کو بہت غور سے دیکھتے ہوئے اپنے دل میں کہا۔۔۔۔۔۔

"آپ کی آخری دفعہ بات کب ہوئی تھی اُن سے"

اُس نے سر کو اٹھایا اور سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا جو مسلسل اُس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"سر میری بات اُس سے رات میں ہوئی تھی کچھ نو بجے کے قریب۔۔۔اُس کے بعد نہیں ہوئی"

اُس نے جیسے یاد کرنے والے انداز میں بولا۔۔۔۔۔

"اِس کا مطلب آخری بات تو ملکہ کی مجھ سے ہوئی تھی۔۔۔۔۔اُس کی خوشبو تو میری سانسوں میں اب تک بسی ہے ۔۔۔۔۔"

اُس نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔جو اُس کو لگ رہا تھا کچھ ہی پلوں میں اُس کے منہ کے ذریعے باہر آ جائے گا۔۔۔۔۔

"اُن کے گھر میں سے کسی کا نمبر نہیں آپ کے پاس؟"۔

"سر اُس کے بھائی کا تھا۔۔۔مگر وہ بھی کچھ عرصے سے بند ہے"۔

"سر آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔۔میں اُس سے بات کروں گی آپ کو انفوم کروں گی"۔

وہ تو یہاں خود تسلی لینے آئی تھی۔۔۔ مگر سامنے بیٹھا شخص اُس کو زیادہ قابلِ رحم لگا۔۔۔۔۔۔وہ آج کسی اور ہی وجدان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔وہ وجدان تو کوئی اور تھا جو اُن کا ٹیچر تھا۔۔۔۔۔یہ جو اُس کے سامنے سر جھکائے بیٹھا ہے یہ تو کوئی اور ہی وجدان ہے۔۔۔۔۔۔

اُس نے اُس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا جیسے اُس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔ جیسے وہ کسی الگ ہی دنیا میں ہو۔۔۔۔۔

"یا اللہ رحم کر وجدان حسین شاہ پہ"

آنکھوں میں بہتے اشکوں کو اُس نے ضبط کرتے ہوئے اوپر دیکھا اور وجدان کے لیے رحم مانگا۔۔۔اور اُس کے پوچھے بغیر وہاں سے نکل گئی۔۔

"پوچھا تو اُن سے جاتا ہے جو زندہ ہوں۔ مرے ہوئوں سے کوئی کیسی اجذات مانگے"

۔"بہو آج زرمینہ گل کیوں کمرے سے باہر نہیں آیا۔۔یونیورسٹی بھی نہیں گیا۔۔۔اُس کا طبیعت بہت خراب ہے کیا؟"۔

وہ جو صبح سے بے جان سی بیٹی کا درد اپنے سینے میں لیے گھوم رہی تھی۔۔۔۔۔ایک دم چونکی۔۔۔۔

".جی اماں ٹھیک ہے میں نے دوائی دی تھی تو تب ہی اتنا سو رہی ہے۔۔۔ آپ پریشان نا ہوں"۔

"اُس کا بہت خیال رکھنا رقیہ"

".جی اماں رکھتی ہوں میں"۔

"صبر تو آئے گا نہیں مجھے اب۔۔۔میں اُس کو خود ہی دیکھ آتی ہُوں"

اماں نے ایک پاؤں نیچے اُترا ہی تھا کے رقیہ بیگم جلدی جلدی اُن کے پاس آئیں۔۔۔

"نہیں نہیں اماں آپ کیوں جائیں گی؟ آپ بیٹھیں میں اُس کو خود بلاتی ہوں"۔

وہ نہیں چاہتی تھیں کوئی اُس کے کمرے میں جائے اور اُس کی وہ حالت دیکھے جو کچھ وقت پہلے انھوں نے دیکھی تھی۔۔۔۔

وہ نہیں چاہتی تھیں کوئی اُس کا پیلا ہوتا چہرہ دیکھے، آنکھوں کی سوجن دیکھے، ہونٹوں کی سفیدی دیکھے۔۔۔اور بخار میں جلتا اُس کا وجود دیکھے۔۔۔ایک ہی دن میں اُن کی بیٹی کا ہولیہ بگڑ گیا تھا۔۔۔اُس کی آنکھوں کے نیچے سیاہ ہلکے اُس کو مردہ تصور کرنے کے لیے کافی تھے۔۔۔۔۔

وہ نہیں چاہتی تھیں اُن کی بیٹی وقت سے پہلے مرے۔۔اندر سے تو اُس نے خود کو مار دیا تھا۔۔۔۔جو سانسیں چل رہی تھیں اُس کی۔وہ نہیں چاہتی تھیں وہ سانسیں اُس سے اُس کا باپ چھینے۔۔۔۔

"نہیں ابھی نہیں بلانا اُس کو۔اُس کا طبیعت ٹھیک ہو اوہ خود ہی باہر آجائے گا"

"جی اماں ٹھیک ہے"

یہ کہتے ہوئے وہ کچن کی طرف گئیں۔۔۔کچن کے دروازے پہ کھڑے ہو کے انھوں نے دونوں ہاتھ اوپر کیے۔۔۔اور دعا مانگی۔۔۔۔

"یا اللہ میری زرمینہ پہ رحم کرنا""

اُس کا مسلسل بند نمبر اُس کو ایک ایک سیکنڈ کی موت دے رہا تھا۔۔۔پچھلے ایک گھنٹے سے وہ مسلسل اُس کا نمبر ملا رہا تھا۔۔۔مگر ہر بار ملانے پہ ایک ہی جواب ملتا۔۔۔ہاتھ میں موبائل پکڑے وہ سگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔۔جیسے اُس نے اپنے لیے ایک زہر منتخب کیا ہو۔۔۔۔۔جیسے پی پی کے اُس نے اپنی جان دینی ہو۔۔۔۔۔

وہ اٹھا اور بالکنی میں گیا۔۔۔ آج اُس کی آنکھوں میں آنسوں نہیں تھے۔۔۔۔ نہ ہی اُس نے ضبط کیے تھے ۔۔۔۔ وہ اپنے اندر ایک فیصلہ کر رہا تھا۔ ایسا فیصلہ جو اُس کو زندگی دے گا یا پھر موت ۔۔۔۔ وہ دونوں چیزیں اپنے لیے سوچ رہا تھا۔۔۔

"ایک طرف زندگی اور دوسری طرف موت"

۔اُس نے ایک بار پھر موبائل اٹھایا۔۔۔۔ اُس کا نمبر پھر ملایا

اب کی بار بھی وہی جواب ملا۔۔۔۔

"سنو ملکہ اپنے وجدان کا انتظار کرنا۔۔۔ اِس جہاں میں نہیں تو اگلے جہاں میں کرنا"۔

اُس نے آسمان میں چمکتے چاند کو دیکھا۔۔۔ جس میں اُس کو اپنی ملکہ کا اقص نظر آتا تھا۔۔۔ اُس نے آنکھیں بند کیں۔۔ اُس کا سراپا اُسکی آنکھوں میں گھوما۔۔۔۔ آنکھوں سے ایک موتی گرا اور رخسار پہ ٹھرا۔۔۔۔۔

آنکھوں سے بہتا آنسوں اُس نے بازوں سے رگڑا۔۔۔۔ اور واشروم گیا۔۔۔ وضو بناتے ہی باہر نکلا۔ جائے نماز بچھائی۔۔۔۔ دو رکعت نوافل حاجت پڑھے۔۔۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔۔ مگر بغیر دعا کے اٹھ گیا۔۔۔۔ اُس نے سوچ لیا تھا اُس نے اب کیا کرنا ہے۔۔۔

"اماں مجھے دے دیں پلیز"

اُس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے ماں کو کہا۔۔۔۔ اللہ کے بعد اج اُس نے پہلی دفعہ کسی کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے ۔۔۔ وہ اُن کے پیروں میں گر رہی تھی۔۔۔۔ اُن سے بھیک مانگ رہی تھی۔۔۔۔

"کیوں چاہیئے تمھیں موبائل تاکہ پھر تم اُس لڑکے سے بات کرو؟"۔

انھوں نے اُس کو خود سے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔۔۔ جو مسلسل اُن کے پیروں کو ہاتھ لگا رہی تھی۔۔۔

"اماں مجھ پہ ظلم کر رہی ہیں آپ"

اُس نے پیچھے ہوتے ہوئے زمین پہ بیٹھ کے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"زرمینہ کیسی بیٹی ہو تم... جو اپنے باپ کی عزت کا جنازہ اپنے ہاتھوں سے نکالے گی"۔

وہ جو کب سے سنگدل بنی کھڑی تھیں۔۔۔۔ عزت کے نام پہ ایک دم تیش میں آئیں۔۔۔۔۔ اور اُس کو بازوں سے پکڑ کے جھنجھوڑنے لگیں۔۔۔۔۔۔

"اماں درد ہو رہا ہے مجھے"۔

اُس نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اور زور زور سے رونے لگی۔۔۔۔ پکڑا انہوں نے بازوں سے تھا مگر درد اُس کو دل میں ہو رہا تھا۔۔۔۔ وہ اپنے دل پہ ہاتھ رکھے رو رہی تھی۔۔۔ اور ایک ہی بات کر رہی تھی۔۔۔ "اماں مجھے درد ہو رہا ہے"۔

ماں کی رگوں میں بھی تو ایک سواتی باپ کا خون تھا۔۔۔۔ وہ کہاں عزت کے سامنے اپنی بیٹی کا درد دیکھتے ہیں ۔۔۔۔ وہ تو عزت دیکھتے ہیں۔۔۔۔ اپنے سر کی ٹوپی کو دیکھتے ہیں اپنے کندھے پہ پڑی چادر کو دیکھتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ جہاں بات عزت کی آتی ہے نہیں دیکھتے سامنے جو مر رہا ہے ہمارا خون ہے۔۔۔۔

"عزت کو خون سے افضل سمجھنے والی وہ ایک انا پرست باپ کی بیٹی تھی۔۔ اور انا پرست شوہر کی بیوی تھی"۔

"وہ تو اپنی عزت پہ قربان ہو جاتے ہیں۔۔۔ مگر ہار نہیں مانتے"۔

"کیا قوم ہے اُس لڑکے کی؟"

وہ ماں تھی بیٹی کے درد پہ پگھل رہی تھی۔۔۔۔۔ اُسی انداز میں انھوں نے اُس لڑکے کی قوم پوچھی۔۔۔۔۔

"اماں"

اُس نے ماں کی طرف دیکھا۔۔۔۔وہ جانتی تھی اُس کی اگلی بات ماں پہ بجلی بن کے گرے گی۔اور اُس پہ غضب ۔۔۔۔۔۔

"بتاؤ کیا قوم ہے اُس کی؟"

"سید"

اُس نے جھکے سر کے ساتھ بس اتنا ہی کہا۔۔۔۔۔

"کیا سید؟"

ماں کو لگا جیسے انھوں نے غلط سن لیا ہو۔ان کی بیٹی نے کچھ اور کہا ہو۔۔۔۔۔

"جی اماں سید ہیں وہ"۔

سواتی مر گے ہیں سارے جو اب تم سیدوں میں جاؤ گی؟ جانا تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔۔تم نے سوچا بھی کیسے؟ شرم نہیں آئی تمھیں۔۔۔۔باپ کی عزت کو ایسے نیلام کرتے ہوئے۔۔۔۔۔اور تم سید سے شادی کر بھی سکتی ہو؟

اور اُس لڑکے کو شرم نہیں آئی۔۔سید ہوتے ہوئے ایسی چھوٹی حرکت کی۔کسی کی عزت میں ہاتھ مارا؟ زری میں خود بتاؤں گی تمہارے باپ کو۔۔۔۔تم جیسی گندی اولاد سے ہماری کوئی اولاد ہوتی ہی نا تو اچھا تھا۔۔۔۔تم جیسی بیٹیاں ہی جو ہوتی ہیں نا باپ کا سر شرم سے نیچے کرتی ہیں۔۔۔۔۔۔

کل سے تمھیں یونیورسٹی جانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔آرام سے گھر میں بیٹھو۔۔۔۔میں بولتی ہُوں تمہارے باپ کو رشتہ کریں اس کا۔۔۔اور رخصت کریں اس کو۔اسی مہینے۔۔۔۔۔

"مر جاؤ تم زری، تم جیسی گندی اولاد کو مر ہی جانا چاہیے"۔

"اماں مجھے یونیورسٹی سے نہ منع کریں"

اب کی بار وہ بلکل ٹوٹ چکی تھی۔۔۔۔ جیسے کسی میں سانس کا ایک قطرہ بھی نہ بچا ہو۔۔۔۔ اُس کے آنسوں اب بلکل خشک ہو چکے تھے۔۔۔ اھنی خشک آنسوں سے اُس نے ماں کو دیکھا۔۔۔۔۔

"جتنا تم نے پڑھنا تھا، پڑھ چکی ہو تم۔۔۔ اب گھر پہ بیٹھو۔۔۔ بہت سن لی ہم نے تمہاری"

وہ اُس کو کہتی رہیں اور وہ سنتی رہی۔۔۔ جیسے اب اُس کے پاس کچھ نہیں بچا ہو۔ وہ مکمل برباد ہوئی ہو۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو وجدان؟ ہوش میں ہو تم؟"۔

"مجھے لگتا ہے یہ ہوش میں نہیں ہے"۔

"نہیں امی میں ہوش میں ہُوں"

اپنے ماں باپ کے سامنے وہ نظریں جھکائے بیٹھا اُن کو سن رہا تھا۔۔۔۔ اُس نے جو بات کی تھی اُس کے بعد تو اُس کو سُنّی ہی تھیں۔۔۔۔ اُس نے آج فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔۔ وہ ہر حد سے گزرے گا۔۔۔۔ وہ اُس کے لیے کچھ بھی کرے گا۔۔۔ مگر ابو کے اتنے زور سے چلانے پہ اور پھر امی کی اُسی بات پہ تائید کرنے پہ۔ وہ بلکل خاموش ہوا جیسے اب کچھ بول نہیں سکے گا۔۔۔۔۔۔

یہ پاگل ہو گیا ہے؟ سواتیوں کے گھر سے شادی کرے گا؟ وہ سواتی جن کے گھر میں اگر دو وقت کا کھانا بھی نہ ہو باہر وہ اپنی خانگیاں ضرور دیکھاتے ہیں۔۔۔۔ سواتی تو اپنی قوم سے باہر کسی سے سلام کرتے ہوئے توہین سمجھتے ہیں اپنی۔ وہ ہمیں بیٹی دیں گے اپنی۔۔۔۔ سن رہی ہو اپنے بیٹے کو۔۔۔۔۔

وہ غصّہ میں بولے چلے جا رہے تھے جیسے آگ اُن کے منہ سے نکل رہی ہو۔۔۔۔۔۔

"آپ آرام سے بات کریں طبیعت خراب ہو جائے گی آپ کی"۔

"بیگم اب طبیعت ٹھیک رہے بھی سکتی ہے میری؟ میرے بھائی کی بیٹی بری تھی۔ مگر اُس سواتی کی بیٹی اچھی ہے۔ جس کے لیے یہ ہمارے پاس آیا ہے۔۔۔ میں اُدھر شادی کرنا چاہتا ہوں"۔

انھوں نے بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ اُس کو دیکھا جو نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

آپی کون ہے وہ لڑکی۔۔۔

اب کیا ہو گا۔۔۔

ابا بھائی کو اتنا کیوں ڈانٹ رہے ہیں۔۔۔۔۔

آپی ابا کو بولیں نا بھائی کو نہیں ڈانٹیں......۔

باپ کی آواز پہ پانچویں بہنیں اپنے کمرے سے باہر نکلیں تھیں۔۔۔ اور چھپ کے دروازے کے باہر کھڑی سن رہی تھیں۔ انہوں نے آج سے پہلے اپنے والد صاحب کو اِس قدر غصے میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔

"اب بولو گے کچھ تم"

اب وہ بول بول کے تھک چکے تھے۔۔۔ اور سامنے بیٹھے بیٹے کو کہے رہے تھے جو نظریں زمین پہ جمائے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔"۔

"وجدان تم سے کہے رہا ہوں میں۔۔۔۔ سر اوپر کرو".

"سنا نہیں تم نے اوپر کرو اپنا سر".۔

اُس کا سر اوپر ہوتے ہی باپ کا غصّہ ایک دم درد میں بدلا۔۔۔ دونوں میاں بیوی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور پھر اپنے اکلوتے بیٹے کو۔۔۔۔۔

جس کی آنکھوں سے آنسوں نیچے گر کے اُس کے ہاتھ پہ ٹھر رہے تھے۔۔۔ وہ دونوں ہاتھوں کو اوپر نیچے رکھے بیٹھا تھا۔ باپ کے حکم پے اُس نے نظریں جھکائے ہوئے سر کو اٹھایا۔۔۔۔۔

انہوں نے اپنے بیٹے کو دیکھا اُس بیٹے کو جس نے کبھی کوئی خواہش نہیں کی تھی۔۔۔۔ آج اُس کی پہلی خواہش تھی جو اُس نے اپنے باپ سے کی تھی۔۔۔۔۔

"اُس نے اپنی ایک خواہش کے اظہار پہ فقط ایک خواہش پہ، نظریں جھکائے کوئی ہزار باتیں سن لیں تھیں"

انہوں نے اُس کو بہت غور سے دیکھا۔۔۔۔ جو ایک لڑکی کے عشق میں اپنے باپ کے سامنے رو رہا تھا ۔۔۔۔ اُس کے ہونٹ ایسے کانپ رہے تھے۔ جیسے اب وہ ایک لفظ اور بولیں گے تو وہ بچوں طرح اونچا اونچا روئے گا۔۔۔۔۔

"جاؤ تم اپنے کمرے میں"

ایک باپ کے لیے اُس سے بڑی تکلیف اور ازیت اور کوئی نہیں ہوتی۔۔۔ جب اُس کی اولاد اُس سے کوئی خواہش کرے اور وہ پوری نہ کر سکے۔۔۔۔ اِس سے بڑا درد ایک باپ کے لیے اور کیا ہو گا اُس کا جوان اور اکلوتا بیٹا کسی لڑکی کے لیے اُس کے سامنے روئے۔۔

وہ جو بری طرح ہار گیا تھا۔۔۔۔۔ نظریں جھکائے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

باہر کھڑی بہنوں کا اکلوتا بھائی آج اُن کے پاس سے ایسے چل کے گیا تھا۔۔ بہنوں کو لگا جیسے اُن کا وجود جل گیا ہو۔۔۔۔ اُن کے سینے میں کسی نے ضرب لگا لی ہو۔۔۔۔ یہ اُن کا بھائی تھا؟ یہ اُن کا بھائی تھا۔ جو مسکراتے نہیں تھکتا تھا۔۔۔ اور آج؟۔

وہ پانچوں بہنیں باپ کے پاس آئیں۔۔۔۔۔

ابو بھائی نے کبھی کوئی خواہش نہیں کی.....

ہمارا بھائی رو رہا تھا۔۔۔۔

ہمارا ایک ہی تو بھائی ہے اُس کی بھی خوشی نا پوری ہو۔۔۔۔۔

فاطمہ کے علاوہ ہر کوئی نظریں جھکائے آج دبے الفاظ سے اپنے بھائی کے لیے باپ سے احتجاج کر رہا تھا۔۔۔۔وہ بہنیں جو اپنے لیے کبھی نہیں بولی تھیں۔اج اپنے بھائی کے لیے بول رہی تھیں۔۔۔۔۔

"تم سب اتنے بڑے ہو گئے ہو جو اپنے باپ سے بحث کرو گے ؟"۔

"نہیں ابو ہم بحث نہیں کر رہے۔۔۔۔وہ لڑکی وجی کی خوشی ہے۔۔۔آپ کا بیٹا مر جائے گا اُس کے بغیر ابو ۔۔۔ابو آپ نے ہمارے لیے جو فیصلہ کیا ہم نے قبول کیا۔۔۔ہم نے آپ کے آگے کبھی ماتھے پہ بل بھی نہیں ڈالا۔۔۔۔ہم خود سہتے ہیں۔۔۔ہم لوگوں کی باتیں بھی سنتے ہیں۔۔۔۔ہم اپنی خواہشات کبھی ظاہر نہیں کرتے۔۔۔کہ آپ دُکھی نہ ہوں۔۔۔۔مگر آج بات ہماری نہیں ہے ابو۔آج بات وجدان کی ہے۔ ۔۔۔۔آپ کو سوچنا ہو گا۔اب آپ کو سوچنا پڑے گا ابو۔۔۔۔ہم تو بیٹیاں ہیں اپنے لیے آپ کے سامنے بول بھی نہیں سکتیں۔۔۔مگر وجدان۔۔۔۔ابو اُس کے لیے ہر حد سے گزر جاؤں گی میں۔۔۔۔آپ کو سوچنا ہو گا ابو۔

اب کی بار فاطمہ بولی اور ایسا بولی کہ ہر کوئی چپ رہا۔۔۔اُس نے کسی کو بولنے کے لیے چھوڑا ہی نہیں۔بولتے بولتے وہ اٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔اُس کے باہر جاتے ہی۔۔۔۔چاروں بہنیں کمرے سے باہر نکلیں۔۔۔اور ماں باپ آج اپنی ساری اولاد کو دیکھتے رہے۔۔۔جو اُن کو اج کسی اور ہی روپ میں نظر آ رہی تھیں۔۔۔

وہ جب بھی بہت روتی تھی۔۔۔۔۔اللہ جی اُس پہ اپنی عنایت کرتے۔۔۔۔ایک خاص کرم کرتے۔۔۔اُس پہ غنودگی طاری کرتے اور وہ سو جاتی۔۔۔۔

آج بھی وہ بہت روئی تھی اتنا کے بے ہوشی کی نیند سو رہی تھی۔۔۔

"وہ سفید سوٹ پہ کالا کوٹ پہنے کمرے میں آیا۔۔۔۔وہ لیٹی تھی۔۔۔۔۔دروازے کی آواز سے اُس کی آنکھ کھلی۔۔۔۔

"آ گئے ہیں آپ"

وہ اٹھی۔۔۔۔اُس کے پاس گئی۔۔۔اُس کے پیچھے کھڑی ہوئی۔۔۔پہلے اُس کے ایک بازو سے کوٹ نکالا پھر دوسرے سے۔۔۔۔

"میری بہن کا نکاح ہے آج.....برات بھی آئے گی۔۔۔۔کھانا سب کا یہیں ہو گا ہماری طرف"

وہ بول رہا تھا،۔۔۔۔اُس نے اُس کا کوٹ الماری کے سامنے ہینگر پہ لگایا۔۔۔۔۔وہ پیچھے مڑی۔۔۔چونک کے اُس کی طرف دیکھا۔۔۔۔جو بیڈ پہ لیٹ رہا تھا۔۔۔

"نکاح آج ہے؟"۔

"ہاں آج ہے"

سر پہ بازو رکھے آنکھیں بند کیے اُس نے جواب دیا۔۔۔۔۔۔جیسے سونا چاہتا ہو۔۔۔۔۔

وہ اُس کے پاس آئی۔۔۔۔۔اُس کے پاس بیٹھی۔۔۔۔مسکراتے ہوئے اُس کا بازو ماتھے سے نیچے کیا۔۔۔۔۔اُس کے قریب ہوئی۔۔۔۔اتنا قریب کے اُس کی سانسیں اُس کے منہ میں جانے لگیں۔۔۔۔۔اُس نے اپنا ایک ہاتھ اُس کے چہرے کی ایک سائڈ پہ رکھا۔۔۔۔۔اُس کی دھاڑی کا لمس اُس کو محسوس ہونے لگا۔۔۔۔

"خان صاحب نماز کا وقت ہے نماز پڑھ کے سویئے گا"

اُس نے اُس کو مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔اور پیچھے ہو گئی۔۔۔۔اُس کے پیچھے ہوتے ہی اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے قریب کیا۔۔۔۔اتنا قریب کے اُس کے ہونٹ اُس کے ماتھے کو چھونے لگے۔۔۔اُس نے اُس کے بال پیچھے کیے۔اُس کا ماتھا چُوما۔

"ملکہ آج دونوں نماز ساتھ پڑھیں گے"۔

ماتھا چومتے ہوئے اُس نے اُس کو سرگوشی سے کہا۔۔۔۔۔جو آنکھیں بند کیے اُس کا لمس محسوس کر رہی تھی

۔۔۔۔۔

وہ اٹھا۔۔۔۔اپنا کوٹ پہنا۔۔۔۔سر پہ ٹوپی لی۔ دروازہ کھولا۔۔۔۔اور اُس کا ہاتھ پکڑے آگے چلنے لگا

۔۔۔جو مکمل چادر میں اُس سے ایک قدم پیچھے چل رہی تھی۔۔۔۔۔

"خان صاحب آپکو پتا ہے میرا کتنا ارمان تھا ہم دونوں ایک ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ایسے ساحل پہ چلیں۔ آپ مجھ سے ایک قدم آگے ہوں اور میں آپ سے ایک قدم پیچھے چلوں"۔

وہ مٹی جیسی زمین پہ ننگے پاؤں چل رہے تھے۔۔۔۔وہ مٹی ساحل کی مٹی نہیں تھی۔۔۔۔وہ تو کیچڑ تھا

۔۔۔۔۔جو بارش کے بعد ہوتا ہے۔۔۔۔مگر اُس کو اسکا ساتھ میسر تھا۔۔۔۔کیچڑ بھی ساحل تھا۔۔۔۔وہ بولے جا رہی تھی۔۔۔اور وہ خاموشی سے اُس کو سنتا سنتا آگے جا رہا تھا۔۔۔۔

۔وہ مسجد تک پہنچے ہی تھے۔۔۔۔کہ اُس کی آنکھ کھلی۔۔۔۔مسجد سے

اللہُ اَکبَر اللہُ اَکبَر

کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔۔۔۔اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔۔۔۔وہ تو اپنے بیڈ پہ لیٹی ہے۔۔۔۔کھد رہے وہ جو ابھی اُس کے پاس تھا اُس کے ساتھ تھا۔۔۔۔۔اُس نے لائٹ لگائی۔۔۔۔۔وہ تو اپنے کمرے میں ہے۔

۔۔۔۔۔۔

"یہ خواب تھی؟"

اُس نے بیڈ پہ بیٹھتے ہی پھر سے ادھر اُدھر دیکھا۔۔۔۔۔

"کیا تعبیر ہے اِس کی؟"

"ملن یا جُدائی"۔

جو بھی ہے خواب میں ہی سہی وہ اُس کے پاس تھا اُس کے ساتھ تھا۔۔۔اُس کا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں تھا۔وہ اُس کو ملکہ کہے رہا تھا۔۔۔۔۔اُس کے ساتھ نماز پڑھنے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ ایک عرصے بعد مسکرائی۔ایک عرصے بعد خوش ہوئی۔۔۔ جیسے اُس کو پوری دنیا مل گی ہو۔۔۔اُس کے ہے قرار دل کو قرار آیا۔۔۔۔روح کو سکون ملا۔۔۔وہ اٹھی۔۔۔ وضو بنایا۔۔ جائے نماز پے بیٹھی۔۔۔اور خدا کے رُوبرو شکرانے کے نوافل ادا کرنے لگی

!ان آنکھوں کے اشارے سے مری توثیق ہو جائے!

پلک جھپکوں، مقدر کی خرابی ٹھیک ہو جائے

سمیٹو حاشیہ میرا اگر پوری توجّہ سے

مجھ ایسا بد چلن بندہ بھی نستعلیق ہو جائے

بہاو وقت کا ہے وصل میں مانع، بھلے جتنا

کنارے سے کنارے کا بدن نزدیک ہو جائے

ترا احساس کھو دوں تو جواز اپنا نہیں رہتا

ترا چہرہ جو بھولوں روشنی تاریک ہو جائے

مجھے اک عشق بونا ہے تری زرخیز مٹّی میں

زمیں زندہ ہے پہلے یہ مجھے تصدیق ہو جائے

تری تصویر کے نعم البدل کی ایک صورت ہے

تری ہم شکل کوئی نظم اگر تخلیق ہو جائے
پڑھو لوحِ ازل اس پر بھی یہ لکھّا نہیں ہو گا
مرا ہونا تمہاری یاد سے تفریق ہو جائے
حسیں عورت کے سب معنی مکمل کھولے جائیں گے
محبت اور ہوس پر ٹھیک سے تحقیق ہو جائے
ہم اپنی ذات کو بھی جسم سے تفریق کر دیں گے
ہمھارے وصل کی تم کو اگر توفیق ہو جائے!!

وہ پوری رات ایک کونے میں بیٹھا کانپتے ہاتھوں کے ساتھ سگریٹ پیتا رہا۔۔۔۔۔۔وہ اتنے سگریٹ پینے لگا تھا کہ اُس کو لگا اُس کے اندر بس دُھواں ہی دُھواں ہے۔۔۔۔۔۔وہ خود کو ختم کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔اُسے معلوم تھا خودکشی حرام ہے۔وہ خود کو گولی سے نہیں مار سکتا تھا۔اپنی نصب نہیں کاٹ سکتا تھا۔۔۔بہت ساری گولیاں کھا کے خود کو ملامت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔وہ خود کو سگریٹ سے مارنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔وہ سگریٹ کو ایک زہر سمجھ کے پیتا تھا۔۔۔۔جو اہستہ آہستہ اُس کو بِستر مرض تک لے جائے۔۔۔۔۔اور وہ اِس ازیت اِس تکلیف سے ہمیشہ کے لیے چھٹکارا پالے جو اُس کو ایک ایک پل میں موت دیتی تھی۔۔۔۔۔۔

محبت کرنے والوں کے لیے موت ایک نعمت بن کے آتی ہے۔۔۔۔۔جو اُن کو ہمیشہ کے لیے سکون کی نیند دے دیتی ہے۔ایسی سکون کی نیند جو دن رات وہ مانگتے ہیں۔۔۔۔۔

اُس کے پاس اب مانگنے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا۔۔۔۔کل تک جو زرمینہ گل کو مانگتا رہا اج وہ نیند مانگ رہا تھا ۔۔۔۔ایسی نیند جس کے بعد وہ کبھی اٹھ نا سکے۔۔۔۔کبھی اِس دُنیا میں دوبارہ واپس نہ آسکے جس دنیا نے اُس کو تکلیف ازیت درد قرب کے علاوہ کچھ نہیں دیا۔۔۔۔۔۔

"سنو ملکہ! مجھے بھول تو نہیں جاؤ گی نا؟"۔

اُس نے آسمان میں چمکتے چاند کو دیکھا اور کانپتے ہونٹوں کے ساتھ کہا۔۔۔ سگریٹ پینے سے اُس کے ہونٹ کالے ہو گئے تھے۔۔۔ اُس کے دانت خراب ہو رہے تھے۔۔۔ اُس کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اُس کی بڑھی ہوئی داڑھی۔۔۔۔۔ اُس کو قابل رحم بنا رہی تھی۔۔۔۔ اُس کو اِس حال میں کوئی بھی دیکھے تو یہی کہے۔۔

"ہائے کسی ماں کا جوان بیٹا، اِس کی حالت پہ ماں کے دل پہ کیا گزرتی ہو گی"۔

عشق انسان کو مار دیتا ہے۔۔۔۔۔ زمین میں اُتار دیتا ہے۔۔۔۔۔

کسی میں سے اگر غرور ختم کرنا ہو تو اُس کو مرضِ محبت کا مزا چکاؤ۔۔۔۔۔ اور پھر دیکھو۔۔۔۔۔ اُس کی موت کا تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھو۔۔۔۔۔ دنیا کی کوئی چیز ایک انسان کو نہیں ہرا سکتی۔۔۔ بس یہ کم بخت محبت، تباہ کر دیتی ہے۔ برباد کر دیتی ہے۔۔۔۔۔ دنیا کے سامنے ذلیل، رُسوا کر دیتی ہے۔۔۔۔ ایک اچھے بھلے انسان کو قابلِ رحم بنا دیتی ہے۔۔۔۔۔۔

یہ مرض جس کو لگتا ہے بس وہی اِسکا درد جانتا ہے......۔

"یہ وہ درد ہے جس کا علاج بڑے سے بڑا ڈاکٹر کرے تو ہار مان جائے۔۔۔ اور اگر محبوب کا ایک دیدار فقط ایک دیدار نصیب ہو جائے تو مرتا ہوا عاشق دوبارہ جی اٹھے"۔

سنو ملکہ! اِس جہاں میں نہیں تو اگلے جہاں میں میرا انتظار کرنا۔۔۔ میں نے تمہیں خدا سے مانگا ہے۔ کیسے ممکن ہے کوئی اُس سے مانگے تو وہ عطا نا کرے۔۔۔۔۔ یہاں ظلم ہے، یہ دنیا بہت ظالم ہے ملکہ۔۔۔۔ تمھیں میرا کبھی نہیں ہونے دے گی۔۔۔۔ میں تمہیں اُس جہاں میں مانگوں گا۔۔۔

"روزِ محشر لوگ مغفرت مانگیں گے مگر وجدان تمھیں مانگے گا۔۔۔ اپنی ملکہ کو مانگے گا"

اُس دِن میری ہو جانا۔۔اُس دن چھوڑ دینا سب کچھ۔۔۔اُس دِن دعا کرنا اللہ میری دعا قبول کرے۔۔میں نے تمہیں پانے کے لیے جو دعائیں مانگی ہیں دعا کرنا اللہ سے بولنا وہ اُن پہ کن بولے۔۔۔

کاش ملکہ میں تمہیں بتا دیتا، میں کہے دیتا تم سے وجدان تمہارے عشق میں دیوانہ بن کے گھومتا ہے۔۔۔ملکہ تمھیں وجدان کی اِس دیوانگی کی قسم اُس جہاں میں وجدان کی ہو جانا"۔

اُس کو لگا جیسے وہ اُس کو دیکھ رہی ہے وہ چاند پہ ہے اور اُس کی دیکھ رہی ہے۔وہ آنکھوں میں آنسوں لیے اُس سے باتیں کرتا رہا۔۔۔اُس نے اِس دوران ایک بار بھی سگریٹ نہیں پیا۔۔۔اُس کا نام لیتے ہی اُس کے ہاتھ سے سگریٹ نیچے گر جاتا۔۔۔آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب بہتا چلا جاتا۔۔۔اور وہ کسی اور ہی جہاں میں ہوتا

۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"زرمینہ جلدی تیار ہو جاؤ۔۔۔لیٹ ہو رہا ہوں میں"

سلطان نے چائے کا کپ منہ کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔

"زرمینہ کی تو طبیعت ہی بہت خراب ہے وہ نہیں جائے گی"

اماں نے اُس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"نہیں نہیں اماں میں جاؤں گی میں ٹھیک ہوں"

وہ عبایا پہنے ماں کو دیکھے بغیر کُرسی پہ آ کے بیٹھ گئی۔۔۔۔

"لیکن زرمینہ".

رقیہ بیگم نے آنکھیں نکالتے ہوئے۔۔۔الفاظ پہ زور دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔جیسے اُس کو یاد دلا رہی ہوں

۔۔۔۔کہ اُس نے اب یونیورسٹی نہیں جانا۔۔۔۔۔

"نہیں اماں آپ پریشان نا ہوں میں ٹھیک ہوں"

اُس نے اس قدر ڈیتھ بن کے کہاماں آگلی بات نہ کر سکی۔ وہ جانتی تھی اُس کی ماں کبھی بھی اُس کے باپ اور بھائیوں کو نہیں بتائیں گی۔۔۔وہ خود اُس کو جانتا مرضی بے عزت کر لیں مگر وہ کسی اور کے سامنے اُس کی تذلیل کبھی نہیں کر سکتیں۔۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے زرمینہ گل جاؤ مگر خیال رکھنا"

انہوں نے اِس انداز میں کہا جیسے سب کو لگے وہ اُس کی طبیعت کے سلسلے میں خیال رکھنے کا کہے رہی ہیں۔۔۔۔ مگر زرمینہ گل اُن کی آنکھوں کے اشارے سے سمجھ گئی تھی۔۔ وہ اُس کو کس چیز کا خیال رکھنے کا کہے رہی ہیں

۔۔۔۔۔۔۔

"جی اماں میں بہت خیال رکھوں گی آپ پریشان نہ ہوں"

یہ کہتے ہوئے اُس کو اندر سے ایک تکلیف ہوئی۔۔۔ وہ کیسی بیٹی ہے۔۔۔ کیا ایسی ہوتی ہیں بیٹیاں ؟۔

"اچھا اب چلو بھی لیٹ ہو رہا ہوں میں"

سلطان نے گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا اور اٹھنے لگا۔۔۔۔ وہ بھی بھائی کے پیچھے ایک دم اٹھی۔۔۔ وہ اِس وقت ماں کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ اُن سے بچ کے جلد از جلد گیٹ سے باہر جانا چاہتی تھی۔

وہ جلدی جلدی اٹھی۔۔۔ چادر لی۔۔۔۔ بیگ پہنا۔۔۔۔ جیسے ہی وہ جا رہی تھی ماں نے اسے آواز دی ۔۔۔ اُس کے آگے جاتے قدم ایک دم روکے۔۔۔۔۔۔

"زرمینہ یہ چادر مجھے دو"

انھوں نے اُس کے کندھے سے چادر اُتارتے ہوئے کہا۔

" مگر اماں"

اُس کو لگا، ماں اُس کے کندھے سے چادر نہیں اُتار رہی بلکہ اُس کو زمین میں اُتار رہی ہے۔۔۔۔

"اب تمھیں اِس کی ضرورت نہیں رہی زرمینہ"

انھوں نے آنکھوں میں آنسوں لیے کہا۔ جیسے بیٹی کو بتا رہی ہوں۔۔۔۔ اُس نے کیا کیا ہے۔ اُس نے اپنے باپ کا غرور کیسے توڑا ہے۔۔۔۔۔ یہ چادر جب اوہنوں نے اُس کو اوڑاھی تھی۔ تو اُس کو کہا تھا اِس چادر کو چادر نہیں سمجھنا۔۔ اپنے بابا جان کی عزت سمجھنا۔۔۔ اُس نے ان کی دی ہوئی چادر کا بھرم نہیں رکھا۔۔۔ اُس چادر کا مان اُس نے توڑ دیا۔۔ اب اُس کا اِس چادر پہ کوئی حق نہیں تھا۔۔۔۔۔

"اماں نہیں کریں ایسا"

اُس نے روتے ہوئے کہا۔۔۔ جیسے اُس سے ماں آج سب سے قیمتی چیز لے رہی ہو۔۔۔ ایسی چیز جس کو پہن کے اُس کو ایک تحفظ ملتا ہے۔

"میں نے نہیں زرمینہ گل یہ تم نے خود کیا ہے۔۔۔ تم نے کیا ہے یہ"

ماں نے ہاتھ میں چادر لیے روتے ہوئے کہا اور وہاں سے پلٹنے لگی۔۔۔۔

وہ وہیں کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔۔۔۔ اُس کو بہت اچھے سے احساس ہوا۔ اُس نے اِس محبت کی خاطر کیا کھو دیا ہے۔۔۔۔ اُس نے اپنی عزت کھو دی۔۔۔ ایک لڑکی کے پاس عزت ہی تو ہوتی ہے۔ وہی عزت اُس کا غرور ہوتا ہے۔۔۔ وہ عزت اُس کی چادر ہوتی ہے۔۔۔۔ آج اُس کی ماں نے اُس کو بہت اچھے سے سمجھا دیا تھا۔۔۔ عزت اور ذلت کا فرق آج اُس کی بہت اچھے سے سمجھ آ گیا تھا۔۔۔۔۔

اُس کا دل چاہ زمین پھٹے اور وہ اُس کے اندر اترے۔۔۔۔ اُس سے کیسی غلطی ہو گئی ہے۔۔۔۔ جو آج اُس کے کندھے کی چادر بھی چھین لی گی ہے۔۔۔۔۔

"زرمینہ اب چلو بھی"

سلطان نے گاڑی کا ہارن بجاتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ چونکی۔۔۔ پیچھے مڑی۔۔۔۔ گیٹ کھولا اور باہر نکلی۔۔۔ آج پہلی بار وہ بغیر چادر کے گھر سے باہر نکلی تھی

۔۔۔۔۔

وہ عزتوں والی بغیر عزت لیے نکلی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیا تکلیف ہے تمھیں۔ کیوں نہیں آئی کل؟ اگر نہیں مرنا ہو تا یونی تو بتا دیا کرنا۔۔۔۔ اور اوپر سے محترمہ کا موبائل بھی بند ہے جیسے بڑا کوئی یہ مصروف ہو۔۔۔۔"

فضہ نے گیٹ سے اُس کو آتا دیکھا اور جلدی جلدی اُس کے پاس گئی اور وہیں شروع ہو گئی۔۔۔ جیسے اب وہ اُس کا قتل ہی کر دے گی۔۔۔۔

"بکواس کر رہی ہوں میں کچھ... آگے سے اب کوئی بکواس کرو گی؟"

اُس نے اُکتا جانے والے انداز میں اُس کو دیکھا جو اُس کو نظریں جھکائے بس سن رہی تھی۔۔۔۔

"سن رہی ہُوں"

جیسے ہی اُس نے سر اوپر کیا، وہ جو کچھ وقت پہلے بول رہی تھی وہیں کی وہیں کھڑی رہ گئی۔۔۔۔ اُس کی موٹی موٹی آنکھیں آج بالکل چھوٹی ہوئی وی تھیں۔۔۔۔ اُس کے آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اُس کو صدیوں کا بیمار ٹھہرا رہے تھے۔۔۔۔ جیسے وہ ایک لمبی بیماری سے آٹھ کے اج آئی ہو۔۔۔۔۔

"زری کیا ہوا ہے تمھیں؟"

اُس نے اُس کی آنکھوں کو بہت غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

"کچھ نہیں"

"کچھ تو ہوا ہے.... یہ ایک دِن میں کیا حالت بنالی ہے تم نے اپنی۔۔۔۔؟"

"کچھ نہیں ہو افضہ پریشان نہیں ہو میں ٹھیک ہوں"

"زری بتاؤ نا یار کیا ہوا ہے۔۔۔ ایسا لگتا ہے بہت روئی ہو تم..... جیسے اتنے عرصے سے سوئی نہیں ہو۔"۔

"کچھ نہیں ہو افضہ بس میں بیمار تھی۔۔۔۔ تو تب ہی"

اُس نے جھکے سر کے ساتھ اُس کے سوالوں کے جواب دیئے جو کسی صورت مطمئن نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ اُس کو پتا تھا کچھ تو ہے کچھ تو بہت غلط ہوا ہے۔۔۔۔ مگر وہ حیران تھی اُس لڑکی پہ جو اُس کو اپنی سانسوں کی تعداد بھی بتایا کرتی تھی۔ آج وہ اُس سے چھپا رہی ہے۔۔۔ مگر کیا؟ اور کیوں؟۔

وہ ایسی ہی تھی۔۔۔ محبت کو چھپا کے رکھنے والی۔۔۔۔ وہ چھپی محبت کرتی تھی۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کوئی اُس کا نام بھی لے جس کو دیکھنے کے لیے وہ باوضو ہوتی ہے۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتی کوئی اُس کی محبت کی بات بھی کرے ۔۔۔ وہ اُس کو اپنے دل میں چھپا کے رکھنا چاہتی تھی۔۔۔ اپنی آنکھوں میں قید کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔

"ایک دن میں اتنی بیمار ہو گئی کہ ایسی حالت ہو گئی؟"۔

"ارے پگلی نہیں پریشان ہو نا میں ٹھیک ہوں۔ چلو اب یہاں سے"

اُس نے ہنستے ہوئے بات ٹالی اور آگے آگے چلنے لگی۔۔۔۔ تا کہ وہ مزید سوالوں سے بچ سکے۔۔۔۔۔

۔وہ آج اتنے دنوں کے بعد لائبریری آئی تھی۔۔ ہر کوئی اُس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اُس کی آنکھوں کے بگڑے زاویے پہ ہر کوئی بات کر رہا تھا۔۔۔۔ اور اُس کے زیر بحث ہونے کی آج سب سے بڑی وجہ اُس کا آج بغیر چادر کے ہونا تھا۔۔۔۔ وہ پچھلے دو گھنٹوں سے لائبریری میں چھپ کے بیٹھی تھی۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کوئی اُس کو دیکھے۔۔۔۔ اُس سے پوچھے زرمینہ گل آج چادر کدھر ہے۔۔۔۔۔

آج وہ بہت ازیت میں بہت درد میں تھی۔۔۔۔اُس کی ماں نے آج اُس کو عزت اور ذلت میں فرق سمجھایا تھا ۔۔۔اُس کو بتایا تھا عزت کے ساتھ اور عزت کے بغیر ایک لڑکی کا کیا مقام ہوتا ہے۔۔۔۔انھوں نے جب اُس کو چادر اوڑھای تھی تو بولا تھا اس عزت کی حفاظت کرنا۔۔۔۔۔ مگر وہ ناکام رہی۔۔اُس نے عزت کی حفاظت نہیں کی۔۔۔۔تو اُس سے چادر چھین لی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے سامنے فاروق اعظم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب کھولے سوچوں میں غرق ہوئے بیٹھی تھی۔۔۔اچانک اُس کو ایک آواز آئی۔۔۔۔اُس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا اور وہ پیچھے مڑی۔۔۔۔

"اسلام علیکم زرمینہ گل"

"کیسی ہیں آپ؟"

اُس نے اپنے سامنے کھڑی اُس لڑکی کو دیکھا جو کالا عبایا پہنے اور اُس کے اوپر کالا ہی حجاب لیے ہوئے تھی۔۔۔اُس کی آنکھوں کی چمک سے واضع اندازہ ہو رہا تھا وہ مُسکرا رہی ہے۔۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔میں ٹھیک ہوں عائشہ۔۔۔"

اُس نے اُس کے سلام کے جواب دیا اور نیچے دیکھنے لگ گئی۔ جیسے وہ نہ چاہتی ہو کہ وہ اُس کے پاس بیٹھے۔۔۔۔اُس سے اُسکی آنکھوں کا حال پوچھے۔۔۔اُس سے اُسکی چادر کا پوچھے۔۔۔۔۔۔

ارے آپ آج فاروق اعظم حضرت عمر فاروق کو پڑھ رہی ہیں۔۔۔۔اُس نے اُس کی کتاب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔اُس نے تو دیکھا بھی نہیں تھا۔۔۔۔وہ کون سی کتاب لیے بیٹھی ہے۔۔۔۔۔۔

وہ اُس کے پاس کُرسی پہ بیٹھی۔۔۔اور اپنے مخصوص انداز میں بولنے لگی۔۔ جس کو سن کے ہر کوئی اُس کے سحر میں کھو جائے۔۔۔

پتا ہے زرمینہ مجھے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلِ بیت کے بعد اگر کسی سے عشق ہے تو وہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق سے ہے۔۔۔۔۔۔مجھے کچھ الگ طرح کی ہی محبت ہے اُن سے۔۔۔۔۔

وہ آنکھوں کو کتاب پہ رکھے۔۔۔ایک مسکراہٹ کے ساتھ بولے چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔اُس کو سن کے وہ اپنے کچھ وقت پہلے کا درد بھول چکی تھی۔۔۔۔۔اور اُس کی باتوں میں کھونے لگی۔۔۔۔۔

"کیوں آپ کو اُن سے اتنی محبت کیوں ہے؟".

اُس نے اُس کی اس قدر شدید محبت دیکھ کے اُس سے ایک بچگانہ سا سوال پوچھا۔۔۔۔۔اور خود ہی محفوظ ہوئی اُس نے کیسا سوال پوچھ لیا۔۔۔۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت تو اُس کو بھی بہت ہے۔۔۔۔ پھر اُس نے ایسا سوال کیوں پوچھا۔۔۔۔۔؟۔

وہ اُس کے سوال پے مسکرائی۔۔۔۔۔اور اُس کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

زرمینہ تمھیں پتا ہے عمر کون ہے؟ وہ میرے نبی کریم کی مانگی ہوئی دعا ہے۔۔۔۔۔وہ نبی جو محبوب ہے خدا کا۔۔۔۔۔اُس نے عمر کے مسلمان ہونے کے لیے دعا مانگی۔۔۔۔۔اور جب فاروق اعظم حضرت عمر فاروق مسلمان ہوئے تو اسلام پوری دنیا میں پھیلا۔۔۔۔۔تم نے وہ واقع نہیں سنا زرمینہ۔۔۔جب فاروق اعظم مسلمان ہوئے تو اُن کی وجہ سے سرے عام ازان ہوئی۔۔۔۔۔

وہ محبت اور عقیدت سے بولتی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔اور سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی اُس کو محبت سے سنے جا رہی تھی۔۔۔۔

پتا ہے زرمینہ مجھے عشق ہے اُس دِن سے جب حضرت عمر مسلمان ہوئے۔۔۔۔۔پتا ہے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے نماز کا وقت ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا صحابہ تیاری کرو نماز کی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا. حضور نماز کہاں پڑھیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کسی

کونے میں چھپ کے پڑھتے ہیں، عمر فاروق نے کہا حضور آپ کے قدموں پہ میرے ماں باپ قربان، آگر اب بھی چھپ کے نماز پڑھیں تو عمر کے مسلمان ہونے کا کیا فائدہ؟ عمر فاروق نے کہا حضور آج نماز کعبتہ اللہ میں پڑھیں گے. حضور ﷺ نے فرمایا عمر کفار کا بڑا غلبہ ہے۔

واہ..! میرے خدا، عمر فاروق گھوڑے پے سوار ہوئے مکہ کے چوکوں پے جاکر.. گلیوں میں جاکر.. اپنے گھوڑے پے سوار ہوکر.. چلتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ مکے والو..! آجاؤ.. آج میں کلمہ پڑھ کے محمدؐ مصطفیٰ ﷺ کا غلام بن کر آیا ہوں، آج ہم کعبتہ اللہ میں نماز پڑھنے جارہے ہیں، اگر کسی نے اپنی بیویاں بیواہ کروانی ہوں اگر کسی نے اپنے بچے یتیم کروانے ہوں تو آجائے عمر کے راستے کو روک کر دکھادے۔

خدا کی قسم جب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے تو مکے کے کافروں نے گلیوں میں نکل کر ماتم کیا کے ہائے آج آدھا مکہ ہم سے چھینا گیا۔ عمر فاروق واپس آئے حضور ﷺ سے کہا اے میرے حضور..!! آپ آگے چلیں میں آپ کے پیچھے چلتا ہوں بیت اللہ میں نماز پڑھیں گے، میں دیکھتا ہوں کس کافر کی جرات ہوتی ہے جو ہمارا راستہ روکے. باسلامت بیت اللہ کے دروازے پر پہنچے جب بیت اللہ کا دروازہ کھلا تو میرے نبی ﷺ نے خوشی میں نعرہ تکبیر خود بلند کیا،، اللہ اکبر کی صدا مکے میں پہلی باریوں گونجی کے کفر کے کوٹ بھی گر پڑے بیت اللہ کو بتوں سے پاک کیا اور مسلمانوں نے کھلے عام عبادت کی، اسلام کو طاقت ملی۔ اور جب میرے نبی نے مکہ سے ہجرت کی اس وقت بھی عمر فاروق نے انوکھی ہجرت کی سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا پھر گھوڑے پے سوار ہوئے اور مکے کی گلیوں میں اعلان کیا کے آج میں ہجرت کر کے جارہا ہوں مدینہ اپنے محبوب محمدؐ مصطفیٰ ﷺ کے پاس اگر کسی کافر میں جرات ہے تو عمر کے راستے کو روکے۔۔

ہائے یہ عمر۔۔۔۔ زرمینہ ہم تو عاشق ہیں ہی نہیں عشق تو میرے آقا کے صحابہ کرام نے اُن سے کیا ہے۔۔۔ ایسا عشق کیا کے دنیا میں یاد رکھئے جاتے ہیں۔۔۔۔

اور فاروق اعظم کی شان تو دیکھو۔۔۔۔۔ آج بھی وہ آقا جان کے مبارک قدموں میں سوئے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔

قیامت تک جو بھی کوئی حضورِ اقدس کے پاس حاضری دینے جائے گا۔۔۔ ابو بکر اور عمر کو سلام کرے گا۔۔۔۔

۔۔۔۔اور فاروق اعظم کی شان کو دیکھو۔۔۔ شہادت بھی پائی تو اسلامی مہینے کے پہلے ہی دن۔یعنی یکم محرم الحرام کو۔۔۔۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم کے بارے میں خود فرمایا "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وُہ عمر ہوتا"۔۔

وہ ایک سرور میں بولتی چلی جارہی تھی اور وہ اُسی سرور میں اُس کو سن رہی تھی۔۔۔

وہ جو ایک نامحرم کی محبت میں رو رہی تھی۔۔۔۔ اِس وقت وہ اُس کو بھول گئی تھی۔۔۔ اِس وقت وہ عمر کے سحر میں تھی۔۔۔۔ جس کے زبان پہ خدا نے حق جاری کیا تھا۔۔۔۔۔۔

پتا ہے زرمینہ جہاں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرتے ناوہاں شیطان اپنا راستہ چھوڑ دیتا۔۔۔۔ وہ ہٹ جاتا۔۔۔۔ یہ وہ انسان ہے جس نے ۲۲ لکھ مربع میل پے اسلام کا پرچم لہرایا۔۔۔۔ پتا ہے کفار اتنا خوفزدہ تھے کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کیوں قبول کر لیا۔۔۔۔۔۔

کفار نے تو یہاں تک کہا۔۔۔۔ کے اگر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس برس اور حکومت کرتے تو پوری دنیا میں آقا جان علیہ السلام کا حکم صادر کر دیتے۔۔۔۔۔

اور پتا ہے زرمینہ اُن کو اتنی عزت یہ مقام کس سے ملا آقا جان علیہ السّلام سے۔۔۔۔ بہت سے لوگ فاروق اعظم سے بغض رکھتے ہیں۔۔۔۔ مجھے بہت دُکھ ہوتا ہے مسلمان ہوتے ہوئے بھی وہ عمر کو نہیں مانتے۔۔۔ آخر کیوں کیوں نہیں مانتے وہ عمر کو۔۔۔ وہ کیوں نہیں سوچتے کے عمر آقا کی مانگی ہوئی دعا ہیں۔۔۔۔ وہ کیوں نہیں سوچتے عمر کی وجہ سے اسلام کھول کے سامنے آیا۔۔۔ وہ کیوں اپنی ہی بات کرتے ہیں۔ کیوں وہ اپنی ہی انا کی مستی میں

جھول رہے ہیں۔۔۔۔۔ کیوں وہ عمر کو اہلِ بیت کا دشمن مانتے ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ تو وہ امیر المومنین ہے جو شہزادوں کے آنے پہ کھڑا ہو جاتا تھا۔۔۔۔ جو علی کو اپنا مولا کہتا۔۔۔۔ پھر کیوں عمر سے حسد رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔

وہ بولتے بولتے نیچے ہوئی۔ جیسے بہت تھک گی ہو۔۔۔۔ جیسے اب اُس کے بولنے کی سکت نے جواب دے دیا ہو ۔۔۔۔ وہ اپنی محبت کا اظہار ایک جلال میں کر رہی تھی۔۔۔۔۔

"اللہ جی میں اِن لوگوں کی طرح محبت کا اظہار کیوں نہیں کر سکتی؟"

علی والے اُن کی محبت کا اظہار نعرہ لگا کے کرتے ہیں۔۔۔۔۔ آج یہ فاروق اعظم کے لیے جب بول رہی تھی تو آج جلال میں بولے چلی جا رہی تھی۔۔۔۔

وہ تو آقا جان علیہ السلام کی محبت کو بھی اپنے سینے میں رکھتی ہے۔۔ وہ کسی کو نہیں بتاتی اُن سے کیسی محبت ہے اسکو ۔۔۔ وہ اپنی محبت کا اظہار بس آقا سے کرتی ہے۔ ہر وقت اُن پہ درود پاک کا نذرانہ عقیدت محبت سے بجھتی ۔۔۔۔۔ مگر وہ ان لوگوں کی طرح کیوں نہیں بتاتی سب کو شاید اُس کی محبت ہی ایسی تھی۔۔۔ بس جس سے محبت ہو تو محبوب کو ہی پتا ہو۔۔۔۔۔ محبوب کو رو رو کے بتاؤ ہاں مجھے محبت ہے آپ سے۔۔۔۔ ایسے بتاؤ کے محبوب کو آپ کے اشکوں سے محبت کا اندازہ ہو۔۔۔۔ آپ کے عمل سے محبت کا اندازہ ہو۔۔۔۔۔

"زرمینہ کیا سوچ رہی ہیں آپ؟"

اُس نے اُس کو گہری سوچ میں پڑتا ہوا دیکھا۔۔۔۔

"کیا محبت میں اظہار بہت ضروری ہوتا ہے؟"

اُس نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو کب سے محبت میں بولے جا رہی تھی۔۔۔۔ عمر سے اظہارِ عشق کر رہی تھی۔۔۔۔۔

"زرمینہ ہر ایک کا محبت کا اپنا انداز ہوتا ہے۔۔۔۔کوئی محبت میں بولتے ہیں اور کوئی محبت میں خاموش ہو جاتے ہیں"

ہر کوئی اپنے انداز سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔۔جو لوگ محبت میں بولتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں جو خاموش ہیں تو وہ محبت نہیں کرتے۔۔۔۔۔مگر ایسا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔محبت کے تو بہت سارے رنگ ہیں اور ہر رنگ کا اپنا ہی ایک الگ رنگ ہے۔۔۔۔

لیکن زرمینہ محبت میں اظہار بھی بہت ضروری ہوتا ہے محبوب کو پتا بھی تو چلے نا ہم اُس سے محبت کرتے ہیں ۔۔۔۔۔ضروری نہیں ہم وہ محبت دنیا کو بتائیں۔۔۔۔مگر محبوب کو تو پتا ہونا۔۔۔۔۔

"اگر ہمیں کسی نا محرم سے محبت ہو جائے تو۔۔۔۔۔".

اُس نے دبی آواز میں بس اتنا ہی پوچھا۔۔۔سر کو جھکا کے پھر خاموش ہو گئی۔۔۔۔

زرمینہ محبت کوئی گناہ نہیں ہوتی۔۔۔۔بس محبت کی شرط نکاح ہے۔۔۔۔۔۔محبت اماں خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی آقا جان سے ہوئی تھی۔۔۔اور انہوں نے فوراً نکاح کا پیغام بھیجا۔۔۔۔۔

"زرمینہ ایک نا محرم سے کتنی بھی پاک محبت کیوں نہ ہو اگر آپ کی منزل نکاح نہیں تو وہ رشتہ حرام ہے ۔۔۔۔۔وہ اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔۔۔۔محبت تو ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔لیکن جب محبت ہو تو نکاح کرو۔ ۔۔۔اگر وہ محبت نکاح تک نہیں جا سکتی تو خاموش ہو جاؤ۔۔۔اور معجزے کا انتظار کرو۔۔۔۔۔اگر وہ آپ کے نصیب میں ہے تو آپ کو ضرور ملے گا۔۔۔۔۔سالوں بعد ہی کیوں نہ ملے وہ آپکو مل کے رہے گا۔۔۔۔"۔

"اگر اُس سے نکاح کسی طرح ممکن نہ ہو تو پھر؟"

زرمینہ پھر دعا کرو اللہ آپ کو اُس کے نصیب میں لکھ لے۔یہ جو دعا ہوتی ہے نا نصیب بس یہی بدلتی ہے ۔۔۔۔اور دعا کے باوجود وہ آپکو نا ملے نا تو سمجھ جاؤ وہ آپ کا ہے ہی نہیں جو آپ کو نہیں ملا.....

وہ پیار سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔اور وہ سنے جا رہی تھی۔۔۔جس نے محبت کو اپنے سینے میں دفن کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

"عائشہ اگر ہم چاہتے ہوئے بھی کسی نا محرم کی محبت کو اپنے دل سے نہ نکال پائیں تو؟ جب کے ہمیں پتا بھی ہو وہ ہمیں نہیں مل سکتا"

وہ لائبریری میں نظریں جھکائے سامنے بیٹھی لڑکی سے پوچھ رہی تھی۔۔۔۔جو اُس کو ایک فرشتے سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ جس کی قُربت اُس کو ہمیشہ سکون دیتی تھی۔۔۔۔

زرمینہ کچھ رشتوں کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔۔۔وہ صرف ہمارے لیے ایک آزمائش بن کے آتے ہیں۔۔۔۔ایسی آزمائش جس میں ہم بے اختیار ہو جاتے ہیں۔۔۔ہمیں پتا ہی نہیں چلتا کیا ہو رہا ہے۔۔۔ہمارا دل دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔۔۔۔ہم سمندر کی لہروں کی طرح پانی کے بھاؤ کی طرح بہتے چلے جاتے ہیں۔۔۔ہمیں پتا ہی نہیں چلتا ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے کیوں ہو رہا ہے۔۔۔۔۔اور اِن کچھ رشتوں کی آزمائش تو پھر بھی قابلِ برداشت ہوتی ہے۔۔۔مگر یہ جو نا محرم سے محبت کی آزمائش ہوتی ہے نا۔۔۔۔یہ ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑتی۔۔۔۔ہم اپنے کنٹرول میں نہیں ہوتے۔۔۔۔ہمارا جو دل ہے نا یہ کم بخت دل اِس کو محبت چاہیئے ہی چاہیئے ہوتی ہے

۔۔۔۔کوئی کہے کے اُس کا دل محبت نہیں مانگتا۔۔اُس کے دل کو محبت کی طلب نہیں۔ تو میں اُس کو اس جہاں کا سمجھوں گی ہی نہیں۔۔

پتا ہے زرمینہ ہر دل کو محبت کی طلب ہوتی ہے۔۔۔ہر دل کو محبت ہوتی ہی ہوتی ہے۔۔۔۔اب محبت تو ہونی ہی ہے تو کیوں نا ہم اپنے دل کی لو اُس ہستی سے لگا لیں۔۔۔جس کی محبت ہمیں فیض دیتی ہے۔۔۔ہمیں دنیا میں ایک عزت دیتی ہے۔۔۔۔جس کی محبت ہمیں کبھی ذلیل نہیں کرتی۔ کبھی رسواء نہیں کرتی۔۔۔۔

پتا ہے زرمینہ یہ جو دنیا کی محبت ہوتی ہے نا ایک نامحرم کی محبت یہ ہمیں ذلیل کرتی ہے۔ ہمارے ہاتھ ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ نہیں آتا۔۔۔۔۔ اور یہی محبت ہمیں دنیا میں رُسوا کر کے خود پیچھے رہ جاتی ہے۔۔۔۔ ہمیں دنیا کا سامنا کرنے کے لیے تنہا چھوڑ دیتی ہے۔۔۔۔ پتا ہے زرمینہ محبت میں رُسوا ہوئے لوگوں کو تو اپنے سگے رشتے بھی قبول نہیں کرتے۔۔۔۔۔۔۔

وہ بول رہی تھی ایک دھن میں ایک طرز میں۔۔۔۔۔ اور وہ جو بغیر چادر کے حجاب لیے اُس کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔۔ اُس کو بہت اچھے سے ذلیل ہونا سمجھ آ گیا تھا۔۔۔ محبت کے ہاتھوں اپنے ہی رشتوں سے ٹھکرایا جانا سمجھ آ گیا تھا۔۔ اُس کو اس کی ماں نے عزت کی خاطر ٹھکرا دیا تھا۔۔۔۔ جس نے اُس جو جنم دیا تھا۔۔۔۔ اُس کی پیدائش پہ دیگیں چڑھائی تھیں۔۔۔۔ آج اُس ماں نے اُس سے چادر لے لی تھی۔۔۔ اُس کو اُس گناہ کی سزا دی تھی۔۔ جس کا اُس نے اعتراف ہی نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ وہ گناہ جس کو اُس نے اپنی زبان سے قبول ہی نہیں لیا تھا۔۔۔۔۔

پتا ہے زرمینہ یہ جو محبت والے ہوتے ہیں نا۔۔۔ جب اِن کو انکا محبوب میسر ہوتا ہے۔۔۔ یہ دنیا کو بھول جاتے ہیں۔۔۔۔ اِن کی دنیا بس اُس ایک شخص سے ہی شروع ہوتی ہے اور اُسی پہ ختم ہوتی ہے۔۔۔۔ محبوب کی قربت اُن کو ساتویں آسمان تک لے جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ وہ زمین پہ رہ کے زمین والوں کو کچھ نہیں سمجھتے۔۔۔۔۔ محبوب کا نام بھی کسی سے سُن لیں تو اُسکا قتل خود پہ واجب سمجھتے ہیں۔۔۔۔ اُنکی انا کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔۔۔۔ اُن کا غصّہ اُن کی کمزوری بن جاتا ہے۔۔۔۔۔ وہ محبوب کا نام کسی اور کے منہ سے سن کے اپنی عقل کھو بیٹھتے ہیں۔۔۔۔ اپنے غصے کو خود پہ غالب کر لیتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ جو محبت والے ہوتے ہیں نا یہ بہت خر دماغ ہوتے ہیں۔۔۔ محبوب کے سواء کسی کو مانتے ہی نہیں ہیں۔۔۔۔۔

اور پھر یہی لوگ جب محبت میں ہار جاتے ہیں نا تو سب سے پہلے ان کا غرور ٹوٹتا ہے۔۔۔اِن کی انا کا قتل ہوتا ہے ۔۔۔۔وہ جو دنیا میں سر اٹھا کے چلتے ہیں محبت میں ہار جانے کے بعد خود کو زمین دوش کر دیتے ہیں۔۔۔۔ کبھی دیکھا ہے تم نے محبت میں ہارنے والوں کو؟ اُن سے زیادہ خوش اخلاق اور عاجز کوئی نہیں ہوتا۔۔۔۔وہ جو دنیا کو جوتی کی نوک پہ رکھ کے چلتے ہیں محبت میں ہارنے کے بعد مٹی کے ساتھ مٹی ہو جاتے ہیں۔۔۔ پھر اُن کو غصّہ نہیں آتا۔۔۔۔ پھر وہ زمین والوں میں رہ کے خود کو زمین کے ایک کونے میں قید کر دیتے ہیں۔۔۔۔خود کو تنہائی کے سپرد کر دیتے ہیں۔۔۔۔اپنے ہی دل کی دنیا خود پہ تنگ کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔

"یہ عاشق بھی کچھ عجیب سی مٹی کی پیداوار ہے۔جب محبت پاس ہے تو آسمانوں کی بلندیوں پے ہوتے ہیں۔اور جب اُسی محبوب کے ہاتھوں ہارتے ہیں تو خود کو زمین کی گہرائیوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔۔۔۔"۔

"کیا محبت کرنا اتنا بڑا جرم ہے؟"

اُس نے کھوئے کھوئے ذہن کے ساتھ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کے پوچھا۔۔۔

کون کہتا ہے محبت کوئی جرم ہے؟ محبت بلکل بھی جرم نہیں ہے۔محبت بس آزمائش ہے۔۔۔میں نے آپکو بتایا نا زرمینہ کیسی آزمائش ہے یہ محبت۔۔۔۔بس اتنا کہوں گی اگر یہ آزمائش حد سے تجاوز کر جائے تو محبت سے دسبردار ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔۔۔۔اُس محبت سے کنارہ کشی ہی ہماری ذات اور ہماری ذات سے جڑے لوگوں کے لیے بہتر ہوتی ہے۔۔۔۔۔

"یہ دل کب کس کو سنا ہے"

اُس نے اہستہ سے کہا۔۔۔جو سامنے بیٹھی لڑکی کو وضع سنائی دیا۔۔۔

"زرمینہ ہم اسی دل کے ہاتھوں، اپنا پورا وجود ذلیل کرواتے ہیں۔۔۔یہ جو دل ہوتا ہے نا ہمیں یہی رُسوا کرواتا ہے ۔۔۔۔"۔

"بس اللہ سے دعا کیا کریں، اللہ ہمارے دل کی بنجر زمین میں اپنی محبت کی ہریالی کرے۔۔۔ ہمارے دل کو اپنا نور بخشے"۔

"دیکھیں نا ہم حضرت عمر کی محبت میں بات کرتے کرتے کہاں سے کہاں نکل گے"

اُس نے مسکراتے ہوئے اُس کو دیکھا جو چہرے پہ بغیر کسی تاثر کے اُس کو بس سن رہی تھی۔۔۔۔۔

"عائشہ آپ نے کہا کے مسلمان بھی حضرت عمر فاروق سے حسد رکھتے ہیں۔۔۔ کیا کوئی مسلمان صحابہ کرام سے حسد کر سکتا ہے اُن سے بُغض رکھ سکتا اور اُن صحابہ کرام سے جو خلفاء راشدین ہوں۔۔۔۔ اپنے وقت کے خلیفہ ہوں"۔

حضرت عمر کے نام پہ اُس کو پھر سے اُس کی کہی ہوئی پہلی بات یاد آئی۔۔۔۔۔۔

زرمینہ یہ جو لوگ عمر کو نہیں مانتے نا مجھے بہت حیرت ہوتی ہے۔ یہ کیوں نہیں مانتے۔۔۔ کیا یہ اپنے ایمان کو سرکار پاک کے عاشقوں کو نہ مان کے تکمیل تک پہنچا سکیں گے؟۔۔۔۔۔ یہ کس عمر کو ماننے سے انکار کرتے ہیں جو بات کرتا تھا تو اللہ رب العزت آسمان سے آیات اُترتا تھا۔۔۔ اُس کی کہی ہوئی بات آیت بن کے اُترتی تھی۔۔۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اسلام کا پہلا معرکہ بدر ہے لہذا مدینہ سے باہر نکالا جائے"

آپ کی اِس بات پہ اللہ رب العالمین نے ایک دم سورۃ انفال کی آیت نمبر ۵ اُتاری۔

ترجمہ:

"(اِس مال غنیمت کے معاملہ میں بھی ویسی ہی صورت پیش آ رہی ہے جیسی اُس وقت پیش آئی تھی جبکہ) تیرا رب تجھے حق کے ساتھ تیرے گھر سے نکال لایا تھا اور مومنوں میں سے ایک گروہ کو یہ سخت نا گوار تھا۔"

القرآن - سورۃ نمبر 8 الأنفال - آیت نمبر 5۔۔۔

اور جب فاروق اعظم نے فرمایا۔۔

"ازواج مطہرات کو پردہ کرنا چاہیئے"۔

تو آسمانوں اور زمینوں کے مالک نے عمر کی بات پہ سورۃ الاحزاب کی آیات نمبر ۵۹ اُتاری۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ترجمہ:

"اے نبیؐ، اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔۔۔"۔

۔القرآن - سورۃ نمبر 33 الأحزاب - آیت نمبر 59

"اتنا ہی نہیں زرمینہ ایسی لاتعداد باتیں ہیں جو عمر کے منہ سے نکلیں اور آیت بنا کے خدا پاک نے کتاب اقدس میں محفوظ کیں۔۔۔۔"۔

ایک جگہ پہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "منافقین کی نمازِ جنازہ نا پڑھی جائے"

تو آسمان سے آواز آئی (آیت اُتری)۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ترجمہ:

"اے نبیؐ، تم خواہ ایسے لوگوں کے لیے معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو، اگر تم ستر مرتبہ بھی انہیں معاف کر دینے کی درخواست کرو گے تو اللہ انہیں ہرگز معاف نہ کرے گا اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے، اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نجات نہیں دکھاتا"

۔القرآن - سورۃ نمبر 9 التوبة - آیت نمبر 80

"مجھے نہیں سمجھ آتی زرمینہ عمر کے منہ سے بات نکلتی تھی اور خدا پاک اُس کو وحی بنا دیتا تھا۔۔۔۔اور یہ لوگ اُس عمر سے بغض رکھتے ہیں ؟۔"۔

"یہ جو لوگ گھر والا اور در والا کہتے ہیں تو اِس کا مطلب یہی ہوا نا اہل بیت کے علاوہ کسی کو نہ مانا جائے۔۔؟ کیا ان لوگوں کو نہ مان کے ہم خود کو مسلمان کہے سکتے ہیں۔ کیا ہم خود کو مومن کہے سکتے ہیں ؟"۔

اہلِ بیت کی محبت اپنی جگہ ہے ان کی محبت جتنی محبت ہم چاہ کے بھی کسی سے نہیں کر سکتے۔۔۔۔تو کیا ہم اُنکی محبت میں اس قدر گم ہو جائیں کے اقا جان کے جان نشین ساتھیوں کو اُن کے دوستوں کو ہی در والا بنا دیں ؟۔

مجھے ان لوگوں کی ایسی باتوں سے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول یاد اتا ہے۔ جو انھوں نے فرمایا تھا۔۔۔۔

”میرے بارے میں دو (قسم کے) شخص ہلاک ہو جائیں گے:

(۱): غالی (اوپر محبت میں ناجائز) افراط کرنے والا، اور (۲): بغض کرنے والا حجت باز“

(فضائل الصحابۃ للامام احمد ۵۷۱ / ۲ ح ۹۶۴ اِسنادہ حسن الحدیث: ۴ ص ۱۵)۔

ایک اور جگہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

۔

”ایک قوم (لوگوں کی جماعت) میرے ساتھ (اندھا دھند) محبت کرے گی حتیٰ کہ وہ میری (افراط والی) محبت کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہو گی اور ایک قوم میرے ساتھ بغض رکھے گی حتیٰ کہ وہ میرے بغض کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہو گی“

(فضائل الصحابۃ ۵۶۵ / ۲ وا ِسنادہ صحیح، وکتاب السنۃ لابن ابی عاصم۔

"بس یہیں سے ہمیں اندازہ ہو جانا چاہیے۔۔۔جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نہیں مانتے اُن سے بغض رکھتے ہیں اُن کا مقام کیا ہے"۔

"واللہ عالم "کون حق پہ ہے۔۔۔کوئی صحیح ہے کون غلط ہے۔۔۔"بس اتنا ہی کھوں گی اللہ پاک ہر ایک کو حق پہ چلنے کی توفیق دے۔۔۔جو حق ہے وہ ہمیں مل جائے آمین۔۔۔۔۔

وہ ایک خوبصورت انداز میں بول رہی تھی۔۔۔اُس کو ہمیشہ سے اُس کے بولنے کا انداز اچھا لگتا تھا۔اُس کی باتیں ہمیشہ اُس کے دل میں اترتی تھیں۔۔۔۔۔

"عائشہ میرا ماننا یہ ہے کہ دین اتنا مشکل نہیں ہے۔جتنا ہم لوگوں نے آگے سے بنا رکھا ہے۔۔۔ہم کیوں پڑیں اِن فرقوں کے چکروں میں۔۔۔۔جب کے قرآن پاک میں سب کچھ مجود ہے۔۔۔مجھے نہیں سمجھ آتی ہر کوئی قرآن پاک صرف اپنی بات ثابت کرنے کے لیے کیوں کھولتا ہے۔۔۔۔قرآن پاک کو صرف اپنے حق میں دلیلوں کے لیے کیوں دیکھتا ہے۔۔۔۔۔اور اپنے مطلب کی دلیلیں ڈھونڈ کے خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی کرتا ہے۔۔۔

کس نے کہا ہے آپ صحابہ کرام کو نہ مانو؟کیا آپ صحابہ کو نہیں مانو گے تو اہلِ بیت سے ایسے آپ کی محبت ثابت ہو جائے گی؟اہلِ بیت سے محبت تو ایمان کی بنیاد ہے۔۔۔۔۔ایمان کا ستون اُن کی محبت سے پروان چڑھتا ہے۔۔۔جن کے دل میں میرے آقا کریم کی اولاد کی محبت نہیں میں تو اُس کو مسلمان ہی نہیں مانتی۔۔۔میں تو اُن کو سرے عام کافر کہتی ھوں۔۔۔۔میں اُن پہ سرے عام لعنت بجتی ہُوں۔۔۔۔۔

لیکن یہ جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو در والا کہتے ہیں تو یہ غلطی پہ ہیں۔۔۔بہت بڑی غلطی پہ ہیں ۔۔۔۔

اگر وہ در والے ہوتے تو گھر والے کبھی نا بنتے۔۔۔جن کو بیٹیاں دی جاتی ہیں۔وہ گھر والے ہوتے ہیں۔۔۔در والے نہیں"۔

"بیشک زرمینہ آپ بلکل ٹھیک کہے رہی ہیں۔۔۔بس خدا پاک مجھ سمیت ہر ایک پہ اپنا کرم کرے اپنا رحم کرے امین"۔

" آمین آمین۔۔۔ آپ سے بات کر کے ہمیشہ میری روح کو سکون ملتا ہے عائشہ۔۔۔۔میر ا اللہ آپکو بہت خوش رکھے امین"

۔

وہ مسکراتے ہوئے اُس کا شکریہ ادا کرنے لگی جس سے بات کر کے وہ اپنے ہر دُکھ ہر درد بھول گئی تھی۔۔۔۔

"فضہ خیر تو ہے آج آپ کی دوست سب سے چھپی ہوئی کہاں بیٹھی ہے ؟"۔

ہانیہ نے اپنی کرسی کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے دور سے کہا۔۔۔۔

"اُس کو چھپ کے بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے ہانیہ صاحبہ ؟"

فضہ نے بھی اسی انداز میں پنسل کو منہ میں پکڑے کُرسی کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے اُس سے بولا۔۔۔۔

" آپ تو برا ہی منا گئیں ہیں، میں تو ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔۔۔کب سے وہ نظر نہیں آئیں۔۔"

اُس نے کُرسی کے ساتھ ٹیک لگائے پاؤں سامنے والی کرسی پہ رکھے اُسی طنزیہ انداز میں کہا!!!

" آپ کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے محترمہ۔۔۔۔ آپ خود پہ اور اپنے کام پہ دھیان دیں"

اب کی بار اُس کا لہجہ اور انداز ایسا تھا کے ہانیہ کو بہت اچھی طرح سمجھ آگئی وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔۔۔

"میں خود پہ بھی بہت اچھے سے دھیان دیتی ہُوں اور اپنے کام پے بھی تمھیں مجھے بتانے کی کوئی ضرورت نہیں"

اب کی بار اُس کو تیش آیا اور اُس نے ٹیک ہٹائی اور آگے ہو کے بیٹھی۔۔۔۔۔

"اسی طرح آپ کو بھی زرمینہ کا پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں"

اُس نے اُسی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سامنے والی کی خاموش چیخیں نکلنے لگیں۔۔۔

۔"ارے ہانیہ جی کبھی ہمارا بھی پوچھ لیا کریں"

۔دور بیٹھے مدثر نے شرارتی سے انداز میں اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"آپ کو لازمی ہوتا ہے اپنی بکواس کرنا"

"سنیں تو سہی آپ ہم تو آپ کے لیے پھول برساتے ہیں۔۔۔ مگر آپ سنتی ہی نہیں ہیں"

"یہ جو آپ میرے لیے پھول برسا رہے ہیں نا یہ کہیں اور جا کے برسائیں"۔

"لیکن ہانیہ جی"

پتا نہیں کدھر پھس گی میں اِن جاہلوں میں۔۔۔

اُس نے اپنے کندھے سے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"جدھر بھی پھسی ہو ناہانیہ علاج ہے تمھارا"

فضہ نے اُس کو مدثر کے ساتھ اُلجھے دیکھ کے اپنے دل میں کہا۔۔۔۔

"تم دفاع ہوتے ہو اِدھر سے یا میں ہو جاؤں؟"

"ہائے ہانیہ جی ہم تو آپ کے دیدار کے لیے یہاں بیٹھے ہیں بس"

ٹھیک ہے میں ہی چلی جاتی ہیں یہاں سے۔۔۔۔۔۔۔

"ابھی نا جاؤ چھوڑ کے کہ دل ابھی بھرا نہیں"

اُس کو جاتا دیکھ کے مدثر نے اپنی بے سوری آواز میں گانا شروع کیا۔۔۔۔ اور کلاس میں اونچے اونچے قہقہے سنائی دینے لگے۔۔۔

"کہاں ہو تم ملکہ ؟"

وہ گراؤنڈ میں کھڑا ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ جہاں پہ بھی وُاس کو ایک دفعہ بھی نظر آئی تھی۔۔۔اُس نے ہر جگہ دیکھا۔۔۔۔ کہیں تو وہ اُس کو ایک بار نظر آجائے۔۔۔۔۔۔

"سر وجدان"

"جی"

"آپکو لائبریری میں میم بولا رہی ہیں۔۔"

"آپ سے ایک ٹاپک ڈسکس کرنا تھا اُنکو".

وہ اُس کے ڈیپارٹمنٹ کے باہر کھڑا اُس کو اِدھر اُدھر ڈھونڈ رہا تھا کہ ایک لڑکی اُس کے پاس آئی۔۔۔اور مم فائزہ کا میسیج دیا۔۔

"لائبریری میں ہیں وہ؟"

اُس نے بیزاری سے اُس سے پوچھا۔۔۔ جیسے وہ وہاں پہ نہ جانا چاہتا ہو۔اُس نے تو ابھی اُس کو دیکھنا ہے۔۔۔۔۔ لائبریری میں تو بہت وقت لگ جائے گا۔۔۔۔

"جی سر وہ لائبریری میں ہیں۔۔۔۔۔ انھوں نے ٹاپک ریلیٹڈ بوکس وہاں نکالی ہوئی ہیں۔۔۔۔۔ تو وہ کہے رہی تھیں وہیں پہ ڈسکس ہو جائے".

اُس لڑکی نے اُس کو تفصیل سے بتایا!!۔۔

"ٹھیک ہے میں جاتا ہوں لائبریری"

وہ اُس لڑکی کو بجھ کے اپنے اُسی انداز میں دوڑتا ہوا جانے لگا۔۔۔۔۔

"آپ سے بات کر کے ہمیشہ ہی اچھا لگتا ہے عائشہ"

وہ لائبریری میں بیٹھی اُس لڑکی سے باتیں کر رہی تھی!!!

۔

"مجھے بھی آپ سے بات کر کے بہت خوشی ہوتی ہے"

اچھا زرمینہ اب میں چلتی ہوں.... میری کلاس کا بھی وقت ہو گیا۔۔۔۔ آج ماشاء اللہ ہماری اچھی بات ہو گی

۔۔۔۔

"آپ یہیں پہ ہیں ابھی زرمینہ ؟"۔

"نہیں نہیں میں بس آپ کی وجہ سے اتنا بیٹھ گی۔۔۔ میں چلتی ہوں ابھی"

اُس نے اپنا حجاب صحیح کیا اور وہاں سے اٹھنے لگی۔۔۔۔۔۔

"وجدان صاحب لیٹ ہو گے ہیں آپ"

مم فائزہ نے اُس کو آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اور دور سے ہی دبی آواز میں مسکراتے ہوئے اُس کو بولا۔۔۔۔۔۔

وہ جو اٹھنے لگی تھی وہیں کی وہیں رہ گی۔۔۔۔ اُس کا نام سنتے ہی اُس کے اُٹھتے قدم وہیں روک گے۔۔۔۔ محبت کہاں اختیار میں ہوتی ہے۔۔۔۔ وہ جو کچھ پل پہلے محبت سے دسبرداری چاہتی تھی۔۔۔۔ اُس کو دیکھتے ہی سب بھول گئی

۔۔۔۔۔۔

"سوری سوری لیٹ ہو گیا"

وہ وہیں سے معذرت کرتا کرتا آرہا تھا جیسے ہی اُس کی نظر سامنے بیٹھی اُس لڑکی پہ پڑی۔۔۔۔۔ وہ ہل نہ سکا ۔۔۔ مزید کچھ بول نہ سکا۔۔۔۔۔۔۔

وہ وہیں کھڑا ہوا۔۔۔۔ آنکھیں بند کیں۔۔۔۔۔۔ دل میں الحمدللہ کی صدا گونجی۔۔۔ اُس کا دل چاہ وہ جو اگلا قدم اٹھائے وہ اُس لڑکی کی طرف ہو جو سامنے نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

"وجدان صاحب کیا سوچ رہیں ہیں جلدی آئیں"

مم فائزہ کی آواز پہ وہ چونکا اور اُنکی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔

"جی جی میں آرہا ہوں"

مسکراتے ہوئے وہ اُن کے پاس گیا کُرسی اُس کی طرف کی جہاں سے وہ نظر آئے اور بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

اِس دوران اُس کی نگاہوں نے بس اُسی کا طواف کیا۔۔۔۔۔ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتی تھی۔۔۔۔ وہ جو اُس کے سامنے نظریں جُھکا لیتا تھا۔۔۔۔۔ وہ اُس کو غور غور سے دیکھا کرتی تھی۔۔۔۔ وہ اُس کو ایسے دیکھتی تھی۔۔۔۔ جیسے آج آخری بار اُس کا دیدار کر رہی ہے۔ اُس کے بعد یہ لمحے اُس کو کبھی میسر نہیں ھوں گے۔۔۔۔۔۔

"زرمینہ چلیں پھر".

عائشہ نے کُرسی سے اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے اُس کو کہا جو محبوب کی زیارت کیے بیٹھی تھی۔۔۔ اُس کو ایسے دیکھ رہی تھی۔ جیسے اب وہ کبھی اُس کو دیکھ نہیں پائے گی۔۔۔۔ وہ اُس کو اپنی آنکھوں میں قید کر رہی تھی

۔۔۔۔۔ آنکھوں سے دل میں اُتار رہی تھی۔

"زرمینہ چل رہی ہیں آپ"

اُس نے اُس کو کھویا ہوا دیکھا اور ایک بار پھر پوچھا۔۔۔۔ وہ جو کسی اور ہی جہاں میں تھی۔۔ فوراً اُٹھی بیگ لیا اور جانے لگی۔۔۔۔۔

وہ اُس کو جاتا دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اُس کو روکنا چاہتا تھا۔۔۔۔ اُس سے پوچھنا چاہتا تھا وہ کدھر تھی۔ موبائل کیوں بند ہے۔۔۔۔ اُس کو اپنا حال دل سننا چاہتا تھا۔۔۔۔ اُس کو بتانا چاہتا تھا۔ یہ ہجر کی راتیں اُس پہ کیسی گزرتی ہیں ۔۔۔ وہ کہنا چاہتا تھا وہ مر جائے گا تمھیں بغیر۔۔۔۔ مگر اِس سب سے زیادہ اہم تھی اُس کی عزت۔۔۔۔۔ وہ تو اُس کا نام نہیں لیتا۔ اُس کو اتنے لوگوں میں کیسے روک لے۔۔۔۔ اُس کو لوگوں کی نظروں میں کیوں لے

ائے۔۔۔۔وہ تو اُس کو اپنے آپ سے بھی چھپاتا تھا۔۔دنیا کے سامنے اُس کو کیسے لے آئے؟محبت کی پہلی شرط ہی عزت ہوتی ہے۔۔۔۔عزت کے بغیر محبت کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔۔۔۔وہ محبت سے زیادہ اُس کی عزت کرتا تھا ۔۔۔۔اُس کی عزت کا مان رکھتا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ جارہی تھی۔۔۔اور وہ اسکو جاتا دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

قصہ ابھی حجاب سے، آگے نہیں بڑھا میں آپ، وہ جناب سے، آگے نہیں بڑھا

مدت ھوئی کتابِ محبت شروع کیے

لیکن میں پہلے باب سے آگے نہیں بڑھا

لمبی مسافتیں ہیں، مگر اس سوار کا

پاؤں ابھی رکاب سے، آگے نہیں بڑھا

رخسار کا پتا نہیں آنکھیں تو خواب ہیں دیدار ابھی نقاب سے، آگے نہیں بڑھا

وہ لذتِ گناہ سے، محروم رہ گیا

جو خواہشِ ثواب سے آگے نہیں بڑھا!!!!

"اماں آپ ابو کو منائیں۔۔۔۔۔ابو کو بولیں وجی اُس لڑکی کے بغیر نہیں رہ سکتا"

فاطمہ ماں کے پاس بیٹھی اُن کو بتا رہی تھی۔۔۔۔اُن کو بتا رہی تھی اُن کا بیٹا کیسے اُس لڑکی سے دیوانوں کی طرح محبت کرتا ہے۔کیسے اُس کے عشق میں پاگل ہوا جاتا ہے۔۔۔۔

"فاطمہ ہم سید ہیں۔۔۔۔ہمارا اپنا مقام ہے ہم باہر کسی قوم سے لڑکی کیسے لے آئیں؟"۔

"اماں جب آپ یہ بات کرتی ہیں نا مجھے بہت دُکھ ہوتا ہے۔۔۔۔ آپ کی اور ابو کی اِن باتوں کی وجہ سے آج ہماری زندگی تباہ ہوئی ہے۔۔۔۔ آپ کو کیا لگتا ہے ہم انسان نہیں ہیں ہماری کوئی خواہشیں نہیں ہیں؟"

ماں کی اِس بات پہ اُس کا وجود جلا تھا۔۔۔۔ وہ جو سالوں سے چپ تھی۔۔ آج بول رہی تھی۔۔۔ وہ بیٹی تھی۔ آج بھی اپنے حق میں نہیں بول رہی تھی۔۔۔ وہ بہن تھی۔۔۔۔۔ اپنے بھائی کے لیے بول رہی تھی۔۔

"تو کیا کریں ہم؟ تم لوگوں کو پکڑ کے باہر دے دیں؟"

اماں مجھے نہیں سمجھ آتی کب بدلے گی آپ لوگوں کی یہ سوچ۔۔۔ کب آپ لوگ اپنی اولاد کا بھی سوچیں گے۔ نا جانے کب آپ لوگوں کو سمجھ آئے گی۔۔۔ ہم بیٹیوں کے سینے میں بھی دل ہے۔۔۔ اماں ہر لڑکی کا ارمان ہوتا ہے۔۔۔ اُس کی شادی ہو۔ اُس کے ہاتھوں پہ بھی مہندی لگے۔۔۔ وہ بھی شادی کا سُرخ جوڑا پہنے۔۔۔۔۔۔ اُس کا شوہر ہو۔۔۔ جو اُس کا خیال رکھے۔۔۔ اُس کا اپنا گھر ہو۔۔۔ اُس کے بچے ہوں۔ اُس کو بھی ماں بننے کا شرف حاصل ہو۔۔۔۔ اُس کے پیروں کے نیچے بھی جنت ہو۔۔۔۔۔

وہ ایسے باتیں کر رہی تھی۔ جیسے کوئی خواب سنا رہی ہو۔ جیسے کوئی کہانی ہو۔ جو وہ بڑی چاہوں کے ساتھ ماں کو سنا رہی ہو۔۔۔۔۔

"فاطمہ بس کر جاؤ"

ماں نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ جیسے بیٹی کا دُکھ اب اور نہیں سن سکے گی۔۔۔۔ اور نہیں برداشت کر سکے گی۔۔۔ یہ تو ایک بیٹی بول رہی تھی۔ اب تو باقی چار رہتی تھیں۔۔۔۔ جن کے اپنے ارمان ہیں ۔۔۔۔ اپنے خواب ہیں۔۔۔ اپنی خواہشات ہیں۔۔۔۔

وہ ہجر کی راتیں، وہ محبوب کی یادیں!

پوچھو کسی عاشق سے کیا بن کے گزرتی ہیں!۔

وہ نائٹ ڈریس پہنے۔۔۔ہاتھ میں چائے کا کپ پکڑے۔۔۔۔بالکنی میں کھڑا چاند کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔چاند میں اُس کا عکس عیاں تھا۔۔۔وہ حجاب میں۔۔۔نقاب لیے خوبصورت آنکھوں سے مسکرا رہی تھی۔۔۔۔جیسے اُس کو دیکھ رہی ہو۔۔۔۔اظہارِ محبت اپنی آنکھوں سے کر رہی ہو۔۔۔۔۔

"ملکہ! کوئی تم سے بھی زیادہ پر نور ہے؟ دیکھو چاند کا حُسن تمہارے سامنے پھیکا پھیکا ہے۔۔۔تم سے زیادہ کوئی خوبصورت نہیں ہے۔۔۔۔۔

لوگ ہونٹوں پہ مرتے ہیں۔۔۔مُسکراہٹ پہ فدا ہوتے ہیں۔۔۔محبوب کے بالوں پہ جان دیتے ہیں۔۔۔۔پیروں کی خوبصورتی کے قائل ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ہم مرمٹے ہیں اپنے محبوب کی کالی آنکھوں پہ۔۔۔اُس کے حجاب پہ۔۔۔اُس کے کندھے پے پڑی چادر کے"۔

"چادر؟"

۔۔وہ بیٹھی تھی۔بار بار حجاب ٹھیک کر رہی تھی۔۔۔وہ کھڑی ہوئی مگر چادر نہیں تھی۔۔۔اُس کی چادر کدھر تھی۔۔۔؟ آج پہلی دفعہ اُس کو چادر کے بغیر دیکھا۔۔۔مگر چادر کیوں نہیں لی ہوئی تھی اُس نے؟ وہ تو کبھی چادر کے نہیں ہوتی مگر آج کیوں؟۔

وہ چائے کا کپ ہونٹوں کے ساتھ لگاتا ہوا ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔۔۔جیسے سوچ رہا ہو۔۔۔۔اُس کو یاد کر رہا ہو۔۔۔جو آج پہلی دفعہ چادر کے بغیر اُس کو نظر آئی تھی۔۔۔۔۔۔

"بھائی"

"جی بیٹا"

"امی بلا رہی ہیں آپکو"

"ابو بھی ہیں پاس ؟"

"جی وہ بھی ہیں"

خدیجہ نے دروازے پہ ہی کھڑے ہوتے ہوئے اُس کو کہا۔۔۔ جو چائے کا کپ ہاتھ میں لیے گھوم رہا تھا سوچ رہا تھا

۔۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے بیٹا آتا ہوں میں"

بہن کے جاتے ہی سوچوں کا رُخ بدلا۔۔۔۔ اب کی بار سوچوں میں پریشانی آئی تھی ایک گہری پریشانی۔۔۔۔ وہ جانتا تھا کس سلسلے میں اُس کو بلایا گیا ہے۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا وہ خبر اُس کے دل پہ تیر بن کے لگے گی۔۔۔ وہ جانتا تھا آج وہ اپنی زندگی سے ہار جائے گا۔۔۔۔۔

۔۔

اللہ جی اج بہت دُکھی ہوں میں۔۔۔۔ بہت دُکھ ہے مجھے۔۔۔ آپکو پتا ہے اماں نے مجھ سے چادر لے لی آج ۔۔۔۔ آپکو پتا ہے اللہ جی مجھے ایسے لگا جیسے آج میرے پاس کچھ نہیں۔۔۔ جیسے سب مجھے ہی دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ آپ کو پتا ہے سب مجھ پہ باتیں کر رہے تھے آج۔۔۔ مجھے لوگوں کی عجیب عجیب نظروں سے وحشت ہوتی ہے اللہ جی۔۔۔۔۔

وہ آنکھوں سے موتی اپنی ڈائری پہ گرا رہی تھی۔۔۔ اور جلدی جلدی لکھ رہی تھی۔ جیسے اُس نے بہت کچھ لکھنا ہے۔ اللہ جی کو ایک ایک بات بتانی ہے۔۔۔۔ لکھتے ہوئے اُس نے اتنی بھی زحمت نہیں کی کہ وہ ہاتھ سے آنسوں صاف کر لے۔۔۔ اُس کو بس لکھنا تھا اپنا درد اپنا گم لکھنا تھا۔۔

اللہ جی میں نے کیا بہت بڑا گناہ کر دیا؟ اللہ جی میں نے تو نہیں کہا تھا کہ میری اُن سے بات ہو۔۔۔ بس ہو گئی نا اللہ جی۔۔ اب تو نہیں ہوتی نا۔۔۔

آخری بات پہ اُس کے ہاتھ رو کے۔۔۔ آنکھوں سے خاموش موتی گرنے لگے۔۔۔ قلم نے ساتھ چھوڑا

۔۔۔۔۔

"اللہ جی مجھے بہت یاد آتے ہیں وُہ"

خاموشی نے اب سسکیوں کو جگہ دی۔۔۔۔ وہ جو بغیر آواز کے بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔۔ اب سسکیوں میں بدلنے لگے۔۔۔ ڈائری کو دل کے ساتھ لگائے۔۔۔۔۔ سر کو بیڈ پہ رکھے۔۔ سسکتے ہوئے بس یہیں کہے جا رہی تھی۔۔۔

"مجھے یاد آتے ہیں وہ"

"اللہ جی مجھے بہت یاد آتے ہیں وہ"۔

"اللہ جی آپ کچھ کریں نا، کچھ ایسا کریں نا کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے۔۔۔۔ بس مجھے یہ درد کم ہو جائے۔۔۔ جو مجھے جینے نہیں دیتا۔۔۔ میری سانسوں کی ازیت ختم ہو جائے۔۔۔۔"

"اللہ جی مجھے تو کچھ پتا بھی نہیں تھا کہ کیا ہے یہ کیوں ہے یہ۔۔۔۔ اللہ جی میرے دل سے نکال لیں وجدان کو ۔۔۔۔ اُن کے ہونے سے مجھے درد ہوتا ہے۔۔۔۔۔ مجھے بہت درد ہوتا ہے اللہ جی"

اُس نے اپنا منہ بیڈ کی طرف کیا۔۔۔۔ اُس کے گلے کی رگیں سامنے نظر آنے لگیں۔۔۔ اُس نے ایک ہاتھ سے بیڈ کی چادر کو اپنی مٹھی میں لیا۔۔۔ اُس کے منہ سے چیخیں نکلیں۔۔۔۔ جیسے آج اُس کے ضبط کی حدیں ختم ہوئی ہوں۔۔۔۔ اُس نے خود پہ قابو پایا۔۔۔ اوپر ہوئی آنسوؤں کو اپنے بازوں سے صاف کرنے لگی۔۔۔۔ گہری گہری سانسیں لینے لگی۔۔۔ کھلے بالوں کے ساتھ ایک ہاتھ میں ڈائری لیے کھڑکی کے پاس آئی۔۔۔ پردے پیچھے کیے۔۔۔۔ آسمان کو دیکھنے لگی۔۔۔۔ چاند اُس کے بلکل سامنے تھا۔۔۔ وہ چاند جس کو دیکھ کہ وہ محبوب کی زیارت کرتی تھی۔۔۔۔۔۔

"خان صاحب آپ دیکھ رہے ہیں نا یہ چاند"

اُس نے چاند کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جیسے اُس کے دل کو الہام ہوا ہو۔۔اُس کا محبوب بھی اِس چاند کا دیدار کرتا ہے۔۔۔۔

اُس نے آنکھیں بند کیں۔۔۔۔دل کو سکون آیا۔۔۔درد کی لہر اُس کا وجود نچوڑ کے باہر نکلی۔۔۔۔آنکھیں کھولتے ہی اُس نے ڈائری دیکھی۔۔۔۔وہیں زمین پہ بیٹھی۔۔۔۔ایک ایک صفحہ پڑھنے لگی۔۔۔۔اپنے ہی لکھے درد پہ رونے لگی۔۔۔۔۔اُس نے قلم اٹھایا اور مزید درد لکھنے لگی۔۔۔

بہتی ہوئی آنکھوں کی روانی میں مرے ہیں!

کچھ خواب میرے عین جوانی میں مرے ہیں

روتا ہوں میں ان لفظوں کی قبروں پہ کئی بار

جو لفظ میری شعلہ بیانی میں مرے ہیں

کچھ تجھ سے یہ دوری بھی مجھے مار گئی ہے

کچھ جذبے میرے نقل مکانی میں مرے ہیں

قبروں میں نہیں ہم کو کتابوں میں اتارو

ہم لوگ محبت کی کہانی میں مرے ہیں

اس عشق نے آخر ہمیں برباد کیا ہے

ہم لوگ اسی کھولتے پانی میں مرے ہیں

کچھ حد سے زیادہ تھا ہمیں شوق محبت

اور ہم ہی محبت کی گرانی میں مرے ہیں!

"وجدان اُس لڑکی کا گھر کدھر ہے؟"

وہ نظریں جھکائے اُس خبر کا انتظار کر رہا تھا جو اُس کے دل پہ عذاب بن کے گزرے گی۔۔۔اُس کو لگا تھا اب اُس کو کہا جائے گا بھول جاؤ اُس لڑکی کو۔۔۔۔

"ج۔۔۔ج۔۔۔جی امی؟ مطلب؟"۔

اُس نے ماں کی اِس بات پہ اوپر دیکھا۔۔۔۔اُن کا مسکراتا چہرہ دیکھا۔۔۔۔اُس کو لگا جیسے وہ اب بول نہیں سکے گا۔۔۔اُس کی زبان اُس کا ساتھ نہیں دے گی۔۔۔۔۔

"ہاں تمہارے ابو اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔۔۔۔ہم اُن کے گھر جائیں گے۔۔۔۔تمہارے رشتے کی بات کریں گے"

انہوں نے شوہر کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کے کہا۔۔۔۔اور شوہر نے بھی اُن کی اِس بات پہ بغیر بولے آنکھوں میں چمک لیے اپنا سر ہلایا۔۔۔۔

"لیکن ابو...."

اُس کی حیران ہوتی آنکھوں نے چھلکنا شروع کیا۔۔۔دل ہواؤں میں اڑنے لگا۔۔۔۔۔اُس کو لگا جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہے۔۔۔حقیقت میں یہ کہاں ممکن تھا۔۔۔

"امی آپ سچ۔۔۔سچ کہے رہی ہیں؟"

اُس نے ماں سے اٹکتے اٹکتے پوچھا۔۔۔جیسے وہ اپنی سنی ہوئی بات کی تصدیق چاہتا ہو۔۔۔جیسے اُس کے کان ایک بار پھر وہ بات سونا چاہتے ہوں۔۔۔جس کے لیے نا جانے اُس نے کتنی دعائیں مانگی ہیں کتنی منتیں مانگیں تھیں

"جی بچے سچ کہے رہی ہوں"

انہوں نے آج سے پہلے بیٹے کو اتنا خوش نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔اُن کو لگا جیسے آج اُن کے سینے کو ٹھنڈک پہنچ گی ۔۔۔۔۔جیسے بہت تیز آگ لگی تھی۔۔آج وہ بجھ گئی۔۔۔۔۔۔

"شکریہ ابو"

وہ بہتے اشکوں کے ساتھ باپ کے پاس آیا۔۔۔اُن کے قدموں میں بیٹھا۔۔۔۔دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔۔۔۔باری باری دونوں ہاتھوں پہ پیار کیا۔۔۔۔۔اور پھر عقیدت کے ساتھ اپنی دونوں آنکھوں پہ لگائے ۔۔۔۔۔جیسے کوئی کسی پیر کے ہاتھ چومتا ہے۔۔۔۔ویسے وہ اپنے باپ کے چوم رہا تھا۔۔۔۔۔

باپ کی آنکھوں میں نمی آئی۔۔۔۔اور انہوں نے پیار سے اُس کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔

"امی آپ کا بہت شکریہ"

پھر وہ اٹھا ماں کے پاس آیا۔۔۔ماں کے قدموں میں بیٹھا۔۔۔وہ جو پاؤں بیڈ پہ رکھے لیٹی تھیں۔۔۔۔باری باری اُن کے پاؤں چومے۔۔۔۔۔۔وہ اٹھیں۔۔۔اُس کو اپنے پاس کیا اپنے سینے سے لگایا۔۔۔۔اُس کی آنکھوں کے آنسوؤں صاف کیے۔۔۔اور بچوں کی طرح اُس کے منہ کے دونوں طرف پیار کیا۔۔۔ایک پیار بھرا بھوسہ دیا ۔۔۔۔۔۔

اب اُس کو اٹھنا تھا شکرانے کے نوافل پڑھنے تھے۔۔۔۔اللہ کے حضور سجدہ دینا تھا۔۔۔(سجدہ تشکر).....

پھر اُس کو چاند کو دیکھنا تھا۔۔۔۔ملکہ کو بتانا تھا۔۔۔اُس کو اپنے دل کی آواز سے خوش خبری دینی تھی۔۔۔۔۔۔

"امی میں آتا ہوں"

اُس کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔۔وہ اونچا اونچا چیخے۔سب کو بتائے۔۔۔اُس کے ماں باپ راضی ہیں۔۔۔اُس کی خوشی میں خوش ہیں۔۔۔۔وہ اٹھا۔۔۔باہر گیا۔۔۔اب آنسوؤں کے ساتھ چہرے پہ مسکراہٹ تھی ۔۔۔ایک خوبصورت مسکراہٹ۔۔۔۔۔

"کدھر کدھر کدھر"

کمرے سے باہر نکلتے ہی اُس کو پانچوں بہنوں نے گھیر دیا۔۔۔۔اُس کو درمیان میں کھڑا کر کے اپنے ہاتھوں کے سلاخوں کے اندر کر دیا۔۔۔۔۔

"کدھر بھاگ رہے ہیں آپ جناب"

زینب نے اُس کو گھور کے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔وہ کب سے دروازے کے باہر کھڑی کان لگائے سن رہی تھیں ۔۔۔۔جیسے بھائی سے زیادہ اُن کو ڈر ہو۔۔۔اور بھائی سے زیادہ اُن کو خوشی۔۔۔۔۔

"اللہ بچائے میری جان کہ وجدان غنڈوں میں پھس گیا"

اُس نے گھومتے ہوئے باری باری سب کو دیکھا۔۔۔اور مسکراتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بہنوں کو کہنے لگا۔۔۔۔۔

"ناجی نا اتنی آسانی سے ہم آپ کو چھوڑ دیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے"

اُسی طرح ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے

گول گول گھومتے ہوئے سب نے ایک ساتھ کہا۔۔۔۔

"کیا چاہیئے یہ تو بتاؤ ظالمو"

اُس نے مصنوعی سی ناراضگی دیکھاتے ہوئے کہا۔۔۔جیسے اُنکی قید بہت سخت ہو۔۔۔۔

۔

"ہمیں تو بہت اچھی سی ٹریٹ چاہیئے"

فاطمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"آپی آپ بھی اِن چوڑیلوں کے ساتھ مل گیں"۔

اُس نے گول گھومتے ہوئے فاطمہ کی طرف دیکھ کے کہا۔۔۔۔

"یہ تو ہمارا حق ہے وجی ٹریٹ تو ہم اچھی خاصی لیں گے"۔۔

"اچھا دس دس روپے بہت ہیں سب کے لیے؟"

اُس نے اپنا وولٹ نکالا اور دس دس کے نوٹ نکالنے لگا۔۔۔۔

اُس کے وولٹ باہر نکالتے ہی سب بہنوں نے اُس پہ دعویٰ بول دیا۔۔۔اُس کو نیچے لیٹا کے۔۔۔۔اُس کا وولٹ چھین لیا۔۔۔۔۔

"اللہ جی مجھے بچائیں"

زمین پہ لیٹے لیٹے وہ اونچا اونچا چلانے لگا۔۔۔۔

"بتاؤ بتاؤ کتنے پیسے ہیں؟"

"سب آپس میں حلف کریں گے"

"نہیں میں چھوٹی ہوں مجھے زیادہ ملیں گے"

"کیوں زیادہ ملیں گے سب کو برابر برابر ملیں گے"

پانچویں اُس کا وولٹ لے کے پیسوں کو دیکھنے لگیں۔۔۔۔۔

"یہ مجھے دے دیں ناکل آپ لوگوں کو باہر کھانے پہ لے کے جاؤں گا"

اُس نے اپنے کپڑے ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"نہیں نہیں وہ بھی ہو گا اور ہم یہ پیسے بھی لیں گے"

"اچھا بھئی لے لو سب لے لو۔۔۔ میری شہزادیوں سے اچھے تو نہیں یہ"

اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔ اور باری باری بہنوں کو اپنے دل سے لگایا۔۔۔ اُن کے ماتھے پہ بھوسہ دیا

۔۔۔۔۔۔

"اچھا پیسے لے لیے نا وولٹ تو واپس کر لو"

"یہ لیں جاناں کیا یاد رکھیں گے آپ".

زینب نے مسکراتے ہوئے اُس کی طرف خالی وولٹ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"اب اجازت ہو تو جاؤں میں ؟"

اُس نے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"جی جی جناب اجازت ہے اب آپ کو جائیں جائیں"

زینب نے اُس کو بازوں سے پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔ اور مسکرانے لگی۔۔۔۔

"و جی"

وہ جا ہی رہا تھا کہ فاطمہ نے اُس کو آواز دی۔۔۔

"جی آپی"

وہ پیچھے مڑا۔۔۔ وہ اُس کے پاس گی۔۔۔ اُس کو اپنے دل سے لگایا۔۔۔ ماتھے پہ پیار کیا۔۔۔

"بہت مبارک ہو میری جان"۔

بہن کے پیار نے اُس کو ایک بار پھر کمزور کر دیا۔۔اُس کی آنکھوں میں نمی آئی۔۔۔۔بہن کو گلے سے لگایا۔۔۔اُن دونوں کو گلے سے لگتا دیکھ کے ساری بہنیں پاس آئیں۔۔۔۔۔سب نے اُس کو اپنی باہوں کے گھیرے میں لیا۔۔اور شکر ادا کرنے لگیں۔۔۔۔

اُن کے گھر آج ایک عرصے بعد خوشی آئی تھی۔۔۔اور وہ خوشیاں منا رہے تھے۔۔۔۔۔

"وہاں موجود کس کو خبر تھی خوشیاں بس تھوڑے وقت کی ہوتی ہیں"

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے وجدان اِس قابل نہیں تھا۔۔جتنی تو نے اُس کو خوشی دی ہے۔۔۔۔بہت خوش ہوں میں اللہ بہت خوش ہُوں۔اتنا خوش ہُوں کے میرا دل چاہتا ہے آج پوری رات میں سجدے سے نہ اٹھوں ۔۔۔رو رو کے تمھارا شکریہ ادا کروں"۔

وہ اپنے کمرے میں آیا۔۔۔وضو بنایا۔۔۔۔جائے نماز پہ بیٹھا۔۔۔۔اور خدا کے حضور شکرانے کے نوافل ادا کرنے لگا۔۔۔نا جانے کتنے گھنٹوں سے وہ یوں ہی جائے نماز پہ بیٹھے خدا کا شکر ادا کر رہا تھا۔۔۔۔۔اُس کی ثناء بیان کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔اُس کو بتا رہا تھا وہ کتنا خوش ہے آج۔۔۔۔کتنا مطمئن ہے۔۔۔۔کتنا پر سکون ہے ۔۔۔۔۔۔

"اے اللہ تو نے آج مجھ پہ بہت احسان کیا ہے۔۔۔۔۔مجھ گناہگار کے لیے منزل تک پہنچنے کا راستہ بنایا ہے ۔۔۔۔راستہ مجھے مل گیا ہے۔منزل تک بھی رسائی ہو جائے گی۔۔۔۔۔اِن شاء اللہ میری ملکہ اب میری ہو جائے گی۔"۔

جائے نماز بچھائے وہ دعا کر کے اٹھا۔۔۔۔۔بالکنی کے پاس آیا۔۔۔کھڑکی کے پردے پیچھے کیے۔۔۔۔۔آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔۔وہ چاند جس کو اُس نے کچھ وقت پہلے دیکھا تھا۔۔اُس کے مقابلے میں اب زیادہ چمک رہا تھا۔۔۔زیادہ روشن تھا۔۔۔جیسے وہ اُس کو مبارک باد دے رہا ہو۔۔۔اُس کی خوشی میں خوش ہو رہا ہو۔۔۔۔۔۔

"سنو ملکہ! تمہارے وجدان کی دعائیں سن لی گئیں ہیں۔۔۔۔۔اُس کو تم تک پہنچنے کا راستہ مل گیا ہے۔۔۔۔۔بس تم انتظار کرنا۔۔۔وجدان کا انتظار کرنا۔اُس وجدان کا جو تمہیں دیوانوں کی طرح چاہتا ہے ۔۔۔۔تمھیں خدا سے مانگتا ہے"۔

"تمھیں پانے کے لیے ہر منت مانگی ہے میں نے۔۔تم مجھے مل جاؤنا ملکہ۔۔۔میں اپنی جان کا نظرانہ دے کے منتیں پوری کروں گا۔۔۔بس ایک دفعہ تم میری ہو جاؤ ملکہ"۔

وہ اپنی خوشی کو سنبھال نہیں پا رہا تھا۔۔۔اُسے لگ رہا تھا آج وہ خوشی سے پاگل ہو جائے گا۔۔۔۔وہ بار بار شیشے کے آگے جاتا خود کو دیکھتا۔۔۔۔اپنے چہرے کی مسکراہٹ کو دیکھتا۔۔۔۔اپنی خوشی پہ خود ہی خوش ہوتا۔اور خود ہی ماشاءاللہ کہتا۔۔۔جیسے اپنی ہی نظر سے ڈر رہا ہو۔۔۔۔۔کہیں اُس کی خوشیوں کو اُس کی اپنی ہی نظر نہ لگ جائے ۔۔۔۔۔

"اماں میں چاہتی ہوں اب ہمیں زرمینہ کی شادی کا سوچنا چاہیئے"

رقیہ بیگم نے اماں کے کمرے میں بیٹھ کے اُن کو کہا۔۔۔۔

"تمھیں اچانک سے اُس کی شادی کا خیال کیسے آ گیا"

اماں کی جگہ ابراہیم صاحب نے ان کو جواب دیا۔۔جیسے اُن کو بیوی کی اِس بات پہ بہت حیرت ہوئی ہو۔۔۔۔۔۔

"میں تو ایسے ہی کہے رہی تھی۔۔۔۔اُس کی شادی کی عمر ہے۔۔اور بچیوں کی شادی وقت پہ ہی کی کوئی اچھی ہوتی ہے"۔

"کوئی بات ہوئی ہے کیا؟"

اماں نے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے اُن سے پوچھا۔۔۔

"نہیں نہیں اماں بات تو کوئی بھی نہیں ہوئی۔۔اتنے رشتے آرہے ہیں زرمینہ کے۔۔۔یوں روز روز رشتے ٹھکرانا اچھی بات تو نہیں"۔

انہوں نے اپنے دل کی پریشانی کو چھپاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"ٹھیک کہے رہی ہو تم۔۔۔یوں رشتے ٹھکرانا ایک گناہ ہے۔۔۔۔بار بار بیٹیوں کے لیے اچھے رشتے نہیں آتے"

اماں نے رقیہ بیگم کی بات پہ اُن کا ساتھ دیا۔اُن کے دل کو سکون ہوا۔۔۔۔۔۔

"ہماری زرمینہ گل کو رشتوں کی کوئی کمی نہیں ہے اماں۔۔۔۔ابھی وہ پڑھ رہی ہے۔۔۔جب تک اُس کی تعلیم مکمل نہیں ہوتی۔۔۔میں اُس کی شادی نہیں کروا سکتا"۔

"مگر ابراہیم صاحب.......۔۔

"مجھے لگتا ہے میں نے اپنی بات کر لی ہے

اب کی بار ابراہیم صاحب کا لہجہ ایسا تھا کہ وہ کچھ بول نا سکیں۔۔۔مگر دل کا حال وہ بہت اچھے سے جانتی تھیں ۔۔۔وہ چاہتی تھیں جلد از جلد زرمینہ کی شادی ہو جائے۔۔۔

اُن کی عزت کی حفاظت ایسی میں تھی۔۔۔۔زرمینہ کی شادی ہو جائے وہ اپنے گھر کی ہو جائے۔۔۔

اِس عمر میں بچیاں بھک جاتی ہیں۔۔۔۔خواب دیکھتی ہیں۔۔۔یہ کچی عمر کے خوابوں کی کہاں کوئی تعبیر ہوتی ہے ----

شادی ہو جانے کے بعد سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔وہ سب بھول جاتی ہیں۔۔۔۔۔۔ان شاء اللہ میری زرمینہ بھی سب بُھول جائے گی۔۔۔۔۔۔

انہوں نے آنکھیں بند کر کے ایک گہرا سانس لیا اور اپنے دل میں کہنے لگیں۔۔۔۔۔۔

"یہ چاند ایک دم اتنا کیسے روشن ہو گیا"

وہ کھڑکی کے پاس کھڑی چاند کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

چاند کو تو وہ کب سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ مگر یہ ایک دم سے کیسے اتنا روشن ہو گیا۔۔۔ جیسے چاندنی میں نہا رہا ہو۔۔۔۔۔ جیسے کوئی فرشتہ آسمان سے اُتر آیا ہو اور سارا عالم نور ہی نور ہو گیا ہو۔۔۔۔۔

اُس نے آنکھیں بند کیں۔۔۔۔ جیسے اُس نور کو اپنے اندر اُتار رہی ہو۔۔۔۔۔۔

آنکھیں بند کرتے ہی اُس کو لگا جیسے اُس کو سکون مل رہا ہے۔۔۔۔۔ جیسے کہیں کوئی بہت خوش ہے وہ اپنی خوشی سے اُس کے بے قرار دل کو قرار دے رہا ہے۔۔۔۔۔۔

جیسے اللہ نے اج اُس کو خوشی کی بشارت دی ہو۔۔۔۔۔اُس کے دل میں سکون اُتارا ہو۔۔۔۔۔۔

"اللہ جی میرے دل کو ایسے ہی پر سکون رکھا کریں نا۔۔۔ میرے دل میں اپنا ایسے ہی نور ڈالا کریں نا۔"

اُس نے آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کرنے لگی۔۔۔۔ دعا میں اللہ جی سے شکایت کرنے لگی۔۔۔۔۔

وہ ہمیشہ اللہ جی سے گلِہ کرتی تھی۔۔۔۔ اپنے چھوٹے چھوٹے گلے بھی وہ اللہ جی سے کیا کرتی تھی۔۔۔۔اُس کو بہت حیرت ہوتی تھی اُن لوگوں پے جو یہ کہتے تھے اللہ جی گلوں پہ خفا ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔اُن کا بس شکر ادا کیا کرو

وہ تو اللہ جی سے ناراض بھی ہوتی تھی۔۔۔اور ناراضگی کی صورت میں اُن سے بات کرنا چھوڑ دیا کرتی تھی۔۔۔اور پھر خود ہی منا بھی جاتی۔۔۔یا پھر اُس کو منا لیا جاتا۔۔۔اُس کو جس چیز کا دل چاہتا اللہ جی کسی نہ کسی وسیلے سے اُس تک وہ چیز پہنچا دیتے۔۔۔۔اور وہ خوش ہو جاتی۔۔۔اور اِس طرح دونوں میں بات چیت کا سلسلہ پھر سے شروع ہو جاتا۔۔۔۔۔

وہ ہمیشہ یہ سوچتی تھی اللہ جی تو اپنے بندے سے محبت کرتے ہیں۔۔۔اور جہاں محبت ہوتی ہے وہاں شکایتیں بھی ہوتی ہیں۔وہاں ناراضگی بھی ہوتی ہے۔۔۔۔اور جہاں ناراضگی ہوتی ہے وہیں تو گہری محبت ہوتی ہے۔۔۔

"تمہاری چادر کدھر ہے؟"

پھلوں کے پاس گھاس پہ بیٹھے فضہ نے اُس کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔جو نظریں جھکائے سر کو گھٹنوں پہ رکھے گم گم سی بیٹھی تھی۔۔۔۔جیسے اُس کو اِس دُنیا سے کوئی مطلب ہی نا ہو۔۔۔۔۔

"چادر"

اُس نے اُس کے اس سوال پہ نظریں جُھکا لیں۔۔۔درد کی ایک لہر اُس کے وجود میں اُتری۔۔۔۔

"زری کیا ہوا ہے؟ چادر کدھر ہے تمہاری؟"۔

"امی نے لے لی"

اُس نے آنسوؤں کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"مگر کیوں تو زری"

اُس نے اُس کا چہرہ اوپر کیا جو آنسوؤں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔۔۔

"ایسے ہی فضہ امی کہتی ہیں میں اُس چادر کی حقدار نہیں رہی اب"

"یہ کیا بات ہوئی؟ تم نے کون سا کوئی جرم کر لیا بہت؟"۔

"جرم ہی تو ہے نافضہ امی کہتی ہیں تم نے بابا جان کا غرور توڑا ہے"

"کیسے توڑا ہے تم نے غرور؟"

"پتا نہیں"

اُس نے ہاتھوں کو گاس پہ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔

"زری وہ سامنے دیکھو۔ تمھیں کوئی لڑکی ایسی نہیں نظر آئے گی جو کسی لڑکے کے ساتھ نا بیٹھی ہو۔۔۔۔نا گھوم رہی ہو... تم نے تو صرف فون پہ بات کی۔۔۔۔اور تمھارا جرم اتنا بڑا ہو گیا کہ تم سے چادر ہی لے لی گئی"۔

"چھوڑو نافضہ اُن کی مرضی ہے"

"لیکن انٹی نے بہت غلط کیا ہے زری... اُن کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ تمھیں اُس جرم کی سزا نہیں دینی چاہیے تھی۔۔۔جو تم نے کیا ہی نہیں ہے"۔

"اُن کو یہی بہتر لگا ہو گا نافضہ اور ایک نامحرم سے رات کی تاریکی میں بات کرنا جرم نہیں ہوتا گناہ ہوا کرتا ہے"

اُس نے اب کی بار اُس کی طرف دیکھا اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔۔۔اور اپنی بات کر کے فوراً نظریں جُھکا لیں!۔

"زری کوئی تمہاری طرح بھی ہو سکتا ہے؟"

اُس نے اپنی آنکھوں کے کونے سے نکلتے ہوئے پانی کو صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"اللہ میری طرح کسی کو کرے بھی نافضہ جو اپنی ماں کی دی ہوئی چادر بھی نا سنبھال سکیں"

اُس نے اپنے چہرے کا رخ دوسری طرف موڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔ جیسے وہ نہ چاہتی ہو کوئی اُس کی آنکھوں کا درد دیکھے۔۔۔۔ آنکھوں سے گرتے آنسوؤں دیکھے۔۔۔۔

مگر جس کو اللہ نے دیکھانا ہو وُہ فاصلوں سے بھی دیکھ لیتے ہیں!۔

وہ دُور سے کھڑا اُس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔جو زمین پہ بیٹھی۔۔۔۔۔آنکھوں کو بار بار رگڑ رہی تھی۔۔۔۔۔اُس کی آنکھوں سے بہتے آنسوں دُور کھڑے وجدان کے دل پہ لگ رہے تھے۔۔۔۔

\---

"وہ کیوں روتی ہے اتنا؟ آخر کیا ہوا ہے کیا پریشانی ہے اُس کو۔ کیوں روتی ہے وہ ایسے"۔

وہ اپنے آفس میں اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔۔۔۔۔جیسے ایک بے سکونی کی سی کیفیت اُس پہ طاری ہو۔۔۔۔۔

وہ تو بہت خوش تھا آج۔۔۔۔اتنا خوش کہ ساری کائنات کی خوشیاں اُس کے سامنے کم پڑ رہی تھیں۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی اِس خوشی میں ملکہ کو بھی شریک کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔اُس نے اپنی منزل تک پہنچنے کی پہلی سیڑھی پہ قدم رکھا تھا۔۔۔۔۔وہ اِس پہلے قدم پہ اُس کو تحفہ دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

وہ یونیورسٹی آنے سے پہلے مارکیٹ گیا۔۔۔۔۔۔اُس نے آج یونی لیٹ جانا تھا۔۔۔۔۔وہ مارکیٹ میں کھڑا اِدھر ادھر دیکھنے لگا۔۔۔۔۔اُس کو اپنی ملکہ کی شایانِ شان تحفہ لینا تھا۔۔۔۔۔

"اِس دُنیا میں تو ایسی کوئی چیز نہیں جو میری ملکہ کی شایانِ شان ہو"

وہ ہر چیز دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔مگر ایسا کچھ نہیں تھا جو اُس کو پسند آتا۔۔۔۔اُس نے پہلے کب کسی کے لیے تحفے لیے تھے۔۔۔۔اُس کو تو پتا بھی نہیں تھا کیا لینا ہے۔۔۔۔۔۔وہ اپنی زندگی کا پہلا تحفہ لے رہا تھا۔۔۔۔پہلا تحفہ تھا جو وہ کسی کو دے رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ بغیر کچھ سوچے بغیر کچھ دیکھے بس چلتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔وہ ایک دکان کے پاس روکا۔۔۔اُس کی نظر اوپر پڑی۔۔۔۔۔سامنے ایک خوبصورت سفید چادر لہرا رہی تھی۔۔۔۔۔وہ وہیں روکا۔۔۔۔اُس چادر کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔اُس نے اُس چادر کو اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔۔وہ خوبصورت سفید چادر۔۔۔۔۔۔اُس نے اپنی آنکھیں بند کیں

۔۔۔۔اُس کا عکس اُس کی آنکھوں کے سامنے گھوما۔۔۔۔وہ یہی سفید چادر پہنے کسی شہزادی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔اِس چادر کا رنگ بلکل اُس کے کردار جیسا ہے "پاکیزہ"۔۔۔۔جس طرح اِس چادر کا رنگ پاک ہے اُس طرح میری ملکہ کا کردار پاک ہے۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔اُس نے وہ چادر اُتاری اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑی۔۔۔۔۔۔اُس کو نظر بھر کے دیکھا۔۔۔۔

"یہ چادر نہیں ملکہ یہ عزت ہے جو میں تمھیں دے رہا ہوں"

اُس نے چادر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔

"یہ پیک کر لیں بھائی"۔

وہ بہت خوش تھا۔۔۔۔اُس نے ملکہ کے لیے تحفہ لیا تھا۔۔۔۔وہ بار بار اُس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔اُس کو محسوس کر رہا تھا۔۔۔جب وہ پہنے گی تو اِس چادر کی قیمت لاکھوں میں ہو گی۔۔۔۔۔اُس سے زیادہ یہ چادر کسی کے کندھے پہ نہیں اچھی لگ سکتی۔۔۔۔یہ صرف میری ملکہ کے لیے بنائی گئی ہے۔۔۔۔یہ پاکیزگی میری ملکہ کے سامنے پھیکی ہے۔میری ملکہ اس سے زیادہ پاکیزہ ہے۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی کُرسی پہ بیٹھا۔۔۔ایک بار پھر اُس چادر کو دیکھا۔۔۔لبوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔آنکھوں میں چمک اُتری۔۔

"کیا ملکہ میرا تحفہ قبول کرے گی؟"

اُس نے چادر کو دیکھتے ہوئے دل میں سوچا۔۔۔۔۔

"سنو ملکہ میں نے بہت محبت سے لیا ہے اِس کو قبول کرنا"

اُس نے چادر کو پیار سے بیگ میں رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"زری آپ کو پتا ہے مجھے آپ کی سب سے اچھی بات کیا لگتی ہے؟"

ماہ نور نے اُس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"جی کون سی"۔

" آپ کا پردہ۔۔۔مجھے بہت اچھا لگتا ہے آپ کا ایسے پردہ کرنا۔۔۔۔ حجاب تو سب ہی کرتے ہیں مگر آپ کا انداز ۔۔۔ آپ کا پورا با پردہ ہونا۔۔۔۔مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔

."..زرمینہ آپ نے کسی سے ایمپریس ہو کے پردہ کرنا شروع کیا ہے ؟"۔

جی ماہ نور میں نے بلکل کسی سے ایمپریس ہو کے پردہ کیا ہے۔۔۔اور جانتی ہو میں کس سے ایمپریس ہوئی خاتونِ جنت بی بی جان علیہ السلام سے۔۔۔۔۔

پتا ہے ماہ نور میں نے جب سورۃ

النور پڑھی نا تو مجھے بہت ڈر لگا۔۔۔۔جب قرآن پاک میں پردے کا حکم اللہ جی نے دیا ہے تو ہم کیوں نہ کریں پردہ۔۔۔۔۔۔

آج کل کی لڑکیاں پردے کی اہمیت سمجھتی ہی نہیں ہیں۔۔۔اُن کو پتا ہی نہیں پردہ کیا ہوتا ہے۔۔۔ایک بار بی بی جان کے دو بال نظر آئے فقط دو بال تو اللہ پاک نے وقت روک دیا۔۔۔۔وقت وہیں پہ روک گیا۔۔۔اور ہمارے پردے کا یہ عالم ہوتا ہے کے سارے بال ماتھے پہ ہوتے ہیں اور ہم حجاب لیے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

پتا ہے ماہ نور اللہ پاک نے سورۃ النور میں واضع پردے کا حکم دیا ہے۔۔۔۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ترجمہ:

اور اے نبیؐ، مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اُس کے جو خود ظاہر ہو جائے، اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر اِن لوگوں کے سامنے: شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیر دست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں، اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے اے مومنو، تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو، توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے

القرآن - سورۃ نمبر 24 النور - آیت نمبر 31۔

پتا ہے ماہ نور اِس آیت میں ہمارے لیے بہت ساری باتیں ہیں۔۔۔ جو ہر مسلمان عورت کو سمجھنی بہت ضروری ہیں۔۔۔۔ جو عورت یہ باتیں سمجھ جائے گی نا تو معاشرے میں سے عورت کے نام کا شر ہی ختم ہو جائے گا۔۔۔۔

وہ ہمیشہ پردے کی بات کرتی تھی۔۔۔۔ اُس کو بہت عجیب لگتا تھا اُن لڑکیوں کو دیکھنا جو بغیر پردہ لیے ایک غیر مرد کی آنکھوں کی زینت بنتی ہیں۔۔۔۔

ہمارا معاشرہ تو بھرا پڑا ہے اِن مرد نما بھیڑیوں سے۔۔۔۔ اُن کو تو موقع ملنا چاہیے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کو عورت کے جسم سے مٹانے کی۔۔۔۔۔۔ بد بخت ہوتی ہے وہ عورت جو اپنا آپ ظاہر کرتی ہے ایسے مردوں پہ جن کو پتا ہی نہیں ہوتا اُن کی ماں بھی ایک عورت ہے۔۔۔ اُن کی بہن بھی ایک عورت ہے، اُنکی بیوی اُن کی بیٹی بھی ایک عورت ہے۔۔۔۔

"ماہ نور آپ کو سمجھ آ رہی ہے نا میری بات؟"۔

"جی زرمینہ میں سن رہی ہوں"

اُس نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

پتا ہے ماہ نور اِس آیت میں سب سے پہلی بات جو کی گئی ہے وہ یہ ہے

"اور اے نبیؐ، مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔۔"

آیت کے اِس حصے میں مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں، کسی غیر مرد کو نہ دیکھیں۔۔۔۔

اِس پہ میں آپ کو ایک واقعہ سناتی ہوں ماہ نور، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں ایک مرتبہ میں اور حضرت میمونہ بنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورِ اقدس کے پاس بیٹھیں تھیں اُسی وقت حضرت ابن ام مکتوم تشریف لائے۔۔۔۔ تو حضورِ اقدس نے ہمیں پردے کا حکم دیا۔۔۔۔ میں نے اُن کے حکم پر کہا اے اللہ کے محبوب یہ تو نابینا ہیں یہ تو ہمیں نہیں دیکھ سکتے۔۔۔۔۔ تو حضور پر نور نے ارشاد فرمایا

"کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم اِن کو نہیں دیکھتیں"

اس سے ہمیں یہ پتا چلا مرد کو ہی نظریں نیچیں کرنے کا حکم نہیں ہے بلکہ عورت کو بھی یہ حکم ہے وہ کی غیر مرد کو نہ دیکھیں۔۔۔۔۔۔

اب اگلی بات جو اس آیت میں۔ کی گئی ہے وہ ہے۔

"اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں"۔

اب اس بات کا مطلب ہے کے عورت اپنی زینت کی حفاظت کرے

ابولبرکات عبداللہ بن احمد نسفی فرماتے ہیں زینت سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے عورت سجتی سنورتی ہے ۔۔ جیسے زیور اور سُرمہ وغیرہ اور چونکہ زینت کے سامان کو دکھانا مباح ہے اس لیے آیت کا معنی یہ ہے کہ مسلمان عورتیں اپنے بدن کے اُن اعضاء کو ظاہر نہ کریں جہاں زینت کرتی ہیں جیسے سر، کان، سینہ، گردن، بازوں وغیرہ

۔۔۔۔البتہ ہاتھ اور پاؤں کو چھپانے میں مشقت ہوتی ہے تو وہ ظاہر ہو سکتے ہیں۔۔۔۔۔ایسی طرح چہرہ بھی چھپانا چاہیے۔۔۔۔۔

"سمجھ آرہی ہے نا آپ کو ماہ نور؟"

اُس نے کچھ لمحے روک کے پاس بیٹھی اُس لڑکی کو کہا جو کب سے اُس کو سن رہی تھی۔۔۔۔

"جی جی مجھے سمجھ آرہی ہے آپ بولیں نا"۔

ٹھیک۔۔۔اب یہ تو ہو گئیں ہیں دو باتیں اب ہم اگلی بات کی طرف آتے ہیں۔۔۔۔

"اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پہ ڈالے رکھیں۔"۔

اب اس بات سے یہ مطلب ہوا مسلمان عورتیں اپنے دوپٹوں سے اپنے بال اپنے پہنے ہوئے زیور اور سینے وغیرہ ڈھانپ کے رکھیں۔۔۔۔

پتا ہے ماہ نور جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس حکم پے عمل کرنے میں صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جذبہ قابل دید ہے۔۔۔۔

اِس پہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اُن عورتوں پہ رحم فرمائے جھنوں نے سب سے پہلے ہجرت کی تھی کہ جب اللہ پاک نے یہ حکم صادر فرمایا "اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پہ ڈالے رکھیں "تو انھوں نے اپنی اونی چادروں کو پھار کے اوڑھنیاں بنالیا تھا۔۔۔۔۔

پتا ہے ماہ نور پردے کے متعلق تین عظیم واقعات ہمارے سامنے ہیں۔۔۔

پہلا یہ ہے، المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں پردے کا حکم صادر ہونے کے بعد میرے رضاعی چچا

افلح تشریف لائے تو میں نے اُن سے ملاقات سے انکار کر دیا۔۔۔ چونکہ وہ میرے رضائی چچا تھے تو میرے لیے نا محرم تھے۔۔۔ تو میں نے اُن سے ملاقات نہیں کی۔۔۔

جب حضورِ اقدس کو پتا چلا تو آپ نے فرمایا:"

"اے عائشہ افلح کو اجازت دے دو وہ تمہارے رضاعی چچا ہیں"

حضور اقدس کی اجازت سے وہ اپنے چچا سے ملیں۔۔۔۔

ایک اور خوبصورت واقعہ ہمیں تاریخ سے ملتا ہے۔۔۔ خاتون جنت بی بی جان اپنے وصال سے پہلے بہت پریشان تھیں۔۔۔

آپ فرماتی ہیں: کہ مجھے بہت تشویش تھی کہ عمر بھر تو میں نے غیر مردوں کی نظروں سے خود کو بچائے رکھا اب وصال کے بعد میری کفن پوش لاش ہی پر لوگوں کی نظر نہ پڑ جائے۔۔۔

ایک موقع پر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

"میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر اور ایک ڈالی کی سی صورت بنا کر اُس پر پردہ ڈال دیتے ہیں اور پر انھوں نے کھجور کی شاخیں منگوا کر انہیں جوڑا اور اِس پر کپڑا تان کر خاتونِ جنت فاطمہ بنت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھایا۔۔۔ اُسے دیکھ کے آپ بہت خوش ہوئیں اور لبوں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔۔ بس آپ کی یہی ایک مسکراہٹ تھی جو سرکار مدینہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے وصال کے بعد دیکھی گئی

۔۔۔۔۔۔۔

اور تیسرا قصہ یہ ہے کہ:

حضرت ام خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا جنگ میں شہید ہو گیا۔۔۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ اُن کے بارے میں معلومات کرنے چہرے پہ نقاب ڈالے با پردہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں حاضر ہوئیں۔ جب وہ وہاں گئیں تو اُس پہ کسی نے حیرت سے پوچھا "اس وقت بھی آپ نے چہرے پے نقاب ڈال رکھا ہے" تو جانتی ہیں انہوں نے کتنا خوبصورت جواب دیا۔۔۔

"میں نے اپنا بیٹا کھویا ہے حیا نہیں کھوئی"۔

اور ہمارے ہاں کیا ہوتا ہے جب کوئی غم اتا ہے تو اُس سے پہلے عورتوں کے دوپٹے پیروں میں گرتے ہیں۔۔۔۔ یہ کہاں لکھا ہے آپ سر کو ننگا کر کے اپنے سینے پیٹو۔۔۔ کیا یہی ایک دُکھ کا اظہار ہوتا ہے۔۔۔ اور کوئی عورت ایسا نہیں کرے گی تو اِس کا مطلب وہ دُکھی نہیں ہے؟ اُس کو کوئی دُکھ نہیں ہوا؟۔

ان واقعات میں اُن عورتوں کے لیے بڑی نصحیت ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود اللہ رب العزت کے دیے ہوئے حکم پہ عمل نہیں کرتیں۔۔۔ دنیا اور اُس کی رونقوں میں لگ جاتی ہیں۔۔۔۔۔ بے ہودہ فیشن کر کے سرے بازار نکلتی ہیں۔۔۔۔ اور کہتی پھیرتی ہیں فیشن تو آیا ہی لڑکیوں کے لئے ہیں۔۔۔۔

"بیشک فیشن لڑکیوں کے لئے ہی آیا ہے، اُس کے ساتھ ساتھ چادر بھی لڑکیوں کے لیے ہی آئی ہے"۔

مجھے حیرت ہوتی ہے اُن لڑکیوں پہ بلکہ مجھے دُکھ ہوتا ہے اُن لڑکیوں پہ جو خود کو ہر کتے بلّے کو دیکھاتی ہیں۔۔۔۔۔ ہر کوئی اُن کو دیکھتا ہے پھر بات کرتا ہے۔ ایک عورت کی تذلیل مطلب پورے معاشرے کی عورتوں کی تذلیل ہے۔

ماہ نور اب میں آپ کو اِس آیت کا اگلا حصہ بتاتی ہُوں۔۔۔۔ بہت سی لڑکیاں پوچھ رہیں ہوتی ہیں۔۔۔ ہمارے محرم رشتے کون سے ہیں۔۔۔۔ اور وہ کون سے ہیں جن سے ہمیں پردہ کرنا چاہئے۔۔۔

"وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر اِن لوگوں کے سامنے: شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیر دست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں۔"

اب اِس آیت کو پڑھنے کے بعد کسی بھی قسم کسی کے شک کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔۔۔۔۔۔ یہاں بلکل واضع لکھا ہے اُن کا محرم رشتہ کون سا ہے۔۔۔

یہاں آپ کو بہت ساری باتیں سمجھ آگئی ہو گی ماہ نور۔۔۔ مجھے اِس بات سے ایک قصہ یاد آیا۔۔۔

فاروق اعظم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دفعہ خط لکھا اور اُس میں آپ نے فرمایا اہلِ کتاب کی عورتوں کو مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہونے سے منع کریں۔۔۔۔ اب اِس بات سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ مسلمان عورتیں کو کافرہ عورت کے سامنے اپنا بدن کھولنا جائز نہیں۔۔۔۔

اب جب ایک کافرہ عورت سے بھی مسلمان عورت کو پردہ ہے تو آپ خود سوچیں۔ پردے کی نوعیت کیا ہو گی ہمارے دین اسلام میں۔۔۔۔

۔

اب مردوں کے معاملے میں ایک جگہ فرمایا گیا وہ نوکر جو شہوت والے نہ ہوں مثلاً ایسے بوڑھے ہوں جنھیں اصلا شہوت باقی نہیں رہی ہو اور وہ نیک ہوں۔۔۔ اُن کے سامنے پردہ کرنے کے معاملے میں کچھ نرمی ہے۔۔۔۔۔ مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ برے افعال کرنے والے ہیجڑوں سے بھی پردہ کرنے کا حکم ہے۔۔۔

۔اب اگر آیت کا اگلا حصہ ہم دیکھیں تو اُس میں لکھا ہے

"اور زمین پر اپنے پاؤں زور دے نہ ماریں۔"

اب ماہ نور اِس بات سے مطلب ہے کے عورتیں زمین پہ اِس قدر آہستہ اور نرمی سے چلیں۔۔۔جو زیور انہوں نے پہن رکھا ہو اُس زیور کی جھنکار نہ سنائی دے اِس لیے اِس بات سے منع کیا گیا ہے کے عورتیں بجنے والی جھانجھن نہ پہنیں۔

ایک حدیث شریف میں ہے۔

"اللہ اُس قوم کی دعا قبول نہیں فرماتا جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں"

اب ماہ نور اِس بات سے ہمیں سمجھ جانا چاہیے جب زیور کی آواز دعا نہ قبول ہونے کا سبب ہے تو خاص عورت کی آواز اور اُس کی بے پردگی کیسے اللہ پاک کے غضب کو لازم کرتی ہو گی۔۔۔۔۔پردے کی طرف سے بے پروائی تباہی کا سبب ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر کوئی سمجھے تو پردے کے دینی ہی نہیں دنیاوی فوائد بھی بہت ہیں۔

پردہ اللہ اور اس کے محبوب کو خوشنودی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔۔

پردہ ایمان کی علامت، اسلام کا شعار اور مسلمان خواتین کی پہچان ہے۔۔۔

پردہ شرم وحیا کی علامت ہے اور حیا اللہ جی کو بہت پسند ہے۔

پردہ عورت کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھتا ہے

باپردہ اور باحیا عورت کو معاشرے میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔۔

پردہ عورت کے وقار میں اضافہ کرتا ہے اور اُس کی خوبصورتی کی حفاظت کرتا ہے۔۔

"ماہ نور میں آپ کو پردے کے متعلق ایک مثال دیتی ہُوں"

وہ ایک خوبصورتی سے بولتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

"اگر ایک پلیٹ میں مٹھائی رکھ دی جائے اور اُسے کسی چیز سے ڈھانپ دیا جائے تو وہ مکھیوں کے بیٹھنے سے محفوظ ہو جاتی ہے اور اگر اِس پلیٹ کو جس میں مٹھائی رکھی ہے ڈھانپا نہ جائے اُس پہ مکھیاں بیٹھ جائیں تو یہ شکایت کرنا کہ اِس پہ مکھیاں کیوں بیٹھ گیں تو بہت بڑی بے وقوفی ہے کیوں کہ مٹھائی ایک ایسی چیز ہے جیسے مکھیوں کے تصرف سے بچانے کے لیے اُس کو ڈھانپ کے رکھنا بہت ضروری ہے۔۔۔۔اسی طرح ایک عورت بھی چھپانے کی چیز ہے ۔۔۔۔اگر وہ پردہ کرتی ہے تو معاشرے میں بہت ساری برائیوں سے بچ سکتی ہے، عزت و ناموس کے لٹیروں سے اپنی حفاظت کر سکتی ہے۔۔۔اور یہی عورت جب پردے کے بغیر پھرے اور پھر یہ شکایت کرے کے مرد اُس کو دیکھتا ہے اُس کو چھیڑتا ہے تو یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔۔۔۔ایک مرد کے لیے عورت میں ایک خاص کشش رکھی گی ہے۔۔۔فطری طور پہ مردوں کے لیے عورت میں رغبت رکھی گئی ہے۔۔۔اور جب وہ بے پردہ عورت کا جسم دیکھتا ھے تو وہ اپنی شہوت اور رغبت کو پورا کرنے کے لیے اُس کی طرف لپکتا ہے۔۔۔ایسی عورتیں مسجد کے امام کو گناہگار کر دیتی ہیں تو عام مرد کا تو عالم ہی نہ پوچھیے۔۔۔۔۔۔

اگر ہم آیت کا آخری حصہ دیکھیں جس میں اللہ پاک نے توبہ کا ذکر فرمایا ہے

وَتُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيۡعًا اَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ

اے مومنو، تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو، توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

اب یہاں ہمارے اللہ رب العالمین کا رحم تو دیکھیں۔۔۔۔اللہ جی یہاں کہتے ہیں اگر تم سے میرا حکم ماننے میں کوئی تقصیر واقع ہو گئی ہے تو تم اللہ سے معافی مانگو۔۔۔۔بے شک وہ معاف کرنے والا بڑا مہربان ہے۔۔۔

"مجھے توبہ کے ذکر پہ ایک حدیث یاد آئی ہے ماہ نور"

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے حضور پر نور نے ارشاد فرمایا

"اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اُس سے بھی زیادہ راضی ہوتا ہے جیسے تم میں سے کسی کا اونٹ جنگل میں گم ہونے کے بعد دوبارہ مل جائے"۔

یہ جو لوگ کہتے ہیں اللہ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گا تو مجھے بہت حیرت ہوتی ہے۔ کیا انھوں نے قرآن پاک نہیں پڑھا؟ اگر ایک طرف اللہ پاک اپنا غصّہ بتاتے ہیں تو اُسی بات کے فوراً بعد اپنے رحم کا بھی تو ذکر کرتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ اللہ رب العزت ہمیشہ معاف کرتا ہے۔۔۔۔ بس ہم مانگتے ہی نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔

اب دیکھیں ماہ نور پچھلے دونوں یہ بات ہمارے میڈیا پہ بہت عام تھی۔۔۔ جو عورتیں یہ کہہ رہی تھیں ہمارا جسم ہماری مرضی۔(۔استغفار) میں سمجھتی ہوں عورت کے بے پردہ ہونے میں جتنا کردار ہمارے میڈیا کا ہے اتنا کسی کا نہیں۔۔۔۔ آج کل کی عورت خود کو ماڈرن سمجھتی ہے۔۔۔۔۔۔ پردے کو خود پہ جبر سمجھتی ہے۔۔۔۔۔ اُن کو یہ نہیں سمجھ آتی۔۔ اُن کی عزت اور وقار پردے میں ہی ہے۔۔۔۔۔۔ جو عورت پردہ نہیں کرتی تو اُس کی کیا عزت ہے؟ حیا تو عورت کا زیور ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔"۔

"جس عورت میں حیا نہیں اُس میں ایمان نہیں اور جس میں ایمان نہیں وہ مسلمان نہیں"۔

مجھے حیرت ہوتی ہے اُن مردوں پہ جو ماڈرن ہونے کے نام پہ اپنی بہن بیٹیوں کو بے پردہ کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔

ہمارے اسلام میں بے شک عورت کا ایک خاص مقام ہے۔ وہ ماں ہے جس کے پیروں کے نیچے جنت ہے۔۔

لیکن آج کل کی عورتیں خود کو ماڈرن سمجھ کے جو مقام بنا رہی ہیں تو میں سمجھتی ہوں وہ مقام نہیں بلکہ شر ہے ایک فتنہ ہے جو وُہ پھیلا رہی ہیں۔۔۔۔ عورت ایک عزت ہے اور اُس کی عزت چار دیواری میں ہی ہوتی ہے۔

۔۔۔ وہ مرد سے ایک قدم پیچھے ہی اچھی لگتی ہے۔۔۔ آج کل کی عورتیں برابری کرتی ہیں ہم مرد کے شانا بشانہ چلیں گی۔۔۔۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہوتا جب ایک عورت کو میرے رب نے ہی مرد سے کمزور بنایا ہے تو وہ کیسے مقابلہ کر سکتی ہیں۔۔۔۔۔

ایک عورت تو عکس ہے نبی کی بیٹی کا۔۔۔وہ بیٹی جس کے لیے مدینہ کا والی خود اپنی کالی کملی بچھاتا تھا۔۔اُنکو یہ احساس کیوں نہیں ہوتا جب روزِ محشر ساری عورتیں جمع ہوں گی تو اُن میں سے باپردہ عورت ہی خاتونِ جنت کے پاس بیٹھے گی۔۔۔پتا ہے ماہ نور میں پردہ کیوں کرتی ہوں، اگر مجھے بی بی جان کے پاس نہ بھی بیٹھنے کا موقع ملا میں آخری لائن میں ہی سہی مگر اُن کے پاس تو ہوں گی نا۔۔۔مجھے دُور سے ہی سہی اُن کا دیدار تو نصیب ہو گا نا

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے فرمایا:
عورت کے لیے بہترین زیور پردہ ہے، اور پردہ دار عورتیں جنت میں میری بیٹی فاطمہؑ کے ساتھ ہونگی
بس ماہ نور میں ایک ہی بات کہوں گی۔۔
جس طرح ایک مرد کے چہرے پہ داڑھی سجتی ہے ایسی طرح ایک عورت پہ پردہ جچتا ہے۔۔۔۔
داڑھی اور پردے کے لیے اتنی دلیل کافی ہے کہ کائنات کے سب سے حسین چہرے پر داڑھی تھی اور کائنات کی پاکیزہ عورتوں نے بھی پردہ کیا□ ۔۔۔۔

"فضہ میں آپ کو ایک امانت دینا چاہتا ہوں اگر آپ پہنچا دیں تو"
اُس نے بیگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔
"جی سر ضرور"
اُس نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں پوچھا، جیسے اُس کو سمجھ نہ آئی ہو سر کس امانت کا کہہ رہے ہیں۔۔۔۔
"آپ کی دوست کو کچھ دینا چاہتا ہوں اگر آپ اُن کو پہنچا دیں تو".

اُس کو پتا تھا وہ اُس کے سامنے کبھی بات نہیں کر سکے گا۔۔۔اُس کا منہ پہ انکار اُسے کبھی برداشت نہیں ہو گا ۔۔۔۔اُس نے فضہ کو بلایا۔۔۔اور اُس کو دینے کا فیصلہ کیا۔اُس کو پتا تھا فضہ یہ بات تیسرے بندے سے کبھی نہیں کرے گی۔۔۔وہ زرمینہ سے محبت ہی نہیں اُس کی عزت بھی دل جان سے کرتی ہے۔۔۔

"جی سر میں دے دوں گی"

اُس نے بظاھر تو سنجیدہ سے انداز میں کہا۔۔ مگر دل میں اُس کے لڈو پھوٹنے لگے۔

"ہائے ہائے زرمینہ تیرے مزے"

اُس نے اپنی خوشی چھپاتے ہوئے دل میں کہا۔۔۔۔۔

"یہ لیں آپ اُن کو دے دیجیے گا"

اُس نے بیگ سے شاپر نکالتے ہوئے کہا جس میں چادر پڑی تھی...

"جی سر میں دے دوں گی اُس کو"

اُس نے اُس کے ہاتھ سے وہ شاپر لیتے ہوئے کہا!۔

"بہت شکریہ آپکا"

اُس نے مسکراتے ہوئے اُس کا شکریہ ادا کیا اور بدلے میں اُس نے مسکراتے ہوئے "کوئی بات نہیں سر" کہا اور آفس سے باہر چلی گئی۔۔۔

"بیٹا چلیں ذرا کینٹین"

فضہ نے اُس کو بازو سے پکڑتے ہوئے کہا۔۔

"لیکن کیوں فضہ ؟"

"کیوں کے آپ ہمیں ٹریٹ دے رہی ہیں"

"ٹریٹ ؟ کس خوشی میں ؟"

" بھئی اب ہم آپکو کیا بتائیں خان صاحب نے آپ کے لیے کیا پیغام بھیجا ہے "

ء" کیا مطلب انھوں نے ؟ کیا کہا ہے انھوں نے ؟ فضہ انہوں نے تمہیں بلایا تھا نا کیا کہے رہے تھے ؟"

"حوصلا رکھیں حوصلا"

فضہ نے مسکراتے ہوئے اُس کو کہا جو پریشانیوں کی وادی میں گرنے ہی والی تھی۔۔۔

"بتاؤ نا فضہ کیا کہا ہے انھوں نے"

"پہلے آپ وعدہ کریں ٹریٹ دیں گی"

"ہاں میری ماں دوں گی اب بتاؤ"

"وہ دیکھیں انھوں نے آپ کے لیے کیا بجھوایا ہے"

اُس نے شاپر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"کیا مطلب"

"مطلب یہ کے خان صاحب نے آپ کے لیے کچھ بجھوایا ہے"

"لیکن کیوں ؟"

اُس سے حیران ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

"وہ تو آپ انہی سے پوچھ لیں"

"لیکن اِس میں ہے کیا فضہ"۔

"کھولو جلدی کرو زری مجھے تو بہت تجسّس ہو رہا ہے آخر اِس میں ہے کیا"

۔

اُس نے اُس شاپر کو بہت غور سے دیکھا۔۔۔اور آرام سے کھولا۔۔۔۔

کھولتے ہی اُس نے اپنی آنکھیں بند کرلیں جیسے اج سے پہلے اُس نے اتنی خوبصورت چیز کوئی نہیں دیکھی۔۔۔۔وہ ایک پلاسٹک کے کور میں لپٹی سفید چادر تھی۔۔۔۔۔۔ جس پہ گھوٹے کا کام بہت ہی نفاست سے کیا گیا تھا۔۔۔۔۔

اُس نے آج تک کسی مرد سے تحفہ نہیں لیا تھا۔۔۔یہ اُس کی زندگی کا پہلا تحفہ تھا جو اُس کو کسی مرد نے دیا تھا اور اُس نے قبول بھی کیا تھا۔۔۔

اُس نے اُس تحفے کو چادر نہیں سمجھا تھا بلکہ ایک وقار سمجھا تھا۔۔۔

اُس نے اُس کو چادر نہیں دی تھی عزت دی تھی۔۔۔اور عزتوں سے کوئی کیسے انکار کر سکتا ہے کیسے منہ موڑ سکتا ہے

وہ اپنے بیڈ پہ بیٹھی کب سے اُس چادر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جو وجدان نے اُس کو تحفے میں دی تھی۔۔۔۔۔

"کوئی کسی کو چادر بھی دے سکتا ہے اور وہ بھی تحفہ ؟"

اُس نے اُس سفید چادر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

یہ چادر نہیں تھی یہ تو عزت تھی جو سید وجدان حسین شاہ نے اُس کے سر پہ رکھی تھی۔۔۔۔۔

آج سے پہلے اُس نے کبھی ایسا تحفہ نہیں لیا تھا۔۔۔۔ناجانے یہ تحفہ کیسے لے لیا۔۔۔۔۔اگر یہ تحفہ ہوتا تو وہ انکار بھی کرلیتی مگر یہ تو عزت تھی۔۔۔۔جو وجدان نے اُس کو دی تھی۔۔۔وہ کیسے انکار کرتی۔۔۔کیسے اُس کو واپس کرتی۔۔

اُس نے اُس چادر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جس پہ وجدان نے رکھا تھا۔۔۔ اُس چادر سے اُس کو خشبو آنے لگی ۔۔۔ اُس نے چادر اٹھائی۔۔۔ اپنے منہ کے ساتھ لگائی اور آنکھیں بند کیں۔۔۔

نہیں نہیں یہ خوشبو نہیں ہے۔۔۔ یہ تو مہک ہے جو انسان کی روح کو شاداب کر دیتی ہے۔۔۔۔ خوشبو تو پھر بھی وقت کے ساتھ اڑ جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ مگر مہک، مہک تو جاتے نہیں جاتی۔۔۔۔

"اِس چادر سے تمہاری مہک آتی ہے مجھے وجدان شاہ"

اُس نے چادر کو اپنے ہونٹوں کے ساتھ لگاتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔ جیسے وہ خوشبو وہ مہک اپنے اندر اُتار رہی ہو۔۔۔۔۔ آج سے پہلے اُس نے کبھی ایسی مہک محسوس نہیں کی تھی ۔۔۔۔ اُس کو پرفیوم کا زیادہ شوق نہیں تھا۔۔۔ اُس کو پرفیوم لگانے سے ہمیشہ ڈر لگتا تھا۔۔۔ اللہ نے جب عورت کو منع فرمایا ہے تو وہ کیوں خوشبو لگائے۔۔۔ ایک مرد میں عورت کے لیے ایک خاص کشش رکھی گی ہے۔۔ اور جب وہ عورت خوشبو لگاتی ہے تو مرد نا چاہتے ہوئے بھی اُس کو طرف کھچا چلا جاتا ہے۔۔۔ وہ کبھی نہیں چاہتی تھی کوئی غیر مرد اُس کی طرف متوجہ ہو۔۔۔۔ وہ ہمیشہ یہ سوچتی تھی مکھیاں ہمیشہ گندگی پہ ہی آتی ہیں۔۔۔ وہ خود کو گندا نہیں کرنا چاہتی تھی کہ مکھیاں اُس کی طرف آئیں۔۔۔۔ وہ تو پاکیزہ تھی اور خود کو پاک ہی رکھنا چاہتی تھی

۔۔۔۔۔۔

آج جو مہک اُس نے محسوس کی تھی۔۔ دنیا کی کسی پرفیوم کی مہک ایسی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔ جو کسی کو مدھوش کر لے۔۔۔۔ مگر آج زرمینہ خان مدھوش ہو رہی تھی، وجدان شاہ کی مہک سے۔

"زری"

وہ چادر کو کھولے، اپنے منہ پہ ڈالے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں بند کر کے لیٹی تھی۔۔۔۔۔

"زری مجھے میر اگلابی سوٹ والا دوپٹہ نہیں مل رہا تم نے کہیں دیکھا ہے"

اماں نے بغیر اُس پہ نظر ڈالے اُس کی الماری کھولی۔۔۔۔۔اور دوپٹا ڈھونڈنے لگی۔۔۔۔

"زری تم سے کہے رہی ہوں نا میں"

رقیہ بیگم نے اُس کو دیکھتے ہوئے کہا جو اُس مہک کے سحر سے ابھی تک باہر نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔اُس کو تو پتا بھی نہیں تھا وہ کدھر ہے۔۔۔۔۔کہاں ہے۔۔وہ کون ہے۔۔۔

وہ تو محبوب کے وجد میں جھکڑی ہوئی تھی۔۔۔۔محبوب کی مہک انسان کو دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنے پہ مجبور کر دیتی ہے۔۔۔تب انسان محبوب کے علاوہ کچھ نہیں سوچتا کچھ نہیں سمجھتا۔

"زری یہ کس کی چادر ہے"

وہ اُس کے پاس آئیں۔۔۔۔۔اُس پہ پڑی چادر کو بہت غور سے دیکھنے لگیں۔۔۔۔۔یہ اُس کی چادر تو نہیں تھی۔۔۔۔۔چادر کو دیکھنے کے بعد انہوں نے پاس پڑی پیکنگ دیکھی جس میں سے چادر نکالی گئی تھی۔۔۔۔اُن کے دل کو ایک دم سے کھٹکا لگا۔۔۔۔

"زری"

انہوں نے وہ چادر اُس کے منہ سے پیچھے کی۔۔۔۔وہ سو رہی تھی۔۔ایک عرصے بعد اُس کو ایسا سکون ملا تھا۔ایسی نیند آئی تھی۔۔۔۔۔۔

"جی اماں"

اُس نے آرام سے آنکھیں کھولتے ہوئے ماں کو دیکھا۔۔۔۔۔اُس کے تو ذہن میں بھی نہیں تھا ماں نے اُس کی چادر دیکھ لی ہے۔۔۔۔۔

"یہ چادر کدھر سے آئی ہے"

انہوں نے اُس چادر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جو اُس کے اوپر پڑی تھی۔۔۔ اُن کو ایک عزاز حاصل تھا اُن کی اولاد کبھی بھی اُن سے جھوٹ نہیں بولتی تھی۔۔۔۔ اور جب وہ پوچھ رہی ہوں کچھ تو کبھی بھی غلط بیانی نہیں کرتی ۔۔۔۔ وہ ماں تھیں اُن کے دل نے بیٹی پہ پڑی اُس چادر کی گواہی دے دی تھی۔۔۔۔ مگر وہ اپنے دل کی گواہی کی تصدیق چاہتی تھیں۔۔۔ اپنی بیٹی کے منہ سے سننا چاہتی تھیں۔۔۔۔۔۔

"چادر....."

اُس نے ماں کا چہرہ دیکھا اور پھر اُس چادر کی طرف جو اُس نے اب تک اپنے وجود سے الگ نہیں کی تھی۔۔۔۔۔۔۔

"میں پوچھ رہی ہُوں کدھر سے آئی ہے یہ چادر کس نے دی ہے تمھیں یہ؟"۔

"اماں سر۔۔۔۔۔۔"

اُس نے ٹوٹتے لہجے سے بس اتنا ہی کہا تھا کہ سامنے بیٹھی ماں ایک دم جلال میں آئی۔۔۔

"میں نے تمہیں کہا تھا نا دُور رہنا اُس سے تم۔۔۔۔ اور تم نے اُس کو یہ بھی بتا دیا میری ماں نے مجھ سے چادر لے لی ہے۔۔۔۔۔۔ ماں نے لے لی تو تمھیں دینے والے نے دے بھی دی۔۔۔۔۔ تمھیں میری کہی ہوئی بات سمجھ نہیں آئی تھی جو اب گھر کی باتیں بھی اُس کو بتانے لگی ہو"۔

وہ بغیر اُس کو سنے بس بولی چلی جارہیں تھیں۔ جیسے اُن کو بہت دُکھ ہو بیٹی نے ایک غیر مرد کے سامنے اپنی ماں کو بے عزت کیا ہے۔۔۔۔ انھوں نے اپنی بیٹی سے چادر لی تو اُس کے بدلے میں اُس نے اُس پہ چادر ڈال دی

۔۔۔۔۔

"اماں میں نے اُن کو کچھ نہیں بتایا ہے۔۔۔ مجھے نہیں پتا انہوں نے کیوں دی ہے مجھے یہ چادر"

اُس نے آنکھوں میں نمی لیے ماں کو کہا۔ اپنے بے گناہ ہونے کی گواہی دی۔۔

"زری تم نے بہت دُکھ دیا ہے آج مجھے"

"نہیں اماں میں آپ کو کبھی دُکھی نہیں کرنا چاہتی۔ مجھے آپ کی قسم اماں میں نے اُن کو کچھ نہیں بتایا"

اُس نے ماں کے ہاتھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بھیگی پلکوں سے کہا۔۔۔۔

"میں کچھ نہیں سننا چاہتی زری۔ کل یہ چادر اُس کو واپس کر دینا"

انہوں نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پیچھے کیا۔۔۔ اُس کو حکم صادر کر کے وہاں سے اٹھنے لگیں۔۔۔۔

"اماں میں مر گی تو میرے کفن پہ یہ چادر ڈالنا۔۔۔ یہ چادر میری قبر میں میرے ساتھ اتارنا"

اُس نے خشک آنکھوں سے اُس چادر کی طرف نظریں جمائے ہوئے کہا۔۔۔۔

وہ جو دروازے کے پاس پہنچی تھیں۔۔۔ وہیں رک گئیں۔۔۔ اگلا قدم اٹھانا اُن کے اختیار میں نہیں رہا تھا ۔۔۔۔۔۔ بیٹی کی اِس بات نے اُن کا سینہ زخمی کیا۔۔۔ اُن کے خون نے حرکت کرنا چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ اُن کی اکلوتی بیٹی ماں کو وصیت کر رہی تھی۔۔۔۔ اُن کو اُس چادر کی اہمیت بتا رہی تھی۔ اپنی موت کا منظر کھینچ رہی تھی ۔۔۔

"وجی آج امی ابو زرمینہ کے گھر جائیں گے تمہارے رشتے کی بات کرنے"۔

وہ لیپٹوپ سامنے کھولے، مُسلسل اُنگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔ فاطمہ کے آنے کا اُس کو پتا ہی نہیں چلا وہ کب آئی کب اُس کے پاس بیٹھی۔۔۔۔ اُس نے اُس کی آواز اپنے کانوں میں گونجتی سنی۔۔۔۔۔ اُس نے ایک دم انگلیوں کی حرکت روک لی۔۔۔۔ نظروں کو سکرین سے ہٹا کے بہن کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

"کیا۔۔۔ ک۔۔۔۔ کیا کہا آپ نے؟"

اُس نے پر جوش سا ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔ جیسے کائنات کے سارے رنگ اُس کی جھولی میں بھر دیئے ہوں ۔۔۔ اور اُس نے اُن رنگوں کو ہوا میں اچھالنا ہو۔۔۔۔۔۔

"ہاں ہاں بلکل ٹھیک کہے رہی ہُوں میں"

اُس نے اُس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور خوشی سے کہنے لگی۔۔۔۔۔۔

"آپی بہت خوش ہوں میں آج"

بہن کے دونوں ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے اُس نے معصومیت سے کہا۔۔۔۔۔

"وہ تو مجھے پتا ہے میرا بھائی کتنا خوش ہے آج۔۔۔۔ اللہ تمہاری خوشیوں کو کسی کی نظر نا لگائے وجی"۔

"آپی بہت دعا کرنی ہے آپ نے"

میں تو بہت دعا کرتی ہوں.... وجی۔۔ تمھیں کیا لگتا ہے وہ مان جائیں گے؟ پٹھان اپنی روایتوں کے بہت پکے ہوتے ہیں اور جب وہ سواتی ہوں پھر تو بات ہی اُن کی انا کی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ میں نے سنا ہے سواتی اپنی قوم سے باہر کبھی بھی نہیں کرتے چاہے کچھ بھی ہو جائے"۔

آپی آپ دعا کریں نا سب ٹھیک ہو جائے اگر اللہ پاک نے چاہا نا تو کوئی کچھ نہیں کر سکے گا۔۔۔۔۔ یہ سارے معاملات تو اللہ کے ہوتے ہیں نا۔۔۔۔۔ جب وہ کن کہے دے تو فیکون لازم ہوتا ہے۔۔۔۔۔

"اور میں نے تو اپنی محبت کو فقط اللہ سے مانگا ہے اور وہی مجھے عطا بھی کرے گا"۔

"مجھے یقین ہے آپی اللہ میری دعاؤں پہ کن ضرور فرمائیں گے۔۔۔۔ وہ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔۔۔۔ وہ مجھے اُس لڑکی کا ساتھ ضرور دیں گے جس کو میں نے دِن رات اپنی دعائوں میں مانگا ہے۔"۔

وہ بول رہا تھا اور بہن اُس کو سن رہی تھی۔۔۔ جس کے لفظوں میں اور لہجے میں کچھ عجیب سا یقین تھا۔۔۔۔۔۔

وجی کیا اُس لڑکی کو پتا ہے کون ہو تم؟ کیا مسلک ہے تمہارا؟

اُس نے اُس کا چہرہ بہت غور سے دیکھا۔۔۔۔ جیسے وہ اُس کو بتانا چاہتی ہو یاد کروانا چاہتی ہو جو جانے کب سے بھول چکا تھا۔۔۔۔ یا اُس لڑکی کے آنے سے خود کو بھُلا دیا تھا۔۔۔۔۔۔

بہن کے اِس سوال پہ اُس کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔۔۔۔ سر سے آسمان ہٹ گیا۔۔۔ وہ جو اُس کو تھوڑی سی بھی اُمید تھی وہ بھی کہیں دُھواں بن کے اڑ گئی۔

"سلطان تمہارے ابو نے پلوشہ سے تمہاری شادی کا فیصلہ کیا ہے"

وہ سب بہن بھائی ماں کے پاس اُن کے کمرے میں بیٹھے تھے۔۔۔۔ جب بھی ابراہیم صاحب گھر پہ نہ ہوں وہ اُن کے کمرے میں بیٹھا کرتے تھے۔۔۔۔۔

"اماں پہلے بھائی اور زرمینہ کی کریں۔۔۔ یہ آپ نے دسویں جگہ مجھے کدھر سے پکڑ لیا ہے"۔

سلطان نے زمینہ اور شہاب کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کے کہا۔۔۔۔

"اُن دونوں کی بھی سوچ رہے ہیں، پلوشہ شہاب سے بہت چھوٹی ہے تو تمہارے بابا جان نے تمھارا کہا ہے"۔

"اماں یہ زیاتی ہے ویسے بڑا بھائی بیٹھا ہے اور چھوٹے کے لیے آپ لوگ رشتے ڈھونڈ رہے ہیں"

سلطان نے بھائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو مسکراتا ہوا سن رہا تھا۔۔۔

"نہیں نہیں بیٹا کوئی بھی زیاتی نہیں ہے۔۔۔ چپ کر کے ہاں کر۔۔۔۔"

شہاب نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"اچھا تو اب میں سمجھا۔۔ بابا جان نے لالا گل کا کہا ہو گا اور انہوں نے اپنی بلا میرے متھے ڈال دی۔۔ واہ جی بہت اچھے"۔

بلا۔۔۔؟ پلوشہ بلا ہے؟

وہ جو کب سے خاموش بیٹھی سب کو سن رہی تھی۔۔۔ ایک دم سے بول پڑی۔۔۔

"بلا نہیں ہے تو کیا ہے؟"

سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

"بلا نہیں ہے آپ کی ہونے والی بیگم ہے"۔

"کوئی بیگم نہیں ہے۔۔۔ اماں بابا جان کو بول لیں میں بلکل اُس پٹاخے سے شادی نہیں کروں گا۔۔"

"سلطان تمیز سے بات کرو اپنی ہونے والی بیگم کے بارے میں اب ایسا بولو گے؟"

شہاب نے اُس کو مصنوئی سا ڈانٹتے ہوئے کہا۔۔۔

"کوئی بیگم نہیں ہے میری وہ۔۔۔ بابا جان نے زرمینہ کے رشتے کا انکار کیا اور میری شادی اُدھر کر رہے ہیں"۔

"تب ہی وہ تمہاری شادی اُدھر کر رہے ہیں سلطان جو تعلقات زرمینہ کی وجہ سے خراب ہوئے ہیں وہ تمہاری شادی سے ٹھیک ہو جائیں"

اماں نے اُس کو سمجھانے والے انداز میں کہا۔۔۔ جو چہرے پہ سُرخی لیے بول رہا تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے اماں مجھے قربانی کا بکرا بنانے کی۔۔ میں ہرگز اُس لڑکی سے شادی نہیں کروں گا۔

۔۔۔ جس کی قد سے بڑی زبان ہے"۔

"تو کس سے کرو گے تم شادی وہ بھی بتا دو"

"کسی سے بھی کر لوں گا مگر اُس سے نہیں کروں گا آپ بابا جان کو بتا دیں۔۔۔"۔

"مجھے تو بے عزت ہونے کا کوئی شوق نہیں ہے اُن سے۔ تم خود ہی اُن کو بتانا۔۔۔ جس لڑکی سے تم نے کرنی ہے وہ بھی بتانا"۔

"اماں اب ایسا تو نہ کریں نا میرے ساتھ آپ۔ میں بابا جان کو کیسے بتا سکتا ہوں"

"جیسے میں بتاؤں گی نا بیٹا ویسے ہی آپ بھی بتانا"

انہوں نے اُس کو طنزیہ سے اندا میں کہا۔۔۔۔

"اماں تعلق ہی بہتر کرنے ہیں نا تو آپ زرمینہ اور رجب بھائی کی شادی کروا دیں نا۔ ایسے بھی اس کی کوئی اعتراض نہیں تھا اُن سے شادی پہ"

اُس نے زرمینہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو بغیر پلک جھپکتے اُس کو دیکھ رہی تھی۔۔

"اِس کی بھی بہت جلد میں کرواتی ہُوں شادی بہت پڑھ لیا ہے میری بیٹی نے یونیورسٹی میں اب"

بظاہر تو انہوں نے اُس کو دیکھ کے بڑے پیار سے کہا مگر اُن کے لہجے اور نظروں کا طنز وہ خوب سمجھتی تھی۔۔۔۔۔۔

"یا اللہ میں بہت گناہگار ہُوں۔۔۔ میرے گناہ سمندر کے پانی سے بھی زیادہ ہوں گے مگر تو بہت رحیم ہے میرے مالک۔۔۔ میرے گناہوں کو نہ دیکھنا۔۔۔۔ تو سُننے والا ہے مجھے یقین ہے تو ضرور سنے گا۔۔۔۔ میرے گناہوں کو میری دعا کے سامنے رکاوٹ نہیں بنانا میرے مالک"۔

بہن کے جاتے ہی اُس نے وضو کیا اور جائے نماز پے بیٹھ گیا۔۔۔ اُس نے تو اِس پہلو کے بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ کیسے بھول سکتا ہے وہ کون ہے؟ وُہ کیا ہے۔۔۔۔۔

"اللہ تعالیٰ مجھے کیوں ملوایا ہے آپ نے اُس سے"

وہ سجدے میں تھا۔ ایک ازیت میں تھا۔۔۔ آج پہلی بار تھی۔۔۔ جب اُس کو اپنی محبت پہ افسوس ہوا تھا رنج ہوا تھا۔۔۔۔۔

اُس نے تو صرف اپنی محبت دیکھی تھی۔۔۔۔ اُس کو تو فقط محبت ہوئی تھی اُس نے کہاں سوچا تھا محبت ہونا ہی اہم نہیں ہوتا۔ اپنے جیسوں سے محبت ہونا اہم ہوتا ہے۔۔۔۔ وہ تو اُس جیسی تھی ہی نہیں۔۔۔۔ وہ تو اُس کے

خلاف تھی۔۔۔ اتنے خلاف جب اُس پہ اُسکی حقیقت عیاں ہو جائے گی تو وہ اُس کی طرف دیکھے گی بھی نہیں

"یا اللہ مجھ پہ رحم کر مجھ پہ اپنا کرم کر میرے مالک"

وہ سجدے میں سر رکھے نا جانے کب سے دعائیں مانگ رہا تھا۔۔۔ اُس کے ماں باپ اُس کی منزل تک رسائی حاصل کرنے نکلے تھے۔۔ اور وہ ان کے کامیاب لوٹنے کی دعا مانگ رہا تھا۔۔۔ اُمید کی ساری کرنیں بجھ چکی تھیں ۔۔۔۔ اُس کو بھروسہ تھا تو اُس ذات پہ جس نے اُس کے دل میں محبت ڈالی تھی۔۔۔۔ جس نے اُس کے دل میں محبت ڈالی ہے وہی اُس کو کامیاب بھی کرے گا۔۔۔۔

یا اللہ مجھے پتا ہے جو میں چاہتا ہوں وہ ممکن نہیں ہے۔۔۔ میں انتظار کر رہا ہوں تیرے معجزے کا۔۔۔۔ بیشک تو ہر چیز پہ قادر ہے۔۔۔۔۔۔

"یا اللہ مجھے میری منزل کی پہلی سیڑھی سے ہی ناکام واپس نہیں لوٹانا"۔

"اگر وہ نہ مانے تو؟"

اُس نے سر ایک دم اوپر کیا۔۔۔۔ اب وہ دونوں پہلو سوچ رہا تھا۔۔۔۔ پہلے تو قوم کا بڑا مسئلہ تھا۔۔۔ دوسرا مسئلہ تو اُس نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ اُس کے تو ذہن میں بھی نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔۔

"کیا میں محبت کی خاطر سب کچھ چھوڑ سکتا ہوں؟ نہیں ایسا ممکن نہیں ہے۔۔۔۔ تو کیا میں اپنی محبت کو چھوڑ سکتا ہوں؟ یہ میرے اختیار میں نہیں"

وہ جائے نماز پہ ہی بیٹھے اُن سوالوں کے جواب ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔ جو اُس کو اگلے کچھ دنوں میں دینے تھے

اُس کو ایک بڑا فیصلہ کرنا تھا۔۔۔ کسی ایک کو چننا تھا۔۔۔۔ ایک طرف اُس کی محبت تھی اور دوسری طرف اُس کا عقیدہ۔۔۔۔

آج ابراہیم صاحب گھر پہ موجود تھے۔۔۔ وہ سب گیسٹ روم میں بیٹھے تھے۔۔۔ دادی اماں بھی وہیں آئیں تھیں۔۔۔ ویسے تو اُن کی عورتیں کبھی ایسے گیسٹ روم میں نہیں بیٹھی تھیں۔۔۔ مگر آج چوں کہ وجدان کی امی بھی تھیں ساتھ تو سب ایک ساتھ بیٹھے تھے۔۔۔۔

"آپ کدھر کے ہیں؟"

دعا سلام کے بعد ابراہیم صاحب نے اُن سے پوچھا۔ وہ بہت مہمان نواز تھے۔۔۔ گھر آئے مہمان کو فرشتے سے کم نہیں سمجھتے تھے۔۔۔ اُن کے گھر جو بھی پہلی دفعہ اتا اُنکو بلکل بھی محسوس نہ ہوتا وہ پہلی دفعہ یہاں آیا ہے

۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں بھی بہت خوش تھے۔۔۔ اُن کے رکھ رکھاؤ سے اُن کے دل میں اُمید کی ایک کرن روشن ہوئی تھی۔۔۔۔ جیسے وہ کبھی بھی انکار نہیں کریں گے۔۔۔۔۔

"ہم لاہور کے ہیں۔ پچھلے کچھ سالوں سے مانسہرہ میں رہائش پذیر ہیں"

عبدالرحمن صاحب نے بہت ہی نرم انداز میں کہا۔۔۔ کے سامنے بیٹھا پٹھان متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔۔۔ انھوں نے اب بھی نہیں پوچھا تھا۔ وہ کس مقصد سے اور کیوں اُن کے گھر آئے تھے۔۔۔۔۔

"دراصل ہم آپ کے گھر ایک عرض لے کے آئیں ہیں"

اب کی بار عبدالرحمن صاحب باقاعدہ موضوع پے آئے تھے۔۔۔۔

"جی جی فرمایئے کیا خدمت کرسکتے ہیں ہم آپکی"

ابراہیم صاحب نے ٹانگ پہ ٹانگ رکھتے۔۔۔۔ادب سے پوچھا۔۔۔۔۔

"میرا بیٹا یونیورسٹی میں لیکچرر ہے۔۔۔۔سید وجدان حسین شاہ"

وجدان کے نام پہ رقیہ بیگم کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔۔۔۔اُن کو لگا جیسے آج اُن کا اِس گھر میں اج آخری دن ہے ۔۔۔۔اُن کے دل میں عجیب سی بے چینی ہونے لگی۔۔۔۔۔زرمینہ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔اپنے ہی پیروں پہ کھلاڑی کیسے مار سکتی ہے۔اب کون اُس کو یونیورسٹی جانے دے گا۔۔۔۔۔۔

ان کے دل میں ہزار طرح کی وسوسے آنے لگے۔۔۔۔۔۔

وجدان کا نام سنتے ہی وہ وہیں کھڑی ہو گئی۔۔۔"

یہ کون ہیں؟اور وجدان؟کون سا وجدان؟"

کچن کی طرف جاتے ہوئے اُس نے مہمانوں کو دیکھا تو حال کے پردوں سے جھانکنے لگی۔۔وہ وہاں سے ہٹنے ہی لگی تھی۔۔کہ اُس کے کانوں میں سید وجدان حسین شاہ گھنجا۔۔۔۔اُس کا آگے جاتا قدم وہیں پہ روکا۔۔۔۔۔وہ پیچھے مڑی اور وہیں روک گی۔۔۔۔۔۔

"ہم وجدان کا رشتہ آپ کی بیٹی کے لیے لے کے آئیں ہیں"

اب کی بار عبدالرحمن صاحب نے وہ بات کی جس کو سن کے اندر بیٹھی ماں اور باہر کھڑی بیٹی کے پیروں میں سے زمین نکل گئی تھی۔۔۔۔۔۔

"کون سی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے آپ کا بیٹا؟"

ابراہیم صاحب کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔۔۔دل میں ایک عجیب سی بے چینی ہوئی۔۔۔۔۔صوفے سے آگے ہو کے بیٹھے۔۔۔۔۔اور سنجیدہ سے چہرے کے ساتھ پوچھنے لگے۔۔۔۔۔۔

"جی ہزارہ یونیورسٹی میں"

عبد الرحمن صاحب نے اُن کے چہرے کے رنگ بدلتے دیکھ لیے تھے۔۔۔ایک باپ ہونے ہی حثیت سے وہ سمجھ چکے تھے سامنے بیٹھے بیٹی کے باپ کے دل میں کیا ہے۔وہ کس قرب سے گزر رہا ہے۔۔۔۔۔

"مطلب زرمینہ گل جانتی ہے آپ کے بیٹے کو؟"

اب کی بار ماتھے پہ سنجدگی کے ساتھ ساتھ بل بھی پڑے تھے۔۔۔۔۔

"میری بیٹی فاطمہ یونیورسٹی گی تھی تو اُس کو آپکی بیٹی بہت پسند آئی تھی۔۔۔اُس نے ہمیں یہاں بھجا ہے"

سامنے بیٹھی ماں معاملے کی سنجیدگی کو سمجھ گئی تھیں۔۔۔۔وہ اگر کہتی اُن کا بیٹا پسند کرتا ہے زرمینہ کو تو معاملہ کسی اور ہی طرف چلا جاتا۔۔۔ویسے بھی وہ پٹھانوں کی انا اور اُن کی غیرت کو بہت اچھی طرح سمجھتی تھیں۔۔۔۔۔

باہر کھڑی لڑکی نے زور سے ایک سانس لیا۔۔جس کا سانس کب سے خلق سے باہر نہیں آیا تھا۔۔۔۔وہ کانپتی ٹانگوں کے ساتھ کب سے وہاں کھڑی سن رہی تھی۔۔۔۔۔

"آپ نے سید وجدان کہا ہے۔۔اِس کا مطلب ہے آپ سید ہیں۔۔۔۔۔مگر آپ شاید نہیں جانتے ہم سواتی ہیں"

اُن کی اُس بات پہ ابراہیم صاحب نے نظریں جُھکا لیں۔وہ ویسے بھی عورتوں کو نظر اٹھا کے نہیں دیکھتے تھے۔اور سامنے بیٹھی سید زادی ہو پھر تو اُن کا احترام میں اور اضافہ ہو تا تھا۔۔۔۔۔

"آپ ہمارے گھر آئیں ہیں یہ ہمارے لیے عزاز کی بات ہے۔۔۔مگر ہم آپ سے معذرت چاہتے ہیں ۔۔۔۔۔آپ کے ساتھ بیm بی صاحبہ بھی آئیں ہیں۔۔۔ہم کبھی سید زدي کو ایسے خالی ہاتھ نہیں بجتے ۔۔۔۔اگر آپ ہم سے دنیا کی اور کوئی بھی چیز مانگیں ہم کبھی انکار نہیں کریں گے۔۔آپ ہم سے ہماری جان بھی مانگیں تو وہ بھی ہم سید ذات پہ قربان کر دیں۔۔۔مگر ہم رشتہ قوم سے باہر نہیں کرتے"

اب کی بار اُن کے لہجے میں نرمی آئی تھی۔۔۔اور نگاہوں میں پہلے سے زیادہ احترام۔۔۔۔۔

"جی ابراہیم صاحب ہم سمجھ سکتے ہیں ہر خاندان کی اپنی روایات ہوتی ہیں۔۔۔۔مگر آپ ہماری عرض پہ ایک بار غور ضرور کیجیے گا"

عبدالرحمن صاحب نے اُن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔اور اٹھنے لگے۔۔۔۔۔

"میں بہت شرمندہ ہوں آپ سے۔۔۔مگر میرا فیصلہ نہیں بدلے گا۔۔۔۔ہم سیدوں کی بہت عزت کرتے ہیں۔اُن کا احترام ہم پہ واجب ہے۔۔۔۔۔مگر میں آپ سے پھر کہوں گا ہم اپنی قوم سے باہر رشتے نہیں کرتے۔۔۔۔۔"۔

اب کی بار اُن کا لہجہ اِس قدر ختمی تھا کے سامنے کھڑا شخص کچھ بول نا سکا۔۔۔۔۔۔

'اچھا ابراہیم صاحب اب ہمیں اجازت دیں۔۔۔۔جوڑے آسمانوں پہ بنتے ہیں۔۔۔۔مگر آپ کی مہمان نوازی نے ہمیں بے حد متاثر کیا ہے"

عبدالرحمن صاحب نے اُن کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"یہ آپ کا اپنا گھر کے جب بھی آپ آئیں ہمارے دروازے آپ کے لیے ہمیشہ کھلے ہیں"

رقیہ بیگم نے سامنے کھڑی ماں کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔آج کوئی دُکھی تھا تو وہ دونوں مائیں۔۔۔۔۔۔دونوں کو اپنی اولاد کی تکلیف سے دوچار ہونا تھا۔۔۔۔دونوں ہی یہ چاہتی تھیں کے اُن کے بچے مل جائیں۔اُن کی محبت کی منزل نکاح ہو جدائی نہ ہو۔۔۔۔

"بھائی صاحب آپ ایک دفعہ پھر سوچیے گا"

انہوں نے ابراہیم صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

"جی بی بی صاحبہ"

اُن کے سامنے ایک سیدزادِی درخواست کر رہی تھی۔۔۔وہ چاہتے ہوئے بھی کچھ بول نہیں سکتے تھے۔۔۔۔۔

سب کو ملنے کے بعد وہ دروازے سے باہر نکل رہے تھے کہ اُن کی نظر سامنے کھڑی اُس لڑکی پہ پڑی۔۔۔۔جو سر پہ دوپٹہ لیے ڈری سہمی سی کھڑی تھی۔۔۔۔۔

"آپ زرمینہ ہو".

وہ اُس کو دیکھتے ہی پہچان گی تھیں۔۔۔۔۔وہ اس کے قریب گیں اُس کو غور سے دیکھا۔۔۔وہ نظریں جھکائے اُن کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔اُن کو اپنے بیٹے کی پسند پہ فخر ہوا۔۔۔۔۔انھوں نے اُس کو اپنے پاس کیا۔۔اُس کا ماتھا چُوما۔۔۔

"بہت پیاری ہے میرے وجدان کی زرمینہ "

انہوں نے اُس کا ماتھا چومتے ہوئے بہت آرام سے کہا۔۔۔۔زرمینہ کی علاوہ وہاں موجود کوئی شخص نہ سن سکا

۔۔۔۔۔

"چلتے ہیں ہم خدا حافظ "

اُن کا رواج تھا مہمان کو دروازے تک چھوڑنے سب جاتے تھے۔۔۔۔

عبدالرحمن صاحب نے ایک بار پھر پیچھے موڑے۔۔۔۔۔اور اُس لڑکی کو دیکھنے لگے۔۔۔جس کو اُن کے بیٹے نے پسند کیا تھا۔۔۔

سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھتے ہی اُن کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔۔۔اُن کے دل نے اُس کو اپنے بیٹے کے حق میں قبول کیا۔۔۔۔اور رخصت ہونے لگے۔۔

"اماں یہ کون لوگ تھے آپ جانتی ہیں اِن کو؟"

عبدالرحمن صاحب کے جاتے ہی ابراہیم صاحب اندر آئے تھے۔۔۔اُن کے دل میں یہ بات اٹک گی تھی۔

۔۔۔وہ لڑکا ہزارہ یونیورسٹی میں پڑھاتا ہے۔۔۔۔تو ایسے کیسے ممکن ہے اُس نے زرمینہ سے بات نہ کی ہو۔۔۔

میں تو پہلی دفعہ ملی ہوں ابراہیم۔۔۔۔خدا جانے کون تھے۔۔۔۔اور وہ لڑکا زرمینہ کی یونیورسٹی میں ہوتا ہے

۔۔۔رقیہ تمھیں زرمینہ نے کبھی کچھ بتایا ہے اُس کا۔۔

اماں نے اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے رقیہ بیگم کو دیکھا۔۔۔۔جو کب سے بوکھلائے بیٹھی تھیں۔۔۔

"نہیں نہیں اماں میں تو نہیں جانتی اور نہ ہی زرمینہ نے کبھی اُس کا ذکر کیا ہے مجھ سے"

اپنے اندر کی گھبراہٹ پہ قابو پاتے ہوئے انہوں نے نورمل ہونے والے انداز میں کہا۔۔۔مگر سامنے بیٹھا شخص اُن کے اندر کی کیفیت سمجھ چکا تھا۔۔۔۔

"رقیہ بیگم اگر ایسی کوئی بات ہے تو مجھ سے کبھی مت چھپانا۔۔۔ایسا کیسے ممکن ہے کوئی زرمینہ کی مرضی کے بغیر یہاں پہ رشتہِ لے آئے"

انہوں نے اِس انداز میں کہا کہ رقیہ بیگم کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔۔اُن کے ماتھے پہ پسینے آنے لگے۔۔۔

"ابراہیم تم بھی بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہو۔۔۔انھوں نے کہا جو ہے اُن کی بیٹی کو اچھی لگ گئ تھی زرمینہ۔اور جہاں بیٹی ہوتی ہے وہاں رشتے تو آتے ہی ہیں۔اِس میں اتنا سوچنے والی کون سی بات ہے؟"۔

بہو کی طرف دیکھتے ہوئے اماں نے بات کو سنبھالنا چاہا۔۔۔انھوں نے بھی اپنے بال دُھوپ میں تو سفید کیے نہیں تھے۔۔۔سمجھ تو وہ بھی سب کچھ رہیں تھیں۔مگر بیٹے کے سامنے اپنی پوتی کا دفاع کر رہیں تھیں۔۔۔۔۔

"اماں میں وہ بات نہیں کر رہا۔۔۔بس اتنا کہے رہا ہوں کہ یہ اچھے سے سمجھادے زرمینہ گل کو اُس کو میں نے صرف پڑھنے کے لیے بجھا ہے۔اگر میں نے کوئی ایسی ویسی بات سنی تو اُسی وقت اُس کا یونیورسٹی میں اور اِس گھر میں آخری دن ہوگا۔۔۔۔اُسی دن رخصت کروں گا میں اُس کو اِس گھر سے"

انہوں نے اِس انداز میں کہا کہ باہر کھڑی لڑکی سے پسینوں کے سیلاب گرنے لگے۔ اُس کو لگا اگر وہ کچھ دیر اور وہاں کھڑی رہی تو وہیں پہ مر جائے گی۔۔۔ اُس کا سانس خلق میں ہی اٹکنے لگا۔۔۔ ہونٹوں پہ موت کی سی سفیدی ہونے لگی۔۔۔ جیسے کچھ ہی پل ہیں اُس کے پاس زندگی کے زندہ رہنے کے۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا۔۔ ہاتھ میں سیگریٹ پکڑے اپنی خوشیوں کے مرنے کا ماتم منا رہا تھا۔۔۔۔ اُس کو اندازہ تھا وہ لوگ اتنی آسانی سے تو کبھی نہیں مانیں گے مگر ایسے منہ پہ انکار کرنا۔۔۔۔۔۔

"یا اللہ میرے لیے کچھ تو راستہ نکال"

اُس نے کانپتے ہونٹوں کے ساتھ سگریٹ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

اُس نے موبائل اٹھایا اور نمبر ملانے لگا جو کب سے اور کتنے وقتوں سے بند تھا۔۔ ایسی کوئی رات نہیں ہوتی تھی جب تک اُس کی آنکھیں کھلی ہوں اور وہ اُس کا نمبر نا ملاتا ہو۔۔۔۔۔

"سنو ملکہ وجدان کو ضرورت ہے تمہاری۔۔۔ سنا دو مجھے اپنی آواز کہ میرے دل کو سکون مل جائے۔۔۔ میرا اجڑا جہاں پھر سے آباد ہو جائے۔ میرے دل کی ویرانی ختم ہو جائے۔۔۔ ملکہ بس ایک بار بات کر لو فقط ایک بار کہ وجدان کی روکتی سانس پھر سے چلنے لگے"

وہ بالکنی میں کھڑا۔۔ ہاتھ میں سگریٹ پکڑے چاند کو دیکھ کے اُس سے باتیں کر رہا تھا۔۔ اُس کو اپنا حال دل بتا رہا تھا۔

۔۔۔ وہ جو سگریٹ اُس کے ہاتھ میں پکڑا تھا وہیں جھلسنے لگا۔۔۔۔ اُس نے وعدہ کیا تھا وہ اُس کے ساتھ بات کرتے ہوئے کبھی سگریٹ نہیں پیے گا۔ وہ اپنا وعدہ وفا کر رہا تھا۔۔ سگریٹ کو ہاتھ میں پکڑے اپنی اُنگلیاں جلا رہا تھا

کیا ایسے بھی ہوتا ہے۔۔۔۔ کیا خوشیاں اتنے تھوڑے وقت کی ہوتی ہیں؟ کچھ وقت پہلے میں دنیا کا خوش نصیب انسان تھا۔۔ اور ابھی جو کھڑا ہے وہ دنیا کا بدنصیب ترین انسان ہے۔ جو اپنی ہار کا ماتم اکیلے ہی منا رہا ہے۔۔۔۔۔

"کاش تم مجھے نا ملی ہوتی، کاش میں نے تمہیں نا دیکھا ہوتا"

اُس نے بالکنی کی گرلیوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑا۔ اپنی آنکھیں بند کیں۔۔۔ گلے کی رگیں باہر آنے لگیں۔۔۔ جیسے اندر درد کا ایک طوفان بپا ہو۔۔ ضبط کی اب آخری حد ہو۔۔۔۔۔

"وجی"

"وجی"

اپنے نام کی آواز سنتے ہی گریل سے اُس کے ہاتھوں کی گرفت کم ہوئی۔ اُس نے ایک گہرا سانس لیا اور پیچھے مڑا

۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کانپتے جسم کے ساتھ اپنے کمرے میں آئی۔۔۔۔ زور سے دروازہ بند کیا۔۔۔ کانپتے ہاتھوں کے ساتھ جلدی جلدی کنڈی چڑھائی۔۔۔۔ اور وہیں دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کے بیٹھ گئی۔۔۔۔ جیسے اگلا قدم اُس کے لیے چلنا مشکل ہو۔۔۔۔

اُس کی آنکھوں میں آج آنسوں نہیں تھے۔۔۔ دل میں درد نہیں تھا۔۔۔۔ شاید درد سے بڑا ڈر ہوتا ہے ۔۔۔ شاید ڈر کی ازیت درد سے زیادہ ہوتی ہے۔۔۔۔ اُس کی آنکھوں میں ایک موت کی سی وحشت طاری ہونے لگی۔۔۔ سانسوں کی رفتار کم ہونے لگی۔ دھڑکن آہستہ آہستہ روکنے لگی۔۔۔۔ آنکھیں بند ہونی لگیں ۔۔۔ دماغ اپنا کام چھوڑنے لگا۔۔۔ اور جسم وہیں زمین پہ ڈھیر ہونے لگا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آپی وہ میری کبھی نہیں ہو سکتی"

وہ زمین پہ بہن کی گود میں سر رکھے بہن کو آج وہ حقیقت بتا رہا تھا جو اُس نے کبھی سوچی ہی نہیں تھی۔ جس کو سوچ کے ہی اُس کو تکلیف ہوتی تھی۔۔۔۔ آج وہ بات اپنے منہ سے بیان کر رہا تھا جو وہ خیال میں بھی نہیں لاتا تھا

۔۔۔۔۔۔

"ایسے نہیں کہو وجی"

وہ بہن تھی، بھائی کا دُکھ محسوس کر سکتی تھی۔۔۔۔۔۔

آپی میں نے اُس کے علاوہ کچھ نہیں مانگا تھا۔۔۔۔۔۔ میں نے کب کوئی خواہش اپنے لیے کی تھی۔۔۔۔ کب میں نے بولا تھا مجھے کچھ ملے۔۔۔۔۔ میں نے اُسی کو مانگا تھا بس صرف اُس کو۔ آپی وہ بھی نہ ملے تو؟ تو پھر میری کیا زندگی ہے؟۔

"وجی سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا تم دیکھنا۔۔۔۔۔ وجی کون ایک ہی دفعہ میں اپنی بیٹی دیتا ہے۔۔۔۔۔ کون ایک بار میں ہاں کرتا ہے"

وہ اُس کے بالوں میں اُنگلیاں پھیرتے ہوئے اُس کو سمجھا رہی تھی اُس کو دلاسہ دے رہی تھی۔۔۔۔۔

آپی بات اُس کے ماں باپ کی نہیں ہے۔۔ بات ہماری ہے۔ بات اُس کی ہے اور بات میری ہے۔۔۔۔ آپ کو کیا لگتا ہے کیا ہمارا نکاح جائز ہے؟ کیا ہمارا نکاح عام لوگوں کے نکاح کی طرح ہو سکتا ہے؟ آپی کچھ بھی تو ممکن نہیں ہے

۔۔۔۔۔۔

اُس نے اپنے دل پے ہاتھ رکھتے ہوئے دانتوں کو میچ کے کہا۔ جیسے اُس کا درد اب غصے میں بدلتا ہو۔۔۔۔۔۔

کیوں نہیں ہے جائز وجی کافر اور مسلمان کی بھی شادی ہوئی ہے۔ فرعون کی بھی شادی تو ایک مسلمان عورت سے ہوئی تھی۔۔۔۔ تم تو پھر بھی مسلمان ہو۔۔۔۔ ہم ایک کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور جو کلمہ طیبہ پڑھ لے جو اپنی زبان سے خدا کی وحدانیت کا اقرار کر لے اُس کے محبوب کو آخری مان لے وہ مسلمان ہی ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

اور پھر قرآن پاک میں تم نے نہیں پڑھا۔۔۔

ترجمہ:

آج تمہارے لیے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لیے اور محفوظ عورتیں بھی تمہارے لیے حلال ہیں خواہ وہ اہل ایمان کے گروہ سے ہوں یا اُن قوموں میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی، بشرطیکہ تم اُن کے مہر ادا کر کے نکاح میں اُن کے محافظ بنو، نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرو اور جو کسی نے ایمان کی روش پر چلنے سے انکار کیا تو اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور وہ آخرت میں دیوالیہ ہو گا

القرآن - سورۃ نمبر 5 المائدة - آیت نمبر 5

-

دیکھو وجی یہاں صاف صاف اللہ پاک نے لکھا ہے کہ ایک مرد ایک یہودی لڑکی سے بھی شادی کر سکتا ہے۔ بس شرط یہ ہوتی ہے وہ صرف شادی کرے اپنا ایمان اُس کے حوالے نہ کرے۔۔۔۔۔ اور جو بچے ہوں گے وہ اپنے باپ کے مذہب پہ چلیں۔۔۔۔ وہ اپنی بیوی کی کسی بھی مذہبی تقریب میں نا جائے۔۔۔ اور بیوی یہودی ہے تو وہ بیوی کے ساتھ مندر نہ جائے۔۔۔ اگر بیوی عیسائی ہے تو وہ چرچ نہ جائے۔ اپنی بیوی کو جانے سے منع بھی نہ کرے۔۔۔۔ اور خود بھی نہ جائے اور نہ ہی اپنی اولاد کو چھوڑے۔۔۔۔۔

آپی یہاں بات یہودی اور مسلمان کی نہیں ہو رہی۔۔۔۔ناوہ یہودی ہے اور ناعیسائی ہے۔۔۔وہ مسلمان ہے ۔۔۔۔اور جو میں ہُوں ہمارا معاشرہ کبھی ہمارے رشتے کو قبول کرے گا؟

آج کل کے لوگ تو ہمیں مسلمان بھی نہیں سمجھتے۔۔۔ہمارا معاشرہ کبھی بھی ہمیں دونوں کو ساتھ قبول نہیں کرے گا۔۔۔۔

آپی اللہ پاک نے یہ آیت تب ہی تو نازل کی ہے نا کہ ہم لوگ سمجھیں۔۔۔۔۔۔اب وہ ایک ایک فرقہ تو نہیں لکھ سکتے کہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔ کہ ہندو، عیسائی، بریلوی، دیوبندی سب سے شادی جائز ہے۔۔۔۔لوگ اُسی کی سمجھتے ہیں جو وہ پڑھتے ہیں۔۔

آپی سب کچھ لکھا ہے مگر یہ کہاں لکھا ہے ایک شیعہ سُنی کا نکاح جائز ہے؟۔

"زری"

"زری دروازہ کھولو کب سے تمھیں آوازیں دے رہی ہُوں میں"

"زری"

"کیا ہوا ہے اماں"

دیکھو نا شہاب کب سے دروازہ کھٹکھٹا رہی ہوں مگر زری دروازہ ہی نہیں کھول رہی۔۔۔اور نہ ہی کچھ جواب دے رہی ہے۔۔۔۔

انھوں نے اپنی ماتھے کا پسینہ صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"اماں نا پریشان ہوں آپ سوئی ہو گی وہ تب ہی نہیں بول رہی"

"اتنی بھی کیا گہری نیند۔۔۔میرے تو دل کو کچھ ہو رہا ہے خدا خیر کرے۔۔۔اللہ سب ٹھیک کرے بس"۔۔

"زری".

وہ دروازہ زور زور سے کھٹکھٹانے لگا جیسے اُس کے بھی دل نے ایک بری خبر کا الہام دیا ہو۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے اتنا زور زور سے کیوں چلا رہے ھو تم ماں بیٹا".

اب کی بار اُن کی آوازوں پہ ابراہیم صاحب اپنے کمرے سے باہر آئے تھے۔۔اور وہیں کھڑے ہو گے جہاں پہلے سے وہ دونوں کھڑے تھے۔۔۔

"زرمینہ دروازہ نہیں کھول رہی ہے نا ہی کچھ بول رہی ہے"

اماں کا ضبط ایک دم جواب دے گیا اور وُہ روتے روتے اُن کو بتانے لگیں۔

"سلطان"

"ج۔۔۔ج۔۔۔جی بابا جان"

وہ جو باہر سے ابھی ہی اندر آیا تھا باپ کی آواز پہ دوڑتا دوڑتا اُن کے پاس آیا۔۔۔

"بھائی کے ساتھ مل کے دونوں دروازہ توڑو"

نا جانے اُن کے دل میں کیا اٹکا تھا۔۔جو بغیر سنے اور بغیر کچھ بولے انھوں نے دروازہ توڑنے کا حکم صادر کر دیا تھا

۔۔۔۔۔

"بابا جان میرے کمرے میں دوسری چابی ہے اِس کی میں لاتا ہوں"

وہ بھاگتا بھاگتا اپنے کمرے میں گیا اور چابی کے ساتھ واپس آیا۔۔۔۔

"جلدی کھولو سلطان جلدی کرو"

"جی جی اماں آپ پریشان نہیں ہوں میں کھولتا ہوں"

اُس نے ماں کی طرف دیکھا اور زور سے دروازہ پیچھے کیا۔۔۔

"زرمینہ میری بچی"

وہ جلدی جلدی اُس کے پاس گیں جو دروازے کے ساتھ بے جان لیٹی تھی۔۔۔ آنکھیں بند تھیں۔۔۔۔منہ سے سفید جھاگ نکل رہی تھی۔۔۔ جسم نے حرکت کرنا چھوڑ ہوا تھا۔۔۔۔

"زرمینہ "

اُس کو ایسے پڑا دیکھ کے سب اُس کے پاس زمین پہ بیٹھے۔۔۔ آج پہلی دفعہ ابراہیم صاحب کے ہاتھ کانپے ۔۔۔ اگر اُن کا بیٹا ایسے اُن کے سامنے پڑا ہوتا تو وہ صبر کر لیتے مگر یہ اُن کی بیٹی تھی جو اُن کے سامنے زمین پہ پڑی تھی۔ایک مرد اپنی بیٹی سے زیادہ اِس دنیا میں کسی عورت سے محبت نہیں کرتا۔۔۔۔۔بیٹی کے لیے اُس کے دل میں ایک خاص محبت ہوتی ہے۔۔۔۔۔وہ اُس کے پاس زمین پہ بیٹھے۔۔۔۔

بغیر بولے۔۔۔۔بغیر کچھ سنے آج ایک باپ اپنی بیٹی کو دیکھ رہا تھا۔اُس کی بند آنکھیں دیکھ رہا تھا۔۔۔اُس کے منہ سے نکلتی سفیدی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"شہاب اٹھاؤ بہن کو، سلطان گاڑی نکالو"

وہ اُس وقت اِن دو جملوں سے آگے کچھ نا بول سکے۔۔۔۔۔وہ جو ایک سخت انسان تھا جس کے سامنے بولتے ہوئے سو بار سوچنا پڑتا تھا۔۔۔اِس وقت وہ صرف ایک باپ تھا ایک بیٹی کا باپ!

"وجی تم نے اُس کو کیوں نہیں بتایا پہلے کے ہمارا کیا مسلک ہے کیا سوچ ہے"

فاطمہ نے اُس کو طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔جو زمین پہ پڑے آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔۔۔۔

"آپی میں نے صرف محبت کی تھی اُس سے اُس کے آگے مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔۔۔مجھے پتا ہی نہیں چلا میں کون ہوں"

اُس نے اپنا ہاتھ اپنے سر پہ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"وجی کیا وہ لڑکی بھی تم سے اتنا ہی کرتی ہے ؟"۔

"پتا نہیں آپی وُہ مجھ سے محبت کرتی بھی ہے یا نہیں"۔

اُس نے ایک بار پھر آنکھوں کو بند کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہے پتا نہیں ؟ جتنی محبت تم اُس سے کرتے ہو اُس کے بھی دل میں اللہ نے کچھ نا کچھ توڈالا ہو گا نا ۔۔۔۔۔ اور پھر اُس کا کال پہ بات کرنا۔۔۔۔ جتنا تم اُس سے کرتے ہو وہ بھی تو تمہاری طرف کھیچتی ہو گی نا ۔۔۔۔ کوئی محبت سے منہ نہیں موڑ سکتا ہے وجی۔۔۔ تم نے اپنے بارے میں نا بتا کے اُس پہ ظلم کیا ہے ۔۔۔۔ اب تم پیچھے ہو رہے ہو تو اُس کا فائدہ بھی کیا ہے ؟۔

"آپی آپ کو کس نے کہا ہے میں پیچھے ہو رہا ہوں ؟"

اُس نے اُن کی گود سے سر کو اوپر کرتے ہوئے کہا۔۔

تمھارا اگلا قدم اٹھانے کا کوئی جواز بھی نہیں بنتا اب۔ مجھے تو پتا ہی نہیں تھا تم نے اُس کو نہیں بتایا ہوا اپنا۔۔ اپنے خاندان کا۔۔۔۔ اپنی سوچ کا۔۔۔

"آپی میں کیا کروں گا اب"

اُس نے اُس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔ جیسے وہ پوچھ رہا ہو۔۔۔ بچوں کی طرح رائے لے رہا ہو۔۔۔۔

جتنا تم نے کر لیا ہے نا وجی اتنا ہی بہت ہے.... ایک عورت کسی مرد کی طرف تب تک مائل نہیں ہوتی جب کے کہ وہ مرد ایسی صورت حال نہ بنا لے۔۔۔ عورت مرد کی دی جانے والی عزت کو بھی محبت سمجھ لیتی ہے۔۔۔ اور پھر تم نے تو اُس سے محبت کی ہے وجی شدید محبت۔۔۔ اب تمھیں اپنا ہی نہیں اُس کا بھی سوچنا ہے۔ ایک عورت کبھی محبت نہیں کرتی کبھی مرد ذات کو منہ نہیں لگاتی۔۔ مگر جب اُس کو محبت ہو جاتی ہے نا وہ کبھی پیچھے نہیں ہوتی

۔۔۔۔ کبھی اُس محبت کو بھول نہیں پاتی۔۔ تمھیں پتا ہے وجی۔۔۔اُس کی زندگی کے وہ پل کیسے ہوں گے جب تم دونوں نے بات کی۔۔۔۔۔وہ مر تو جائے گی مگر وہ ایک ایک بات ایک ایک لمحہ کبھی بھی نہیں بھُولے گی ۔۔۔۔۔پہلے تو تمہیں خود پتا تھا تم کیا ہو۔ تم ایسی صورت حال ہی ناپید اکرتے کہ وہ تمہاری محبت کو اپنے دل میں قبول کرتی۔ اب جب کہ اُس نے اعتراف کیا ہے خدا کے حضور تم سے محبت کا اقرار کیا ہے۔۔۔اب تم کہتے ہو یہ سب ممکن نہیں۔ ممکن تو اج سے ایک سال پہلے بھی کچھ نہیں تھا۔۔۔ پھر تم نے ایسی چیزیں کیوں کی کہ ایک لڑکی جو کبھی نامحرم کو منہ بھی نہیں لگاتی تھی۔۔۔۔وہ تمہارے لیے سوچنے لگی۔۔۔ کیا تمہیں یہ سب اُس وقت نہیں پتا تھا۔۔۔۔

"آپی میں نے کوئی وعدہ نہیں کیا اُس سے"

اُس نے ایک درد ایک قرب سے بہن کو کہا۔۔۔

وعدہ نہیں کیا؟ کیا جب ہم وعدے ہی کرتے ہیں تو رشتہِ تب ہی بنتا ہے۔ کیا وعدے کے بغیر تم اُس لڑکی کے گناہگار نہیں ہو۔۔۔۔جو تمہارے سامنے اپنی محبت ہاری ہے۔۔۔۔ جس نے تمہارے لیے دنیا کی ہر چیز داؤ پہ لگا دی۔۔۔ جس نے اپنے باپ کی عزت سے آگے تمھیں رکھا۔۔۔۔جو خدا کی گناہگار ہوئی راتوں کو جاگ جاگ کے تم سے بات کی۔۔۔۔کیا تم اُس کے گناہگار نہیں ہو؟ جس نے خدا کی محبت میں تمھیں بھی اپنے دل میں مقام دیا۔۔۔۔اب تم کیا کر رہے ہو، اُسکے جذبوں کی تذلیل۔۔۔۔؟

بیشک ہر محبت کرنے والے کا انجام شادی نہیں ہوتا۔۔۔ مگر اُس کی عزت کرو وجی۔۔۔۔اُس کی تم سے کی جانے والی ایک دن کی محبت کی بھی عزت کرو۔۔۔۔ ایک لڑکی اپنی محبت کو کبھی بھی نہیں بھولتی۔۔۔۔اُس کے بس میں نہیں ہوتا۔۔۔

ہاں اُس کی محبت خاموش ضرور ہو جاتی ہے۔ وہ چپ ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ مگر اُس کا دل۔۔۔ پتا ہے وجی وہ دن رات مرتی ہے ایک ایک پل میں ہزار بار مرتی ہے۔۔۔۔۔ مگر مرد کبھی نہیں سمجھتا۔۔ کتنا آسان ہوتا ہے نا اُن کے لیے محبت بھی کرنا اور پھر چھوڑ بھی دینا۔۔۔۔۔ قریب بھی ہونا اور پھر دستبردار بھی ہو جانا۔۔۔۔۔۔

نہیں آپی ایسا کچھ نہیں ہے میں اُن مردوں میں سے نہیں ہوں جو چھوڑ دوں گا دستبردار ہو جاؤں گا۔۔۔ میں مر کے بھی اپنی آخری سانس تک اُس کو نہ چھوڑوں۔۔۔۔۔ یہ تو میری ایک زندگی ہے اگر مجھے ہزار زندگیاں بھی مل جائیں نا پھر بھی یہ دل اُس کے نام پہ دھڑکے گا۔۔۔۔۔

"وجدان اُسی کا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔۔۔.. زندگی کی آخری سانس تک، قبر میں رسائی تک"

"ڈاکٹر صاحب کیا ہوا ہے میری بیٹی کو؟"

ہسپتال کے بیڈ پہ پڑی بے ہوش بیٹی کو دیکھتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔۔۔۔۔ پچھلے دو گھنٹوں سے وہ اب تک ہوش میں نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔۔

سواتی صاحب آپ کی بیٹی نے بہت زیادہ اسٹریس لیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ تو آپ وقت پہ لے ائے ہیں ورنہ اُنکو برین ہیمرج کا خطرہ تھا۔۔۔۔۔ اب ایسا ہے کہ آپ کل تک اِن کو یہیں رکھیں۔۔۔۔۔۔

ابھی ہم اِن کو انڈر اوبسر ویشن ہی رکھیں گے۔۔۔۔۔ آج کی رات آپکو زحمت ہو گئی یہاں۔۔۔۔۔

نہیں نہیں ڈاکٹر صاحب زحمت کیسی میں خود یہاں رہوں گو۔۔ آپ بتائیں مسئلے والی تو کوئی بات نہیں نا؟۔

میں آپ کو ابھی کچھ بھی نہیں کہے سکوں گا۔ آپ کو شش کیجے گا اِن کو خوش خوش رکھنے کی۔ ورنہ اِن کے لیے بہت مشکل ہو جائے گا۔ اور جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

جی جی ڈاکٹر صاحب بہت خیال رکھوں گا میں اس کا۔۔۔۔

انہوں نے بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو ابھی بھی آنکھیں بند کیے ایک الگ دنیا کا سفر طے کر رہی تھی۔۔

"زرمینہ تم ٹھیک ہو جاؤ بس باقی سب میں خود ٹھیک کر دوں گا"

انہوں نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے دل میں کہا۔۔۔

"سر پلیز آج آپ ہماری ایک کلاس لیں ہمیں ایک ٹاپک کلیئر کر لیں۔۔ میم نے کیا تو ہے مگر ہم سب چاہتے ہیں آپ ہمیں ایک دفعہ کروا دیں"

مدثر نے اُس کو آفس سے باہر کھڑا دیکھ کہ کہا۔۔۔

"جی ٹھیک ہے بلا لیجے گا آپ مجھے پھر"

وہ ایسے بھی کبھی سٹوڈنٹس کو انکار نہیں کرتا تھا۔۔۔ ہر ایک کی بات کا مان رکھتا تھا۔۔۔۔ ہر ایک کی بات کو تسلی سے سنتا تھا۔۔۔ وہ یونیورسٹی کا ہی ہیرو نہیں تھا۔۔۔ بلکہ ہر دل اُس کی قدر کرتا تھا اُس کا احترام کرتا تھا ۔۔۔۔ وہ تھا ہی ایسا عزتوں کے قابل۔۔۔۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے۔۔۔"

مدثر کے جاتے ہی وہ اپنے آفس میں گیا۔ کُرسی پہ بیٹھا۔۔۔ ٹیک لگائی۔۔ آنکھیں بند کیں۔۔۔ اور اللہ کا شکر ادا کرنے لگا۔ وہ تو کب سے چاہتا تھا وہ اُس کی کلاس میں جائے۔ تین دنوں سے اُس نے اسکو دیکھا نہیں تھا۔ نا جانے کیا ہوا تھا وہ کیوں نہیں آتی تھی۔۔۔ اُس کو ایک لمحے کو سکون میسر نہیں تھا۔۔۔ اُس کی نگاہیں ہر وقت اُس کی ڈھونڈتی تھیں۔۔۔۔۔ مگر وہ۔۔ وہ کہیں بھی نہیں ملتی تھی۔۔۔

وہ سواتی تھا ایک پٹھان تھا۔۔ عزت سے آگے اُن کو کچھ بھی عزیز نہیں ہوتا۔۔ کوئی رشتہ نہیں کوئی مقام نہیں کوئی نام نہیں۔۔۔ عزت کے نام پہ وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں کچھ بھی۔۔۔ مگر آج وہ ایک باپ تھا صرف ایک باپ۔اُس بیٹی کا باپ جو پچھلے تین دن سے ہوش میں نہیں آئی تھی۔۔۔۔

"زرمینہ گل"

وہ جب بھی دیکھتا کوئی اُس کو نہیں دیکھ رہا۔۔ کوئی اُس کمرے میں موجود نہیں ہے۔۔۔ بس اُس کے سامنے آنکھیں بند کیے اُس کی بیٹی پڑی ہے۔۔۔ تو وہ اُس کے پاس بیٹھ جاتا۔۔۔ اُس کا وہ نورانی چہرہ دیکھتا جو اِس حالت میں بھی چمک رہا ہوتا۔۔۔۔

وہ اُس کو دیکھتا رہتا بغیر کچھ بولے اُس کو ایسے دیکھتا جیسے آج وہ اپنی بیٹی کو آخری بار دیکھ رہا ہے۔۔۔۔

وہ ایک مرد تھا وہ رو نہیں سکتا تھا۔۔ مگر وہ ایک باپ تھا نم آنکھوں کے ساتھ اپنی بیٹی کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتا۔۔۔ اُس کے پاس ہوتا۔۔۔ اور آرام سے "زرمینہ گل" کہتا اور پیچھے ہو جاتا۔۔۔

پھر سامنے پڑی اُس لاش کو دیکھتا رہتا جو جانے کب اٹھے گی کب اپنے سر کا دوپٹا ٹھیک کرے گی اور بوکھلائے ہوئے جلدی جلدی جی۔۔جی بابا جان بولے گی۔۔۔

۔

ایک مرد دو ہی عورتوں سے ہارتا ہے ایک اپنی محبوبہ سے اور دوسرا اپنی بیٹی سے۔۔۔ محبوبہ کا نشہ پھر بھی اُتر جاتا ہے ایک وقت ہوتا ہے جب اُس کی محبت کا سحر اتر جاتا ہے۔۔۔ مگر بیٹی سے محبت۔۔۔ وہ مر کے بھی اپنے دل سے نہیں نکال سکتا۔۔۔ وہ دنیا کے ہر رشتے کو تکلیف میں دیکھ سکتا ہے۔۔ مگر بیٹی وہ واحد رشتہ ہوتا ہے جو مرد کو رونے پہ مجبور کر دیتا ہے۔۔۔

تب ہی کہتے ہیں کوئی مرد کبھی کسی عورت کی بد دعا نا لے۔۔۔کیوں کہ یہ دنیا مکافات عمل ہے۔ایک مرد کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک غلط لفظ اُس کی بیٹی کے آگے اتا ہے۔چاہے وہ بیٹی کتنی ہی بیقصور کیوں نہ ہو۔۔اُس کو اپنے باپ کی کہی ہوئی ایک ایک بات کا قرض چکانا پڑتا ہے۔۔۔۔۔۔

آج تیسرا دِن تھا اور ابراہیم سواتی نے پلک بھی نہیں جھپکی تھی۔۔۔۔اُن کی بیٹی بِستر مرض پہ تھی۔اور وہ اُس کو جاتا دیکھ رہے تھے۔۔

سر میں اندر آجاؤں ؟۔

"یس کم اِن"

اُس نے دروازے کے پاس کھڑی لڑکی کو دیکھا۔۔۔کمپیوٹر سے سر اٹھایا اور پیچھے ہو کے بیٹھ گیا۔۔۔

"سر مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے"

"جی ہانیہ بولیے"

اُس نے ایک بار نظر اٹھا کے اُس کو دیکھا اور پھر آگے ہو اکمپیوٹر پہ کچھ ٹائپ کرنے لگا۔۔۔۔

"سر وہ۔۔۔۔سر میں یہ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔کہ۔۔۔۔۔"

نظریں جھکائے ہاتھوں کو مسلتی وہ اُس کے بلکل سامنے کھڑی تھی۔۔۔

"کہیے ہانیہ میں سن رہا ہوں"

اُس نے لمحے بھر کو اُسے دیکھا اور پھر ہاتھوں کو چلانے لگا۔۔۔۔

"سر میں بہت پسند کرتی ہوں آپکو آپ سے شا۔۔۔۔۔۔"

وہ کہنے ہی لگی تھی کہ اُس نے اپنی نظریں کمپیوٹر سے اٹھائیں۔۔۔اُس کی طرف دیکھا۔۔۔اُس کے چہرے کا رنگ بدلا۔۔۔۔آنکھوں میں عجیب سی ناگواری آئی۔۔۔

"کیا کہہ رہی ہیں آپ یہ؟"

اُس نے اُسی ناگواری سے اُس کو دیکھا اور غصے سے بولا۔

"سر پلیز......"

اُس نے احتجاج کرنے والے انداز میں اُس کو کہا۔۔۔۔

"آپ جا سکتی ہیں یہاں سے محترمہ"

اُس نے بغیر اُس کی بات سنے اُس کو ہاتھ سے باہر جانے کا اشارہ کیا۔۔۔

"سر پلیز میری بات تو سنئیں"

"میں آپ کی کوئی بات نہیں سننا چاہتا۔ آپ اگر نہیں جا رہی یہاں سے تو میں ہی چلا جاتا ہوں"

اُس نے اپنی کُرسی پہ دونوں ہاتھ رکھے اور اوپر ہوا۔۔۔وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ وہ روتے ہوئے آفس سے باہر نکل گئی

اُس کے جاتے ہی وہ کُرسی پہ پیچھے ہو کے بیٹھا۔۔۔۔وہ جانتا تھا محبت اور اُس کا درد۔۔۔وہ اُس کے ساتھ ایسا کوئی رویہ نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ جس کی وجہ سے اُس کو تھوڑی سی بھی آس ہو۔۔۔۔وہ جانتا تھا اُس کا نرم انداز بات کو کسی اور طرف ہی لے جائے گا۔۔۔وہ چاہتا تھا وہ اُس سے نفرت کرے صرف نفرت۔۔۔کوئی لڑکی اُس سے محبت نہ کرے کسی لڑکی کو اُس کی وجہ سے کوئی دُکھ نہ ہو۔ کوئی تکلیف نا ہو۔۔۔۔

وہ اپنا رویہ ایسا رکھتا تھا کوئی لڑکی چاہ کے بھی اُس سے اظہارِ محبت نہ کرے۔۔۔۔

"رقیہ کیا ہوا ہے زرمینہ کو؟یوں اچانک کیا ہو گیا کہ وہ اب تک ہوش میں ہی نہیں آئی ہے"۔

ابراہیم صاحب نے ہسپتال کے کمرے میں کھڑے ہوئے اُس سے پوچھا جس میں بات تک کرنے کی ہمت نہیں تھی۔اُس کی بیٹی اُس کے سامنے مردہ پڑی تھی۔۔۔۔وہ زندہ ہوتے ہوئے بھی مری ہوئی تھی۔۔۔۔

"وہ لڑکا.....وجدان"

وہ اپنے شوہر کے سامنے کھڑی تھیں۔آج اُن کی ٹانگیں نہیں کانپ رہی تھیں۔۔۔۔ڈر سے بڑا درد ہوتا ہے۔ آج اُن کو کسی چیز کا کوئی ڈر نہیں تھا آج اُن کو بس درد تھا۔۔اپنی بیٹی کا درد۔۔۔۔۔وجدان کا نام لیتے ہی وُہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگیں۔۔۔بیٹی کی اِس ازیت میں کچھ تو ہاتھ اُن کا بھی تھا۔۔۔اُن کو اُسی بات کا غم تھا ۔۔۔انھوں نے کیوں کیا تھا اُس کے ساتھ ایسا۔۔۔۔وہ اُس کا موبائل اپنے ہاتھ میں پکڑے بیٹھتی رہتیں کہ اب اُن کی بیٹی کی آنکھ کھلے اور وہ اُس کو موبائل دیں۔۔۔خود کہیں ہاں کرو تم اپنے وجدان سے بات۔۔۔۔مگر ایسا کچھ نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔اُن کا تڑپنا مقدر میں لکھ دیا گیا تھا۔۔۔۔۔

"کیا۔۔۔کیا مطلب۔۔۔لڑکا؟وجدان؟"

انہوں نے بات کو کاٹ کاٹ کے بیان کیا۔۔۔جیسے وہ کچھ سمجھ نہ پا رہے ہوں۔۔۔۔جیسے اُن کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہو۔۔۔وہ جہاں کھڑے تھے وہیں بیٹھ گے۔۔۔اُن کے ذہن میں اُس دن کا منظر چلنے لگا۔۔۔

"میرا بیٹا ہزارہ یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔۔۔۔۔۔سید وجدان حسین شاہ"

بار بار اُن کے ذہن میں یہی دو جملے گھبنے لگے۔۔۔جیسے کسی نے اُن کے سامنے tv لگا یا ہو اور بار بار ایک ہی بات دہرائی جا رہی ہو۔۔۔

"ک۔۔۔ک۔۔۔کیا ہوا ہے آپکو"

وہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ زمین پہ بیٹھیں۔۔۔۔اُن کا پسینہ اپنے دوپٹے سے صاف کرنے لگیں۔۔۔۔آج سے پہلے انھوں نے اپنے شوہر کو اِس حالت میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔وہ پہلی بار تھی جب ابراہیم خان سواتی ہارا تھا اپنی لختِ جگر کے ہاتھوں ہارا تھا۔۔۔

وہ آج کسی بیوی کا شوہر نہیں تھا۔کسی کا بیٹا نہیں تھا۔۔۔دنیا میں سر کو اٹھا کے چلنے والا مرد نہیں تھا۔۔۔۔وہ آج صرف ایک باپ تھا ایک بیٹی کا باپ۔۔۔جو زمین پہ بیٹھا تھا۔۔۔جس کی گردن جُھکی تھی۔آنکھوں میں سُرخی تھی۔دل میں آنسوؤں کا سیلاب تھا۔۔۔وہ یقیناً اِس وقت بھوٹ بُھوت کے روتا اگر اُس کو دیکھنے والی پاس اُس کی بیوی بیٹھی نا ہوتی۔۔۔۔

"زری کہاں ہو تم"

وہ جو اُس کی کُرسی پہ آج بھی کسی کو نہیں بیٹھنے دیتی تھی۔۔۔۔اُس کی خالی جگہ کو دیکھ کے اُس کو بلانے لگی۔۔۔جیسے وہ کہیں گم ہوئی ہو جیسے وہ اُس سے بہت دور چلی گئی ہو۔۔۔جیسے اب اُس کی واپسی ناممکن ہو۔وہ اُس خالی کُرسی کو دیکھنے لگی۔۔۔جواب شاید خالی ہی رہنی تھی۔

"چپ چپ وجدان سر آرہے ہیں"

کلاس کی رونقیں اپنے عروج پہ تھیں ہر کوئی ہسی مذاق کر رہا تھا۔بچوں کی طرح لڑ رہا تھا۔۔۔اُس کلاس میں اج صرف دو لوگ ہی خاموش تھے۔۔دو لوگ ہی دُکھی تھے۔۔۔

فضہ اور رہانیہ۔۔۔

فضہ کو دوست کی جُدائی کا گم تھا اور رہانیہ کو محبوب کی بیوفائی کا۔۔۔۔

اُس کو آتا دیکھ کے خرم نے اونچی آواز میں سب کو خاموش ہونے کا کہا۔۔۔

وہ آج اپنے انداز میں بھاگتا ہوا نہیں آرہا تھا۔۔۔وہ آنکھوں میں ایک ہجر لیے۔۔۔ہاتھ میں موبائل پکڑے ایسے چل کے آرہا تھا جیسے کوئی ناکام عاشق اپنی محبت کی ناکامی کے بعد چلتا ہو۔۔۔۔

"اوئے یہ سروجی کو کیا ہوا ہے"

"بلکل مجنو لگ رہا ہے بندہ"۔

"یار اسر کو کبھی بھی ایسے تو نہیں دیکھا"۔

"جناب کو کوئی روگ لگا ہے جی"۔

"ہائے میرا ہیرو"۔

اُس کو آتا دیکھ کے ہر کوئی ایک دوسرے کے کان میں کچھ نہ کچھ کہے بغیر نارہ سکا۔۔۔کوئی اُس کو مجنوں کہتا تو کوئی شہزادے کا خطاب دیتا۔۔۔

جب بھی وہ کلاس میں آتا ہر کوئی اُسی کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو جاتا۔۔۔

آج بھی ایسا ہی تھا وہ بلیو شرٹ کے نیچے گرے جینز پہنے ہوئے تھا۔شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک چڑھائی ہوئی تھیں۔ایک ہاتھ پہ گھڑی اور دوسرے پہ لال رنگ کے دو تین دھاگوں کے ساتھ ایک کڑا ڈالا ہوا تھا۔۔۔۔۔یہ سب کچھ اس کی شخصیت کو اور بھی دل فریب بنا رہے تھا۔۔۔۔

کلاس میں آتے ہی اُس نے سب کو سلام کیا۔۔۔وہ ایسا ہی تھا سٹوڈنٹس کے سلام کرنے کو نہیں دیکھتا تھا بلکہ کلاس میں آتے ہی اُن کو سلام کرتا تھا۔۔۔۔۔

اُس کے سلام کے بدلے میں سب نے کھڑے ہو کے اُس کا استقبال کیا۔۔۔۔بچوں کی طرح اونچی آواز میں اُس کے سلام کا جواب دیا۔۔۔۔جب بھی وہ کسی کلاس میں جاتا چاہے وہ جس لیول کی بھی کلاس ہوتی وہاں پہ بیٹھا ہر

سٹوڈنٹ خود کو بچہ سمجھتا۔۔۔۔وہ ایسا تو نہیں تھا کہ سٹوڈنٹس اُس کے ساتھ فری ہو جائیں۔۔وہ ایسا تھا کہ اُس کے ہوتے سٹوڈنٹس کو اپنی سٹوڈنٹ لائف اچھی لگنے لگتی۔۔۔۔

کلاس میں آتے ہی وہ اپنی اُسی جگہ کھڑا ہوا جہاں وہ ہمیشہ کھڑا ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"کاش زری تو بھی ہوتی یہاں دیکھتی تیرے خان صاحب کتنے اچھے لگ رہے ہیں"

فضہ نے ایک نظر اُس شخص پہ ڈالی اور دوسری اُس کُرسی پہ جو آج بلکل خالی تھی جہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

"کیسے ہیں آپ سب؟"

اُس نے ایک نظر پوری کلاس میں ڈالی اور پیکھی سی مسکراہٹ کے ساتھ سب سے پوچھا۔۔۔

ایک نظر ڈالتے ہی اُس نے اُسکی خالی کُرسی دیکھی۔۔۔۔اُس کا دل ایک بار پھر ڈوبنے لگا۔۔۔اُس کو لگا جیسے اب وہ وہاں نہیں روک پائے گا۔۔۔۔

"وجدان بھاگ جا یہاں سے کون ہے یہاں جس کے لیے تو یہاں کھڑا ہو۔۔۔کون ہے جس کی خوشبو تجھ تک آئے۔۔۔۔آخر ہے کون تیرا یہاں۔۔۔جا چلا جا یہاں سے۔۔۔۔روپُوش ہو جا کہیں۔۔۔۔ماتم منا اکیلے میں"۔۔

وہاں کھڑے کھڑے اُس کے اندر سے اُس کو آوازیں آنے لگیں۔وہ خود تو وہاں کھڑا تھا مگر اُس کا دل وہ تو کہیں اور ہی تھا۔۔۔۔وہ اُس کی نقاب میں خوبصورت آنکھوں کو دیکھنے کے لیے ترس گیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ نظریں جھکائے کلاس میں ایک مکمل خاموشی میں کھڑا تھا۔ہر کوئی خاموشی سے سامنے کھڑے مجنوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔آنکھوں کے اشاروں میں اُس کا حال دل ایک دوسرے کو بتا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

"کیا ٹاپک تھا"

اُس نے نظریں اٹھاتے ہوئے سامنے بیٹھے چہروں کو دیکھا۔۔۔۔جو حیرت سے اُس کو دیکھے جا رہے تھے۔۔۔۔۔

"بندے کو بڑا روگ لگا ہوا ہے"

مدثر نے ساتھ بیٹھے اقاش کے کان میں کہا۔۔۔

"چپ کر جا سن لیا نا تو ذلیل کرنے میں بھی کوئی قصر نہیں چھوڑتا یہ"

اُس نے آرام سے نیچے دیکھتے ہوئے اُس کو کہا۔۔۔۔

وہ ہمیشہ لیکچر کے دوران کلاس کا ایک چکر لگایا کرتا تھا۔۔۔ مگر آج اُس نے بورڈ کا استعمال بھی نہیں کیا تھا ۔۔۔ جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑے ہوئے بولتا رہا۔۔۔۔ جیسے وہ زبردستی بول رہا ہو۔۔۔۔ اپنی جان چھوڑا کہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتا ہو۔۔۔۔۔

"جی کسی کو کچھ پوچھنا ہے؟"

ٹاپک کو کسی طرح ختم کرنے کے بعد ایک بار پھر وہ کلاس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔اُس کو پتا تھا کسی کو ایک لفظ بھی سمجھ نہیں آئی۔۔۔ پھر بھی اُس نے پوچھ لیا۔ ویسے بھی اُس کے سامنے بیٹھے لوگ کہاں اُس کو سنتے تھے وہ تو بس اُس کو دیکھا کرتے تھے۔۔۔

"جی سر سمجھ آ گئی"

سب نے احترم میں سر ہلایا۔۔۔

اُس کو یہ دیکھ کہ عجیب سا دُکھ ہوا اُس کو پتا تھا آج اُس کا بولا ہوا کسی ایک کو بھی سمجھ نہیں آیا۔۔ کیوں کہ اُس کو خود نہیں پتا اُس نے کیا بولا تھا۔۔۔وہ تھا کہاں۔۔۔ کیا بول رہا تھا۔

آپ سب لوگ میرے بہن بھائیوں جیسے ہیں میرے لیے بہت قابلِ قدر ہیں آپ سب۔۔۔۔۔ یہاں موجود ہر لڑکی میری بہن ہے۔۔۔ ہر لڑکا میرا بھائی ہے۔۔

ٹاپک کے بعد اُس نے یہ سب کہنا بہت ضروری سمجھا تاں کہ وہاں بیٹھی ہانیہ کو اُس کا جواب مل جائے۔۔

آخری بات کہتے ہوئے اُس نے ہانیہ کو دیکھا۔۔۔ جو آنکھوں میں شدید نفرت لیے اُسی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

"سر سب آپ کی بہنیں ہیں ؟"

اُس نے اپنی نفرت کسی طرح باہر نکالنی تھی۔۔۔اُس کی بات پہ اُس نے ایک طنزیہ سا سوال کیا۔۔۔

"جی ہاں ہانیہ یہاں موجود ہر لڑکی میری بہن ہے"

اُس نے بھی اسی تیکھے سے انداز میں اُس کو جواب دیا۔۔۔وہ بھی وجدان شاہ تھارویوں کا جواب اُس کو دینا خوب آتا تھا۔۔۔۔

"سر اِس کا مطلب یہ۔۔جو لڑکیاں یہاں نہیں موجود وہ آپ کی بہنیں نہیں ہیں"

اُس نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ایک بار پھر سوال کیا۔۔۔

"کیا مطلب ہے جی"

اب کی بار وہ اور کلاس میں موجود ہر سٹوڈنٹ اُس کا طنز سمجھ چکے تھے۔۔۔کہ۔وہ کس کی بات کر رہی ہے۔۔۔۔

"سر آپ ہی نے بولا یہاں موجود ہر لڑکی آپ کی بہن ہے تو یہاں جو موجود نہیں تو کیا وہ آپ کی بہنیں نہیں ہیں؟"

پھر سے وہی تلخ لہجہ وہی طنز لیے وہ زہر اُگل رہی تھی۔۔۔۔جو اُس کے اندر بھرا پڑا تھا۔۔۔۔

"آج تو زرمینہ ہی نہیں ہے محترمہ آپ نے جو بات کرنی ہے وہ کھول کے کریں"

فضہ نے ایک نظر وجدان کو دیکھا جو شاید کچھ بول نہیں سکتا تھا۔۔۔۔اُس کا جواب اُس نے دینا انتہائی ضروری سمجھا۔۔۔۔وہ ایسی ہی تھی اُس کی ڈھال بن جاتی تھی۔۔۔۔اُس کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑتی تھی۔۔دوستی کا حق ادا کرتی تھی۔۔۔ویسے بھی جو دوستی کا حق ادا نہ کر سکے اپنے دوست کی ڈھال نہ بن سکے۔اُس کو دوستی کرنے کا حق ہی نہیں ہوتا۔۔۔کنارہ کشی بہتر ہوتی ہے اُن دوستوں سے جو خوشیوں میں ہی ساتھ دیں آپ کا۔۔۔اور برے وقتوں میں چپ ہو جائیں۔۔روپوش ہو جائیں۔۔۔

"میں سر سے بات کر رہی ہوں۔۔ آپ سے نہیں محترمہ۔۔بس سر سے پوچھ رہی ہوں جو یہاں نہیں ہیں کیا وہ بھی اُن کی بہنیں ہیں"

اُس نے اب کی بار سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا۔۔۔ جس کی روح اندر سے کانپ رہی تھی۔۔۔ وہ اُس کو بہن کیسے کہے سکتا ہے۔۔ کیا یہ رشتہ اتنا بے مول ہوتا ہے جب چاہا محبوبہ بنالیا اور جب چاہا اُسی محبوبہ کو بہن کہے دیا۔۔۔۔ وہ ہر رشتے کی قدر جانتا تھا۔۔۔۔ وہ اپنے دل کی ملکہ کو بہن کیسے کہے سکتا تھا

"ہانیہ میں آپ کے کسی سوال کے جواب کا پابند نہیں ہوں۔۔۔ آج جس لہجے میں آپ نے بات کی ہے آئندہ بہت خیال رکھیے گا۔۔۔ آپ کسی اور کی عادی ہوں گئی۔ میرے ساتھ بات بہت سوچ سمجھ کے کرنی ہے آئندہ ۔۔۔ یہاں پڑھنے کے لیے آتی ہیں آپ پڑھیں اور گھر جائیں۔۔۔۔۔"

اُس نے اُس کو ایسے انداز میں کہا کہ سامنے بیٹھی لڑکی کے منہ سے اب ایک لفظ نکلنا محال تھا۔۔۔ سب کو پتا تھا جب بھی وجدان ذلیل کرنے پہ آتا ہے وہ دنیا کے کسی بندے کا لحاظ نہیں رکھتا۔۔۔۔۔

"اگر ٹاپک سے ریلیٹڈ کسی نے اور کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ سکتے ہیں"

اُس نے اپنا موبائل ہاتھ میں پکڑا اور سب کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

"نہیں سر سب کلیئر ہے"

"اوکے خدا حافظ "

وہ ہاتھ میں موبائل پکڑے وہاں سے نکلنے لگا۔۔۔ اُس نے اُس کو بہن نہیں کہا تھا بھری محفل میں اُس کے اور اپنے جذباتوں کی تذلیل نہیں کی تھی۔۔۔۔

"ڈاکٹر صاحب زرمینہ کی حالات بہتر ہونے کے بجائے اور خراب ہو رہی ہے۔۔۔ ایسا بھی کیا ڈپریشن کہ وُہ آج تین دنوں سے ہوش میں ہی نہیں آ رہی"

ابراہیم صاحب ڈاکٹر کے کیبن میں بیٹھے، پریشانی اور فکر مندی سے اُن سے پوچھ رہے تھے۔۔۔۔

"ابراہیم صاحب آپ میرے پاس نہ بھی آتے میں آپ کو خود بلانے والا تھا۔۔۔ بچی کی حالت دِن بدین اور خراب ہوتی جارہی ہے۔۔۔ مسئلہ صرف ڈپریشن نہیں ہے۔۔۔۔۔ ہمیں اور بھی کچھ شکوک ہیں۔۔۔ آپ کو پتا ہے مانسہرہ میں ایسے ذرائع نہیں ہیں کہ ہم اُس چیز کا ٹیسٹ کر سکیں۔۔۔ جس کا ہمیں شک ہے"۔

"کیا مطلب ہے ڈاکٹر صاحب کیا شک ہے آپکو؟ کیا ہوا ہے میری بیٹی کو؟"

ڈاکٹر صاحب کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثر نے اور ان کی باتوں نے سامنے بیٹھے باپ کو مزید اندھیروں کی وادیوں میں دھکیل دیا۔۔۔۔

"ابراہیم صاحب میں ایک ڈاکٹر ہونے کے ناتے آپ سے کچھ بھی نہیں چھپانا چاہتا۔۔۔۔ مگر میں صرف شک کی بُنیاد پہ اتنی بڑی بات بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔ میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا۔۔۔ آپ بچی کو ایبٹ آباد لے جائیں ۔۔۔وہاں آپکو اصل بیماری کا پتا چل جائے گا۔۔۔ اگر وہاں بھی نہیں ہوا تو پنڈی یا پشاور لے کے جایئے گا"۔

" مگر ڈاکٹر صاحب زرمینہ گل کو ہوا کیا ہے"

انہوں نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ پوچھا۔۔۔ سفید ہوتے ہونٹوں سے پوچھا۔۔۔۔

" دیکھیں ابراہیم صاحب میں شک کی بُنیاد پہ کچھ بھی نہیں کہے سکتا۔۔۔۔ بس میں یہی کہوں گا آپ کل کے بجائے بچی کو اج ہی ایبٹ آباد لے کے جائیں"

".جی ڈاکٹر صاحب میں ابھی ہی اُس کو لے کے جاتا ہوں"

وہ وہاں سے اٹھے لڑکھڑاتی ٹانگوں کے ساتھ دیوار کو ہاتھ لگاتے ہوئے اُس کمرے سے نکلے۔۔۔ جہاں اُن کا دم گھٹنے لگا تھا۔۔۔ اُن کو لگا اُنکے دل پہ کسی نے ایک بھاری سیل رکھ دی ہے۔ ایک بھاری پتھر رکھ دیا ہے۔۔۔۔۔

"بابا جان۔۔۔۔۔ بابا جان کیا ہوا ہے آپکو"

اُن کو دیوار کے ساتھ ہاتھ لگاتے ہوئے چلتا دیکھ کے شہاب ایک دم آیا باپ کو اپنے گلے سے لگایا۔۔۔۔ وہ باپ جو کبھی نہیں رویا تھا آج اونچا اونچا رونے لگا۔۔۔ آج اُس کو فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ مرد نہیں روتے۔۔۔ آج وہ اپنے بیٹے کے سینے سے لگ کے پوری دنیا کے سامنے رو رہا تھا۔۔

"بابا جان....."

باپ کو ایسے روتا دیکھ کے بیٹے کو لگا جیسے وہ وہیں ڈھیر ہو جائے گا۔ جس باپ کے سامنے انھوں نے بات تک نہیں کی۔ آج وہ باپ اُس کے سینے سے لگا ہے۔ اُس کو لگا جیسے اُس کا باپ آج دنیا کا ضعیف شخص ہے۔۔۔۔ وہ جو دنیا کو جوتی کی نوک پہ رکھ کے چلتا تھا آج بوڑھا ہو گیا تھا۔ اُس کی بیٹی نے اُس کو بوڑھا کر دیا تھا۔۔۔۔

"فضہ کیوں اُداس بیٹھی ہیں آپ"

وہ آج اُسی جگہ اکیلی بیٹھی تھی جہاں وہ دونوں ساتھ بیٹھا کرتی تھیں۔۔۔۔

"نہیں اُداس تو نہیں ہوں میں ماہ نور"

اُس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے سر کو اوپر کیا اور سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

"میں یہاں بیٹھ سکتی ھوں؟"

"جی جی بیٹھیں نا پوچھ کیوں رہی ہیں"

"فضہ زرمینہ کیوں نہیں آ رہی ہیں؟"۔۔

"کوئی علم نہیں ہے مجھے اُس کا نمبر بند ہے اج جاؤں گی میں اُس کے گھر پھر ہی کچھ پتا چلے گا"

"مجھے بھی پھر لازمی بتایے گا اُس کا"

".جی میں بتاؤں گی"

اُس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے اُس کی طرف دیکھا۔۔۔

"آج مجھے بہت غصّہ آیا ہانیہ پہ سر سے کیسے بات کر رہی تھی۔۔۔اور زرمینہ کے بارے میں کتنا غلط بول رہی تھی ۔۔۔اُس پہ کتنی آسانی سے تہمت لگا دی اُس نے"۔

"ماہ نور یہاں پہ لوگوں نے انبیاء کو نہیں چھوڑا تو میں اور آپ کون ہیں۔۔۔جہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں چھوڑا گیا تو ہم کون ہیں زرمینہ کون ہے۔۔۔۔جہاں اماں جان کے کردار پہ لوگوں نے تہمت لگائی وہاں یہ لوگ کسی دوسرے کو کہاں چھوڑتے ہیں۔۔۔بس ان لوگوں کے لیے ایک ہی جواب ہے "صبر" آپ صبر کرو اور پھر اوپر والے کا انصاف دیکھو۔۔۔جب اُس کی بے آواز لاٹھی پڑتی ہے نا تب سانس لینے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔۔۔جو لوگ کسی کی بہن بیٹی پہ نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں نا در حقیقت وہ الفاظ وہ اپنی بیٹی کو وجدان میں دیتے ہیں۔۔۔۔جب کسی دوسرے کی بیٹی روتی ہے نا اپنے لیے خدا سے انصاف مانگتی ہے ۔۔۔۔تب خدا خود انصاف کرتا ہے۔۔۔اُس انسان کا کیا ہوا ایک ایک عمل اُس کے اپنے اوپر آتا ہے ۔۔۔اللہ اپنے ساتھ کی گی زیادتی تو معاف کر لیتا ہے نہیں کرتا تو کسی مظلوم کے ساتھ کی گی زیادتی نہیں معاف کرتا۔۔۔"

آپ ٹھیک کہتی ہیں فضہ جو لوگ بغیر کسی کو جانے اُس کو سمجھے جب اُس پہ اُس کے کردار پہ بات کرتے ہیں۔۔۔وہ گھاٹے کا سودا کرتے ہیں۔ بعض اوقات کسی کی چھوٹی سی آہ بھی آسمان کا سینہ چیر کے عرش تک جاتی ہے۔۔۔لوگوں کو لگتا ہے۔۔۔خدا معاف کر دے گا۔ اُن کو تو پتا بھی نہیں ہوتا وہ کیا بول رہے ہیں۔۔۔۔

بلکل ٹھیک کہتی ہیں آپ ماہ نور صبر سے بڑا کوئی انتقام نہیں ہوتا۔۔۔۔ خدا بہت بڑا ہے بہت رحیم ہے۔ وہ معاف کرتا ہے۔۔ مگر جب اُس کے کسی بندے پہ ناحق کیا جائے اُس کو لوگوں میں رُسوا کیا جائے۔۔ تب وہ اپنا جلال دکھاتا ہے۔ تب وہ زمین کے فرعونوں کو بتاتا ہے۔۔۔ میں ہُوں انصاف کرنے کے لیے۔۔ میں کھڑا ہوں اُس کے ساتھ جو چپ ہے جو صبر کر رہا ہے۔۔۔ پھر پتا ہے کیا شروع ہوتا ہے مکافات عمل جو ہم جیسے بدبخت کبھی نہیں سمجھتے۔۔۔۔۔۔۔

اور پتا ہے ماہ نور جو لوگ کیسے کو بغیر جانے دوسرے بندے کے ناحق عمل کا ساتھ دیتے ہیں نا تو کم اُن کے ساتھ بھی نہیں ہوتا۔۔۔ کسی کا دل دکھانے والا ایک بھی الفاظ آپ کو کبھی سکون سے جینے نہیں دیتا۔۔۔ کبھی آپکو خوش نہیں رکھتا۔۔۔ تب ہی کہتے ہیں ہر معاملے میں نہیں بولنا چاہیئے۔۔۔ جہاں آپکو سچ اور جھوٹ کا پتا نہ ہو۔۔۔۔

"بیشک عنقریب خدا اپنا انصاف کرے گا وہ انصاف کرنے والا بڑا مہربان ہے"

کیا ہوا ہے زری کو؟ کیا کہا ہے ڈاکٹر نے؟

بیٹے کی حالت دیکھ کہ وہ سمجھ تو گئیں تھیں مسئلہ یقیناً کچھ بڑا ہی ہے۔ ورنہ اُن کا بیٹا ایسا ہو جائے یہ تو کبھی انھوں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔۔۔۔۔۔

"دادی اماں ڈاکٹر نے کہا ہے زری کو ایبٹ آباد لے کے جائیں"

آج پہلی بار ایسا ہوا تھا انہوں نے اپنی ماں کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔۔ وہ گردن جھکائے زمین کو ہی دیکھتے رہے۔۔۔ اُن کو پتا ہی نہیں تھا کون اُن سے بات کر رہا ہے۔ کون اُن کے پاس بیٹھا ہے۔ بیٹے نے باپ کی خاموشی دیکھی تو فوراً سے دادی اماں کو جواب دیا۔۔۔۔۔

"کیا۔۔۔؟ ایبٹ آباد مگر وہاں کیوں؟"

اب کی بار دادی اماں کی جگہ امی بولیں تھیں۔۔۔۔۔ جیسے اُن کا دل باہر آنے والا ہو۔۔۔۔ کسی نے اُن کے دل پہ ضرب لگائی ہو۔۔۔

"امی ڈاکٹر نے کہا ہے اگر وہاں بھی علاج نا ہوا تو پھر پنڈی جانا پڑے گا"

"مطلب میری بیٹی بہت بیمار ہے"

انہوں نے ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا جو آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔۔ جس کو دیکھ کے اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا وہ زندہ ہے یا مر گی ہے۔ اُس کی سفید رنگت یہ بتاتی تھی یہ جو لڑکی لیٹی ہے اِس میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں بچا

۔۔۔۔۔

وہ بہتے اشکوں کے ساتھ بیٹی کے پاس گیں۔۔۔۔۔ اُس کا ماتھا چُوما۔۔۔۔ اُس کے بال پیچھے کیے دوپٹہ آگے کیا۔ جو سر سے تھوڑا سا پیچھے ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ لیٹے ہوئے بھی باپردہ تھی۔۔۔ پاک تھی۔۔۔۔ اُس کا ایک بال بھی کسی نا محرم نے نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔ اُس کی بیہوشی میں بھی اُس کی ماں نے اُس کے سر سے دوپٹہ نہیں اترنے دیا تھا ۔۔۔۔ وہ ایسے ہی دوپٹہ لیے لیٹی تھے کہ اُس کا ایک بال بھی کوئی نہ دیکھے۔۔۔۔۔۔

"زرمینہ ٹھیک ہو جاؤ نا دیکھو سب پریشان ہیں۔ تمہارے بابا جان کتنے پریشان ہوتے ہیں تمہارے لیے کب آنکھیں کھولو گی تم"

انہوں نے روتے ہوئے اُس کا ہاتھ پکڑا۔۔ جس ہاتھ پہ جگہ جگہ قلولے کی سوئیوں کے نشان بنے تھے۔۔۔ جیسے کسی نے اُس کے ساتھ پہ جگہ جگہ سوئیاں چبھوہی ہوں۔۔۔۔ انھوں نے اُس ہاتھ کو اپنے منہ کے ساتھ لگایا ۔۔۔۔ پھر اپنے لبوں کے پاس لے گئیں اور اونچا اونچا رونے لگیں۔۔۔۔۔ جیسے اُن کی بیٹی مر گی ہو۔۔۔۔۔ اور انہیں اچانک اطلاع ملی ہو۔۔۔۔۔

"رقیہ میری بچی حوصلا رکھو"

دادی اماں بینچ سے اٹھ کے اُن کا پاس گیں اُن کو اپنے دل سے لگایا۔۔۔اپنی پوتی پہ ایک نظر ڈالی۔۔۔۔اور آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔اُن کو لگا اگر وہ دوسری نظر ڈالیں گی تو وہ یہیں نیچے گر جائیں گی۔۔

۔

"اماں آپ دعا کریں نا ہماری زرمینہ ٹھیک ہو جائے"

رقیہ بیگم نے روتے روتے اُن کو دیکھا جو خاموش آنسوں بہا رہیں تھیں۔اپنی پوتی کو دیکھ رہی تھیں۔

"زرمینہ گل اللہ تمہیں تمہاری دادی کی عمر لگائے۔۔۔۔میں مر جاؤں تمہارے جگہ۔۔۔۔تم ٹھیک ہو جاؤ زرمینہ میرے ابراہیم کے لیے ٹھیک ہو جاؤ"

انہوں نے ایک نظر اُس کو دیکھا پھر اپنے بیٹے کو دیکھا جو گردن جھکائے کسی روگی کی طرح بیٹھا تھا۔۔۔اُن کو لگا اُن کا کلیجہ پھٹ جائے گا۔۔۔۔وہ روتے ہوئے اپنی پوتی سے باتیں کرنے لگیں۔۔۔جو شاید کچھ نہیں سن رہی تھی۔۔۔۔۔کچھ نہیں سمجھ رہی تھی۔۔۔۔

"بابا جان ایمبولینس کھڑی ہے ہمیں نکلنا ہو گا"

سلطان بھاگتا ہوا آیا اور باپ کو بتانے لگا۔۔۔اُس باپ کو جو دنیا سے بلکل بے نیاز بیٹھا تھا۔۔۔۔

"لالا گل"

اُس نے باپ کے بعد بھائی کو دیکھا جو باپ کے بلکل ساتھ بیٹھا تھا باپ کی ڈھال بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے سلطان اؤ زرمینہ کو اٹھا کے سٹاچر پہ ڈالتے ہیں"

"جی لالا گل"

وہ دونوں بہن کے پاس گے جو بلکل بے جان لیٹی تھی۔۔۔ دونوں نے ایک نظر بہن کو دیکھا اپنی نم ہوتی آنکھیں صاف کیں۔۔۔۔ وہ دو بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی۔۔۔ شہاب اُس کے سر والی طرف گیا۔۔ اُس کا ماتھا چُوما ۔۔۔۔

"زرمینہ تمھیں کچھ نہیں ہو گا تمھارا بھائی تمھیں کچھ نہیں ہونے دے گا"

اُس نے کانپتے ہاتھوں سے بہن کو اوپر کیا اور سلطان کو دیکھا۔۔۔ جو ایک سکتے کی حالت میں کھڑا بہن کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔ جیسے بہن کم وہ زیادہ بیمار ہو۔۔۔۔ جیسے بہن سے زیادہ اُس کو تکلیف ہو اُس کو درد ہو۔۔۔

"سلطان"

شہاب نے ایک نظر اُس کو دیکھا بہن کو وہیں چھوڑا اور بھائی کے پاس گیا جو اُس کے پیروں والی طرف سکتے میں کھڑا تھا۔۔۔

"تو کیوں پریشان ہوتا ہے ہاں ہمیں گڑیا ٹھیک ہو جائے گی یار"

اُس نے بھائی کے کندھے پے ہاتھ رکھا، وہ جو سکتے میں کھڑا تھا بھائی سے ایسے لپٹا جیسے اُس کو کسی چیز کا ڈر ہو۔ جیسے اُس کا دل کامپ رہا ہو۔۔۔

"لالا گل ہماری گڑیا۔۔۔۔ کب۔۔۔۔ ٹھیک؟"

سسکتے سسکتے اُس نے بھائی کے سینے سے لگے بس اتنا ہی کہا۔۔ اور پھر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا۔۔۔

"ٹھیک ہو جائے گی میں دنیا اوپر نیچے کر دوں گا اس کو ٹھیک کروں گا یہ ٹھیک ہو گی"۔

اُس نے بھائی کے دونوں بازوں مضبوطی سے پکڑے اور خشک آنکھوں سے بہن کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"اگر آپ لوگ ایسے ہمت ہار جاؤ گے تو ماں باپ کو کون سمبھالے گا تمہارے"

اماں نے اپنے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے اُن کی طرف دیکھا۔۔۔

"دعا کرو۔۔۔اپنی بہن کے لیے دعا کرو۔۔۔وہ ٹھیک ہو جائے"۔

"بابا جان آپ نہ ہوں پریشان گڑیا ٹھیک ہو جائے گی"

شہاب باپ کے پاس آیا اُن کے قدموں میں زمین پہ بیٹھا۔۔۔جو باپ کب سے دنیا سے بے خبر تھا۔۔۔بیٹے کی اِس بات پہ اُس نے اوپر دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

"ہاں میری گڑیا ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔۔اٹھاؤ بہن کو اور چلو"

نا جانے اُن کو اتنی ہمت اتنا حوصلا کیسے ملا تھا۔۔۔۔وہ کھڑے ہوئے سلطان کے کندھے پے ہاتھ رکھا۔۔۔۔

"تمھارا باپ زندہ ہے ابھی تم لوگوں کی موت کو اپنے سر لینے کے لیے"

ایک حوصلے سے انھوں نے بیٹے کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔وہ بیٹا جو کبھی باپ کے سامنے بیٹھا بھی نہیں تھا۔باپ کے گلے لگا اور رونے لگا۔۔۔۔۔

"اب نہیں رونا سلطان اب کوئی نہ روئے یہاں۔۔میری بیٹی ٹھیک ہو جائے گی بلکل ٹھیک"۔

انھوں نے سب کی طرف ایک نظر دیکھا اور اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔۔۔

کہاں ہو میرے دل کی ملکہ کہ وجدان کا جینا محال ہے تمھیں دیکھے بغیر۔۔

"تمھیں پتا ہے ملکہ مجھے لگتا ہے میں فقط تمہارے لیے زندہ ہُوں۔۔۔۔میرے جیسے بندے کا اِس دنیا میں کیا کام ہے۔۔۔نا جانے تم کہاں ہو۔۔۔میں کدھر ڈھونڈوں تمھیں۔۔۔۔۔۔ملکہ بتا کے جاتی تو وجدان کو تمہاری واپسی کی آس ہوتی۔۔۔۔مگر تم تو بتائے بغیر چلی گیں۔۔۔بتا دیتی ملکہ کہ وجدان کا جینا اور مرنا اتنا مشکل نہ ہوتا۔۔۔۔۔

وہ کھولے آسمان کے نیچے کھڑا چاند کی روشنی میں اُس کو دیکھتے ہوئے باتیں کرنے لگا۔۔۔۔یہ تو اُس کا روز کا معمول تھا۔۔۔وہ روز اُس کا دیدار چاند کو دیکھ کے □ کرتا تھا۔۔۔۔

"یہ کیسا درد ہے جانے مجھے۔۔۔۔ ایسا لگتا ہے کہیں بہت غلط ہو رہا تھا۔۔ ایسے بے چینی تو پہلے کبھی نہیں ہوئی مجھے ۔۔۔۔ تم کہاں ہو ملکہ!

پہلے بھی تو اتنے دن تمھیں نہیں دیکھتا تھا۔۔۔ تب تو ایسا درد نہیں ہوا۔۔ ناجانے کیوں کچھ دنوں سے میرا درد بڑھتا جا رہا ہے۔۔۔۔ میرے اندر کچھ عجیب سی تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔ کیا ہے یہ۔"

"یا اللہ رحم کر مجھ پہ۔۔ جانتا ہوں بہت گناہگار ہوں میں۔۔۔ جانتا ہوں اُس کو مانگنے کے قابل نہیں ہوں۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔۔ مگر تو تو دینے والا ہے مجھے عطا کر"۔

اُس کی نظر اب چاند سے ہٹی۔۔۔۔ وہ آسمان کو دیکھنے لگا۔۔۔۔ جو ستاروں کے جھرمٹ میں کچھ زیادہ ہی پرکشش لگ رہا تھا۔۔۔۔ آسمان کو دیکھ کے وہ اللہ سے مخاطب ہوا۔۔۔۔۔ اللہ سے مانگنے لگا۔۔۔۔۔۔

بالکنی میں کھڑے کھڑے اُس نے آنکھیں بند کیں۔۔۔۔۔ اُس کا عکس اُس کی آنکھوں میں آیا۔۔۔ وہ آنکھیں جن پہ وہ مرمٹا تھا۔۔۔۔ آج اُن میں کچھ درد تھا۔۔۔۔ جیسے تکلیف کے باعث کھول نہ پا رہی ہوں۔۔۔۔

اُس نے فوراً آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔ اِدھر اُدھر دیکھا۔۔ اپنے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔ جو زور زور سے دھڑک رہا تھا ۔۔ جیسے ابھی باہر آجائے گا۔۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے تمھیں ملکہ؟"

اُس نے کانپتے ہونٹوں کے ساتھ چاند کی طرف دیکھ کے پوچھا۔۔۔۔ جیسے اُس کا دل بہت بری خبر کا الہام دے رہا ہو۔۔۔۔ جیسے اُس کے ساتھ بہت غلط ہونے والا ہو۔۔۔۔ چاند کو دیکھتے ہی وہ گہری گہری سانسیں لینے لگا ۔۔۔۔ اپنے ہاتھ گھٹنوں پہ رکھ کے وہ جُھک کے کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ آنکھیں بند کیں۔۔۔۔۔ آنکھوں سے پانی نکل کے فرش پہ گرنے لگا۔۔۔۔۔۔

"اے ملکہ! کہاں ہو تم"

وہ اوپر ہوا آنکھوں کی نمی کو صاف کیا۔۔۔۔اور چاند کو دیکھ کے پھر سے بولنے لگا۔۔

کبھی اس نگر تجھے ڈھونڈنا

کبھی اُس نگر تجھے ڈھونڈنا،

کبھی رات بھر تجھے سوچنا

کبھی رات بھر تجھے ڈھونڈنا،

مجھے جابجا تیری جستجو

تجھے ڈھونڈتا ہوں میں کوبہ کو،..!!!!

کہاں کھُل سکا تیرے روبرو

میرا اس قدر تجھے ڈھونڈنا،

میرا خواب تھا کہ خیال تھا

وہ عروج تھا یا زوال تھا،..!!!!

کبھی عرش پر تجھے ڈھونڈنا

کبھی فرش پر تجھے ڈھونڈنا،

یہاں ہر کسی سے ہی بیر ہے

تیرا شہر قریئہ غیر ہے،..!!!!

یہاں سہل بھی تو نہیں

کوئی میرے بے خبر تجھے ڈھونڈنا،

تیری یاد آئی تو رو دیا

تو جو مل دیا تجھے کھو دیا،..!!!!

میرے سلسلے بھی عجیب ہیں

تجھے چھوڑ کر تجھے ڈھونڈنا،

یہ میری نظر کا کمال ہے

کہ تیری نظر کا جمال ہے،..!!!!

تجھے شعر شعر میں سوچنا

سرِ بام و در تجھے ڈھونڈنا۔۔۔

"بابا جان ایک منٹ"

وہ ایمبولینس میں اسیچر اندر لے جانے ہی لگے تھے کہ سلطان ایک دم روک گیا۔۔۔انھوں نے بہن کا اسیچر بھی کسی غیر مرد کو پکڑنے نہیں دیا تھا۔۔۔۔ سر کی طرف سے ایک بھائی نے پکڑا تھا اور پیروں کی طرف سے دوسرے بھائی نے۔۔۔اُس کے اوپر ایسے چادر ڈالی تھی کہ اُس پے کسی کی نظر نہ پڑے۔۔

"کیا بات ہے سلطان"

ابراہیم صاحب نے اُس کے روکتے ہوئے اُس سے پوچھا۔۔۔۔

"بابا جان جانے سے پہلے زرمینہ کا صدقہ دینا ہے"

اُس نے خشک ہوتی آنکھوں سے باپ کو دیکھا اور آرام سے کہا۔۔۔۔

"اِس وقت کیا صدقہ کرنا ہے سلطان تم نے"

شہاب نے اسٹچر کو اپنے ہاتھوں میں پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"بھائی ایک منٹ"

اُس نے شہاب کی طرف دیکھا اور پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔۔۔۔جیسے وہ کسی کو ڈھونڈ رہا ہو کسی کا منتظر ہو۔۔۔

"اِدھر آئیں۔۔۔اِدھر میں نے آپکو بلایا تھا"

اُس نے دُور سے آتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا۔۔اور وہیں سے زور کی آواز دی۔۔۔۔جو اُس کی آواز پہ بکرا لیے اُس کی طرف آیا۔۔۔۔

"بابا جان زرمینہ کا صدقہ اتاریں"

اُس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے باپ کی طرف دیکھا۔۔جو آنکھوں میں نمی لیے اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھا۔۔۔۔

"لالا گل"

اُس نے بھائی کی طرف دیکھا۔۔۔جو اُس کا اشارہ سمجھ گیا تھا۔۔۔وہ تھوڑا سا پیچھے ہوا۔۔اتنا پیچھے کے دونوں بھائی بہن کو اٹھائے ایک خالی جگہ پہ گے۔۔۔باپ نے بکرے کی رسی ہاتھ میں پکڑی۔۔۔اور بیٹی کے گرد چکر لگانے لگا۔۔۔۔۔

"میری زرمینہ تمھارا باپ تم پہ صدقے"

پہلا چکر لگاتے ہی انہوں نے اپنی بیٹی کو دیکھا جو دونوں بھائیوں کے ہاتھوں میں ایک زندہ لاش بنے آسٹچر پہ پڑی تھی۔۔۔۔۔

"زرمینہ گل اٹھ جاؤ اپنے بابا جان کی خاطر اٹھ جاؤ"

دوسرا چکر مکمل ہوا۔۔۔۔۔

"زرمینہ گل تمھارے بابا جان بوڑھے ہو گے ہیں۔۔۔وہ تمہارا دُکھ نہیں دیکھ سکتے میری بیٹی اٹھ جاؤ"

تیسرا چکر مکمل کرتے ہی اُن کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب گرنے لگا۔۔۔ آج ابراہیم خان سواتی دھاڑیں مار مار کے رونے لگا۔۔۔ اُن کو لگا اب وہ ایک قدم اگے نہیں چل سکیں گے۔۔ وہ کچھ دیر رو کے اور پھر چلنے لگے

۔۔۔۔

ایک باپ اپنے دو بیٹوں اور ایک بیٹی کے گرد چکر لگا رہا تھا۔ اُن کا صدقہ اُتار رہا تھا۔۔۔

"زرمینہ گل اٹھ جاؤ تمہارے بابا جان کو بہت ضرورت ہے تمہاری"

چوتھا چکر مکمل کرتے ہی وہ وہیں رو کے۔۔۔۔۔ گہری گہری سانسیں لیں۔۔۔ اور پھر چلنے لگے۔۔۔۔۔

"زرمینہ گل۔۔۔ اپنی ماں کے لیے اٹھ جاؤ اپنے بھائیوں کے لیے اٹھ جاؤ۔۔۔ جو اتنے لاڑوں سے تمھیں اٹھائے کھڑے ہیں"

پانچواں چکر لگاتے ہی وُہ بکرا ہاتھ میں پکڑے اپنے پاؤں کی بھل وہیں زمین پہ بیٹھ گے۔۔۔۔۔ آج ایک باپ ہی سمجھ سکتا تھا۔۔۔ ایک باپ پہ اُس وقت کیا گزرتی ہے۔ جب وہ اپنی بیٹی کی زندگی کا صدقہ اپنے ہاتھوں سے دیتا ہے

۔۔

"زرمینہ گل میں اب نہیں چل سکتا بچے میں ضعیف ہو گیا ہوں"

کانپتی ٹانگوں کے ساتھ وہ پھر اٹھے۔۔۔۔۔ اور چھیواں چکر مکمل کیا۔۔۔

"زرمینہ گل اٹھ جاؤ اپنے بابا کے مرنے سے پہلے آٹھ جاؤ۔۔۔۔ مجھ سے پہلے نہیں مرنا زرمینہ گل۔۔۔ میرے بیٹے تو باہر کے ہیں۔۔۔۔ تم میری بیٹی میری چارپائی کے پاس بیٹھنا۔۔۔ اپنے بابا جان کی میت پہ آواز دے دے کے رونا۔۔۔۔ اپنے بابا کا ماتم ماننا۔ تم نہیں ہو گی تو کون میری میت پہ ماتم کرے گا۔۔۔۔ کون میری میت پہ بابا جان کہے کہے کر روئے گا؟ میرے بچے بابا جان سے پہلے نہیں مرنا"۔

۔۔۔آج ایک باپ اپنی بیٹی کا صدقہ اُتار رہا تھا۔۔۔اپنی بیٹی کے گرد سات چکر لگا رہا تھا۔۔۔وہاں پہ موجود ہر شخص وہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ منظر ہر ایک کو روکنے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔۔جو ایمرجنسی میں جانے کے لیے بھاگ رہے تھے۔۔۔وہ بھی وہاں روک روک کے دیکھ رہے تھے۔۔۔دو بھائیوں کو دیکھ رہے تھے جو اپنی بہن کو ہاتھوں پہ اٹھائے آنسوؤں کا سیلاب لیے کھڑے تھے۔۔۔آج لوگ ایک باپ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔جو اپنی اولاد کے گرد ہاتھ میں بکرا پکڑے سات چکر لگا رہا تھا۔۔۔نا جانے اُس کے صدقے میں بکرا قربان کر رہا تھا یا اپنی جان۔۔۔

"اماں آپ نے بہت اچھا کیا جو میری ساتھ آ گئیں"

فیروز صاحب نے ماں کو ہاتھ سے پکڑ کے بیڈ پہ بٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

میرا ایک سیکنڈ دل نہیں لگے گا یہاں فیروز۔۔۔میرا دل اُدھر ہی میری زرمینہ گل میں ہو گا۔۔۔اللہ میری زرمینہ کو زندگی دے بس۔۔۔

انہوں نے روتے ہوئے دونوں ہاتھ اوپر کیے۔۔۔اور دعا مانگیں لگیں۔۔۔

"اماں وہاں بھی تو آپ نہیں جا سکتی تھیں نا۔۔۔ابراہیم بیچارہ خود کو ہی نہیں سنبھال سکتا وہاں سفروں میں آپکو کیسے سنبھالتا۔۔۔نا جانے اُن کو کتنا وقت لگے اُدھر۔۔۔کیا پتا وہاں سے پنڈی یا پشاور بجھ دیں زرمینہ کو"

انہوں نے پریشان ہوتے ہوئے ماں کو کہا۔۔جو کب سے دونوں ہاتھ اٹھائے بیٹھی تھیں۔۔۔۔

"ٹھیک کہتے ہو تم فیروز۔۔بس میں یہی کہتی ہوں میری بچی ٹھیک ہو جائے۔۔۔ٹھیک ہو کے گھر آئے۔۔۔میری یہ آنکھیں اُس کو بولتا ہوا دیکھ لیں"۔

"بہو آج میٹھا پکانا۔۔۔اُس پہ دعا کر کے پورے محلے میں بانٹنا"

انہوں نے آنکھوں سے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے بہو کو کہا۔۔۔جو اُن کے پاس ہی بیٹھی تھی۔۔۔

اماں میں خود زرمینہ کی صحت یابی کے لیے ختم پڑھواؤں گا۔۔۔میں نے دیگھوں کا کہہ دیا ہے۔۔۔۔کل مسجد میں قرآن خانی کرواؤں گا میں۔۔۔اللہ اِس کے وسیلے سے ہماری بچی کو ٹھیک کرے۔۔۔۔

"آمین۔۔۔آپ نے بہت اچھا کیا۔۔۔ابھی تو وقت نہیں ہے۔اِن شاء اللہ میں بھی کل گھر میں قرآن خانی کرواؤں گی۔۔۔اپنی بچی کے لیے دعا کرواؤں گی۔۔"۔

"بہت اچھا سوچا ہے تم دونوں نے۔۔۔جب تک زرمینہ گھر نہیں آجاتی فیروز روز مسجد میں قرآن خانی کروانا۔اللہ میری بچی کو ٹھیک کرے۔زرمینہ اللہ تمہیں سوتے ہوئے بھی دیر نہ کرے۔۔۔خدا تمہاری آنکھیں مجھ سے پہلے نا بند کرے میری بچی"۔

"اماں نہیں روئیں آپ۔۔۔آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی بس آپ دعا کریں"

فیروز صاحب ماں کے قریب ہوئے اُن کی آنکھوں سے آنسوؤں صاف کرنے لگے۔۔۔

"پلوشہ زرمینہ گل کی یونیورسٹی کی دوستوں کو بھی بتاؤ۔۔۔اُن کو بھی بولو ہماری بچی کے لیے وہ لوگ بھی دعا کریں"

"اماں میرے پاس تو اُس کی یونیورسٹی کی کسی بھی سہیلی کا نمبر نہیں ہے۔"

اُس نے اُن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"بس اماں جی آپ ہی دعا کریں وہ ٹھیک ہو جائے گی آپ پریشان نہیں ہوں"۔

فیروز صاحب نے اُن کے پیر دباتے ہوئے کہا۔۔۔

نیند اُس کو نصیبوں سے ہی آتی تھی۔۔۔بہت کم ایسا ہوتا تھا۔۔۔وہ سوئے اور چین کی نیند سوئے۔۔۔۔وہ اُس کو سوچتے سوچتے کبھی زمین پہ تو کبھی صوفے پے سو جایا کرتا تھا۔۔۔

آج بھی ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔ وہ زمین پہ ٹھنڈے فرش پہ سویا تھا۔۔۔۔

وہ اُس کے پاس تھی بلکل پاس۔۔۔۔ اُس کے بازو پہ سر رکھے بال کھولے لیٹی تھی۔۔۔۔۔ اُس کے دل کی دھڑکن سن رہی تھی۔۔۔۔ اُس کو اچھا لگتا تھا اُس کی سانسوں کو اپنے اندر اتارنا۔۔۔۔ اُس کے دل کی دھڑکن سننا

۔۔۔۔۔۔

"شاہ جی"

"جی جانِ شاہ"

وہ اُس کی طرف مڑا تھا۔۔۔ اُس نے اپنا منہ چھپا رکھا تھا۔۔۔۔ وہ اُس کے دل پہ سر رکھے لیٹی تھی۔ وہ اُس کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔۔۔

"ایک بات پوچھوں میں آپ سے ؟"

سر اُس کے سینے پہ رکھے وہ ہاتھ سے اُس کی قمیض پہ گول گول دائرے بنا رہی تھی۔۔۔۔

"جی میری ملکہ پوچھو نا"

اُس نے اپنا ہاتھ اُس کا بالوں پہ رکھا ہلکا سا اور اُس کی طرف مڑا۔۔۔۔۔

"کتنا پیار کرتے ہیں آپ مجھ سے ؟"

وہ تھوڑا اوپر ہوئی اپنی سرمائی آنکھیں اُس کی طرف کیں۔۔۔۔۔ اور مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"یہ آپ پوچھتی ہو ملکہ ؟ جس کی خاطر وجدان پوری پوری رات سویا نہیں ہے۔۔۔۔ جس کو اُس نے سجدوں میں مانگا ہے۔۔۔ میری محبت کی کوئی حد نہیں ہے ملکہ۔۔۔ اتنی محبت کرتا ہوں اتنی کے اگر میری ملکہ بولے مر جاؤ تو اُسی وقت مر جائے وجدان شاہ"۔

"اگر میں مر جاؤں تو؟"

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اُس نے اُس کے دل پہ سر رکھے بولا۔۔۔ بولتے ہی اُس کو لگا جو دھڑکن وہ سن رہی تھی وہ روک گی ہے۔۔۔ اُس کا گول دائرے بناتا ہاتھ وہیں روکا۔۔۔ وہ اوپر ہوئی۔۔۔۔ اٹھ کے بیٹھی۔۔۔۔۔

"شاہ جی"

اُس نے کانپتی آواز کے ساتھ اُس کو بلایا۔۔۔ اُس کے منہ کے گرد اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔۔۔ نیچے ہوئی اُس کی سانسوں کو محسوس کرنے لگی۔۔۔ مگر وہاں تو ایک لاش پڑی تھی۔۔۔۔ جس کی سانسیں روک گیں تھیں۔۔ دل کی دھڑکن تھم گی تھی۔۔۔

"ملکہ تم مر گئی تو وجدان ایسے ہی مر جائے گا"

اُس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔ سامنے بیٹھی اُس لڑکی کو دیکھا۔۔۔ جو بھول گی تھی اُس نے کیا کہا تھا۔۔۔۔ سامنے لیٹے شخص نے اُس کو اپنی موت کا منظر بتایا تھا۔۔۔۔ اُس کی آنکھوں سے آنسوں گرنے لگے۔۔۔ ایک بار پھر اُس نے اُس کے دل پہ سر رکھا۔۔۔ جو دھڑکن تھم گئی تھی ایک بار پھر سے چلنے لگی۔۔۔ اُس کا دل ایک بار پھر دھڑکنے لگا۔ وہ دھڑکن سن کے اونچا اونچا رونے لگی۔۔۔۔ اُس کی سسکیوں کی شدت اتنی تھی۔ کہ پورے کمرے میں اُس کو سسکیاں سنائی دینے لگیں۔۔۔۔۔

"ملکہ نہیں رو ملکہ۔۔۔ ملکہ کیوں رو رہی ہو۔۔۔ ملکہ چپ ہو جاؤنا۔۔ ملکہ۔۔۔ ملکہ کیوں روتی ہوئی۔۔۔ ملکہ نہیں روتے ہیں ایسے"

وہ اپنا سر ادھر سے اُدھر کرنے لگا اُس کا پورا وجود درد سے کانپنے گا۔۔۔ اُس کے جسم سے پسینے کی نہریں جاری ہونے لگیں۔۔۔ وہ پسینے میں نہانے لگا۔۔۔ وہ سسکیاں اور تیز ہونے لگیں۔۔۔

"ملکہ"

اُس نے ایک زوردار چینخ لگائی اور اوپر ہو کے بیٹھا۔۔۔ اپنے دونوں کانوں پہ ہاتھ رکھا۔۔ جلدی جلدی لائٹ لگائی۔۔ کانپتے ہاتھوں کے ساتھ گلاس اٹھایا اور پانی پینے لگا۔۔ نا جانے اُس نے کتنے ہی گلاس پانی پیا تھا۔۔۔ بیڈ کے پاس پڑا سارا جگ اُس نے خالی کر دیا تھا۔۔

۔۔۔ اپنے دل پہ ہاتھ رکھے وہ پیچھے ہو کے لیٹا۔۔۔۔

"ملکہ تم مر گئی تو وجدان بھی مر جائے گا۔۔ تمہاری موت کی خبر سے ہی اُس کی سانسیں روک جائیں گی۔ اُس کے دل کی دھڑکن تھم جائے گی۔۔۔۔۔

ملکہ وجدان کی سانسوں کے لیے جینا"

اُس نے کانپتے ہونٹوں کے ساتھ کہا۔۔۔۔ پھر کمرہ دیکھنے لگا۔۔ جہاں اُس کے سواء کوئی اور موجود نہیں تھا ۔۔۔۔ صرف وہی تھا اور اُس کے خواب۔۔۔

اُس خواب کے بعد وہ رات بھر سویا نہیں تھا۔۔ اُس کے دل میں کچھ عجیب سی اُلجھن تھی۔۔ کچھ عجیب سی بے چینی اُس کو چین نہیں لینے دے رہی تھی۔۔۔۔ وہ پوری رات جاگتا رہا۔۔۔۔ کبھی بالکنی میں جا کے کھڑا ہو جاتا کبھی زمین پہ بیٹھ جاتا۔۔ کبھی چاند کو دیکھتا رہتا۔۔ اِس دوران نہ جانے اُس نے کتنی ہی سگریٹ کی ڈبیاں خالی کیں تھیں۔۔۔ وہ اتنے سگریٹ پینے لگا تھا کہ اُس کو لگنے لگتا اُس کا اندر خالی ہو گیا ہے۔۔ اُس کے پھیپھڑے ختم ہو چکے ہیں۔۔۔۔

وہ زمین پہ لیٹا ہی تھا کہ اُس کو ازان کی آواز سنائی دی۔۔ وہ فوراً اٹھا۔ وضو بنایا۔ اور مسجد کی طرف نکل پڑا۔۔۔ راستے میں جگہ جگہ اُسے لگتا جیسے وہ گر رہا ہے۔۔۔ اُس کی ٹانگیں اُس کا ساتھ چھوڑنے والی ہیں۔۔۔۔

وہ نیم اندھیرے میں ٹکریں کھاتا ہوا جا رہا تھا۔۔۔ کبھی زمین پہ پڑے پتھر سے اٹک جاتا اور نیچے گر جاتا ۔۔۔۔ اُس کو لگا جیسے اُس کو جان بوجھ کے گرایا جا رہا ہے ۔۔۔ اُس کو جان بوجھ کے ضعیف کیا جا رہا ہے

۔۔۔۔۔۔

اُس کو اندازہ ہو گیا تھا وہ اپنی جوانی میں ہی صدیوں پرانا ہو گیا ہے ۔۔۔۔ اُس کی عمر کے مرد تو ابھی ھستے ہیں کھلتے ہیں ۔۔۔۔ مگر اُس کی ھسی اتنی بے معنی کیوں ہو گئی ہے ۔۔۔۔ اُس کا وجود اتنا ضعیف کیوں ہو گیا تھا ۔۔۔ کیا ابھی اُس کی عمر ہے چھوٹے چھوٹے پتھروں کے ساتھ ٹکرا کے گر جانے کی ؟ ۔۔۔

کیا یہ عمر اُس کی گرنے والی ہے ؟ وہ تو ہزار لوگوں کو سہارا دیے ہوئے ہے ۔۔۔ اُس کا ایک وجود نا جانے کتنے ہی گھروں کا چولہا جلاتا ہے ۔۔۔۔ کتنے ہی لوگ اُس ایک وجود کی بدولت پڑھتے ہیں ۔۔۔ کتنی ہی بیٹیوں کی شادی اُس ایک وجود کے ہونے سے ہوتی ہیں ۔۔۔۔ وہ تو کبھی مانگنے والوں کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا ۔۔۔ عزت سے بغیر دنیا کو بتائے اتنے کام کرتا ہے۔ ہزاروں لوگوں کی دعائیں لیتا ہے ۔۔۔۔ پھر وہ کیسے اِن ٹھوکروں سے گر رہا ہے ۔۔۔۔ پھر وہ کیسے اپنا وجود گھسیٹ گھسیٹ کے مسجد تک پہنچا رہا ہے ۔۔۔۔

"کیا یہ وہی وجدان ہے جس کے چہرے سے مسکراہٹ کبھی مدھم نہیں ہوئی ۔۔۔ کیا یہ وہی وجدان ہے جو اپنے ساتھ ساتھ ہزاروں لوگوں کو ھسنے پر مجبور کر دیتا تھا ۔۔۔ کیا یہ وہی وجدان ہے جو محفل کی جان ہوا کرتا تھا ؟"۔

"یا اللہ مجھے بس مسجد کی گیٹ تک پہنچا دے ۔۔۔ اُس سے پہلے میری سانسیں نا روکنا"۔

اُس نے گلی کی دیوار کے ساتھ ہاتھ لگاتے ہوئے کہا ۔۔۔۔ جس کا راستہ مسجد کے گیٹ تک جاتا تھا ۔۔۔۔

وہ ایک ایک قدم گلی کی دیوار کا سہارا لیے اٹھا رہا تھا ۔۔۔ جیسے کوئی بوڑھا بہت بوڑھا انسان مسجد تک پہونچے کی کوشش کر رہا ہو ۔۔۔۔

وہ دو منٹ کا سفر اُس کو میلوں کے برابر لگ رہا تھا۔۔۔جیسے وہ چلتے چلتے بہت تھک گیا ہو۔۔اتنا تھک گیا ہو کہ اب ایسا مقام چاہتا ہو جہاں وہ کچھ دیر بیٹھ جائے۔۔۔۔کچھ دیر اُس کو سکون مل جائے۔۔۔۔۔

مسجد کے دروازے تک پہنچتے ہی اُس نے لمبی لمبی سانسیں لیں۔جیسے وہ لمبا سفر طے کر کے آیا ہو۔بہت تھک گیا ہو

۔۔۔۔۔

"وجدان"

مولوی صاحب نے اُس کو مسجد کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے دیکھا۔۔۔جو کچھ ہی لمحوں میں وہیں بیٹھنے والا تھا۔اُس دروازے کے بلکل سامنے۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے وجدان"

انہوں نے اُس کو اپنے بازو کا سہارا دیا جو گرنے کو تھا۔۔۔جس کی آنکھیں بند ہونے کو تھیں۔۔۔۔۔

"اندر آؤ وجدان"

انہوں نے اپنے بازوں کے سہارے سے لاتے ہوئے اُس کو کسی طرح مسجد کے اندر کیا۔۔۔۔اُس کو لگا مسجد میں قدم رکھتے ہی اُس کے دل میں سکون اتر آیا ہے۔۔۔۔اُس کے بے جان جسم میں جان واپس آئی ہے۔۔۔۔۔

"مولوی صاحب میں ٹھیک ہوں اب"

اُس نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے خود چلنا شروع کیا۔۔۔وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ممبر شریف تک پہنچا جہاں مولوی صاحب بیٹھا کرتے تھے۔۔۔۔اور وہ ان کے پیروں کے پاس بیٹھا کرتا۔۔کبھی کبھی عقیدت سے اُن کے پاؤں بھی دھو بالیتا۔۔۔۔جیسے کوئی چھوٹا کسی بزرگ کے پاس بیٹھا ہو اُن کی باتیں سن رہا ہو۔اور ساتھ اُس بزرگ کے پاؤں بھو بار ہا ہو۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے وجدان؟"

مولوی صاحب آج ممبر پہ نہیں بیٹھے تھے۔۔۔اُس کے پاس اُس کے بلکل سامنے بیٹھے تھے۔۔۔۔وہ اُس کو دیکھ رہے تھے جو شاید کتنی ہی راتوں سے سویا نہیں تھا۔۔۔وہ اُس کو دیکھ رہے تھے جس سے سگریٹ کی مہک آرہی تھی۔۔۔۔۔

انہوں نے ایک عرصے سے اُس کے چہرے پہ وہ مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی۔۔۔جو زندہ دل لوگوں کے چہرے پہ ہوتی ہے۔۔۔

وہ جانتے تھے اُس وجدان میں اور اِس وجدان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔۔۔وہ وجدان تو زندہ دل انسان تھا۔جو بات بات پہ مسکرا دیتا تھا۔۔۔اونچا اونچا ھس دیتا تھا۔۔مولوی صاحب کو شعر سنایا کرتا تھا۔۔۔۔اُن کے ساتھ مذاق کرتا تھا۔۔گپ لگاتا تھا۔۔۔

"مولوی صاحب بتائیں نا کبھی اسکول کے دور میں کسی لڑکی کو آنکھ ماری ہے آپ نے"۔

مولوی صاحب اُس کی اِس بات پہ ہس دیتے۔۔۔اگر کھڑے ہوتے تو پیروں کی جوتی اُتار دیتے۔۔اور وُہ بھاگ کے اُن سے دور کھڑا ہو جاتا۔دونوں کانوں کو شرارت سے پکڑتا۔۔۔اور مسکرا دیتا۔۔۔۔

مگر یہ جو وجدان اُن کے سامنے بیٹھا تھا۔وہ تو ھستا ہی نہیں تھا۔۔۔۔ہر وقت مسجد کے پلر کے ساتھ ٹیک لگائے گردن جھکائے بیٹھا رہتا تھا۔۔۔۔اُس کو نہیں ہوش تھی کون آرہا ہے کون جا رہا ہے۔۔۔۔مولوی صاحب بھی سامنے ہوتے تو سلام کر دیتا۔۔۔نہیں تو بیٹھا رہتا۔۔۔۔بغیر کچھ پڑھے وہ کتنے ہی گھنٹے وہاں گزار دیتا۔۔۔۔اور بغیر مانگے پھر اٹھ جاتا۔۔۔جیسے اُس نے پہلے سے بہت کُچھ مانگا ہے۔۔۔اور اُسی کے قبول ہونے کا منتظر ہے۔

۔اُن کو پتا تھا اُس کا دل مر چکا ہے۔۔۔۔وہ جو اپنے لیے کچھ نہیں مانگتا تھا۔۔وہاں پہ ہر آتا جاتا اُس کو دیکھتا۔۔۔اور ہاتھ اٹھا کے دعا کرتا۔۔۔وہ ہر ایک کے دل میں گھر کیے ہوئے تھا۔۔۔ہر کوئی اُس سے محبت کرتا تھا۔محلے کا ہر مسئلہ اُس سے ڈسکس ہوتا تھا۔۔۔مگر پیچھے کچھ عرصے سے وہ خود اپنے آپ میں نہیں تھا۔۔۔جسم تو اُس

کا اپنا تھا مگر روح۔۔۔ روح اُس میں کیسی اور کی تھی۔۔۔ وہ جس وجدان کو سب جانتے تھے وہ مر گیا تھا۔۔ وہ جو وجدان اُن کے سامنے بیٹھا تھا وہ تو کوئی روگی تھا۔۔۔ کوئی دیوانہ۔۔۔۔۔

"وجدان اتنی محبت تم اللہ سے کرو تو کیا کچھ نہیں مل جائے تمھیں"

مولوی صاحب نے اُس کا جُھکا سر دیکھ کے بہت نرم انداز میں کہا۔۔۔۔

مولوی صاحب کی اِس بات پہ اُس نے اپنا سر اوپر کیا۔۔۔ اُس کا دل ایک دم کانپا۔۔۔ اور اُس کپکپاہٹ نے اُس کے پورے وجود کو اندر سے ہلا دیا۔۔۔

مانسہرہ سے ایبٹ آباد پہونچنے میں اُن کو تقریباً ۴۵ منٹ لگے۔۔۔ وہ کچھ ہی وقت بعد ایمر جنسی پہنچ گے تھے۔۔۔۔ زرمینہ کو ایمبولینس میں ہی چھوڑے شہاب اور سلطان ڈاکٹر اسلم جدون کے کلینک گے۔ ہسپتال میں اُن کا الگ سے کیبن تھا۔۔۔ اُن کو ڈاکٹر جدون کا ڈاکٹر بابر خان نے بتایا تھا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں؟"

شہاب نے باہر کھڑی نرس سے پوچھا۔۔۔۔

"ڈاکٹر صاحب تو آپریشن تھیٹر میں ہیں"

"کتنے وقت میں آئیں گے؟"

"یہ تو کچھ نہیں کہے سکتی میں"

"ہماری بہن ہے ایمبولینس میں۔۔۔ ڈاکٹر بابر نے ہمیں ڈاکٹر جدون کا بتایا تھا۔۔۔ ہمیں اُن سے فوراً ملنا ہے"

شہاب نے پریشانی سے گھڑی دیکھتے ہوئے اُس کو بتایا۔۔۔

"دیکھیں اگر آپ کی بہن سیریس ہیں تو آپ اُن کو لے آئیں... اور اگر آپ کو مانسہرہ سے ایبٹ آباد ریفر کیا گیا ہے پھر تو آپ اُن کو ورڈ میں لے آئیں۔۔۔۔جب تک ڈاکٹر صاحب نہیں آتے۔۔۔۔۔

"نہیں ہمیں روم چاہیئے ہم اپنی بہن کو ورڈ میں نہیں چھوڑ سکتے"

سلطان نے شہاب کو دیکھتے ہوئے نرس کو کہا۔۔۔۔

"فلحل تو ورڈ میں بھی جگہ ملنا بہت مشکل ہے آپکو۔۔۔ آج ایک کیس آیا ہے بس گرنے سے تیس افراد زخمی ہوئے ہیں۔۔ اور بھی دو تین ایسے ہی کیس آئے ہیں۔۔۔۔ تو اج تو روم ملنا ممکن نہیں ہے"۔

"یہ کیا بات ہوئی اتنی بڑی ہسپتال ہے اور آپ کہے رہی ہیں روم ملنا مشکل ہے۔ اب ہم اپنی بہن کو ورڈ میں رکھیں گے جہاں ہر آتا جاتا اُس کو دیکھے"

سلطان نے جذباتی انداز میں اُس نرس کو کہا۔۔۔ جو اپنی ہی بات سے تھوڑا سا کنفیوزڈ ہوئی تھی۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے ؟"

"کچھ نہیں ڈاکٹر صاحب یہ لوگ کہے رہے ہیں ڈاکٹر بابر خان نے اُن کو ریفر کیا ہے یہاں"

نرس نے ڈاکٹر کے آتے ہوئے اُن دونوں کو دیکھ کے وضاحت دی۔۔۔

"جی جی بلکل مجھے خان صاحب نے بتایا تھا۔۔لے آئیں آپ پیشنٹ"

ڈاکٹر جدون نے کلینک کی طرف جاتے ہوئے کہا۔۔۔

"لیکن ڈاکٹر صاحب یہ کہے رہی ہیں یہاں روم کوئی نہیں خالی۔۔۔ ہم اپنی بہن کو ورڈ روم میں نہیں رکھ سکتے"

شہاب نے نرمی سے ڈاکٹر کو دیکھا اور آرام سے کہا۔۔۔

"ابھی تو ہم اُن کو روم میں شفٹ بھی نہیں کریں گے۔خان صاحب نے اُن کی کنڈیشن کا مجھے بتادیا ہے۔۔۔وہ چار دن سے بے ہوش ہیں۔ہم اُن کو u-c-I۔میں رکھیں گے اُن کے ٹیسٹ ہوں گے۔۔۔ابھی تو اُن کو انڈر اوبصر ویشن رکھنا ہے۔جب اُن کو ہوش آیا تو پھر روم میں شفٹ کریں گے"۔

"جی ڈاکٹر صاحب بہت بہتر"

ابھی آپ اُن کو لے کے آئیں۔۔۔جس حساب سے خان صاحب نے مجھے بتایا ہے۔ہم سے نہ ہو سکا تو ہم اُن کو پنڈی ریفر کر دیں گے"

ڈاکٹر صاحب کی اِس بات پہ سلطان نے شہاب کو دیکھا۔۔جس کا دل شاید اُس سے زیادہ ڈرا ہوا تھا۔۔۔اُس سے زیادہ کامپ رہا تھا۔۔۔

"کیا مطلب مولوی صاحب... کیا میں اللہ سے محبت نہیں کرتا؟"

اُس نے بہت حیرت سے خالی آنکھوں سے مولوی صاحب کی طرف دیکھا۔۔۔وہ کیسے نہیں کرتا اللہ سے محبت پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے۔قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔اُس کے بندوں سے حُسن سلوک سے پیش آتا ہے۔۔جھوٹ نہیں بولتا۔۔۔دھوکہ نہیں کرتا۔۔کسی کی دل آزاری نہیں کرتا۔۔۔پھر وہ کیسے اللہ سے محبت نہیں کرتا۔اُس نے مولوی صاحب کو دیکھتے ہوئے اپنے دل میں کہا۔۔۔۔

"یہ سوال تم اپنے آپ سے کرو وجدان۔۔۔کیا تم اللہ سے اتنی ہی محبت کرتے ہو جتنی اُس لڑکی سے؟"

آج پہلی بار ایسا ہوا تھا مولوی صاحب نے ڈائریکٹ اُس سے لڑکی کا حوالہ دے کے پوچھا تھا۔۔۔۔وہ ہمیشہ ڈھکے چھپے الفاظ میں ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تھے۔۔مگر آج مولوی صاحب نے کوئی لحاظ نہیں رکھا تھا۔۔۔اُس سے منہ پہ پوچھا تھا۔۔

مولوی صاحب کی اِس بات پہ اُس نے ایک بار پھر اُن کو دیکھا۔۔۔اُس کو سمجھ نہیں آیا مولوی صاحب اُس کو کیا کہے رہے ہیں۔اُس کو ایسا کیوں کہے رہے ہیں۔۔اُس کو پتا تھا مولوی صاحب اُس کو جانتے ہیں۔اُن کو پتا ہے وہ پانچ وقت کا نمازی ہے۔لوگوں کی مدد کرتا ہے۔۔۔اچھے اخلاق سے پیش آتا ہے۔۔۔۔پھر وہ کیوں اُس سے ایسے پوچھ رہے ہیں۔۔

"وجدان پوچھ رہا ہوں میں کچھ ؟"

مولوی صاحب نے اُس کی خالی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک بار پھر اپنی بات دہرائی۔۔۔۔۔

"مولوی صاحب مجھے سمجھ نہیں آرہی آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟"

پُتر میں یہ پوچھ رہا ہوں جتنی محبت تم اُس سے کرتے ہو کیا اللہ سے بھی اتنی ہی کرتے ہو؟ کیا اللہ کی محبت بھی تم ایسی ہی شدت سے کرتے ہو؟ کیا کبھی تم اللہ کی محبت میں ایسے روئے ہو؟ کیا کبھی اللہ کی محبت میں تم جوگی بن کے مسجد میں بیٹھے ہو۔۔کیا کبھی اللہ کی محبت میں تم نے اللہ کو ہی مانگا ہے؟ کیا اللہ کی محبت میں تم رات رات بھر جاگے ہو؟۔

مولوی صاحب اُس سے پوچھتے گے اور وہ اُن کو بغیر پلک جھپکے دیکھتا رہا۔۔۔۔

اُس نے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔۔اُس کو کبھی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں یاد آیا جب وہ اللہ کی محبت میں رویا ہو ۔۔۔جب وہ اللہ کی محبت میں رات رات بھر جھاگا ہو۔جب اُس نے اللہ کی خوشی کے لیے اپنی نیند قربان کی ہو۔ اُن کی حمد و ثناء کی ہو۔۔اُس نے اللہ سے اللہ کو ہی مانگا ہو۔۔

اُس کے دل میں ندامت آنے لگی۔۔۔آنکھوں میں نمی آئی۔۔۔ہونٹوں پہ ایک مکمل خاموشی چھاگئی۔۔۔اُس کے پاس بولنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔۔۔۔اُس کے پاس مولوی صاحب کی کسی بات کا کوئی جواب نہیں تھا ۔۔۔وہ کیا کہتا اُن کو وہ تو ایک لڑکی کی محبت میں جوگی بنا پھرتا ہے۔وہ تو اللہ سے ایک لڑکی کو مانگتا ہے۔۔۔اُس

نے تو کبھی نہیں کہا اللہ مجھے اپنی محبت دے دے۔ اللہ مجھے تو ہی چاہیئے۔۔ مجھے تیرے سواء اور کوئی نہیں چاہیئے

۔۔۔۔۔۔

"خاموش کیوں ہو گے وجی؟ کوئی جواب نہیں ہے تمہارے پاس؟"

مولوی صاحب نے اُس کا جُھکا سر۔۔۔ کانپتے ہونٹ دیکھ لیے تھے۔۔۔ اُن کو اپنا جواب مل گیا تھا۔۔۔۔۔۔

"وجی جب تم محبوب سے زیادہ کسی کو چاہو گے تو اُس سے کیس منہ سے کچھ مانگو گے؟"

مولوی صاحب نے اُس کے دل پہ دوسرا وار کیا۔۔۔۔۔ اُس کو بہت غور سے دیکھا۔۔۔۔۔ جواب بھی نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔۔۔۔

وجی تم مجھے بتاؤ۔ تھیں اگر کسی سے کچھ چاہیے ہو۔۔۔ تمھیں پتا ہو اُس کے سواء کوئی تمھیں وہ چیز نہیں دے سکتا ۔۔۔۔۔ اور تم اُس سے محبت ہی نہ کرو۔۔۔ تو تمھیں کیا لگتا ہے وہ تمہیں وہ چیز دے گا۔؟؟۔۔۔

وجی وہ تو رب کائنات ہے۔۔۔ پوری کائنات کا رب۔۔۔۔ جس نے یہ پوری دنیا بنائی ہے۔ جس نے ہمیں کیا کچھ نہیں دیا۔۔۔۔ جس کی ایک ایک سانس کا ہم شکر نہیں ادا کر سکتے۔۔۔۔۔ وہ ہم سے بدلے میں کیا مانگتا ہے؟ فقط محبت؟ اور ہم کیا کرتے ہیں وجی اُس کی محبت اُس کی مخلوق کے ایک بندے کو وقف کر دیتے ہیں۔۔۔۔ اور پھر اُس سے محبت مانگتے ہیں۔۔۔۔۔۔

وجی ایک بات یاد رکھو۔۔ اللہ رب العزت اپنی محبت میں شراکت کبھی بھی برداشت نہیں کرتا۔۔۔ وہ اپنے بندے سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔۔۔۔ اور ہم کیا کرتے ہیں ایک شخص کی خاطر اُس کی ساری محبتوں کو بُھول جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اور پھر بے ہسی کی حد تو دیکھو ہم اُسی سے اُس کی جگہ کسی اور کو مانگتے ہیں۔۔۔۔ تو کیا کوئی محبوب برداشت کر سکتا ہے اُس کا محبوب اُسی سے کسی اور کو مانگے؟

تمھیں کیا لگتا ہے وجی پھر وہ تمہیں سکون دے گا؟ میں نے تمہیں پہلے بھی سمجھایا تھا۔۔۔اللہ رب العالمین سے اُسی کو مانگو۔۔۔اُس کے ہو جاؤ۔۔۔

یہ دنیا کی محبت فانی ہے وجدان۔۔۔ کیا تمہیں اِس دنیا کی محبت نے ایک دن بھی سکون دیا ہے؟ کیا تم اُس محبت کے بعد ایک رات بھی سکون کی نیند سوئے ہو؟ کیا اُس محبت کے بعد تم کبھی دل سے مسکرائے ہو۔۔ جس محبت میں تم دیوانے بن گے ہو۔ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔۔۔۔کیا اُس محبت نے ایک لمحے کے لیے تمھیں سکون بخشا ہے۔۔۔؟

وجدان یہی محبت تم اللہ ربّ العزّت سے کرتے۔۔۔اُس کی محبت میں دنیا سے کنارہ کش ہو جاتے۔۔اُس کی محبت میں مسجد کے پلر کے ساتھ ٹیک لگا کے آنسوؤں بہاتے۔۔۔۔اُس کی محبت میں دیوانے ہو جاتے۔۔۔اُس کے محبوب کے نام پہ خود کو قربان کر دیتے۔۔۔تو کیا تم اسی حالت میں ہوتے؟ جس حالات میں تم ابھی میرے سامنے بیٹھے ہو؟۔

وجدان مجھے تمہیں دیکھ کے بہت دُکھ ہوتا ہے بہت افسوس ہوتا ہے۔۔۔تم نے فقط ایک لڑکی کے لیے اپنا یہ حال بنالیا ہے۔۔۔؟

تم اتنی ہی شدت سے محبت اُس ذات سے کرو۔۔وہ تمہیں نور ہی نور کر دے۔۔۔۔ جتنی صدق دل سے محبت تم ایک لڑکی سے کرتے ہو۔ اُس سے زیادہ اللہ سے کرو۔۔۔۔اُس کو مانگو وجی۔۔۔وہ تمہیں مانگنے پہ اپنا آپ دے گا ۔۔۔۔خود کو تمہارے حوالے کر دے گا۔۔۔تم کبھی اِس طرح چل کے نہیں ائوگے جس طرح تم آج آئے ہو ۔۔۔۔

مولوی صاحب نے دُکھ سے ایک آہ بھری اور اُس کو دیکھنے لگے۔۔۔جو اپنے دل پہ ہاتھ رکھے سر کو جھکائے اُن کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

"وجی اُس سے زیادہ محبت اپنے محبوب سے کسی نے نہیں کی ہے نہ کوئی کر سکتا ہے۔۔۔۔"

انہوں نے آسمان کی طرف اپنی انگلی کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

وہ بھی محبت کرتا ہے اپنے محمدؐ سے محبت کرتا ہے اپنے احمد سے محبت کرتا ہے۔۔۔

چلو وجی میں تمھیں بتاتا ہوں خدا پاک اپنے محبوب سے کس نوعیت کی محبت کرتا ہے۔۔۔۔ یہ تو تم نے سنا ہی ہو گا اللہ رب العالمین نے اپنے محبوب کی محبت میں زمین آسمان بنائے یہ جہاں بنایا یہ دنیا بنائی۔۔۔۔

میں تمہیں بتاتا ہُوں اُس نے اپنے محبوب سے اور کس کس انداز میں محبت کی ہے۔۔۔

اُس نے اپنے محبوب کا نام "محمد" رکھا ہے، "احمد" رکھا ہے۔۔۔۔

اب میری بات غور سے سننا۔۔۔ اُن کا کچھ وقت پہلے کا غصّہ نرمی میں بدلا۔۔۔ اُن کے چہرے میں مسکراہٹ آئی ۔۔۔ وہ اُس کو اللہ رب العزت کی محبوب سے محبت کا انداز بتانے لگے۔۔۔۔۔

اب تم محمد کا "م" ہٹاؤ تو پیچھے کیا بچا؟ "حمد"

یہی بات ہے نا؟ اُنھوں نے اُس کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جو مکمل دھیان سے اُن کو سن رہا تھا۔۔

اب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو دوسرا نام دیا "احمد" اب احمد کا الف ہٹاؤ تو کیا بنا "حمد"

اب مجھے بتاؤں قرآن پاک کہاں سے شروع ہوا قرآن پاک کی پہلی آیت کیا ہے؟
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ:

تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔۔

اب تم اِس میں سے پہلا لفظ لو۔

اَلْحَمْدُ جس کا مطلب ہے تمام تعریفیں۔۔۔ اب تم اِس میں سے "ال" ہٹادو۔۔۔۔ پیچھے کیا بچا؟

مولوی صاحب "حمد"

اُس نے پر جوش ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

سبحان اللہ سبحان اللہ تم سمجھ گے ہو۔۔۔

اب دیکھو وجی اُس رب کے محبوب کی شان تو دیکھو۔۔۔۔۔اُس رب العالمین نے قرآن مجید کی شروعات ہی اپنے محبوب کے نام سے کی۔۔۔۔۔۔

اور کیا کہا "تعریف"۔۔۔۔۔اِس کا کیا مطلب ہوا۔۔میرے محبوب میں دنیا میں تمھیں اسی عزت دوں گا جو کسی عاشق نے اپنے محبوب کو نہ دی ہو۔۔۔۔۔۔میں تمھیں اِس دنیا میں وہ مقام دوں گا جو کسی اور کا نہ ہو۔۔۔۔اُس کملی والے کی شان دیکھو اللہ نے خود بھی اُس کی تعریف سے شروعات کی اور پورے جہاں سے اُس کی تعریف کاروائی۔۔

"اللہ و اکبر"

انہوں نے ایک گہرائی سانس لی اور پھر بولنے لگے۔

محبت تو اللہ نے کی ہے وجی۔۔۔۔اُس رب نے کی ہے اپنے محبوب سے۔۔۔۔۔بدلے میں اُس کے محبوب نے اُس رب کائنات پہ اپنا آپ لوٹا دیا۔۔۔۔۔اپنا پورا خاندان اُس کے نام پہ قربان کر دیا۔۔۔۔

وجی پہلے اُس کے تو ہو جاؤ جو محبتوں کا حقدار ہے۔۔۔۔۔۔پہلے اُس سے تو محبت کرو۔۔۔۔جس کو ہماری محبت کے سواء ہم سے کچھ نہیں چاہیئے۔۔۔۔تم اُس سے محبت کرتے بھی نہیں ہو۔۔اور اُس سے مانگتے بھی ہو۔۔۔۔۔۔؟۔

اللہ کی محبت سے زیادہ کسی کی محبت نہیں ہے۔۔۔۔دنیا کی محبت ہمیں ذلیل کر دیتی ہے۔۔اِس قدر ذلیل کر دیتی ہے کہ ہم جس سے محبت کرتے ہیں ہم اُسی کے ہاتھوں رسواء ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔

۔۔

یہی محبت تم اللہ سے کر کے دیکھو۔۔۔وہ تمہیں کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔۔۔وہ تمہیں کبھی ذلیل نہیں کرے گا نہ دنیا کے ہاتھوں ہونے دے گا۔۔۔وہ تمہیں چلتا پھیرتا نور بنا دے گا۔۔۔

اللہ سے اللہ کو مانگو۔۔اُس کی محبت مانگو۔۔اُس کے محبوب کی محبت مانگو۔۔اُس کی اولاد کی محبت مانگو

۔۔۔۔۔تم کیا مانگتے ہو؟ایک عورت؟ محبوب کے حضور کھڑے ہو کہ تم ایک عورت مانگتے ہو وجی؟اُس کے لیے مسجد تم گلی کی دیوار پکڑ کے آتے ہو؟تم اُس سے وہ محبت مانگتے ہو جس نے تمھیں صدیوں پرانا کر دیا ہے ۔۔۔تمھیں تمہاری جوانی میں ہی ضعیف بنا دیا ہے۔۔۔۔۔

مولوی صاحب کا وہ نرم لہجہ ایک بار پھر سخت ہوا۔۔۔اُن کے چہرے کی وہ مسکراہٹ جو خدا اور اُس کے محبوب کی محبت پہ آئی تھی۔۔۔اُس کی محبت پہ پھر غائب ہوئی۔۔۔اور وہ دل میں ڈر، ندامت، خوف لیے اُن کو سنتا رہا

۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"فاطمہ وجدان کو کیا ہوا ہے؟"

"اماں کچھ نہیں بتایا اُس نے مجھے"

انہوں نے دستر خوان پہ بیٹھے ہوئے بیٹی سے پوچھا جو کچن میں کھڑے ناشتہ بنا رہی تھی۔۔۔

۔

"اماں آپ ایک بار پھر کیوں نہیں چلی جاتیں زرمینہ کے گھر".

فاطمہ نے انڈا فرائی پان میں ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔

"اب ہم کیسے جائیں اُن کے گھر۔۔۔انھوں نے اُسی دن ہمیں کہہ دیا تھا۔۔ہم اپنے خاندان سے باہر رشتے نہیں کرتے۔۔"

انہوں نے تسبی کا دانہ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

"اماں اب ایک بار میں تو کوئی ہاں نہیں کر دیتا ہے نا۔۔۔ آپ پھر جائیں اُن کے گھر"۔

"فاطمہ وجی کی یہ حالت تم سے اگر نہیں دیکھی جاتی۔۔۔ میں تو پھر ایک ماں ہوں۔۔۔ میرا گلاب کی طرح کھیلتا بچہ بلکل مرجا گیا ہے۔۔۔ اُس کے چہرے پہ مسکراہٹ دیکھنے کو میں ترس گی ہوں۔۔۔ تمھیں نہیں پتا اُس کو دیکھ کے میرا دل خون کے آنسوں روتا ہے۔۔ مجھے میرے اندر سے خون کی بُو آتی ہے۔۔ مگر میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔۔ میرے ہاتھ میں اگر ہوتا۔۔ میں اُس لڑکی کو آج ہاتھ سے پکڑ کے لے آتی۔۔ اپنے بیٹے کے ہاتھ میں اُس کو دیتی۔ یہ لو وجی اپنی زرمینہ لو۔۔۔ وہ زرمینہ جو تمہاری خوشی ہے تمہاری مسکراہٹ ہے۔۔۔ مگر میرے بس میں نہیں ہے کچھ"

انہوں نے اپنی آنکھوں سے آنسوں صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

"اماں آپ میرے کہنے پہ ایک بار پھر چلی جائیں"

اب وہ کچن سے نکل کے ماں کے پاس آئی تھی اُن کے پاس بیٹھی۔۔۔۔۔۔

فاطمہ ہم پہلے بھی تمہاری اور وجی کی خاطر گے ہیں۔۔۔ وہ لڑکی بہت پیاری ہے اتنی پیاری کہ مجھے تم بیٹیوں سے زیادہ محبت ہوئی ہے اُس سے۔۔ مگر کچھ چیزیں قدرت کی طرف سے ہی ممکن نہیں ہوتیں۔۔۔۔ اگر وہ ہمیں سید ہونے کے ناطے اپنی بیٹی دے بھی دیں۔۔۔ جتنی عزت وہ میری کر رہے تھے۔۔ میں اُن کے سامنے اپنے بیٹے کی خوشیوں کی بھیک مانگوں۔۔۔ اُن کے سامنے اپنی جھولی پھلادوں۔۔۔۔ وہ کبھی انکار نہ کریں۔۔۔۔۔ میری جھولی کبھی خالی پیچھے نہ ہونے دیں۔۔۔ وہ اُسی وقت اپنی لختِ جگر ہمیں دے دیں۔۔۔۔ لیکن جب اُن کو یہ پتا چلے کہ ہم اہلِ تشیع ہیں تو پھر؟

پھر کیا ہو؟ جو چیز ممکن ہی نہیں ہے۔ جو چیز قدرت کی طرف سے ہی ممکن نہیں ہے اُس میں میں اور تم کیا کر سکتے ہیں؟

انہوں نے ایک سرد آہ بھری اور بیٹی کو دیکھنے لگیں۔۔۔ جو نظریں جھکائے گہری سوچ میں گم تھی

"اسلام علیکم بھائی.. میں فضّہ بات کر رہی ہوں"

اُس نے اتنے دنوں کے انتظار کے بعد شہاب کو کال کی۔۔

"جی وعلیکم اسلام"

اس کو پتا تھا فضّہ کون ہے وہ جانتا تھا اس کو۔ وہ زرمینہ کی واحد سہیلی تھی۔۔۔ جس کی وہ بات کرتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

"بھائی میں نے زرمینہ کا پوچھنا تھا۔۔۔ وہ اتنے دنوں سے یونیورسٹی نہیں آئی۔۔۔ وہ ٹھیک تو ہے نا؟"

اس نے یونیورسٹی کے گارڈین میں کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

"آپ دعا کیجیئے گا اس کے لیے اُس کی ٹیسٹ رپورٹس صحیح آجائیں"

اس نے اپنے آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"کیا مطلب ٹیسٹ رپورٹس؟ کیا ہوا ہے اُس کو؟"

وہ جانتی تھی یقیناً کوئی بڑی وجہ ہے تب ہی وہ یونی نہیں آرہی۔۔۔۔ ورنہ ایسا کب ہوتا تھا وہ نہ آئے۔۔ وہ تو اتنا بیمار بھی ہوتی پھر بھی وہ وجدان کو دیکھنے کے لیے ضرور آتی تھی۔۔۔۔۔

"فلحال کچھ نہیں پتا کیا ہوا ہے اسکو۔۔۔۔۔ ابھی رپورٹس آئیں گی تو ہمیں پتا چلے گا"

"زری کدھر ہے کون سے ہاسپٹل میں ہے؟ مانسہرہ میں ہیں آپ لوگ؟"

اس نے جلدی جلدی سوالوں پہ سوال کرنے شروع کئے!۔

"نہیں ہم مانسہرہ میں نہیں ہیں ہم ایبٹ آباد کمپلیکس میں ہیں"

"بھائی میں وہاں آجاؤں گی اس کو دیکھنے"

اُس نے بھاری ہوتی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔

"آپ ابھی نہیں آئیں۔۔۔ ہو سکتا ہے ہم آج کل میں پنڈی کے لیے نکل جائیں"

"کیا پنڈی؟"

اُس نے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔اور سسکیاں لینے لگی۔۔۔۔

"جی اگر اُس کی رپورٹس سہی نہیں آئیں تو پنڈی یا پشاور جانا پڑے گا"

"بھائی آپ میری اُس سے بات کروادیں پلیز"

اُس نے منت کرنے والے انداز میں کہا۔۔۔

"آج پانچ دن ہو گے ہیں وہ ہوش میں نہیں آئی"

اُس نے آنکھوں کے کونوں کو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"کیا پانچ دن؟"

اس کو لگا جیسے اب وہ زمین پہ گر جائے گی۔۔۔

"پانچ دن سے وہ ہوش میں نہیں آئی تو کسی کو نہیں پتا اس کو کیا ہوا ہے؟"

اُس نے روتے ہوئے غصے والے انداز میں کہا۔۔

"جی ڈاکٹر کہتے ہیں وہ کوما میں ہے فلحال"

اُس نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔ نظریں زمین پہ کیں۔۔۔۔اور اپنے آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے بولا۔

"جی کوما؟ ایسے کیسے کوما؟ بیٹھے بٹھائے کوئی کوما میں جا سکتا ہے بھلا؟"

وہ بھول گئی تھی وہ زرمینہ سے نہیں اس کے بھائی سے بات کر رہی تھی۔۔۔۔وہ روانی میں سوال پہ سوال کیے جا رہی تھی۔۔۔اور وہ نم آنکھوں سے جواب دیتا جا رہا تھا۔۔۔

"آپ دعا کیجیئے گا"

اس کے اتنے سارے سوالوں پہ وہ بس اتنا ہی بول پایا تھا۔۔اور پھر چپ ہو گیا۔۔۔

"میں بہت دعا کروں گی بہت"

اس نے اب کی بار باقیدہ اونچا اونچا رونا شروع کیا تھا۔۔۔۔۔وہ جو سسکیاں لے رہی تھی۔۔۔آپ یونیورسٹی میں ہی کھڑے رو رہی تھی۔۔۔۔

دوسری طرف سے کال بند ہوئی۔۔۔جیسے دوسری طرف کوئی خود بھی رو رہا ہو۔۔۔۔اور وہ کسی دوسرے کا رونا برداشت نہیں کر سکتا ہو۔۔۔

"امی اگر وجدان اُس لڑکی سے اتنی ہی محبت کرتا ہے تو چھوڑ دے پھر یہ سب"

فاطمہ نے سوچنے والے انداز میں ماں کو کہا۔۔۔جو خود بھی بلکل خاموش بیٹھی تھیں۔۔۔۔

"کیا چھوڑ دوں میں آپی؟"

وہ حال کے دروازے میں کھڑا تھا۔۔۔۔جب بہن نے اس کی طرف مڑ کے دیکھا۔۔۔۔۔۔

"وجدان"

اس کو بلکل بھی اندازہ نہیں تھا وہ باہر کھڑا ہو گا اور اس کی بات کو سن لے گا

"آپی بتائیں نا میں کیا چھوڑ دوں؟"

اُس نے وہیں پہ کھڑے ایک بار پھر کہا۔۔۔

"وجدان تم وہ سب چھوڑ دو جس کی وجہ سے لوگ تمہیں ایک الگ ہی نام دیتے ہیں۔۔۔۔۔جو تم نہیں ہو تمہیں وہ کہتے ہیں"۔

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے میں اہل بیت سے محبت کرنا چھوڑ دوں؟"

"نہیں وجی میں یہ نہیں کہ رہی"

وہ اپنی ہی بات پہ شرمندہ ہوئی۔۔۔۔۔اور شرمندہ نظروں سے اس کو دیکھنے لگی۔

نہیں آپی یہ ممکن نہیں ہے دنیا مجھے کچھ بھی کہے کچھ سمجھے۔۔۔۔۔میں اہلِ بیت کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔۔۔اُن کی محبت میری رگوں میں ہے۔۔۔میرے خون میں ہے۔۔میرے جسم کے ایک ایک ریشے میں ہے۔۔۔۔۔مجھے اِس دنیا کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔

"مجھے غرور ہے میرا پیر مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔۔اور فخر یہ ہے کہ میں فقیرِ حسین ہوں"

اور آپ کہتی ہیں میں چھوڑ دوں اُن کا در؟

وہ بہن کے پاس آیا۔۔۔وہیں بیٹھا جہاں اُس کی ماں اور بہن پہلے سے بیٹھے تھے۔۔۔۔

۔

"وجی میں وہ نہیں کہہ رہی کہ تم اہلِ بیت کو چھوڑ دو۔۔۔میں یہ کہہ رہی ہوں تم وہ چیزیں کرنا چھوڑ دو جس سے تمہیں لوگ شیعہ سمجھتے ہیں۔۔۔شیعہ کہتے ہیں"

فاطمہ نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔جو اس کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"کس چیز کو چھوڑ دوں میں؟"

علی کا نام لینا چھوڑ دوں؟ محرم کے مہینے میں غم کرنا چھوڑ دوں؟ حسین کا کے دُکھ پہ دکھی ہونا چھوڑ دوں؟ اہلِ بیت پہ کیے جانے والے مظالم کا تذکرہ کرنا چھوڑ دوں؟ مولا علی کی شہادت پہ ابنِ مجلم کو لعنت بجھنا چھوڑ دوں؟ یزید اور اس

کے ساتھیوں کو لعنتی کہنا چھوڑ دوں؟ حسین کی مجلس میں بیٹھنا چھوڑ دوں؟ فاطمہ بنت محمدؐ سے محبت چھوڑ دوں؟ میں آخر کیا کیا چھوڑوں؟

آپی میں اِن میں سے کون سی چیز چھوڑوں کہ لوگ مجھے شیعہ نہ کہیں۔۔۔لوگ میری وجہ سے آپ کو اہل تشیع نہ کہیں؟ اور وہ مجھے مل جائے۔۔۔۔۔ آپی اگر وہ مجھے اہلِ بیت کو چھوڑنے پے ملتی ہے نا تو خدا کی قسم یہ تو میری ایک محبت ہے۔۔۔۔اہل بیت کے نام پہ میری ایسی ہزار محبتیں قربان"

وہ آج ایک لڑکی کی محبت میں نہیں بول رہا تھا وہ اہلِ بیت کی محبت میں بول رہا تھا۔۔۔فاطمہ نے اس کو بہت غور سے دیکھا تھا۔۔۔جب بھی وہ زرمینہ کا نام لیتا تھا ہمیشہ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں ہوتے تھے۔دل میں ایک اُلجھن ہوتی تھی۔۔اور جب وہ اہلِ بیت کی محبت میں بولتا تھا اس کی آنکھوں میں چمک ہوتی۔۔۔چہرے پہ نور ہوتا۔اور دل میں سکون ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

آپی مجھے یہ نہیں سمجھ آتی۔۔۔۔جو اہلِ بیت سے محبت کرتا ہے اس کو شیعہ کیوں کہا جاتا ہے؟ کیوں سنیوں کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اہلِ بیت سے محبت کریں؟ اُن سے محبت کا اظہار کریں؟ اگر میں ایک سید اور ایک سنی ہو کہ اہلِ بیت سے محبت کرتا ہوں تو مجھے شیعہ کہا جاتا ہے میرا مسلک اہل تشیع ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ آپی یہی چیز تو میرے دل کو لگتی ہے۔۔ کیا ہم اہلِ بیت سے محبت نہیں کر سکتے؟۔۔۔۔۔

آپی میں بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح لوگوں کو صرف ایک ہی بات کہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔

"اگر اہل بیت کی محبت رافضیت ہے تو مجھ سے بڑا کوئی رافضی نہیں یعنی شیعہ "(امام شافعی)

"جو انہوں نے کہا میں بھی وہی کہتا ہوں۔ اگر اہل بیت کی محبت سے میں شیعہ ہو جاتا ہوں تو اللہ رب العزت کی قسم مجھ سے بڑا کوئی شیعہ نہیں"۔

وہ جب بھی اہلِ بیت کی محبت پہ بولتا تھا وہ نہیں دیکھتا تھا سامنے کون بیٹھا ہے۔۔۔۔وہ ایک محبت سے عقیدت سے بولتا چلا جاتا تھا۔۔۔۔

آپی اہل بیت سے محبت کرنا عقیدہ اہل سنت ہے۔وہ شخص اہل سنت نہیں، جس کا دل محبت و مودتِ اہلِ بیت سے خالی ہے، اس کے اندر خارجیت نے ڈیرہ ڈال رکھا ہے۔اہل سنت کی شناخت حُب و تکریمِ صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم ہے۔یہ دونوں شاخیں مل کر حُب رسول صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم بنتی ہیں۔محبت رسول صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم، محبت اہل بیت کے بغیر کوئی معنی نہیں رکھتی۔وہ شخص جھوٹا ہے جو حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر اس کا دل محبتِ اہلِ بیت سے خالی ہے۔یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ چودہ سو سال کی تاریخ اسلام میں ہمارے کل آئمہ کا طریق، مسلک و مشرب اہل بیت اطہار کی محبت میں یہی رہا ہے۔اہل سنت کے چاروں آئمہ فقہ امام اعظم ابو حنیفہ، سیدنا امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک بھی یہی ہے۔وہ شخص جو محبت و مودت اہل بیت میں کم ہے، کمزور ہے یا ناقص ہے، وہ نہ حنفی ہے، نہ مالکی، نہ شافعی اور نہ حنبلی ہے۔۔۔۔

آپی ہم کب محبت کرتے ہیں اہل بیت سے؟ ہم نے کیا ہی کیا ہے اُن کے لیے؟ ہم لوگ تو بس باتیں کرتے ہیں فقط باتیں۔باتوں سے تو محبت ظاہر نہیں ہوتی نا۔۔۔۔ہمارا دل دماغ ہماری روح اُن کی محبت میں سرشار ہی نہیں ہوئی تو کہاں کی محبت کیسی محبت؟۔

وہ بہن اور ماں کو دیکھتا ہوا بول رہا تھا۔۔۔۔وہ دونوں ماں بیٹی آج ایک اہل بیت کے عاشق کو دیکھ رہیں تھیں۔۔۔۔وہ عاشق جو ایک لڑکی سے عشق کرتا ہے تو پوری پوری رات اُس کی محبت میں روتا ہے سسکتا ہے۔دیوانہ بن جاتا تو۔۔۔۔جب وہی عاشق اُس لڑکی کے عشق کو اہل بیت کی خاک بھی نہیں سمجھتا۔۔۔۔تو اُس کی اہلِ بیت کے لیے محبت کی کیا انتہا ہو گی۔۔۔۔

آپی ہم لوگوں نے اپنے اپنے فرقے بنا رکھے ہیں۔۔۔۔ ہر فرقہ جب تک اہلِ بیت سے محبت نہیں کرے گا ۔۔۔اُن کی محبت میں مست ملنگ نہیں ہو گا۔۔۔ تو وہ کبھی مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔ میں اُس کو ایک مومن مان ہی نہیں سکتا۔۔۔۔۔

آپی میں آپکو سنی فرقہ کی زبانی اہلِ بیت کی محبت بتا تا ہوں۔ آج کل کے مجھ جیسے جاہل لوگوں کو پتا ہی کیا ہے محبت کا

کوئی حسین ابنِ علی کا نام لے گا تو اس کو شیعہ کہا جائے گا۔۔۔ میں کہتا ہوں وہ اپنی تاریخ کیوں نہیں پڑھتے ۔۔۔۔ وہ تاریخ جو اُن کے بڑوں نے لکھی ہے۔۔۔۔ جن کو وہ مانتے ہیں۔۔۔ جن کو مان کے وہ اپنا فقہ بناتے ہیں۔۔۔۔ اہلِ بیت سے محبت تو اہل سنت ہے۔۔۔۔۔ میں آپ کو اہل سنت کہ ہی کچھ اماموں کا بتاتا ہوں ۔۔۔ انہوں نے کس قدر اہلِ بیت سے محبت کی ہے۔۔۔۔۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ گئے تو سیدنا امام محمد الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا:

فَاِنَّ لَکَ عِنْدِی حُرْمَۃً کَحُرْمَۃِ جَدِّکَ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ حَیَاتِہِ عَلٰی اَصْحَابِہِ.

”آپ کی حرمت اور تعظیم و تکریم میرے اوپر اس طرح واجب ہے جس طرح صحابہ کرام پر تاجدار کائنات صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم واجب تھی“۔

یعنی جو تعظیم و تکریم صحابہ کرام آقا صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا کرتے تھے، میں اسی طرح وہ تعظیم آپ کی کرتا ہوں چونکہ آپ کی حرمت و تعظیم اور محبت اور مؤدت میں مجھے حرمت و تعظیم اور مؤدت و محبتِ مصطفی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلمنظر آتی ہے۔

(المناقب للموفق المکی صفحہ 168)۔

ازیں سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو درج ذیل آئمہ اہل بیت اطہار کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کا اعزاز حاصل ہوا:

امام زید بن علی (یعنی امام زین العابدین کے بیٹے اور امام حسین کے پوتے)

امام عبد اللہ بن علی (یعنی امام زین العابدین کے بیٹے اور سیدنا امام حسین کے پوتے)

امام عبد اللہ بن حسن المثنیٰ (امام عبد اللہ الکامل)

امام حسن المثلث (امام حسن مجتبیٰ کے پڑپوتے)

امام حسن بن زید بن امام حسن مجتبیٰ

حسن بن محمد بن حنفیہ (سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے)

امام جعفر بن تمام بن عباس بن عبد المطلب (حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس کے پوتے)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں اہل بیت اطہار کے نو اِمام حیات تھے اور آپ نے ہر ایک کے پاس جاکر زانوئے تلمذ طے کیا۔ آئمہ اطہار اہل بیت میں سے جو امام بھی بنو امیہ یا بنو عباس کی ظالمانہ حکومت یا کسی حکمران کے خلاف خروج کرتے، آپ خفیہ طور پر اپنے تلامذہ کے ذریعے بارہ / بارہ ہزار درہم تک بطور نذرانہ آئمہ اطہار اہل بیت کی خدمت میں بھیجتے۔

آپ نے چیف جسٹس بننے کی حکمرانوں کی طرف سے دی جانے والی پیشکش کو قبول نہ کیا، اس کا بہانہ بنا کر آپ کو قید میں ڈال دیا گیا حتی کہ آپ کا جنازہ بھی قید خانے سے نکلا۔ سوال یہ ہے کہ اگر آپ نے چیف جسٹس بننا قبول نہیں کیا تو کیا یہ اتنا بڑا جرم تھا کہ عمر بھر قید کی سزا دے دی جائے اور جنازہ بھی قید خانے سے نکلے؟ دراصل یہ حکمرانوں کا بہانہ تھا کہ ہمارا حکم نہیں مانا اور چیف جسٹس کا عہدہ قبول نہیں کیا۔ سبب یہ تھا کہ حکمران جانتے تھے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ گھر بیٹھ کر اہل بیت کے ہر شہزادے کی خدمت کرتے ہیں، ان کے ساتھ محبت و

مؤدت کا اظہار کرتے ہیں۔ لہذا ان کو محبت اہل بیت کی سزا دی جائے۔ پس آپ نے محبت اہل بیت میں شہادت پائی۔۔۔

آپی ان لوگوں نے اہلِ بیت کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔۔۔ ہم لوگ کیا کرتے ہیں؟ جو اہلِ بیت سے محبت کرتا ہے اس کو شیعہ اور کافر کہے دیتے ہیں؟۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور محبتِ اہلِ بیت

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو اہل بیت اطہار سے شدید محبت و مؤدت تھی۔ حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی ہستیوں کے پاس اگر کوئی مسئلہ پوچھنے جاتا تو فرماتے:

اِذْھَبْ اِلٰی مَالِکْ عِنْدَہُ عِلْمُنَا.

”مالک کے پاس چلے جاؤ، ہم اہل بیت کا علم اس کے پاس ہے“۔

آپ کل آئمہ اہل بیت کے شاگرد تھے اور ان کی محبت و مودت میں فنا تھے۔ ایک طلاق کے مسئلے کو بہانہ بنا کر بنو عباس کے حکمرانوں نے ان کو محبت و مودتِ اہل بیت کی سزا دی۔ یہاں تک کہ ان کے سر اور داڑھی کو مونڈھ دیا اور سواری پر بٹھا کر مدینے کی گلیوں میں گھمایا اور حکم دیا کہ سب کو بتاؤ کہ میں امام مالک ہوں۔ آپ کہتے جاتے: جو مجھے پہچانتا ہے پہچان لے کہ میں کون ہوں اور جو مجھے اس حال میں دیکھ کر نہیں پہچان رہا وہ جان لے کہ میں مالک بن انس ہوں۔ اس واقعہ کے بعد آپ پچیس سال تک گھر میں گوشہ نشین ہو گئے اور باہر نہیں نکلے۔

یہ دور بنو امیہ اور بنو عباس کے حکمرانوں کا تھا کہ جہاں آئمہ اہلبیت اطہار کا نام نہیں لیا جا سکتا تھا۔ بنو عباس نے اہل بیت کے نام پر حکومت پر قبضہ کر لیا اور پھر چن چن کے ایک ایک اہل بیت کے امام اور اہل بیت کے محب کو شہید کیا۔ بنو عباس کا تعلق چونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کے ساتھ تھا لہذا اس تعلق کی وجہ سے یہ آئمہ کرام ان سے بھی محبت کرتے۔ ان کے ایمان اور محبت و مودت کا عالم یہ تھا کہ

بنو عباس اُن پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے مگر یہ حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے ساتھ اُن کو حاصل نسبت کی وجہ سے معاف کر دیتے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو عباسی خلیفہ جعفر بن سلیمان عباسی کے حکم پر جب کوڑے مارے جاتے تو آپ بے ہوش ہو جاتے، جب ہوش آتا تو کہتے:

اَعُوُذُ بِاللّٰہِ وَاللّٰہ مَاارْتَفَعَ مِنْھَا سَوْطٌ عَنْ جِسْمِيْ اِلَّا وَاَنَا اجعلہ فِيْ حِلٍّ من ذٰالِکَ الْوَقْت لقرابتہ من رسول اللہ..

لوگو گواہ ہو جاؤ! باری تعالیٰ میں نے کوڑے مارنے اور مروانے والے کو معاف کر دیا۔ جوں ہی ہوش آتا؟ پہلا جملہ یہی بولتے کہ میں نے معاف کر دیا، پھر کوڑے لگتے، پھر کوڑے کھا کھا کر بے ہوش ہو جاتے۔ مگر ہوش میں آتے ہی انہیں معاف کر دیتے۔

ذرا سوچئے! ان آئمہ کرام کے ہاں مودت، محبت، نسبت اور حرمت اہل بیت کا کیا عالم تھا۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ اتنا بڑا ظلم آپ کی ذات کے ساتھ ہوا مگر آپ جوں ہی ہوش میں آتے تو کہتے کہ معاف کر دیا، ایسا کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: مجھے لگ رہا تھا کہ شاید کوڑے کھاتے کھاتے میں مر جاؤں گا۔ ساتھ ہی ساتھ معاف اس لئے کرتا جا رہا ہوں کہ بے شک مجھ پر ظلم ہو رہا ہے مگر یہ لوگ حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے خاندان میں سے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن میری وجہ سے میرے آقا صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے خاندان کا کوئی فرد دوزخ میں جائے۔ بے شک اس نے ظلم ہی کیوں نہ کیا ہو مگر میں اس کا سبب نہ بنوں۔ اس لئے ہوش میں آتے ہی ساتھ ہی ساتھ معاف کرتا جاتا ہوں۔

اس قدر ظلم و ستم کے باوجود حضور صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خانوادے کے ساتھ حیاء کا تعلق برقرار رکھا۔ یہ عقیدہ اہل سنت والجماعت ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور محبتِ اہلِ بیت

امام شافعی پر اہل بیت کی محبت و مؤدت کی وجہ سے ملاؤں نے شیعہ اور رافضی ہونے کے فتوے اور تہمت لگا دی

آپ چاروں آئمہ فقہ کی فطرت میں محبت اور مودت اہل بیت تھی، ان کے علم اور ایمان کا خمیر محبت اور مودت اہل بیت سے اٹھا تھا۔ امام شافعی نے اپنے دیوان میں ایک رباعی لکھی:

یَا آلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمُ

فَرضٌ مِّنَ اللّٰہِ فِی الْقُرآنِ اَنْزَلَہُ

”اے اہل بیت رسول تمہاری محبت اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرض کر دی ہے اور اس کا حکم قرآن میں نازل ہوا ہے“۔

یَکْفِیکُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْفَخْرِ اَنَّکُمْ

مَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلَاۃَ لَہُ

”اے اہل بیت تمہاری عظمت اور تمہاری شان اور تمہاری مکانت کی بلندی کے لئے اتنی دلیل کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی“۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

اِنْ کَانَ رَفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ

فَلْیَشْھَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضٌ

”اگر آل محمد سے محبت کرنے کا نام رافضی / شیعہ ہو جانا ہے تو سارا جہان جان لے کہ میں شیعہ ہوں“۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور محبتِ اہلِ بیت

امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ آپ یزید کے بارے میں کیا حکم کرتے ہیں؟ انہوں نے جو فتویٰ دیا آفاقِ عالم میں آج تک اس کی آواز گونجتی ہے، فرمایا:

میرے نزدیک یزید کافر ہے۔ آپ کے صاحبزادے عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے اس کو روایت کیا اور کثیر کتب میں آج تک بلا اختلاف امام احمد بن حنبل کی تکفیر کا فتویٰ یزید پر آج تک قائم ہے۔ آپ کی مودت اور محبت بھی اہل بیت کے ساتھ لاجواب تھی۔

ان ساری باتوں کو کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ اہل سنت کہلاتے ہیں تو محبت و مؤدت اہل بیت سے گھبراتے کیوں ہیں۔ اس لئے کہ بعض خارجی الذہن لوگ، بعض فتنہ پرور شر پسند آپ کو شیعہ کہہ دیں گے، کسی کے شیعہ کہہ دینے سے کیا آپ شیعہ ہو جائیں گے؟ کوئی کسی کو کہہ دے کہ تم ہندو ہو گئے تو کیا صرف اتنا کہنے سے وہ ہندو ہو جائے گا؟ کئی ہندو شعراء نے نعتیں لکھی ہیں، کوئی کہہ دے کہ وہ مسلمان ہو گئے، تو کیا اتنا کہنے سے وہ مسلمان ہو گئے؟

یہ کچھ فتنہ پرور ملا ہیں جن کا ایجنڈا خارجیت کو فروغ دینا ہے، جن کا ایجنڈا محبت و ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبت آل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ختم کرنا ہے۔ اگر وہ اہل بیت کے ذکر اور ذکر حسین کا طعنہ دیتے ہیں اور پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ تم شیعہ ہو گئے تو ان کے پروپیگنڈہ پر لعنت ہو گی، قیامت کے دن مواخذہ ہو گا، کسی کے پروپیگنڈے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ کیا مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کی نسبت اور اہل بیت کے ساتھ تعلق کی پختگی میں ہمارا ایمان اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ کسی کے پروپیگنڈہ کے ڈر سے چپ کر کے بیٹھ جائیں اور مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے ذکر کو چھوڑ دیں۔ جب امام مالک نے کوڑے کھا کر ان کی محبت کی راہ نہیں چھوڑی۔۔۔ امام اعظم کا جنازہ جیل سے اٹھا مگر مودت نہیں چھوڑی۔۔۔ امام شافعی پر رافضی / شیعہ ہونے کی تہمت لگی مگر مودت نہیں چھوڑی۔۔۔ امام احمد بن حنبل نے کوڑے کھائے فتوی دیا، محبت نہیں چھوڑی۔۔۔ تو

پھر ہم کیوں اہل سنت والجماعت کا اپنا طریق چھوڑتے ہیں۔ کل اولیاء، ابدال، قطب، غوث اور ولی محبتِ ومؤدتِ اہل بیت میں ڈوبا ہوا تھا۔ کوئی ولی مرتبہ ولایت کو نہیں پہنچتا جب تک اس کی ولایت کو سیدہ کائنات فاطمۃ الزہرائ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توثیق نہیں ملتی۔۔۔ کوئی ولی شان ولایت کو نہیں پاتا جب تک مولا علی شیر خدا کی مہر نہیں لگتی کیونکہ وہ فاتح الولایت اور امام ولایت ہیں۔

سلسلہ قادریہ بھی آگے چل کر امام علی رضا کے ساتھ ملتا ہے۔ امام معروف کرخی، امام علی رضا کے ہاتھ پر توبہ کر کے ان کے مرید اور خلیفہ ہوئے ہیں۔ یہ طریق ولایت آئمہ اطہار اہل بیت کے ذریعے امام علی رضا، امام موسیٰ کاظم سے ہوتا ہوا امام جعفر صادق تک جاتا ہے۔ الغرض ولایت حضرت فاطمۃ الزہرائ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی خیرات ہے۔ اگر آپ طعنوں سے ڈرتے ہیں تو پھر آپ اہل سنت والجماعت نہیں ہیں۔ محبت اور مودت اہل بیت کو اپنے اندر زندہ کریں۔ یہ صرف اہل تشیع کا شعار نہیں ہے بلکہ یہ اہل سنت کا بھی ایمان ہے، کل امت کا ایمان ہے۔ کوئی بھی مکتب فکر ہو، خواہ شیعہ ہو یا سنی ہو، جس کی نسبت تاجدار کائنات صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے، جو صاحب ایمان ہے وہ آقا صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت کے ساتھ محبت کئے بغیر مومن رہ ہی نہیں سکتا۔۔

اور آپ کہتی ہیں کہ میں چھوڑ دوں یہ سب؟

اس نے اپنی بات مکمل کرتے ہی بہن کی طرف ایک دُکھ سے ایک تکلیف سے دیکھا۔۔۔ جو ندامت سے آنسوؤں بہا رہی تھی۔۔۔۔۔

ایک اور بات آپی جو کہتے ہیں ماتم حرام ہے۔۔۔۔ ماتم نہیں کرنا چاہیے۔۔۔۔ میں بھی کہتا ہوں ماتم نہیں کرنا چاہئے وہ شہید ہیں۔۔ وہ زندہ ہیں۔۔۔ ماتم تو مرے ہویوں کا ہوتا ہے۔ زندہ لوگوں کا کب ماتم ہوتا ہے؟

لیکن آپی اگر امام حسین کے گم پہ اُن کی تکلیف پہ اُن کے دُکھ پہ اُن کی اولاد کے اتنی بے رحمی پہ مارے جانے پہ میں روتا ہوں۔۔۔اِس ظلم پہ روتا ہوں ان کو کسی کافر نے نہیں شہید کیا بلکہ خود کو مسلمان کہنے والے نے شہید کیا ہے ۔۔۔۔۔۔۔اور دنیا مجھے شیعہ کہتی ہے تو ہاں میں شیعہ ہوں۔۔۔۔۔۔

آپی آپ کو میں ایک واقعہ سناتا ہوں۔۔۔۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمرے میں تشریف فرما تھے۔۔۔۔۔ آپ نے امالمومنین حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا دروازے پہ کھڑی ہو جاؤ۔۔۔۔ آج مجھ سے ایک ایسا فرشتہ ملنے کو آ رہا ہے جو پہلے کبھی نہیں آیا۔۔۔۔ آپ فوراً گئیں اور دروازے پہ کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔ اتنے میں امام حسین علیہ السلام کھلتے کھلتے اندر آئے۔۔۔۔۔ اور اُس کمرے میں چلے گئے جہاں حضور اقدس تشریف فرما تھیں۔۔۔ تھوڑی دیر بعد حضور کے رونے کی آواز آئی۔۔۔۔ زور سے رونے کی آواز آئی۔۔۔۔ حضرت ام سلمہ حضور پر نور کے رونے کی آواز پہ بھاگتی بھاگتی اندر گئیں۔۔۔۔ آپ نے دیکھا حضور نے امام حسین کو اپنے سینے سے لگایا ہوا ہے۔۔ اور زار و قطار پھوٹ پھوٹ کے روئے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ آپ گھبرا گئیں فوراً عرض کی میرے ماں باپ آپ پہ قربان آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ جو فرشتہ آیا تھا اِس نے مجھے بتایا میرے اِس بچّے کو میری امت قتل کر دے گی ۔۔۔۔ فرشتے نے مجھے وہ زمین دکھائی ہے جہاں اِس کا خون گرے گا۔۔۔ مجھے وہ مٹی دیکھائی ہے۔۔۔۔۔۔

جب حضور پر نور روتے ہیں تو بتاؤ ہماری جان اتنی سخت کیسے ہو سکتی ہے کہ ہم اُس دن پہ اپنا دل پتھر کا کر لیں

۔۔۔۔۔

آپی ایک اور واقعہ بتاتا ہوں میں آپ کو۔ امام زین العابدین پوری پوری رات رویا کرتے تھے۔۔ ایک دن اُن کے خادم نے پوچھا حضور آپ ساری ساری رات کیوں روتے ہیں سوتے ہی نہیں۔۔۔۔ اُس کی اِس بات پہ آپ پھر رونے لگے۔ آپ نے عرض کی یعقوب علیہ السلام کا یوسف گم ہوا تھا۔۔۔۔ وہ مل بھی گیا تھا۔۔۔۔ یعقوب علیہ

السلام ایک بیٹے کی جدائی میں چالیس سال روتے رہے اتنا کہ آنکھوں کی بینائی چلی گی۔۔۔میں نے اِن آنکھوں سے سارے گھر کو ذبح ہوتے دیکھا تھا۔۔۔۔تو کیسے نیند آجائے مجھے کیسے سو جاؤں میں۔۔۔

"ڈاکٹر صاحب میری بیٹی ٹھیک تو ہو جائے گی نا؟"

ابراہیم صاحب نے ڈاکٹر کو غور سے رپورٹس دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔

دیکھیں ابراہیم صاحب ہمیں بلکل سمجھ نہیں آرہی آپ کو بیٹی کو بیماری کیا ہے۔۔۔۔وہ کوما میں ایسے اچانک کیسے چلی گئی۔۔۔ یہ تو بہت کی کم کیسیئس میں ہوتا ہے کہ پیشنٹ ایسے کوما میں جائے۔۔۔مجھے بہت حیرت ہوئی ہے ۔میری زندگی میں آج تک کبھی کوئی کیس نہیں آیا ایسے سامنے کہ پیشنٹ بیٹھے بٹھائے کوما میں جائے۔۔۔۔

دوسرا مجھے یہ بھی اندیشہ ہے آپ کی بیٹی کو گردوں کا مسئلہ ہے۔۔۔۔اس کی ایک کڈنی بلکل نہیں کام کر رہی ہے ۔۔۔۔اور مجھے یہ لگتا ہے ہمیں آپریشن کر کے اس کڈنی کو نکالنا ہے۔۔۔۔۔اور ہم کوما کی حالت میں آپریشن بھی نہیں کر سکتے ہیں۔۔۔اور اگر ہم نے یہ کڈنی جلد از جلد نہ نکالی۔۔۔تو ہو سکتا ہے وہ ساتھ والی کڈنی کو بھی ڈیمیج کرے۔۔۔۔اگر دونوں گردے نہ ہوں تو آپکو پھر پتا ہی ہے ایک مریض کا بچنا کتنا مشکل ہے۔۔۔فلحال ہم بس اُن کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔

-

ڈاکٹر اُن کو ہر بات تفصیل سے بتا رہا تھا۔۔۔اور وہ ڈوبتے دل کے ساتھ سن رہے تھے۔۔۔

"ڈاکٹر صاحب اب ہم کیا کر سکتے ہیں"

انہوں نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اپنا پسینہ صاف کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

فلحال ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے سوائے دعا کے۔۔۔۔دعا کریں کہ وہ ہوش میں آجائیں۔۔۔آپ لوگ اُن کے پاس بیٹھا کریں باتیں کیا کریں۔۔۔۔بیشک وہ بے ہوش ہے۔۔۔مگر آپ کی باتیں وہ سن سکتی ہے۔۔۔۔اب ایسا ہے کہ کوئی معجزہ ہی ہو۔۔۔وہ ہوش میں آجائیں ورنہ ان کو بچانا بہت مشکل ہے

"فضہ کیا ہوا ہے آپکو؟ کیوں رو رہی ہیں آپ؟"

نتاشا نے اُس کو روتا دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

"جی میں۔۔۔۔۔"

وہ ایک دم چونکی اور سامنے دیکھا۔۔۔اس کے سامنے اُس کی کلاس کی ایک لڑکی کھڑی تھی۔۔۔اُس کو تو اندازہ ہی نہیں ہوا وہ کلاس میں بیٹھی ہے۔۔۔۔اور کب اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں نکلے۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے آپکو فضہ؟"

نتاشا کی اِس بات پہ سامنے بیٹھی ماہ نور نے اس کو دیکھا۔۔۔اور فوراًاس کے پاس آئی۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں یار"

وہ جو کب سے ضبط کیے بیٹھی تھی۔۔۔منہ پہ ہاتھ رکھ کے اونچا اونچا رونے لگی۔۔۔۔اُس کے رونے پہ ساری کلاس اُس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔کچھ ہی وقت میں سب کرسیوں سے اٹھ کے اُس کے سامنے کھڑے ہو گے۔۔۔۔۔

"یار بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے؟"

"وہ زرمینہ۔۔۔۔۔"

اُس نے روتے ہوئے بس اتنا ہی کہا۔۔۔۔اُس سے آگے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔۔۔۔

زرمینہ کے نام پہ سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔اور پھر اس لڑکی کو جو اونچا اونچا سسکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے زرمینہ کو فضّہ ؟"

سامنے کھڑے مدثر نے اس کے رونے پہ حیرت سے پوچھا۔۔۔۔ مدثر ہی نہیں وہاں ہر کوئی حیران کھڑا تھا ۔۔۔۔ ہر کوئی ایک دوسرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"زرمینہ۔۔۔۔ ایبٹ آباد ہوسپٹل میں ہے۔۔کوما۔۔۔کی حالت میں"

اُس نے روتے روتے ٹکڑوں میں بات کی۔۔۔ جو ہر بندہ سمجھ گیا تھا۔۔۔ ہر کوئی وہاں ایک سکتے کی حالت میں کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔

"مطلب"

کچھ وقت بعد ماہ نور نے ایک بار پھر اُس سے پوچھا۔۔۔ جیسے اُس کو حیرت ہوئی ہو۔۔۔۔ جیسے اُس نے کچھ غلط سنا ہو۔۔۔

"یار ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ ایک دم اچانک کوئی کوما میں کیسے جا سکتا ہے"

سب اُس کی طرف دیکھ کے حیرت سے پوچھ رہے تھے۔بات کر رہے تھے۔۔۔

"ہاں میں ٹھیک کہے رہی ہوں میری آج صبح ہی کچھ وقت پہلے اُس کے بھائی سے بات ہوئی ہے۔۔۔ انہوں نے بتایا ہے مجھے"۔

اُس کے ساتھ ساتھ آج ہر کوئی پریشان ہوا تھا۔۔ جیسے سب کے دل کو چوٹ لگی ہو۔۔۔ کلاس فیلو جتنا بھی برا کیوں نا ہو۔۔۔ جب بھی اُس پہ برا وقت آتا ہے۔سارے اُس کے دُکھ میں برابر کے شریک ہو جاتے ہیں ۔۔۔۔ پھر وہ تو تھی ہی زرمینہ گل۔۔۔ جو ہر ایک کے دل میں گھر کیے ہوئے تھی۔۔۔۔ ہر ایک کی مدد کرتی تھی

۔۔۔ ہر ایک کے کام آتی تھی۔۔۔۔ کلاس کی ہر لڑکی اُس سے اپنے راز شیئر کرتی تھی۔۔۔۔ اور وہ اُن کو اپنے دل کے ایک کونے میں محفوظ کر دیتی تھی۔ دفن کر دیتی تھی۔۔۔۔ فضہ کے پوچھنے پہ بھی وہ اُس کو نہیں بتاتی تھی

۔۔۔۔

یہ خبر سب کے لیے بہت بری تھی۔۔۔۔ آج وہاں موجود ہر کوئی افسردہ تھا۔۔۔۔ اور اُن سب میں ایک ہانیہ بھی تھی۔۔۔ جس کو لاکھ اس سے اختلاف سہی۔۔۔ مگر اُس کا سن کے وہ برداشت نہ کر سکی۔۔۔ اور دل میں اُس کی بہتری کے لیے دعا کرنے لگی۔۔۔۔۔

"فضہ آپ مت روئیں۔۔۔۔ آپ دیکھنا وہ ٹھیک ہو جائے گی بلکل"

ہانیہ نے اُس کے پاس آتے ہوئے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"اِن شاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔ اور ہم سب اس کو دیکھنے بھی چلیں گے"

مدثر نے اُس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔۔ اور ہانیہ نے برا سا منہ بنا کے اُس کو دیکھا۔ اُس کو شدید چڑ تھی اُس کا اپنی بات میں بولنا۔

آپی میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے مذہب میں ماتم جائز ہے۔۔۔ ایسا بلکل بلکل بھی نہیں۔۔۔۔۔ اور وہ بھی شہیدوں کا۔۔۔ میں بس یہ کہتا ہوں اگر کوئی امام حسین کے گم میں آنسوؤں بہا دے تو وہ کافر بھی نہیں ہوتا ۔۔۔۔۔ بیشک ماتم کرنا اسلام میں جائز نہیں۔۔ لیکن ماتم سے مراد اونچا اونچا رونا۔۔۔۔ یہ نہیں کہ ہم پتھر بن جائیں۔۔۔۔ اِس دُنیا میں امام حسین سے زیادہ مظالم کسی پے نہیں ڈھائے گے۔۔۔۔

۔

بیشک وجی ماتم کرنا جائز نہیں ہے۔۔۔۔ تمہاری اِس بات سے مجھے ایک واقعہ یاد آیا ہے۔۔۔۔

حضرت جعفر طیار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچازاد بھائی میدان جنگ میں شہید ہوئے۔۔۔اُن کی چار زوجہ محترمہ بیوہ ہوئیں۔۔۔ چھوٹے چھوٹے بچے یتیم ہوئے۔۔۔۔

وہ اونچا اونچا رونے لگیں۔۔۔۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی اِس حرکت سے اِس قدر غضب ناک ہوئے اور کہا اِن کے منہ پہ خاک پھنک دو۔۔۔ حالانکہ حضرت جعفر طیار علیہ السلام اہلِ بیت میں سے تھے۔۔۔اور اِس قدر ظلم سے شہید ہوئے تھے۔۔۔ مگر پھر بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیویوں کو زور زور سے چیخ کے رونے کی اجازت نہیں دی۔۔۔۔۔ یہاں سے ہمیں پتا چلتا ہے۔رونا تو جائز ہے مگر سر سے دوپٹے اُتار کے چیخ چیخ کے سینے پیٹ کے رونا اسلام میں حرام قرار دیا ہے۔۔۔

بیشک آپی آپ بلکل ٹھیک کہتی ہیں۔۔۔ میں تو یہ کہتا ہوں کوئی سنی ہے تو اس کو سنی چھوڑ دو۔۔ کوئی شیعہ ہے تو اس کو شیعہ رہنے دو۔۔۔۔ اِس دُنیا میں تو ۷۳ فرقے ہیں۔۔۔ اور جنت میں صرف ایک فرقہ ہی جائے گا ۔۔۔اب ہمیں کیا پتا ہے۔۔۔وہ کون سا ایک فرقہ ہے جو جنت میں جائے گا۔۔۔۔۔ ویسے بھی اِن فرقوں نے زمین پہ ہی ختم ہو جانا ہے۔۔۔۔ کسی کا فرقہ ختم کرنا ہماری ذمے داری نہیں ہے۔۔۔۔ یہ جس کا کام ہے ہمیں انہی پہ چھوڑنا چاہتے نا۔۔۔۔ بس اپی دعا کریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کا نزول ہو جائے۔۔۔اور اُس دنیا دے یہ فتنے ختم ہو جائیں۔۔۔۔

بیشک وجی ایک حدیث مبارکہ میں ہے

" صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ ۔عدل اور انصاف سے فیصلے کریں گے۔۔ اس وقت ایک سجدہ کرنا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہو گا۔۔۔ پھر حضرت ابو ہریرہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی تائید میں یہ آیت پڑھی (ترجمہ)

"اہل کتاب میں سے ہر شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے اُن کی تصدیق کرے گا"۔

اور ایک جگہ حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے لڑتا رہے گا اور قیامت تک حق پہ قائم رہے گا اور ثابت رہے گا ---- یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئیں گے---- مسلمانوں کا امیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہے گا آیئے نماز پڑھایے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں تمہیں تم میں سے بعض کی امامت کروں گا---- حضور پاک نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول اس اُمت کی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے ہو گا" (صحیح مسلم ۳۰۳)۔

بیشک اپی بلکل ایسا ہی ہے---- مجھے بہت دُکھ ہوتا ہے ہم اُس نبی کی اُمت ہیں جس نے کفار کو بھی کبھی بد دعا نہیں دی---- اور ہم سب مسلمان ہو کہ ایک دوسرے کو سلام بھی نہیں کرتے--- ایک دوسرے پے کافر ہونے کے فتوے لگا دیتے ہیں----- مجھے نہیں سمجھ آتی اگر ہم سب کافر ہی ہیں تو جنت میں کون ہو گا؟.... جب ہر انسان اپنے اعمال کا خود ذمے دار ہے تو ہم ہوتے کون ہے اُس کے عمال میں بولنے والے---- کیا اقا کو یہ سب دیکھ کے خوشی ہوتی ہو گی؟----- ہم سمجھتے ہیں اہلِ بیت سے محبت کرنا شیعہ کا ہی کام ہے.... ہم اپنی انا کو ایک طرف کیوں نہیں رکھ لیتے---- کیا حضور کی اولاد ہماری کچھ نہیں لگتی؟ کیا اُن سے بغض رکھ کے ہم اپنے ایمان کی تکمیل کر سکتے ہیں؟

فضہ آپ نے زرمینہ کی جلد صحت یابی کے لیے جو قرآن خانی رکھوائی تھی وہ کس وقت ہے؟

-

"ماہ نور میں تو سوچ رہی تھی کسی فری لیسن میں پڑھیں گے--- مگر سارے ٹیچر ز بھی اِس میں شامل ہونا چاہتے ہیں جو ہمیں پڑھا رہے ہیں"

-

"یہ تو بہت اچھا ہو گیا ہے۔۔۔ ٹیچرز کی دعاؤں سے تو وہ جلد صحت یاب ہو جائے گی۔۔"

"ان شاء اللہ بلکل ایسا ہی ہے"

اُس نے نظریں جھکائے ہوئے اپنا رُخ دوسری طرف موڑا جہاں سے اُس کو ہانیہ کی آواز آئی تھی۔۔۔۔

"فضہ اگر زرمینہ ٹھیک نہ ہوئی تو ہم سب اُس کو دیکھنے ہاسپٹل چلے جائیں گے۔۔ یونی کی ویں ہی ہائیر کر لیں گے"۔

"ہانیہ آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ مگر ابھی یہ بھی تو نہیں پتا کہ زرمینہ کون سے ہسپتال میں ہے اور ابھی وہ ایبٹ آباد میں ہی ہے یا پھر پنڈی میں"

اُس نے چہرے پہ سنجیدہ سے تاثرات لیے بولا۔۔۔۔۔ زرمینہ کی بیماری کی خبر کے بعد وہ ایک دفعہ بھی نہیں مسکرائی تھی۔۔۔۔ کسی نے اُس کو ہستے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ وہ ہر وقت تسبی ہاتھ میں لیے کچھ نہ کچھ پڑھتی رہتی تھی ۔۔۔۔۔ آج اُس نے اپنی کلاس میں قرآن خانی رکھوائی تھی۔۔۔۔۔ اُس کو لگ رہا تھا جیسے زرمینہ بیمار نہیں ہوئی وہ بیمار ہو گئی ہے۔"

"زرمینہ کا علاج تو ڈاکٹرز ہیں مگر فضہ کا علاج صرف تم ہو زرمینہ گل صرف تم۔۔۔ آجاؤ کہ تمہاری فضہ ٹھیک ہو جائے۔۔ دیکھو بہت بیمار ہے وہ۔۔۔۔ تمہارے بغیر وہ بہت بیمار ہے"۔

وہ کرسی پہ بیٹھی اپنی آنکھوں کی نمی کو صاف کیا۔۔۔۔ اور اُس خالی کرسی کو دیکھنے لگی۔۔۔ جس پہ وہ آج بھی کسی کو نہیں بیٹھنے دیتی تھی۔

"وجدان صاحب آپ نے قرآن خانی میں جانا ہے؟"

وہ کرسی پہ ٹیک لگائے۔ آنکھیں بند کئے۔۔۔ اپنی سوچوں میں غرق تھا۔۔۔۔

"کس کی قرآن خانی امجد صاحب؟"

"آپ کو نہیں پتا؟ ہماری ایک سٹوڈنٹ بہت سیریز کنڈیشن میں ہے۔۔۔۔ ہسپتال میں ایڈمٹ ہے۔۔۔اور سنا کافی دنوں سے اُس کو ہوش نہیں آیا"

وہ اُس کے سامنے کرسی پہ بیٹھے افسردہ سے بول رہے تھے۔۔۔

"نہیں مجھے تو کچھ نہیں پتا"

اُس نے حیران ہونے والے انداز میں اپنے کالیگ کو دیکھا۔۔۔وہ کیا سے کیا ہو گیا ہے۔۔ایک وقت تھا جب اُس کو ہر سٹوڈنٹ کا پتا ہوتا تھا۔۔۔۔۔انکی لائف میں کیا چل رہا ہے۔۔اُس کو وہ بھی پتا ہوتا تھا جو انکی پرسنل لائف میں ہوتا تھا۔۔۔سٹوڈنٹ اُس کو اپنی لائف کی ایک ایک بات بتاتے تھے۔۔۔اُس سے مشورے لیتے تھے۔۔۔۔ مگر اب؟ اب تو اُس کو اپنا بھی نہیں پتا۔۔۔وہ کون ہے اور کہاں ہے!۔

"کس وقت ہے قرآن خانی امجد صاحب؟"

اُس کا دل کچھ عجیب سا بے چین ہونے لگا۔۔۔۔۔۔جیسے وہ اڑ کے وہاں پہنچنا چاہتا ہو۔جدھر قرآن خانی ہو رہی ہے

۔۔۔۔۔۔

"مسجد میں سب موجود ہیں۔۔۔۔۔چلیں ہم بھی چلتے ہیں وقت تو ہو ہی گیا ہے"

انہوں نے اپنی گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔اور اٹھنے لگے۔۔۔۔۔

"جی جی چلیں پھر چلتے ہیں"

اُس نے اپنا موبائل لیا اور کمپیوٹر کی طرف رخ کیا۔۔۔کمپیوٹر پے کالی سکرین آتے ہی وہ جلدی جلدی اٹھا اور باہر نکلنے لگا۔۔۔۔

"یا اللہ یہ میرے دل کو کیا ہو رہا ہے؟"

راستے میں اُس نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے ہلکا سا آسمان کو دیکھا۔۔۔۔

"وجدان صاحب میرا تو بہت دل خفا ہوتا ہے جب اتنے اچھے سٹوڈنٹس ایسے بیمار ہو جائیں"

چلتے چلتے امجد صاحب نے اُس کی طرف دیکھا اور افسوس سے کہا۔۔۔۔ مسجد ڈیپارٹمنٹ سے تھوڑا سا دور تھی تو اُن دونوں کو جانے میں وقت لگ رہا تھا۔۔۔

" بلکل ماجد صاحب ہر سٹوڈنٹ اپنے اُستاد کے بہت قریب ہوتا ہے۔۔۔۔اُن کے ساتھ ایک دل کا اور روح کا رشتہ جڑ جاتا ہے"۔

"ٹھیک کہتے ہیں آپ وجدان۔۔۔ اور پھر ایسے تابعدار شاگرد ہوں تو دل پھر کچھ زیادہ ہی خفا ہوتا ہے۔۔۔۔ بیچاری بہت بیمار ہے۔۔۔مانسہرہ والوں نے ایبٹ آباد ریفر کیا ہے۔۔۔ مگر وہاں بھی اسکو ہوش نہیں آیا۔۔۔ انہوں نے مسجد کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے افسوس سے کہا۔۔۔۔

"آپ نے بتایا نہیں کون ہے وہ لڑکی جو بیمار ہے"

مسجد کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے اُس نے اُن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

"فورتھ سیمسٹر کی ہے وہ۔۔۔جو ہر وقت برقعے میں ہوتی ہے۔ اور اوپر چادر بھی کرتی ہے"

وہ جو تھوڑا سا اور اوپر چڑھ رہا تھا۔۔۔وہیں رکا۔۔۔۔۔اُس کے دل میں ایک عجیب سے چبھن لگی۔۔۔۔۔اُس چُبھن نے اسکا سارا وجود اندر سے نچوڑ دیا۔۔۔اُس کے چہرے کا رنگ ایک دم زرد ہوا۔۔۔ جیسے کسی کو بھی سخت یرقان ہوا ہو۔۔۔۔وہ پیچھے مڑا۔۔اُس کو لگا جیسے اُس کی ٹانگوں نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔۔۔۔۔وہ کچھ ہی لمحوں میں زمین پہ گر جائے گا۔۔۔۔

"۔ن۔۔۔۔۔نا۔۔۔نا۔۔نام کیا ہے اُس لڑکی کا"

اُس نے کانپتے ہونٹوں سے ہتھلاتے ہوئے اُس کا نام پوچھا۔۔۔۔

"وجدان ٹھیک تو ہیں نا آپ؟ یہ آپکی رنگت کو کیا ہو گیا ہے اچانک؟"

انہوں نے اُس کے رنگ کو بہت غور سے دیکھا۔۔اُس کے کانپتے ہونٹ صاف صاف دکھائی دے رہے تھے ۔۔۔اُس کی آنکھوں کا بدلتا رنگ بلکل عیاں تھا۔۔۔۔

"کیا نام ہے اسکا؟"

اُس نے بے جان سے جسم کے ساتھ آنکھیں بند کیں اور ایک بار پھر پوچھا

"زرمینہ سواتی"

انہوں نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے حیرت سے اُس کا نام لیا۔۔۔۔

اُس کا نام اُسکی سماعتوں سے ٹکرایا۔۔۔وہ ہوش کی دنیا سے بے ہوشی کی وادیوں میں جانے لگا۔۔۔وہ کھڑے کھڑے اُس سیڑھی سے پھسلا جہاں وہ کھڑا تھا۔۔۔۔اُس کو لگا جیسے اُس کی کائنات آج ختم ہو گئی ہے۔۔۔بس اُس کی اتنی ہی سانسیں خدا نے لکھی تھیں۔۔۔۔اس کو بس اتنا ہی جینا تھا۔۔۔"

۔ایک عاشق کے لیے اُسکی معشوق کی موت کی خبر دراصل اُس کی اپنی موت کا پروانہ ہوتا ہے جو اسکو تحفے میں ملتا ہے"۔

"زرمینہ گل پتا ہے تمہارے بابا جان وجدان کے لیے تمہارے رشتے پہ مان گے ہیں"۔

وہ اس کے سامنے بیٹھیں۔اُس کے بلکل پاس۔۔۔اُس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے اسکو بتا رہیں تھی ۔۔اس کے سامنے مسکرا رہیں تھیں۔۔۔۔جو بلکل بے جان سی لیٹی تھی۔۔۔۔۔۔

"زرمینہ گل تمہارے بابا جان نے مجھے خود کہا ہے۔۔ہم زرمینہ کی شادی اُس کی پسند سے کریں گے۔۔۔۔جدھر اُسکی مرضی ہو گی وہیں پہ کریں گے"

وہ خوشی خوشی اسکو بتاتی جا رہیں تھیں۔۔۔۔جیسے کوئی کسی بچے کو بھلا رہا ہو۔۔۔۔اُس کو لالچ دے رہا ہو۔۔وہ بھی ایسا ہی کر رہیں تھیں۔۔۔اپنی بیٹی کو لالچ دے رہی تھیں۔اُس کی آنکھیں کھلوانے کی لالچ۔۔۔۔

"زری پتا ہے میں نے بابا جان کو کہا وہ تو سواتی نہیں ہے۔وہ تو سید ہے۔۔۔۔پھر پتا ہے زری انہوں نے کیا کہا؟ کہنے لگے۔۔تو کیا ہو گیا وہ سید ہے۔وہ میری بیٹی کی پسند ہے۔۔۔مجھے اُسکی پسند سے آگے کوئی نہیں ہے۔۔نہ خاندان،نہ ذات پات،نہ حسب نسب۔۔۔نہ ہی میر اسواتی خون"۔

پتا ہے زری اتنا خوش ہوئی میں۔۔۔شکر ہے نا دیکھو ہمارے خاندان میں کسی کی تو سوچ بدلی ہے نا۔۔۔تمہیں یاد ہے زری تمہاری پھوپھو کی بیٹی نے تب ہی زہر کھائی تھی نا کہ وہ قوم سے باہر شادی کرنا چاہتی تھی۔اور ہمارا خاندان مان نہیں رہا تھا۔میں تمہیں صوفیہ نہیں بننے دوں گی زرمینہ۔۔۔میری بیٹی محبت کے نام پہ نہیں مرے گی۔۔۔۔تم ٹھیک ہو جاؤ زری۔۔۔تم ٹھیک ہو جاؤ تاں کہ تم اپنے خاندان کی تاریخ بدلو بھرسوں پُرانی روایت بدلو۔۔۔۔تم وہ کرو جو آج تک ہونا ناممکن تھا۔۔۔۔دیکھو زری تمہارے بابا جان تمہارا ساتھ دیں گے۔۔۔بس اس کے لیے تمہیں ایک کام کرنا ہے۔۔تمہیں اٹھنا ہے اپنی آنکھیں کھولنی ہیں بچے۔۔۔۔۔

اب کی بار انکی مسکراہٹ بلکل ختم ہوئی۔۔۔آنکھوں سے آنسوؤں چھلک چھلک کے گرنے لگے۔۔۔۔وہ کبھی اُس کے بالوں میں۔ہاتھ پھرتیں۔۔کبھی اُس کے سر کا دوپٹہ ٹھیک کرتیں۔۔۔پھر تھوڑا آگے ہوتیں۔اُس کے ماتھے پہ پیار دیتیں۔۔۔۔اُس کا ہاتھ اٹھاتیں اُس ہاتھ کو اپنے لبوں کے ساتھ لگتیں پھر اسکو اپنے رُخسار کے ساتھ لگتیں۔۔۔۔روتے روتے ہس دیتیں۔۔۔۔اپنی بیٹی کو جھوٹی آسیں اور امیدیں دیتیں۔۔۔۔

"وجدان ٹھیک تو ہیں آپ؟وجدان ہوش کرو یار کیا ہو گیا ہے؟"

ماجد صاحب اپنی بازوں پہ اُس بے جان مگر زندہ جسم کو سہارا دیے کھڑے تھے۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے وجدان سر کو؟"

پاس سے گزرتے کچھ سٹوڈنٹس نے اسکو دیکھا تو بھاگتے بھاگتے مسجد کی سیڑھیوں پہ آئے۔۔۔اسکو مضبوطی سے پکڑا اور وہیں سیڑھیوں پہ بٹھایا۔۔۔۔۔

وہ زندہ تو تھا، مگر اپنے ہوش میں نہیں تھا۔۔۔اُسکی سانسیں تو چل رہیں تھیں مگر سانس نہیں آ رہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

"پانی لاؤ جلدی"

ماجد صاحب نے اُن میں سے ایک لڑکے کو پانی کے لیے بھیجا۔۔۔جو بھاگتا بھاگتا مسجد میں گیا اور پانی کا گلاس لیے واپس آیا۔۔۔۔

"سر مجھے لگتا ہے ہمیں سر کو ایمرجنسی لے کے جانا چاہیئے"۔

"یار مجھے بھی یہی لگتا ہے، سر کو ہوا کیا ہے ماجد سر؟"۔

"کچھ پتا نہیں ہے۔۔۔ہم مسجد جا رہے تھے اچانک سے گرے اور بے ہوش ہو گے"

انہوں نے اُس کے منہ پہ پانی چھلکاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

وہ آنکھیں بند کیے سیڑھیوں پہ بے ہوش لیٹا تھا۔۔۔۔اُس کا سراپا اُس کے سامنے آیا۔۔۔وہی لڑکی حجاب کیے ہوئے۔۔۔۔چہرے پہ نقاب لیے ہوئے۔۔۔آنکھوں میں ایک اُمید لیے اسکو دیکھ رہی تھی۔۔۔جیسے اسکو بولا رہی ہو۔۔۔

"شاہ جی منتظر ہوں میں آپکی۔۔۔آ جائیں میرے پاس۔۔۔اِس سے پہلے کہ دیر ہو جائے"

وہ آنکھیں بند کئے اسکو دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ اُس کے سامنے بیٹھی اسکو بولا رہی تھی۔۔۔۔

"ملکہ میں ضرور آؤں گا۔۔میرا انتظار کرنا"

"سر کچھ کہے رہے ہیں ماجد سر"

وہ بے ہوشی میں اُس سے وعدے کر رہا تھا!!۔

"وجدان"

ماجد صاحب نے اُسکے رخساروں پہ تھپتپایا۔۔۔۔ایک بار پھر پانی کا چھلکا اُس کے اوپر پھینکا۔۔۔۔۔

"ملکہ۔۔۔ملکہ میرا انتظار کرنا"

اب کی بار بھڑ بھڑاکٹ میں صفائی آئی تھی۔۔کوئی بھی اُس کے منہ کے ساتھ کان لگا کے سنتا تو آسانی سے سمجھ جاتا

۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے سر کو؟"۔

"ارے یہ تو وجدان سر ہیں"۔

"سر اور اِس حالت میں"۔

"کیا ہوا ہے سر کو؟"

کچھ ہی منٹوں میں وہاں ایک ہجوم بن گیا تھا۔۔۔۔وہاں کوئی اور نہیں پڑا تھا بلکہ یونیورسٹی کا ہیرو پڑا تھا۔۔۔۔وہ جو ہر دل عزیز تھا۔۔۔۔جسکو ہر کوئی چاہتا تھا۔۔۔۔اسکو اِس حالت میں دیکھنا سب کے لیے قابل فکر بات تھی ۔۔۔۔اسکو تو سب نے ہستا کھیلتا دیکھا تھا۔۔۔مسکراتا دیکھا تھا۔۔۔۔یہ پیلے چہرے کے ساتھ سامنے لیٹا شخص کون ہے۔۔۔۔۔جو اپنے ہوشوں میں ہی نہیں ہے۔ایک زندہ لاش بنا ہوا ہے۔۔۔

"شاہ جی لیٹ نہ ہو جانا جلدی آنا"

ایک بار پھر وہ حجاب والی اُسکے سامنے آئی۔۔۔۔۔جیسے کوئی فرشتہ اُسکے خیالوں میں آرہا ہو اسکو جینے کی ایک آس دے رہا ہو۔۔۔ابھی نہیں مرنا۔۔۔۔کوئی تمہارا انتظار کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔

"شاہ جی"

"جی میری ملکہ"

"جلدی آئیں"

"میں آرہاہوں ملکہ"

"جلدی آنا"

"جلدی آؤں گا میرے دونوں جہانوں کی ملکہ"

"میرے مرنے سے پہلے آجانا"

اب کی بار اُن موٹی آنکھوں میں انسوں تھے۔۔۔۔ آنکھوں میں ایک تڑپ تھی۔۔۔

"ملکہ تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا میں۔۔ میری ملکہ میرا انتظار کرنا"

وہ بے ہوش لیٹا شخص اب سب کو سوچنے پے مجبور کر رہا تھا۔۔۔اُس کے ہونٹوں پہ ملکہ اور آنکھوں سے نکلتا پانی سب کو حیران کر رہا تھا۔۔۔۔ ہر کوئی اسکو دیکھ رہا تھا۔۔ جن کو اسکے عاشق ہونے پہ شک تھا۔۔ آج انکو یقین ہو رہا تھا۔۔۔۔

اور وہ بار بار ملکہ کے نام کی تسبح پڑھ رہا تھا۔

"ابراہیم صاحب آپ جتنی جلدی ہوسکے زرمینہ کو پنڈی لے کے جائیں"

ڈاکٹر جدون نے اُسکی رپورٹس کو دیکھنے کے بعد زرمینہ کو دیکھا۔جو بلکل مردہ پڑی تھی۔۔۔

"لیکن ڈاکٹر صاحب...."۔

"ابراہیم صاحب آپکے پاس اتنا بھی وقت نہیں ہے کہ آپ اِس لیکن کا جواب سُننے میں ضائع کریں۔۔۔۔آپ بچی کو فوراً لے کے جائیں۔۔۔۔ایک منٹ بھی تاخیر نہ کریں"۔

"میری بیٹی ٹھیک تو ہو جائے گی نا ڈاکٹر صاحب؟"

"آپکی بیٹی کا ایک گردہ بلکل فیل ہو گیا ہے۔۔۔۔اب ہم کوما میں آپریشن نہیں کر سکتے۔۔۔آپ بس دعا کریں کسی بھی طرح یہ ہوش میں آجائیں"۔

"آپکی بیٹی کو اب کوئی معجزہ ہی بچائے گا دعا کریں"

ڈاکٹر صاحب نے ابراہیم صاحب کے کندھے پے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور خود باہر چلے گئے۔۔۔

وہ جو باپ تھا اسکے لیے ایک قدم بھی اٹھانا پل صراط کو پار کرنے کے مترادف تھا۔۔۔۔۔

"اِن ڈاکٹروں کے سینے میں دل نہیں ہوتا۔کیسے کسی کو موت کا کہہ دیتے ہیں۔۔۔ جھوٹی آس تو دے دیں ۔۔۔ہمیں کچھ تو امید ہو"

باہر کھڑی ماں نے ساری باتیں سن لیں تھیں۔۔۔وہ بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کے رونے لگیں۔۔۔

"اماں نہیں روئیں آپ۔ہماری زری بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔۔پنڈی سے واپسی پے ہستی ہستی آئے گی"

سلطان نے ماں کو اپنے سینے سے لگایا۔۔۔۔وہاں ہر کوئی ایک دوسرے کو سہارا دے رہا تھا۔۔۔ہر ایک کا دل اندر سے کامپ رہا تھا۔۔۔۔ مگر انکو مضبوط ہونا تھا۔باپ کو اولاد کے لیے اور اولاد کو باپ کے لیے۔۔۔

"زری کی بچی تو ٹھیک ہو جا ایک دفعہ گن گن کے بدلے نہ لیے نا تم سے تو دیکھنا"

ماں کو سینے سے لگائے آنکھوں میں آنسوؤں لیے وہ اُس بہن کو کہہ رہا تھا جو نہ زندہ تھی نہ مردہ

"ملکہ"

ایک زور دار چینخ لگاتے ہی وہ ہوش کی دنیا میں آیا۔۔۔۔ اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔ اپنے سر کو ہاتھوں میں پکڑا ۔۔۔۔ اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔۔ جہاں پوری یونیورسٹی اُسکی آنکھ کھولنے کی منتظر کھڑی تھی۔۔۔۔۔ وہ سب کو دیکھنے لگا۔۔۔ سب کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ آئی۔۔۔۔ اُن کے اُٹھے ہوئے ہاتھ انہوں نے منہ پہ پھرے اور شکر کا کلمہ پڑھا۔۔۔۔۔

"سر آپ ٹھیک تو ہیں نا؟"

اُس کے پاس بیٹھے لڑکے نے اُس سے پوچھا۔۔۔۔

"ہمم"

بس اتنا ہی کہہ کر وہ مسجد کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔۔۔ مسجد میں جاتے ہی وہ وہیں روکا۔۔۔ وہاں سٹوڈنٹس کا ایک ہجوم بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اُن میں کچھ ٹیچرز بھی مجود تھے۔۔۔۔ سب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے ۔۔۔۔ قرآن خانی مکمل ہو چکی تھی۔۔۔۔ سب دعا کر رہے تھے۔۔۔ مسجد کے امام صاحب دعا کر رہے تھے اور وہاں مجود ہر زبان امین کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ مسجد کے اندر گیا۔۔۔۔ وضو بنایا۔۔ اور وہاں آگیا جدھر سب بیٹھے تھے۔۔۔ اُن کے کچھ فاصلے پہ وہ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ سر پہ ٹوپی پہنی۔۔۔ اور نماز ادا کرنے لگا۔۔۔ اُس نے دو نفل حاجت کی نیت کی۔۔۔ اور نماز شروع کی۔۔۔

نماز کے دوران ایک ایک لفظ پہ اُس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔۔۔۔

سب نے اپنی دعا مکمل کی۔۔۔۔ آنکھیں کھولیں تو سامنے کھڑے اُس شخص کو دیکھا۔۔۔۔ جو روتے روتے نماز پڑھ رہا تھا۔۔۔۔ آج سے پہلے کسی نے ایسی نماز کی ادائیگی نہیں دیکھی تھی۔۔۔ ہر کوئی وہاں سے اٹھنے کے بجائے اسکو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

اُس نے اپنے دو رکعت نفل ادا کیے۔۔۔۔ سلام پھیرا۔۔۔۔ ہاتھ اٹھائے۔۔۔۔۔

"یا اللہ میں جارہاہوں اپنی ملکہ کے پاس۔۔۔۔۔ مجھے اُس کو دیکھنے سے پہلے موت نہیں دینا۔۔۔۔ مرنے سے پہلے تو جلاد بھی آخری خواہش پوچھتا ہے۔ تو تو میرا رب ہے۔۔۔۔۔ میری آخری خواہش پوری کرنا۔۔ میری سانس اُسکی گود میں نکالنا۔۔۔۔ اُس سے پہلے مجھے موت نہ دینا"۔

وہ دنیا سے بے خبر اپنے اللہ سے مانگ رہا تھا۔۔۔۔ رو رہا تھا۔۔۔۔۔ تڑپ رہا تھا۔۔۔۔ وہاں پہ موجود سب نے اُس کی دعا پہ باآواز بلند آمین کہا۔۔۔۔۔ وہ حقیقت کی دنیا میں آیا۔۔۔ اُس نے ایک بار پھر وہاں موجود سب حاضرین کو دیکھا جو نم آنکھوں سے اسکو دیکھ رہے تھے۔۔۔

اس کے لبوں پہ اظہارِ تشکر کی ایک مسکراہٹ آئی۔۔۔۔ وہ اٹھا اور باہر گیا۔۔۔ مسجد میں موجود ہر شخص اُس کے پیچھے باہر نکلا۔۔۔۔۔ جتنا ہجوم اُسکے پیچھے تھا اُس سے دس گنا زیادہ اُس کے سامنے تھا۔۔۔۔۔

وہ مسجد کی سیڑھیوں پہ کھڑا ہوا۔۔ سب کو ایک نظر دیکھا۔۔۔ جیسے وہ کسی جلسے میں آیا ہو اور سب کو دیکھنے کے لیے اُس کے آگے پیچھے ہو رہے ہوں۔۔۔۔۔

"میرے حق میں دعا کیجیئے گا سب"

وہاں پہ موجود سب کے ہیرو نے اُن سے ایک جملے کا خطاب کیا۔۔۔۔

اُس کی اِس بات پہ سب نے ایک ساتھ ہاتھ اٹھائے۔۔۔۔ دو منٹ کی خاموشی ہوئی۔۔۔ ایسی خاموشی جیسے کسی سنسان ریگستان میں ہو۔۔۔۔۔ سب کے ہاتھ نیچے ہوئے۔۔۔ اور وہ ایک ہیرو کی طرح سب کے درمیان سے گزرنے لگا۔۔۔ وہاں بس ایک کمی تھی کسی کے ہاتھ میں پھول نہیں تھے۔۔۔۔۔ ورنہ ہر کوئی اُس پہ پھولوں کی برسات کرتا۔۔۔۔ وہ اپنی محبوبہ کے لیے جارہا تھا۔۔۔۔۔ ایک محاذ پہ جارہا تھا۔۔۔۔ جس میں دو ہی صورتیں ہونی تھی۔ ایک جیت اور دوسری ہار۔۔۔ کوئی اپنے ہیرو کو ہارتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔ ہر کوئی اُسکی جیت کی دعا کر رہا تھا۔۔

۔۔۔جو لڑکیاں اُس پہ جان دیتیں تھیں۔اُس کے سپنے دیکھتی تھیں۔۔۔اُس کے ساتھ کسی اور لڑکی کو کھڑا ہوتا ہوا بھی برداشت نہیں کرتی تھیں۔۔۔آج وہ بھی اُس کی محبت کی کامیابی کے لیے دعا کر رہی تھیں۔آنکھوں میں آنسوؤں لیے ہاتھ اٹھائے وہ بھی اللہ سے اسکی منزل تک رسائی مانگ رہی تھیں۔۔۔

"یا اللہ وجدان کو خالی ہاتھ نہیں لوٹانا"۔

یا اللہ وجدان کو وہ عطا کرنا جس کی خاطر وہ آج نکلا ہے۔۔۔

"اللہ جی آپ سر کو اُن کی محبت دیں گے نا تو میں سمجھوں گی مجھے میری محبت مل گئی ہے"۔

"اے اللہ ہمیں تو وجدان شاہ نہ مل سکا۔۔مگر اسکو وہ دینا جو اُس نے مانگا ہے"۔

"اللہ جی مجھے میری چاہت نہیں ملی مگر سر کو وہ ضرور دینا جو انہوں نے چاہا ہے"۔

آج ہر لڑکی اُس کو دعاؤں میں رخصت کر رہی تھی۔۔۔اُس کے لیے رو رو کے دعا مانگ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ یونیورسٹی کے گیٹ تک پہنچا۔۔پیچھے مڑا۔۔۔اپنے پیچھے لوگوں کا ایک ہجوم دیکھا جو اُس کو دروازے تک رخصت کرنے آئے تھا۔۔۔اُس نے سب کی طرف ہاتھ ہلایا۔۔۔جیسے یہ اُس کا آخری سلام ہو۔۔پھر اُس نے کبھی ان سب سے نہ ملنا ہو۔۔۔اُس کے ہاتھ ہلاتے ہی سب نے ہاتھ اوپر کیا۔۔۔۔

ایک نے شرارت سے ایک زوردار آواز میں وجدان سر کہا۔۔

باقی سب نے زندہ باد کا نعرہ لگایا۔۔۔۔

وہ ایک عاشق کو رخصت کر رہے تھے۔۔۔اُس عاشق کو جو اُن میں محبت کی ایک الگ ہی پہچان چھوڑ کے جا رہا تھا ۔۔۔محبت کی ایک خوبصورت مثال بن رہا تھا۔۔لوگوں کو محبت کرنے کا طریقہ بتا رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ موٹر سائیکل پے بیٹھا۔۔۔ایک کیک لگائی اور کچھ ہی لمحوں میں وہاں سے روپوش ہو گیا۔۔۔مگر جو اسکو رخصت کرنے آئے تھے وہ ایک مجسمے کی طرح وہیں کھڑے اسکو جاتا دیکھتے رہے

"پلیز سسٹر آپ ایک بار پھر دیکھ لیں"

اُس نے ریسیپشن پہ کھڑی نرس کو کہا۔ اور بے چینی سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔۔ جیسے کچھ ڈھونڈ رہا ہو۔۔۔ کسی کی اسکو شدت سے تلاش ہو۔۔۔

"نہیں سر اِس نام کی کوئی پیشنٹ نہیں ہے ہمارے پاس"

نرس نے ایک بار پھر کمپیوٹر پہ اپنی اُنگلیاں چلائیں۔۔۔۔۔ وہ جو بے چینی سے اسکو دیکھ رہا تھا۔ ایک بار پھر اسکو نفی میں جواب ملا۔۔۔۔۔

"مگر سسٹر مجھے اسی ہاسپٹل کا بتایا گیا ہے وہ یہیں پہ ایڈمٹ ہیں"

اُس نے ایک بار پھر اُس کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ اُس کے لہجے اور انداز میں اتنی شدت تھی کہ وہ بار بار اُس کے کہنے پہ دیکھتی۔۔۔۔۔ اپنے دل میں دعا کرتی۔۔۔ کاش مجھ سے دیکھنے میں غلطی ہوئی ہو اور وہ لڑکی یہیں ہو اسی ہسپتال میں۔۔۔ مگر جن کا ملنا نصیب میں ہی نہ لکھا ہو۔۔ وہ ہزار منتوں کے اور، لاکھ وظیفوں کے بعد بھی نہیں ملا کرتے۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے ہاجرہ؟"

"کچھ نہیں یہ ایک پیشنٹ کا پوچھ رہے ہیں مگر اُنکا ریکارڈ ہماری پرزنٹ لسٹ میں نہیں مل رہا۔۔۔ میں نے جوائن بھی ابھی کی ہے ڈیوٹی تو مجھے کوئی آئیڈیا بھی نہیں ہے۔۔۔"

اُس نے اپنے ساتھ والی نرس کو تفصیلاً بتایا۔۔۔ جو ہاتھ میں کچھ فائلز لیے ابھی ابھی وہاں پہنچی تھی۔۔

"کیا نام ہے پیشنٹ کا؟"

ہاجرہ نے ایک نظر اُس لڑکے کو دیکھا جو ایک جنونیت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔۔اس کو دیکھنے کے بعد اُس نے پھر کمپیوٹر پہ نظریں جمالیں اور کچھ ٹائپ کرنے لگی۔

"زرمینہ خان سواتی نام بتا رہے ہیں یہ"۔

"زرمینہ سواتی؟"

اُس نے اُس لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔

"ج۔۔۔۔جی۔جی۔۔۔آپ جانتی ہیں اُن کو؟ وہ یہیں ہیں نا؟"

اُس نے نرس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے جلدی جلدی پوچھا۔۔۔اُس کو ایک اُمید ملی۔۔۔وہ ایک بار پھر اسکو اپنی نظروں سے تلاش کرنے لگا۔۔۔۔۔جیسے وہ اِدھر اُدھر دیکھے گا وہ اسکو اپنے سامنے کھڑی ملے گی۔۔ ایبٹ آباد کی کمپلیکس کے گیسٹ حال کا ایک ایک کونا اُس نے دیکھا تھا۔۔۔۔ہر کھولتے دروازے پہ وہ پلٹ کے پیچھے دیکھتا۔۔۔۔پھر دل گرفتہ سا ہو کے اُس نرس کو دیکھنے لگ جاتا۔۔۔۔جو پچھلے آدھے گھنٹے سے اسکو برداشت کر رہی تھی۔۔۔۔

"سوری سر آپ لیٹ ہو گے ہیں وہ آدھا گھنٹا پہلے ہی یہاں سے نکل گے ہیں"

نرس نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے معذرت خواہ سے انداز میں کہا۔۔۔

"نکل گئے ہیں؟"

سفید ہوتے ہونٹوں کے ساتھ وہ ایک قدم پیچھے ہوا۔۔۔۔۔نظریں جھکاتے ہوئے پھر سے ایک بار بولا ۔۔۔سامنے کھڑی نرسوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔جیسے وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو وہ بتا رہی ہوں جو اُن کے دل میں چل رہا ہے۔۔۔۔۔

"جی سر وہ راولپنڈی کے لیے نکلے ہیں"

نرس نے دھیمے لہجے میں اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ویسے بھی عاشقوں سے جتنا ہو سکے نرم بولا جائے وہ اپنے اندر درد لیے پھرتے ہیں!۔

"وہ بہت بیمار ہے؟"

اُس نے وہیں کھڑے نظریں جھکائے ہوئے پوچھا۔۔۔۔جیسے وہ اُس کے ٹھیک ہونے کی خبر سننا چاہتا ہو ۔۔۔۔۔پنڈی تک جانے کا اپنا سفر آسان کرنا چاہتا ہو۔۔۔۔۔۔

"سر اتنا تو مجھے نہیں پتا ڈاکٹر جدوں کے ساتھ میری ڈیوٹی تھی تو تب مجھے علم ہے کہ وہ پنڈی کے لیے نکل چکے ہیں "۔

وہ ایک لڑکی تھی۔سامنے کھڑے عاشق کو پہچان سکتی تھی۔۔۔اُس کو دیکھ کے کوئی بھی اندازہ لگا سکتا تھا۔۔وہ کون ہے کیوں اُس لڑکی کا پوچھ رہا ہے۔۔۔اُس کے چہرے کا رنگ اُس کے ہونٹوں کی سفیدی۔۔۔آنکھوں کی ویرانی۔بات کا انداز ہر ایک کو اُس کی پہچان کروا رہا تھا۔۔۔

اُس لڑکی کو اندازہ تھا وہ جو سچ کہے گی سامنے کھڑا لڑکا اُس سچ کو برداشت نہیں کر سکے گا۔۔۔۔وہ یہیں مر جائے گا ۔۔۔۔۔

"کون سے ہسپتال؟"

اُس نے جھکی نظروں سے کانپتے ہونٹوں کے ساتھ بس اتنا ہی پوچھا۔۔۔

"سر اُن کو ڈاکٹر جدوں نے CMH ریفر کیا ہے"

نرس نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔اور سامنے کھڑے اس لڑکے کو بہت غور سے دیکھنے لگی۔۔۔۔وہ اُس کی آنکھوں کو دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔کہ وہ نظریں اٹھائے اور وہ اسکی آنکھیں دیکھ لے۔اُس کی آنکھوں میں اُس کی محبوبہ کا عکس دیکھے۔۔۔۔۔

اُس نے جُھکی نظروں کے ساتھ اپنا رُخ دروازے کے طرف موڑا اور بھاگتا ہوا وہاں سے باہر نکلا۔۔۔۔۔

"کیسا عجیب بندہ ہے شکریہ بھی نہیں کہے کر گیا"

ایک نے اُس کو جاتے دیکھ کے کہا اور دوسری اُس کو جاتا دیکھتے رہی۔ جیسے اب وہ اُس کے سواء کچھ اور دیکھ نہیں پائے گی۔۔۔

"اماں ابراہیم کا فون آیا تھا کہے رہا تھا پنڈی کے لیے نکل گئے ہیں۔ راستے میں ہیں۔ کہے رہا تھا اماں کو بولنا دعا کریں"

فیروز صاحب نے پریشانی کے عالم میں ماں کے پاس بیٹھتے ہوئے انکو بتایا۔۔۔۔

"میں تو ہر وقت دعا کرتی ہوں اپنی زرمینہ گل کے لیے۔۔۔۔ دن رات اپنی بچی کے لیے دعا مانگتی ہوں میں۔ اپنے رب کے سامنے فریاد کرتی ہوں۔ ناجانے وہ کب سن لے ہماری"

اماں نے روتے روتے اپنی آنکھوں سے چشمہ اُتارا اور کانپتے ہاتھوں کے ہاتھ آنسوؤں صاف کرنے لگیں۔۔۔ زرمینہ گُل نے اپنے سے جڑے سارے رشتوں کو ضعیف کر دیا تھا۔۔ بیمار کر دیا تھا۔۔۔۔ فضہ سے لے کے اماں تک ہر کوئی ایک بیماری میں مبتلا ہوا تھا۔۔۔۔

"اماں اگر زرمینہ کو ہوش نہ آیا تو۔۔۔۔ خدانخستا اگر۔۔۔۔"

فیروز صاحب کی بیگم نے بغور انکو دیکھتے ہوئے بات کی۔۔ اور پھر خود ہی چپ ہو گئیں۔۔۔۔

"بہو اگر تمہارے منہ سے کچھ اچھا نہیں نکل سکتا تو برا بھی نہ نکالو"

"اماں یہ تو ہے ہی کوئی بیوقوف عورت۔۔۔ عمر ہو گئی ہے اسکی مگر اِس کو نہیں پتا کب کہاں کون سی بات کرنی ہے"

فیروز صاحب نے اُس کو دیکھتے ہوئے کہا جو اپنی ہی بات پہ شرمندہ ہوئی بیٹھی تھی۔۔۔

"نہیں نہیں اماں میرا وہ مطلب گر گز نہیں تھا"۔

"بہو تمہارا جو بھی مطلب تھا اپنے پاس رکھو۔۔۔ اگر چند دن مجھے یہاں گزارنے دیتی ہو تو اپنا منہ بند ہی رکھنا پھر۔۔۔ میری بچی کے لیے آئندہ اپنے منہ سے ایسے الفاظ نہیں نکالنا۔۔۔ نہیں تو تم مجھے جانتی نہیں ہو ابھی اچھے سے"۔

اماں نے خشک آنکھوں سے اسکو اِس انداز سے کہا کہ اُس کی روح بھی کانپ اٹھی۔۔۔۔ آج پہلی بار انہوں نے اماں کا ایسا رویہ اور انداز دیکھا تھا۔۔۔ آج سے پہلے انہوں نے اِس قدر سخت الفاظ کبھی استعمال نہیں کیے تھے۔

"اماں مجھے معاف کر دیں"

وہ جلدی جلدی اٹھیں اور اماں کے پاؤں پکڑے۔۔۔۔۔ جو انہوں نے فوراً پیچھے کیے۔۔۔۔

"جاؤ یہاں سے تم"

فیروز صاحب نے انکی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔

"میں نے ایسا بھی تو کچھ غلط نہیں کہا جو آپ۔۔۔۔"

انہوں نے شوہر کی طرف دیکھتے ہوئے ماتھے پہ بل ڈالے اور بولیں۔۔

"میں نے کہا جاؤ یہاں سے"

فیروز صاحب نے اب کی بار اِس انداز سے کہا کہ وہ اٹھیں اور جلدی جلدی وہاں سے باہر گئیں۔۔۔۔

وہ دونوں ماں بیٹا جانتے تھے انہوں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔۔۔ مگر اُن دونوں کے لیے اُس کی موت کا منظر ہی ایسا تھا کہ وہ سن کے بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

"مر جاؤ تم زری"

"ابھی سے ہی مر جاؤں میں؟ ابھی تو میری منگنی بھی نہیں ہوئی"۔

"ہونی بھی نہیں ہے آپکی منگنی"

"کیوں نہیں ہو گی میری منگنی؟ میرے لیے تو شہزادہ آئے گا شہزادہ"۔

"ہاں ہاں بلکل آئے گا شہزادہ۔۔۔ آ ہی نہ جائے کوئی شہزادہ"۔

"ہوں۔ دیکھنا تم"۔

"ہاں دیکھ لوں گی بس منگنی کرو اور پھر مر جاؤ تم کہیں"۔

"میں کوئی نہیں مرتی ابھی۔۔ مجھے پتا ہے میری موت پہ سب سے زیادہ تم ہی رو گی۔۔ اور میں مر کے بھی تمہیں روتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ میں آپ کی ان موٹی موٹی آنکھوں میں موٹے موٹے انسوں کیسے دیکھوں گی؟"۔

"اب زیادہ اوور ایکٹنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"۔

"یہ اوور ایکٹنگ ہے جس پہ آپکی آنکھیں نم ہو گئیں ہیں؟"۔

"دفع ہو جاؤ تم زری۔۔۔ مر جاؤ"۔

"اللہ جی دیکھ لیں ایسے بھی دوست ہوتے ہیں اِس جہاں میں۔۔۔ جو بات بات پہ کہتے ہیں مر جاؤ۔ اور پھر خود ہی روتے بھی ہیں"۔

وہ اپنے کمرے میں اندھیرا کیے نہ جانے کب سے لیٹی تھی۔۔۔۔۔ نہ جانے کب سے اُس کو سوچ رہی تھی۔ اُس کے کہے ہوئے ایک ایک لفظ پہ تکیے پہ منہ رکھے سسکیاں لے رہی تھی۔۔۔۔۔

"زری تم کبھی نہیں مرنا۔۔۔ اللہ جی میری زری کو کچھ نہیں مارنا"

وہ اٹھی دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔۔۔۔ روتے روتے اونچا اونچا بولنے لگی۔۔۔۔ جیسے اُسکی آواز اُس تک جا رہی ہو۔ وہ اس کو سن رہی ہو۔۔

"زری ٹھیک ہو جاؤ نا اب"

اُس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پہ رکھے۔۔۔اب کی بار رونے میں شدت آئی۔سسکیاں زیادہ ہوئیں۔۔وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔۔۔

ءاللہ جی ہم دونوں کو کبھی الگ نہیں کرنا۔۔ہماری لیلیٰ مجنوں کو جوڑی کو کبھی نہیں توڑنا....زری تم اتناتو سوچ لیتیں فضّہ بھی ہے جو تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔جو تمہارے بغیر مر جائے گی"۔

"اللہ جی مجھ سے کچھ بھی لے لیں مجھ سے ہر چیز لے لیں۔۔مگر میری زرمینہ گل کو مجھ سے نہیں لینا۔۔۔اللہ جی میری زرمینہ گُل کو میرے حصے کی سانسیں دے دیں۔۔۔وہ ٹھیک ہو جائے۔۔میری زری بلکل ٹھیک ہو جائے "۔

وہ ایک بار پھر بیڈ پہ لیٹی۔۔۔۔اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔اپنا چہرہ بیڈ کی طرف کیا۔۔۔ایک ہاتھ سے بیڈ کی چادر مضبوطی سے پکڑی۔۔اپنے دل کے درد کو ضبط کرنے کی ناکام کوشش کی۔۔۔وہ جو سسکیاں تھیں کچھ ہی وقت میں چیخوں میں بدلیں۔۔ضبط ٹوٹا اتنے دنوں کا غبار چیخوں کی صورت میں نکلا۔۔وہ زری کے نام پہ چیخیں لگانے لگی۔۔۔

"فضّہ"

"فضّہ"

"کیا ہوا ہے تمہیں؟"

"یہ کیا کر رہی ہو تم"

کوئی دروازے سے اندر آیا اُس کو دیکھا جو اپنا سر بیڈ کے ساتھ مار مار کے زخمی کر رہی تھی

"یہ کوئی پاگل لگتا ہے مجھے۔۔۔جو ایسے موٹر سائیکل چلا رہا ہے"

"ہاں یار دیکھو تو سہی۔۔۔ لگتا ہے اِس کو اپنی جان پیاری نہیں ہے۔۔۔ تب ہی تو گاڑیوں میں سے ایسے گزر رہا ہے۔۔ جیسے مرنے کا کوئی خوف ہی نہ ہو"۔

"مجھے لگتا ہے کوئی ایمرجنسی ہے اسکو۔۔ ورنہ کوئی بھی جان بھوج کے اپنی موت کو ایسے دعوت نہیں دیتا"۔

"کیا ایمرجنسی ہے یار ہمارے پاس سے ایسے گزر کے گیا ہے جیسے ایک سیکنڈ نہ لگا ہو۔ آگے گاڑی کے ساتھ لگ کے مرتا مرتا بچا ہے۔۔۔ مر جاتا تو لوگ گاڑی والے کو نہ چھوڑتے۔۔۔۔ اسکو قصوروار ٹھہرایا جاتا"۔

"یار بس کیا کہیں آج کل کی ہماری نوجوان نسل ہوا کے گھوڑے پہ سوار رہتی ہے"۔

"ہم دعا ہی کر سکتے ہیں بھائی"۔

وہ ایسے جا رہا تھا جیسے بائک کو اُڑا کے اُس کے پاس پہنچا لے گا بس وہ کسی طرح پنڈی کی اُن سڑکوں تک پہنچ جائے جہاں اُس کی محبوبہ زندگی اور موت کے بیچ جھول رہی ہے۔۔۔۔۔

۔۔۔ وہ جس کے پاس سے بھی گزرتا۔۔۔ ہر کوئی اُس پہ تبصرہ کرتا۔۔۔۔۔ عورتیں ہاتھ اٹھا لیتیں۔۔۔۔ ہر کوئی اُس پہ بات شروع کرتا اور ساری نوجوان نسل کو سمیٹ کے موٹر سائیکل پے ختم کرتا۔۔۔۔۔

مانسہرہ سے پنڈی تک کے سفر میں دو گھنٹے لگتے تھے۔۔۔ وہ یہ دو گھنٹے دو منٹوں میں تہہ کرنا چاہتا تھا۔۔

"محبت میں مرنے والوں کو کہاں جینے کی طلب ہوتی ہے"

"ڈاکٹر صاحب زرمینہ کے چہرے کا رنگ بدل رہا ہے۔۔۔ یہ دیکھیں اُس کی رنگت میں فرق آ رہا ہے" سلطان نے بہن کی طرف دیکھتے ہوئے ڈاکٹر کو کہا۔۔۔ جو انکے پاس کھڑا ڈاکٹر جدوں کے لیے ہوئے ٹیسٹ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اُس کی اِس بات پہ سب اُس کے پاس آئے۔۔۔ اُس کو دیکھنے لگے۔۔۔۔

"ہاں ہاں زرمینہ گُل کے چہرے کا رنگ بدل رہا ہے۔۔۔"

"اماں نے اُس کو دیکھتے ہوئے خوشی سے اونچا اونچا کہا۔۔۔۔

دیکھیں ناز زرمینہ ہوش میں آرہی ہے۔۔۔ میری بیٹی ٹھیک ہو رہی ہے"۔

"زرمینہ گُل"

ابراہیم صاحب اُس کے قریب آئے۔۔۔ اُس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔ عام حالات میں وہ ایسا کبھی نہ کرتے۔۔۔ جب سے زرمینہ بیمار ہوئی تھی وہ ایک باپ بن گئے تھے صرف ایک باپ۔۔۔ اُس کے علاوہ ان کو کچھ بھی یاد نہیں تھا۔۔۔ وہ اپنی بیٹی کے پاس بیٹھ کے روتے تھے۔ اُس کا ہاتھ چومتے تھے۔۔۔ اُس کے ماتھے پہ پیار کرتے تھے۔۔۔ اُس کے سر پہ پڑے دوپٹے کو گھنٹوں دیکھتے رہتے۔۔۔۔ پھر افسوس کرتے۔۔۔۔ انہوں نے اپنی بیٹی کو پہلے ایسے کیوں نہیں دیکھا۔۔ اُس کے سر پہ پڑے دوپٹے کو کیوں نہیں دیکھا۔۔۔ کتنی پیاری لگتی ہے وہ چادر میں۔۔۔۔ کتنی معصوم لگتی ہے وہ ایسے چادر کیے ہوئے۔۔۔

"آپ ہٹیں پیچھے"

ڈاکٹر نے ان کو نرمی سے کہا اور پھر خود اُس کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

"ڈاکٹر صاحب ہماری بیٹی ہوش میں آرہی ہے نا؟"

ابراہیم صاحب نے اُس کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جو چہرے کے بدلتے تاثر لیے آنکھیں بند کیے دنیا سے بے خبر سکون کی نیند سو رہی تھی۔۔۔۔

"آپ پلیز کچھ وقت باہر انتظار کریں۔۔۔۔ ہم اِن کے ٹیسٹ کرلیں۔ پھر آپ کو بتائیں گے"

ڈاکٹر نے آرام سے انکو جانے کا کہا۔۔۔ اور خود وہاں کھڑی نرس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ اُس کو کچھ کہنے لگا

۔۔۔۔۔۔

"ملکہ یہ تو راولپنڈی تھا صرف راولپنڈی۔۔۔۔ اگر تم چاند پہ بھی جاتی نا تمہارا وجدان وہاں پہ بھی پہنچ جاتا"

۔۔۔ وہ اُن سڑکوں کو دیکھنے لگا جہاں سے ابھی وہ گزری تھی۔۔۔۔ جہاں کی ہوا میں اُس نے سانس لی تھی۔۔۔۔ وہ وہیں روڈ کے درمیان میں رکا۔ بائک پہ بیٹھتے ہوئے اُس نے گہری سانس لی۔۔۔ جیسے اُس کو کسی عطر کی مہک آئی ہو۔۔۔ اُس کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ آئی۔۔۔۔ جیسے وہ اُس کو مل گئی ہو۔۔۔۔ اُس نے بائیک پہ بیٹھے ہی آنکھیں بند کیں۔۔۔ اُسکا مسکراتا چہرہ اُسکے سامنے آیا۔۔۔ جیسے وہ بہت خوش ہو آج۔۔ جیسے اُسکا ہجر ختم ہوا ہو۔۔۔ جیسے مانسہرہ سے پنڈی اُس کو اپنی منزل ملی ہو۔۔۔۔ وہ اُس کا شکریہ ادا کر رہی ہو۔۔ اظہارِ محبت اپنی مسکراہٹ سے کر رہی ہو۔۔

اُستاد کیا گاتا ہے عطاء اللہ آج تک کوئی ایسا گانے والا میں نے نہیں دیکھا۔۔۔۔

"اوئے چپ کر خانہ خرابہ سارا مزہ خراب کر دیا۔ کتنی بار سمجھایا ہے تمہیں جب عطاء اللہ کا گانا چل رہا ہو بیچ میں مت بولا کر"۔

"جگر تے ہاتھ رکھ کے اسان ڈھول جدا کیتا"

وہ ٹرک چلاتے چلاتے عطاء اللہ کے گانے خود گاتا پھر ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے ہوتے ہی اُن پہ جھومنے لگ جاتا ۔۔۔ جو بول اُس کے دل کو لگتا اُس پہ سٹرنگ سے ہاتھ چھوڑ دیتا۔۔ دونوں ہاتھ اوپر کر کے ساتھ ساتھ گاتا ۔۔۔۔ جہاں لگے ٹرک اب ڈگمگا رہا ہے وہاں پھر عطاء اللہ کی دنیا سے نکل کے پنڈی کی سڑکوں پہ حاضر ہو جاتا

"اُستاد وہ دیکھو آگے کوئی موٹر سائیکل کھڑا ہے"۔

"جگر تے ہاتھ رکھ کے اسان ڈھول جُدا کیتا۔۔۔۔ بلو بتیاں وے ماہی سپ مارو سنگلاں نال....."

وہ اپنے ہی گانے کی مستی میں جھوم رہا تھا۔۔۔ کبھی سٹیرنگ پہ ہاتھ رکھتا کبھی چھوڑ دیتا۔۔

"اُستاد۔۔۔۔استاد سامنے دیکھو وہ موٹر سائیکل پے کوئی لڑکا ہے"

"اُستاد وہ مر جائے گا"

وہ بُھکلایا ہوا بار بار اُس کو بتا رہا تھا۔۔۔ جس کا حقیقت کی دنیا سے ناطہ اُس گانے کے بعد ٹوٹ جاتا تھا۔۔۔

"اُستاد"

"اوئے یہ لڑکا کون ہے"

اُس نے حقیقت کی دنیا میں قدم رکھا اور سامنے کھڑے موٹر سائیکل کو دیکھا جس پہ وہ لڑکا اُس کی طرف منہ کیے بیٹھا تھا۔۔۔۔شاید وہ بھی حقیقت کی دنیا سے قطع تعلق تھا۔۔۔تب ہی تو سامنے سے آتی موت اُس کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔

"استاد تم گاڑی روکو"

کنڈیکٹر نے چیختے ہوئے ڈرائیور کو کہا جو ہوش میں آتے ہی گاڑی کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

"ہٹو سامنے سے"

کنڈیکٹر ٹرک کے دروازے پہ کھڑا ہوا۔۔۔۔اُس کو اونچا اونچا کہنے لگا۔۔۔جو روڈ پہ اُن کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

"وہ لڑکا مر جائے گا۔۔۔وہ دیکھو سامنے سے ٹرک آ رہا ہے۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔وہ مر جائے گا"

"ہٹو سامنے سے"

وہاں پہ کچھ لوگ اُس کی طرف دوڑے اُس کو بچانے لگے۔۔۔۔۔ آگے جاتے ہی سب ایک دم وہیں رکے۔ایک زوردار دھماکہ ہوا۔۔۔ٹرک کسی چیز کے ساتھ ٹکراتے ہی سامنے بنی دکان کی دیوار توڑتا ہوا اندر گیا۔۔۔

لوگوں نے ٹرک کے ساتھ لگتے اُس موٹر سائیکل کو ہوا میں اُچھلتے دیکھا۔۔اُس کے بعد اُس لڑکے کو دیکھا جو فٹبال کی طرح اونچائی سے ڈیب کھاتا ہوا نیچے ایک گاڑی پہ گرا اور گاڑی سے زمین پہ۔۔۔۔سب نے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔۔آج سے پہلے کسی سے ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔۔۔وہاں پہ موجود ہر بندہ وہیں ساکت کھڑا ہوا۔۔۔ لڑکیوں نے آنکھوں پہ ہاتھ رکھے۔۔۔۔موٹر سائیکل ڈیپ کھاتا ہوا ایسے گرا جیسے ایک ایک پرزا الگ ہوا ہو

۔۔۔

اُس لڑکے کو دیکھتے ہی سب اُس کے پاس آئے۔۔۔۔اُس کا خون میں پڑا وجود اوپر کرنے لگے۔۔۔اُس کے منہ کے آگے اُنگلیاں رکھنے لگے جیسے اُس کی چلتی سانس دیکھ رہے ہوں۔۔۔کوئی اُس کے دل پہ ہاتھ رکھے اُس کی دھڑکن دیکھنے لگا۔۔۔۔کسی نے اُس کی کلائی پکڑی۔۔۔وہاں پہ مجبور ہر شخص اُس پہ کلمہ پڑھنے لگا۔۔۔اُس کی حالت دیکھ کے استغفار کرنے لگا۔۔

"اب خدا جانے وہ مر گیا تھا یا زندگی کی آخری چند سانسیں لے رہا تھا"

..................۔

"یہ تو مر گیا ہے"

ایک شخص نے اُس کو دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں بولا!۔

"نہیں نہیں، مرا ہوا نہیں ہے دیکھو سانسیں چل رہی ہیں"

خون بہت چل رہا ہے۔۔۔۔۔

"اگر نہیں بھی مرا ہوا تو کچھ وقت میں مر جائے گا۔۔۔باتوں سے اچھا ہے جلدی اٹھاؤ اِس کو پاس کے کسی ہسپتال لے چلتے ہیں"۔

"یار پاس تو اِس وقت CMH ہی ہے۔۔۔اُدھر ہی لے چلتے ہیں"۔

"ہاں ہاں چلو چلو اُدھر ہی لے جاتے ہیں۔۔۔ اِس کے جیب سے موبائل نکالو۔۔ گھر والوں کو بھی اطلاع دو"۔

"یار مجھ سے تو اِس لڑکے کی حالت نہیں دیکھی جا رہی"۔

"حالت تو کسی سے بھی نہیں دیکھی جا رہی۔۔۔ ہمیں لے کے جانا تو ہے نا اِسکو"۔

"ہٹو مڑہ سب پیچھے ہو جاؤ اِس کو ہم خود لے کے جائے گا۔۔۔ اِس کے ماں باپ کا مجرم ہے ہم۔۔۔ سب ہٹ جاؤ"۔

"اُستاد کیا کر رہے ہو.. پھس جائیں گے ہم دونوں۔۔۔ نکلو یہاں سے"۔

"کیسا بات کرتا ہے تم۔۔۔ ہم اتنا بے غیرت نہیں ہے۔۔۔ چھپ کے بھاگ جائے گا۔۔۔۔ اٹھاؤ میرے ساتھ اِسکو"۔

وہاں موجود ہر شخص اُس نوجوان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس کا پورا وجود خون میں نہا رہا تھا۔۔۔ اگر اُس وقت اسکو گھر والے بھی دیکھتے تو پہچان نہ سکتے۔۔۔۔ چند بڑے دل والے لوگ ہی اُس کے پاس کھڑے تھے اُس کو اٹھا رہے تھے۔۔۔ باقی سب اُس کو دیکھتے ہی اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کے پیچھے ہو جاتے۔۔۔ ایک نظر ڈالنے کے بعد کوئی اُس پہ دوسری نظر نہیں ڈال سکتا تھا۔۔۔۔

"یار اِس کے جیب سے شناختی کارڈ نکلا ہے اسکا"

گاڑی میں بیٹھے ایک بندے نے اِس کے جیب میں ہاتھ مارا۔۔۔ اُس کا موبائل اور شناختی کارڈ نکالا۔۔۔ اور اسکو دیکھنے لگا۔۔۔ جو خون میں سرخ ہو گے تھے۔۔۔

"موبائل سے دیکھو اِس نے آخری کال کس کو کی ہوئی ہے اُس نمبر پہ کال کر کے بتاؤ اِس کا"

وہاں موجود ایک مرد نے اُس کے ہاتھ میں موبائل دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"نام کیا ہے بابو کا؟ شناختی کارڈ پہ لکھا ہو گا نام دیکھو"

نور گُل نے اُس لڑکے کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔جو موبائل ہاتھ میں لیے اُس کے گھر کال کر رہا تھا۔۔۔۔

"اِس کا نام سید وجدان حسین شاہ ہے جی"

اُس نے خون صاف کرتے ہوئے آنکھوں کے قریب لے جا کے اٹکتے ہوئے اُسکا نام پڑھا۔۔۔

"فضہ کیا ہوا ہے تمہیں؟"

"فضّہ ہوش میں آئو کیا ہوا ہے تمہیں"۔

"امی زری"

اُس نے دونوں ہاتھوں سے بال نوچتے ہوئے ایک بار پھر اونچا اونچا رونا شروع کیا۔۔۔زری کا نام لیتے ہی اُس کا دل حلق سے باہر آنے لگتا تھا۔۔۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گی فضہ"

انہوں نے بیٹی کے دونوں ہاتھوں کو نرمی سے پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔اور وہیں اُس کے پاس بیٹھ گئیں۔۔۔۔

"نہیں امی وہ نہیں ٹھیک ہو رہی ہے۔۔وہ بہت بیمار ہے"

ماں کے گلے لگتے ہی اُس نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔اُس کا چہرہ اُس کے سامنے آیا۔۔اُس کے کانوں میں ایک بار پھر اسکی آواز گونجی"۔

"۔میں مر گئی تو سب سے زیادہ تم ہی رو گی"۔

"امی مجھے اُس کے پاس لے چلیں"

ماں کے ساتھ سے پیچھے ہوتے ہوئے اُس نے اپنے بال پیچھے کیے۔آنکھوں کو صاف کیا۔۔۔۔رونے میں کمی آئی

"لے جاؤں گی فضہ ۔۔ تمہارے بابا کل بھی کہہ رہے تھے ۔ زرمینہ کو دیکھنے جائیں گے ۔۔۔ بہت ہی پیاری بچی ہے وہ ۔ جتنا تمہارا دل خفا ہے اتنا ہمارا بھی تو ہے نا ۔۔۔ بس تم تیار ہو جاؤ ہم کل ہی اُس کو دیکھنے جائیں گے "

۔

انہوں نے بیٹی کے ماتھے پہ پیار کرتے ہوئے کہا ۔۔ اور اسکو سوچنے لگیں ۔۔۔ جس کو انہوں نے یونی میں دیکھا تھا ۔۔ اُس وقت اُن کو اپنی بیٹی پے فخر ہوا تھا ۔۔۔ کس قدر اچھی لڑکی سے اُس نے دوستی کی تھی ۔۔۔

امی سچ کہہ رہی ہیں نا ہم کل جائیں گے نازری کو دیکھنے ؟" ۔

"جی بیٹا کل ہم جائیں گے ان شاء اللہ ۔۔ راولپنڈی کون سا دور ہے ۔۔۔۔ صبح ہی ہم نکل جائیں گے یہاں سے " ۔

اُن دونوں کے گھر والے جانتے تھے اُن کی دوستی کیسی ہے ۔۔۔۔ حالانکہ زرمینہ کبھی اُس کے گھر نہیں گئی تھی ۔۔۔۔ اُس کو کبھی دوستوں کے گھر جانے کی اجازت ہی نہیں ملی تھی ۔۔۔۔ وہ لوگ اِس چیز کو اچھا نہیں سمجھتے تھے کہ وہ ایسے گھروں میں جائے ۔۔۔ پھر بھی اُن دونوں کے گھر میں انکی دوستی کی نوعیت کا اندازہ تھا کہ وہ کس حد تک گہری اور پُختہ ہے ۔

"یہ صبح کب ہو گی اللہ جی"

اُس نے اپنی آنکھیں بند کیں ۔۔۔۔ بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائی ۔۔۔ اپنے دماغ میں صبح کا نقشہ کھینچنے لگی ۔۔۔۔

وہ مسلسل ECG کو دیکھتے رہے ۔۔۔۔ اُس پہ بنتی لکیریں اُن کی سانسیں روکنے لگیں ۔۔۔۔ اُس کے دل کی دھڑکن میں پہلے سے زیادہ تیزی انے لگی ۔۔۔۔۔

"بابا جان زری کے ہاتھوں کی انگلیاں حرکت کر رہی ہیں"

شہاب نے اُس کی دو انگلیوں کو اوپر نیچے ہوتے دیکھا۔۔۔۔ فوراً اُس کے پاس گیا۔۔۔۔ اُس کے ہاتھوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ اُنگلیاں اب بھی حرکت میں تھیں جیسے کوئی درد کی شدت میں بیہوش ہو۔۔ درد کی شدت اتنی سخت ہو کہ بس اُنگلیاں ہی حرکت کر رہی ہوں۔۔۔۔

"بابا جان یہ دیکھیں نا"

اُس نے خوشی سے پاس کھڑے باپ کو دیکھا پھر سے اسکا ہاتھ اٹھایا اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔۔ اب بھی اُنگلیاں اہستہ ہی سہی مگر حرکت میں تھیں۔

"زری"

سلطان اُس کے پاس کھڑا ہوا۔۔۔ اُس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔ جیسے وہ اب آٹھ کے بیٹھ جائے گی اس سے بات کرے گی۔۔۔۔۔

"سلطان تم جاؤ جلدی ڈاکٹر صاحب کو بلا کے لاؤ"

ابراہیم صاحب نے کانپتے ہونٹوں کے ساتھ بیٹے کو باہر بجھا۔۔۔ اُس کے پاس کھڑے ہوئے نم آنکھوں سے اسکو دیکھتے رہے وہ جو مرنے کے لیے دوبارہ آٹھ رہی تھی۔۔۔۔

"ڈاکٹر فاروقی کدھر ہوں گے ؟"

وہ باہر گیا، باہر کھڑی ایک نرس سے پوچھنے لگا۔۔۔۔ جو ہاتھ میں کچھ دوائیاں لیے جارہی تھی۔۔۔۔

آپ یہاں سے لفٹ جائیں۔۔۔ پھر دو روم چھوڑ کے سیدھے ہاتھ پہ مڑ جائیں وہاں اُنکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہٹو ہٹو سامنے سے۔۔۔۔۔۔۔۔ ہٹو۔۔۔۔ جلدی ڈاکٹر کو بلاؤ۔۔۔۔ اِس لڑکے کو کسی طرح بچالو"

وہ دونوں وہیں کھڑے تھے کہ لوگوں کا ہجوم اندر آیا۔۔ ایک پٹھان زور زور سے چلانے لگا۔لوگوں کو پیچھے ہونے کا کہنے لگا۔۔۔۔ سب لوگ اسٹیچر کے اِدر گرد جمع تھے۔۔۔۔ جیسے کوئی شدید زخمی ہو۔۔۔۔۔ مرنے کے قریب ہو ۔۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں ہسپتال کا عملہ وہاں جمع ہونے لگا۔۔۔ اُس لڑکے کو ایک نظر دیکھ کے سب پیچھے ہونے لگے ۔۔۔۔ جیسے اُن سے اسکی یہ حالت دیکھی نہ جا رہی ہو۔۔۔ جیسے انہوں نے آج سے پہلے کبھی کسی کی ایسی حالت نہ دیکھی ہو۔۔۔۔ اُس کے منہ کا کچھ حصہ بچا ہوا تھا۔۔۔۔ جیسے کوئی غور کرے تو پہچان لے وہ کون ہے۔۔۔۔۔۔

"ہٹو نا مڑہ"

وہاں کھڑے ہر شخص کی یہی کوشش تھی کہ وہ اُس لڑکے کو ایک بار دیکھ لے۔۔۔۔۔ اتنے شور میں اتنے ہجوم میں کون ہے جو آیا ہے۔۔۔۔ سب ایک نظر اسکو دیکھتے پھر استغفار کہہ کر پیچھے ہو جاتے۔۔۔۔۔

"کون ہے یہ؟"

اُس نے پاس کھڑی نرس کو دیکھا پھر وہاں گیا جہاں اسٹیچر پہ پڑا لڑکا لوگوں کے ہجوم کے اندر کہیں گم تھا۔۔۔۔ وہ اُس کے پاس گیا جیسے اُسکا دل اُس کو کھینچ کے اُس کے پاس لے جا رہا ہو۔۔۔۔ وہ لوگوں کو آرام سے پیچھے کرتا کرتا اگے جانے لگا۔۔۔۔ وہ اُس کے پاس پہنچا۔۔۔۔ اُس کے جسم کو ایک نظر دیکھا جہاں جگہ جگہ سے کپڑے پھٹے تھے ۔۔۔۔ اُن کپڑوں کے پھٹنے سے اسکا جسم نظر آنے لگا۔۔۔۔ اُس کا سفید رنگ کا کرتا بلکل لال تھا۔۔۔۔ پھر اُس کی نظر اُسکے بازوں پہ پڑی جو ایسے پڑے تھے جیسے کسی مردہ لاش کے ہوں۔۔۔۔۔ اُس کے جسم کی حالت دیکھنے کے بعد اسکی نظر اُس کے چہرے پہ جاتے جاتے رک گئی۔۔۔۔۔ اُس کا سارا وجود خون میں نہا رہا تھا۔۔۔۔۔۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے گوشت کے ٹکڑے جگہ جگہ پڑے ہوں۔۔۔۔۔

"سلطان"

رقیہ بیگم نے دور سے اُس ہجوم میں اپنے بیٹے کو کھڑے دیکھا۔ اُن کو لگا جیسے اُنکا دل کسی نے اندر سے چیر دیا ہو ۔۔۔۔ جیسے انکی زرمینہ گل مر گئی ہو۔۔۔۔ لوگ اسکو دیکھ رہے ہوں۔ اُسکی جوانی کی موت پے ترس کھا رہے ہوں۔۔۔

ہاتھ میں سفید چادر پکڑے وہ ہسپتال کے دروازے سے اندر آئیں۔۔۔ انکو اپنی بیٹی کی وصیّت یاد تھی۔۔۔

"اماں میں مر گئی تو میری میت پہ یہ سفید چادر ڈالنا"

وہ پنڈی آنے سے پہلے گھر گئیں۔۔۔۔ اُس چادر کو ہاتھ میں پکڑے گھنٹوں روتی رہیں وہ چادر جو اس کے وجدان نے اسکو تحفے میں دی تھی۔۔۔

وہ اس چادر کو ہر وقت اپنے ساتھ رکھتی تھیں۔۔۔۔ کب انکی بیٹی کو ہوش آیے اور وہ اسکو یہ چادر اوڑھایں

۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے سلطان. ک۔۔۔ ک۔۔ کون ہے یہ"

انہوں نے پاس آتے ہی پہلی نظر اپنے بیٹے پہ ڈالی۔۔۔ انکی ٹانگیں کانپنے لگیں۔۔۔ انکو لگا سامنے اُن کی زرمینہ گُل پڑی ہے۔۔۔ وہ اُس کو ایک نظر بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھیں۔۔۔۔ وہ ماں تھیں کیسے دیکھ سکتی تھیں۔۔۔۔

"اماں آپ یہاں کیوں آئیں ہیں؟ چلیں چلتے ہیں یہاں سے"

وہیں کھڑے اُس نے ماں کو اپنے دل سے لگایا۔۔۔ انکو وہاں سے لے جانے لگا۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا اُسکی ماں اُس لڑکے کی ایسی حالت دیکھیں جس کو وہ خود نہیں دیکھ پایا۔۔۔

"کون ہے یہ سلطان؟"

وہ تھوڑا سا اور آگے ہوئیں اسیچر کے پاس پہنچیں۔۔۔ جیسے وہ اس اسیچر پہ پڑے شخص کو دیکھنا چاہتی ہوں ۔۔۔ اُنکا دل انکو مجبور کر رہا ہو۔۔۔ اُس کو دیکھنے پہ اُکسا رہا ہو۔

"اماں چلیں نا"

اُس نے ماں کو بازو سے پکڑا۔۔۔جو اُس لڑکے کو ایسے دیکھنے لگیں جیسے اُس کے ساتھ اُن کا کوئی بہت گہرا تعلق ہو ۔۔۔جیسے وہ اُس لڑکے کو برسوں سے جانتی ہوں۔۔۔۔۔۔باقی لوگوں کی طرح وہ خوفزدہ ہو کے پیچھے نہیں ہوئیں۔۔۔۔۔وہ اُس کو ایک ماں کی نظر سے دیکھنے لگیں۔۔۔۔۔آنکھوں میں انسوں لیے انہوں نے پیار سے اُس کے خون میں لت پت وجود پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔اپنا ہاتھ اُس کے جسم پہ پھرنے لگیں۔۔۔۔۔جیسے کوئی ماں اپنی اولاد سے لاڈ کر رہی ہو۔۔۔۔۔اپنے بیٹے کو پیار سے دیکھ رہی ہو۔۔۔۔

"اماں"

سلطان نے ماں کو دیکھتے ہوئے پھر اُن کا ہاتھ پکڑا۔۔انکو پیچھے کرنے لگا۔۔۔۔۔ماں کو پیچھے کرتے ہی اُس کو نظر اُس لڑکے کے چہرے پہ پڑی۔۔۔جِس کو اُس نے کہیں دیکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔اُس نے ایک بار پھر اُس کو دیکھا۔۔۔۔اُس کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوما۔۔۔۔

"یہ میرے سر ہیں وجدان شاہ"

اُس نے بہن کو پہلی دفعہ کسی غیر مرد کے ساتھ سڑک پہ کھڑا دیکھا تھا۔۔۔وہ اُس مرد کو کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔۔۔

"وجدان شاہ"

اُس کو دیکھتے ہی اُس کے منہ سے بے اختیار اُس کا نام نکلا۔۔۔۔۔

"ک۔۔۔۔۔ک۔۔۔۔۔کیا کہا تم نے؟"

ماں نے اُس کی طرف دیکھا۔۔۔۔انکو لگا جیسے انہوں نے کچھ غلط سنا ہو۔۔۔۔۔اُن کے بیٹے نے کچھ اور کہا ہو ۔۔۔۔ان کے کانوں میں وجدان شاہ گھونجا ہو۔۔۔۔۔

وہ سکتے کے عالم میں سامنے لیٹے شخص کو دیکھنے لگا۔۔۔ جس کے لیے اُسکی بہن زندگی اور موت کے درمیان ایک درد میں ایک اذیت میں پڑی تھی۔۔۔۔۔

"یہ کون ہے سلطان بولو نا"

انہوں نے اُس کے بازوؤں کو پکڑ کے ہلایا۔۔۔ وہ ہلکا سا اُن کی طرف مڑا۔۔۔"

"اماں"

ماں کے غور سے دیکھتے ہوئے اُس نے پھر سے اُس لڑکے کی طرف دیکھا۔۔۔۔

"اماں یہ وجدان شاہ ہے"

آنکھوں میں نمی لیے اُس نے ماں کو بس اتنا ہی کہا۔۔۔۔۔ وہ ایک قدم پیچھے ہوئیں۔۔۔ جیسے ابھی زمین پہ گر جائیں گی۔۔۔۔۔ اُن کی بیٹی کی محبت اُن کے سامنے تھی۔۔۔۔ وہ محبت جس کے لیے اُس نے موت کو گلے لگا دیا تھا۔۔۔

"وجدان"

انہوں نے بیٹے کی طرف دیکھا۔۔۔ آنسوؤں سیلاب کی صورت اُن کی آنکھوں سے چھلکنے لگے۔۔۔۔۔ ایک بار پھر وہ آگے ہوئیں۔۔۔۔ سامنے پڑے لڑکے کو دیکھنے لگیں۔۔۔۔ اب کی بار اُس وجود میں اُن کو زرمینہ کا عکس دیکھائی دینے لگا۔۔۔۔ انہوں نے اُس کو مکمل نظر بھر کے دیکھا۔۔۔۔ اپنے بازو پہ پکڑی اس سفید چادر کو کھولا۔ بار پھر اسکو دیکھا۔۔۔ اور آرام سے اس کا وجود اُس سفید چادر میں لپیٹ دیا۔۔۔۔۔ چادر ڈالتے ہی انکو لگا جیسے اُس بے جان وجود میں کچھ سنسنی سی آئی ہے۔۔۔ اُس وجود نے تھوڑی سی حرکت کی ہے۔۔۔ وہ آگے ہوئیں۔۔۔۔ اُس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھا جیسے وہ زرمینہ گُل کے ماتھے پہ رکھتی تھیں۔۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہو جاؤ میری زرمینہ گُل کے وجدان شاہ... میری زرمینہ گُل کے لیے تھوڑا سا اور جی لو"۔

انہوں نے ویسے ہی اُس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔اس کے ماتھے پہ پیار کیا۔۔۔اُس کا خُون اُنکے ہونٹوں کے ساتھ لگا۔۔۔وہاں پہ لوگوں کا شور کم ہوا۔۔۔۔۔سب کو لگا اُس کی ماں اُس کے سامنے کھڑی ہے

"ابراہیم صاحب ایسی کنڈیشن میں اکثر پیشنٹ اپنے ہاتھ یا انگلی کو ہلاتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔آپ دعا کریں یہ ہوش میں آجائیں...ان کا ہوش میں انا بہت ضروری ہے۔۔۔۔ورنہ بہت مشکل ہے کہ ہم اِن کو بچا سکیں۔۔۔۔کچھ ٹیسٹس رپورٹس ہمیں ملیں ہیں۔۔۔ان کی کنڈیشن بہت سیریز ہے۔۔۔میں آپ سے کچھ نہیں چھپاؤں گا ۔۔۔اگر یہ ایک دن مزید اسی حالت میں رہتی ہیں تو۔۔۔۔ہم اِن کو بچا نہیں سکیں گے۔۔۔۔ان کی کڑنی بلکل فیلڈ ہے۔۔اب ایسا ہے وہ کڑنے ساتھ ان کی پوری باڈی کو ڈسٹرب کر رہی ہے۔۔۔۔اور اگر دونوں کڈنی ضائع ہو گئیں تو پھر ہم کچھ بھی نہیں کر سکیں گے"۔

اُس کے کمرے کے باہر کھڑے ڈاکٹر فاروقی اُن تینوں باپ بیٹوں کو ایک ایک بات تفصیل سے بتا رہے تھے ۔۔۔اُن کے زخمی دل کو مزید زخمی کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔

"زرمینہ گُل تمہیں پتا ہے تمہیں لینے کون آیا ہے ؟"

اماں اُس کے پاس آئیں۔۔اُس کے پاس جُھکتے ہوئے نیچے ہوئیں۔اپنا منہ اُس کے کان کے ساتھ لگا یا۔۔۔۔جیسے سرگوشی میں اُس کو کچھ بتا رہی ہوں۔۔۔جیسے کوئی سہیلی اپنی سہیلی کے کان میں اُس سے بات کر رہی ہو ساتھ مسکرا رہی ہو۔۔۔۔۔

"زرمینہ تمہارا وجدان تمہیں لینے آیا ہے"

اب کی بار اُن کی مسکراہٹ میں کمی آئی۔۔۔اُن کی آواز میں ایک درد ایک تکلیف آئی۔۔۔جیسے وہ اُس لڑکے کے آنے کا منظر اپنے آنکھوں میں لائی ہوں۔اُس منظر نے اُن کا سارا وجود دکھی کر دیا ہو۔۔۔۔

"زری"

آج انہوں نے پہلی دفعہ تُمہارا وجدان کہا تھا۔۔۔۔اُن کو لگا جیسے اُس کے جسم میں حرکت ہوئی ہے جیسے چادر ڈالتے اُس لڑکے کے جسم میں ہوئی تھی۔۔۔۔انہوں نے سامنے لگی EGC کو دیکھا۔۔۔۔وہاں لکیروں میں تیزی آئی۔۔۔۔اُنکا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔۔۔انکو لگا وہ مزید وجدان کا نام لیں گی تو انکی بیٹی شاید شب تاریک سے نکل کے صبح کے اُجلے میں آجائے۔۔۔۔

"زرمینہ اٹھ جاؤ میری بیٹی وجدان تمہارا انتظار کر رہا ہے"

ایک بار پھر اُس کا عکس اُن کے سامنے گھوما۔۔۔جو خون میں نہا رہا تھا۔۔۔وہ سامنے پڑی بیٹی کو بھول گئیں ۔۔۔۔وہ روتے روتے بولنے لگیں۔۔۔

"اُٹھ جاؤ زرمینہ گُل تمہارا وجدان سُرخ جوڑے میں آیا ہے"۔

آنکھیں بند کئے۔۔۔۔انسوں کا سیلاب لیے وہ کہتی چلی گئیں۔۔۔وہ بھی ایک ماں تھیں۔۔۔اُن کے سامنے کیسی کا جوان بیٹا خون میں لت پت پڑا تھا۔۔۔اور وہ جوان بیٹا اُن کی بیٹی کا محبوب تھا۔۔۔۔انکی بیٹی کی زندگی تھا

۔۔۔۔۔۔

"زرمینہ گُل تمہارا وجدان آنکھیں بند کئے خون میں نہاتے ہوئے آیا ہے تمہیں لینے"

وہ دونوں ہاتھ چہرے پہ رکھے بولتی چلی جا رہی تھیں۔۔۔وہ منظر اُنکے سامنے سے نہیں ہٹ رہا تھا۔۔۔۔وہ اُسی منظر کی تفسیر بیان کر رہی تھیں جو کچھ وقت پہلے انکی آنکھوں نے دیکھا تھا۔۔۔

وہ آنکھیں بند کئے بیٹھی ہی تھیں کہ انکو ایک زور دار چیخ کی آواز سنائی دی۔۔۔۔ آنکھیں کھولتے ہی انہوں نے سامنے بیٹھی بیٹی کو دیکھا۔۔۔ جو چہرے پہ خوف لیے۔۔ کانپتے جسم کے ساتھ اُنکے سامنے بیٹھی تھی ۔۔۔۔۔ جیسے وہ پسینے میں نہائی ہو۔۔۔۔۔۔

"زرمینہ میری بچی"

انہوں نے اسکو دیکھتے ہی چومنا شروع کیا۔۔۔۔ اُس کے پسینے سے بھرا منہ صاف کرنے لگی۔۔۔ اُس نے اپنی ماں کا بازوں پکڑا۔۔۔ خوف سے انکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ اور کانپنے لگی۔۔۔ جیسے وہ اپنی ماں سے پوچھنا چاہتی ہو اُس کا وجدان زندہ تو ہے نا۔۔۔

"اماں"

ماں کے گلے سے لگتے ہی اُس نے اونچا اونچا رونا شروع کیا۔۔۔ اتنے دنوں کا ضبط ٹوٹنے لگا۔۔۔ وہ ماں کے سینے سے لگے ہوئے چیخ چیخ کے رونے لگی۔۔۔۔۔

"اماں میرا وج۔۔۔۔۔۔"

وہ روتے روتے بس اتنا ہی بولی۔۔۔۔ اُس کا باپ اور بھائی اس کے سامنے کھڑے تھے۔۔۔۔ وہ بولنا چاہتی تھی میرا وجدان کہاں ہے۔۔۔ کدھر ہے۔۔۔ کیا ہوا ہے اسکو۔۔۔۔ مگر اُن رشتوں نے اُس کی آواز کا دم گھونٹ دیا وہ مزید کچھ نہ بول پائی۔۔۔۔۔

"زرمینہ گُل کیسی ہو"

ابراہیم صاحب جلدی جلدی آگے آئے۔۔۔ اتنے دنوں کے بعد انہوں نے اپنی بیٹی کی آنکھیں کھلی دیکھیں تھیں۔۔۔۔ اتنے دنوں کے بعد ایک مردہ جسم میں جان آئی تھی۔۔۔۔۔

باپ کے آتے ہی اس نے اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا۔۔۔۔ تھوڑا سا اور اوپر ہو کے بیٹھی۔۔۔۔ اسکو اندازہ نہیں تھا اُس کا باپ ابراہیم خان سواتی نہیں رہا۔۔۔ صرف اور صرف اُس کا باپ بن گیا ہے۔۔۔ وہ باپ جو اپنی بیٹی کے سر سے آنچل گرنے پہ غصے میں اپنا رخ دوسری طرف نہیں موڑ دیتا۔۔۔۔۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں بابا جان"

چہرے پہ درد کی شدت لیے اُس نے بس اتنا ہی کہا۔۔۔۔ اور پھر پیچھے ہو گئی۔۔۔ جیسے اُس کے اندر درد ہی درد ہو۔۔۔ اُس کے جسم میں خون کی جگہ درد نے لے لی ہو۔۔۔

"زرمینہ گُل کیا ہوا ہے تمہیں؟"

ابراہیم صاحب اس کے قریب آئے۔۔۔ اُس کو اپنی باہوں میں لیا۔ اُس کا ماتھا چومہ۔۔۔ وہ درد کی شدت لیے اپنے باپ کو دیکھنے لگی۔۔۔ کیا یہ اُسی کا باپ ہے۔۔۔ جو آج اسکو اپنے دل سے لگا رہا ہے۔ اُس کا ماتھا چوم رہا ہے۔۔۔۔ ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا۔۔۔ وہ تو کبھی ڈر کے مارے باپ کے پاس بیٹھی بھی نہیں ہے۔۔۔ شاید اُس کے باپ نے کبھی نظر بھر کے اُس کو دیکھا بھی نہیں تھا۔۔ تو آج؟

کیا باپ کو محبت جتانے کے لیے کسی بڑے سانحہ کا انتظار کرنا پڑتا ہے؟ کیا ایک بیٹی کو وہ محبت حاصل کرنے کے لیے بِستر مرض تک پہنچنا پڑتا ہے؟۔ کیا ان دونوں صورتوں کے علاوہ ایک باپ اپنی بیٹی سے محبت نہیں کر سکتا.. اپنی بیٹی کو سینے سے نہیں لگا سکتا؟ اور بیٹی بھی کوئی عام بیٹی نہیں۔۔۔ جو اپنے باپ کی عزت کو خاک میں ملا دے ۔۔۔۔ وہ تو ایسی بیٹی تھی جو اپنے باپ کی عزت کو اپنی چادر کی صورت میں کندھے پہ ڈالتی تھی۔۔۔۔ باپ کے سامنے نہ ہوتے ہوئے بھی باہر کی دنیا میں کبھی نقاب نہیں اتارتی تھی۔۔۔۔ کسی مرد کو منہ نہیں لگاتی تھی

۔۔۔۔۔۔

کیا ایک باپ اُس بیٹی سے محبت نہیں کر سکتا؟ اُس بیٹی سے جو اُس کی عزت کی خاطر اپنی محبت کو دل میں دفن کر کے خود دفن ہونے کی تیاری کرتی ہے۔۔۔۔۔ کیا اُس بیٹی کو بھی محبت کا کوئی حق نہیں ہے؟ کیا ایک بیٹی کو مر کے ہی باپ اور بھائی کی محبت نصیب ہوتی ہے؟ وہ بھول جاتے ہیں وہ کسی بیٹی کے باپ ہیں کسی بہن کے بھائی ہیں۔ یاد رکھتے ہیں تو اتنا وہ سواتی ہیں مرد ہیں۔۔۔ جن کے سر کی ٹوپی اور کندھے پہ پڑی چادر اپنی بیٹی اور بہن کی ایک خواہش کی وجہ سے گر نہ جائے۔ وہ کیوں بھول جاتے ہیں بیٹی بھی تو اُن کی ہی ہے بہن بھی تو اُن ہی کی ہے۔ جس کی رگوں میں انہی کا خون ہے۔۔۔۔ وہ خود تو زمین میں دفن ہو سکتی ہے۔ وہ محبت سے تو دستبردار ہو سکتی ہے۔۔۔۔ وہ ایک ایک پل میں ہزار بار تو مر سکتی ہے۔۔۔۔ مگر وہ اپنے باپ کے سر کی ٹوپی کبھی گرنے نہیں دیتی۔۔۔ کبھی بھائیوں کا غرور ٹوٹنے نہیں دیتی۔۔۔ مگر شاید ایک بیٹی کو یہ محبت پانے کے لئے مرنا پڑتا ہے۔۔۔

محبت کی قربانی تو کہاں قربانی ہے؟ یہ قربانی بس وہی سمجھتے ہیں۔ جو برباد کر دیتے ہیں خود کو اپنے دل کی دنیا کو ۔۔۔۔ جو بھول جاتے ہیں کبھی وہ بھی کھکھلا کے ہستے تھے۔۔۔ کبھی وہ بھی تو مسکراتے تھے۔۔۔۔ مگر دینی پڑتی ہے ایک بیٹی کو مسکراہٹ کی قربانی۔۔۔ اپنی محبت کی قربانی۔۔

"جی فرمائیں میں وجدان کا والد بات کر رہا ہوں؟ کون ہیں آپ؟ اور میرے بیٹے کا موبائل آپ کے پاس کیسے؟"

"میں CMH سے بات کر رہا ہوں۔ آپ کے بیٹے کا ایکسڈنٹ ہوا ہے۔۔۔ وہ پنڈی میں ہے۔۔۔۔ بے ہوش ہے آپ جلد از جلد پہنچیں یہاں"۔

"کیا۔۔۔ وجدان کا ایکسڈنٹ؟ ک۔۔۔ کیسے ہوا؟ میرا بیٹا ٹھیک تو ہے نا؟"۔

ایک باپ کو اُس کے جوان بیٹے کی موت کی خبر دی جا رہی تھی۔ وہ بیٹا جو اُنکا اکلوتا سہارا تھا۔۔۔ جو اپنی پانچ بہنوں کے سر کی اکلوتی چادر تھا۔۔۔ وہ کانپتے کانپتے وہیں زمین پہ بیٹھے۔۔۔ جیسے اب وہ کبھی آٹھ نہیں سکیں گے ۔۔۔ اب وہ کبھی بول نہیں سکیں گے۔۔۔

"کیا ہوا ہے ابو جی ؟"

باپ کو دیکھتے ہی فاطمہ بھاگتی بھاگتی باپ کے پاس آئی۔۔۔۔ اُنکے پاس وہیں زمین پہ بیٹھی۔۔۔ جو موبائل کان کے ساتھ لگائے کچھ سن رہے تھے۔۔۔ مگر انکی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔ دوسری طرف والا انسان کیا کہہ رہا ہے۔۔۔

"کون ہے ابو کس کی کال ہے ؟"

اُس نے باپ کے ہاتھ سے موبائل لیا۔۔۔ سکرین پر چمکتا نمبر اُس کے بھائی کا تھا۔۔۔ اُس نے موبائل کان کے ساتھ لگایا۔۔۔۔

"وجی... وجی کیا ہوا ہے تمہیں ؟"۔

"بہن میں ہسپتال سے بول رہا ہوں۔۔۔ وجدان شاہ کا بری طرح ایکسڈنٹ ہوا ہے۔۔۔ آپ لوگ راولپنڈی تشریف لے آئیں"۔

دوسری طرف کی جانے والی چند باتوں نے اُس کے اندر کی دنیا کو ہلا دیا۔۔ اُس کے ہاتھ سے بے اختیار موبائل نیچے گرا۔۔۔

"ابو آپ نہیں ہوں پریشان وجی بلکل ٹھیک ہو جائے گا"۔

زمین پہ بیٹھے نہ جانے وہ باپ کو تسلی دے رہی تھی یا خود کو۔۔۔۔

"ابو اُٹھیں ہمیں ابھی جانا ہے۔۔۔ ہمیں ابھی کے ابھی وجی کے پاس جانا ہے"۔

اُس نے اٹھتے ہوئے ایک نظر باپ کو دیکھا۔۔جو اپنے ہوشوں میں نہیں تھا۔۔۔جو مُسلسل زمین کو دیکھ رہا تھا

۔۔۔

۔۔۔

"زرمینہ کیا ہوا ہے تمہیں.... شہاب جلدی جاؤ ڈاکٹر کو بولا کے لاؤ جلدی کرو"۔

وہ مسلسل ایک تکلیف میں تڑپ رہی تھی۔۔نہ جانے وہ کیسی تکلیف تھی جو اُس کو تھی۔نہ جانے وہ کیسا درد تھا جو اسکو ملا تھا۔۔۔۔درد اسکو پورے وجود میں تھا مگر ہاتھ اُس نے اپنے دل پہ رکھا تھا۔۔۔۔وہ اپنے دل پہ ہاتھ رکھے اُس درد کو برداشت کر رہی تھی۔۔درد کی شدت اتنی زیادہ تھی۔۔اُسکی برداشت ختم ہو رہی تھی ۔۔۔۔درد سے اسکی آنکھیں بند ہونے لگی۔۔۔۔اُس کے چہرے کا رنگ بلکل سفید ہونے لگا۔۔۔۔ایک بار پھر وہ بلکل سکون سے سونے لگی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آپ نے اِن کے گھر والوں کو اطلاع دی ہے"۔

"جی ڈاکٹر صاحب دی ہے۔۔وہ لوگ پہنچنے والے ہوں گے"

آپریشن تھیٹر میں کھڑے ڈاکٹر نے ساتھ کھڑے لڑکے کو کہا۔۔۔

"خون بہت بہے گیا ہے۔۔۔ہمیں جلدی از جلد خون کا بندوبست کرنا ہے۔۔۔"

"ڈاکٹر وحید مشکل ہی ہے یہ بچ سکے"۔

۔سامنے کھڑے ڈاکٹر ارسلان نے ڈاکٹر وحید کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔اور پھر آپریشن تھیٹر میں روشنیوں کے نیچے پڑے لڑکے کو دیکھا۔۔۔۔جو ایسے سانس لے رہا تھا۔جیسے اگلے سانس اُسکی آخری ہو۔۔۔وہ کسی بھی وقت دم توڑ دے گا۔۔۔۔

"بچانے والی کو اللہ کی ذات ہے ڈاکٹر ارسلان۔۔۔ ہم کوشش ہی کر سکتے ہیں۔۔۔۔"۔

"اگر یہ بچ بھی گیا تو یہ کبھی بھی نارمل زندگی نہیں گزار سکے گا۔پہلے تو مشکل ہے یہ بچ بھی جائے"۔

ڈاکٹر نے اُس کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

"لیٹس سی۔۔۔۔ ہمیں آپریشن شروع کرنا چاہیے"۔

"آپریشن شروع کرنے سے پہلے میں سورہ یٰسین پڑھتا ہوں ڈاکٹر۔۔۔ آپ شروع کریں میں پانچ منٹ میں آیا"۔

"جی بہت بہتر"

پنڈی کے دو مشہور سرجن نے آپس میں مسکراہٹ کا تبادلہ کیا۔۔۔ ایک نے وہاں پہ پڑی یٰسین اٹھائی اور وہیں کھڑے کھڑے اونچی آواز میں پڑھنے لگا۔۔۔۔۔۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

"جی نرس مجھے انسٹرومنٹ پکڑائیں"

آپریشن شروع ہو چکا تھا۔وہ زندگی اور موت کے بیچ جھول رہا تھا۔۔۔

"ابراہیم صاحب ہمیں فوراً بچی کا آپریشن کرنا ہے"

ڈاکٹر نے وہاں پہنچتے ہی انکو کہا۔۔۔۔ ساتھ کھڑی نرس کو آپریشن کی تیاری کرنے کا حکم صادر کیا۔۔۔۔ اور جلدی جلدی وہاں سے نکلنے لگے۔

"ابھی ہی آپریشن؟"

رقیہ بیگم نے اپنی بیٹی پہ ایک نظر ڈالی۔۔۔ کیا اسکی حالت ہے آپریشن کے لیے؟۔

"جی اگر ہم نے ابھی کے ابھی آپریشن نہیں کیا تو یہ بچ نہیں سکے گی۔۔۔ ہمیں انکو بچانا بہت مشکل ہو جائے گا"۔

"آپ جلدی سے O-ive کا انتظام کریں۔۔۔خُون جتنی جلدی ہو سکے ارنج کریں ورنہ ہم اُنکو بچا نہیں سکیں گے "۔

"نرس آپ جلدی کریں"

"جی جی ڈاکٹر صاحب"

وہ جلدی جلدی اُس کمرے سے باہر نکلے۔۔۔اُنکے پیچھے پیچھے نرس بھی جانے لگیں۔۔۔۔وہاں کمرے میں موجود سب اُس لڑکی کو دیکھنے لگے۔۔۔۔جو کچھ ہی وقت میں اپنی زندگی اور موت کی خبر سنانے والی تھی۔۔۔

"ڈاکٹر ہمارا ایک ہی بیٹا ہے مہربانی کر کے اُسے بچا لیں"

وہ ہسپتال میں ڈاکٹر کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے تھے۔۔۔۔ڈاکٹر ابھی آپریشن تھیٹر سے باہر نکلا۔۔۔۔اُس کو دیکھتے ہی سب کھڑے ہو گے اُس کے پاس جمع ہو گے۔ڈاکٹر نے ایک نظر سب پہ ڈالی۔۔۔وہاں سب لڑکیاں سروں پہ دوپٹہ لیے ہاتھ اٹھائے کھڑی تھیں۔۔۔۔۔

"ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں۔۔۔اُن کا خون بہت ضائع ہو گیا ہے۔۔۔ہم نے انکو خون تو لگا یا ہے۔۔۔مگر آپریشن کے دوران ہمیں یہ پتا چلا ہے انکی ریڑھ کی ہڈی بہت ڈیمیج ہو گئی ہے۔۔۔۔ہم اُس کے بھی ٹیسٹ کریں گے۔۔۔تو ہی آپکو کچھ بتا سکیں گے "۔

"ڈاکٹر صاحب میرا بیٹا بچ تو جائے گا نا"

ڈاکٹر نے ایک نظر اُس عورت کو دیکھا جو ہاتھ جوڑے اُس کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔جیسے اپنے بیٹے کی زندگی کی بھیک مانگ رہی ہو۔۔۔۔اُس کا زرد ہوتا رنگ صاف بتا رہا تھا وہ کوئی اور نہیں اُسکی ماں ہے۔۔۔۔

"ماں جی ہم کچھ نہیں کہے سکتے فلحال آپ بس دعا کریں"۔

"ڈاکٹر صاحب میرے بیٹے کو بچا لینا"۔

انہوں نے روتے ہوئے ایک اُمید سے کہا۔۔۔ جیسے سامنے کھڑا شخص اُن کے بیٹے کی زندگی کی ضمانت ہو۔

"بچانے والی ذات اللہ کی ہے ماں جی آپ دعا کریں ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں"۔

"ڈاکٹر صاحب وہ جی بچ تو جائے گا نا"

زینب نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے نم آنکھوں سے پوچھا۔۔۔۔

اُس کو لگا جیسے وہ سب کچھ بھول گیا ہے۔۔۔۔ اُس لڑکی کی چادر کا اسیر ہو گیا ہے۔۔۔۔ عموماً ڈاکٹر کہاں اتنی لمبی گُفتگو کرتے ہیں۔۔۔۔ اُس نے ایک نظر ڈالتے ہی اُس لڑکی کو دیکھ لیا تھا جیسے ماں کے پیچھے کھڑی خاموش آنسوؤں بہا رہی تھی۔۔۔۔ اپنی سرخ ہوتی ناک بار بار صاف کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اُس کی جھکی نظریں اُس کو قید کر رہی تھیں

"ڈاکٹر شاہ آپکو ڈاکٹر وحید بولا رہے ہیں"

کسی نے اسکو آواز دی۔۔۔۔ وہ پیچھے مڑا۔۔۔۔۔ ایک بار پھر اُس لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔ دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا۔

"فیروز میرا دل بہت بے چین ہے۔۔۔ مجھے میرے ابراہیم کے پاس لے چلو۔۔۔ اُس کو میری بہت ضرورت ہے اِس وقت"۔

انہوں نے فیروز کے کمرے میں آتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"اماں آپ کیوں آگئیں میں آ ہی رہا تھا آپ کے پاس"۔

فیروز صاحب اُن کا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس لائے بیڈ پہ بٹھایا۔۔۔۔۔ اور خود بھی اُنکے سامنے بیٹھ گئے۔۔۔۔

"فیروز میرا دل آج بہت اُداس ہے پتا نہیں بچی کیسی ہے ہماری۔۔۔۔۔ مجھے اُن کے پاس لے جاؤ"۔

اماں نے روتے ہوئے انکو دیکھا۔۔۔ جیسے انہوں نے فیصلہ کر لیا ہو۔ جیسے انہوں نے آج ہی جانا ہو۔

"اماں میں خود بھی کہہ رہا تھا۔۔۔ بہت دن ہو گے ہیں اب تک نہیں آئے وہ۔۔۔ ہمیں اب جانا چاہیے خود بھی وہاں۔۔۔ ابراہیم کو بہت ضرورت ہو گی ہماری"۔

"فیروز ایسا کرو تم گاڑی نکالو ہم ابھی ہی نکلیں گے"

انہوں نے بیڈ سے اترتے ہوئے کہا۔۔۔ جیسے وہ جانے کے لیے تیاری کر کے آئیں تھیں۔۔۔

"اماں میں رجب کو فون کرتا ہوں وہ گھر آئے۔ میں اور آپ ابھی ہی نکلتے ہیں"

انہوں نے جیب سے موبائل نکالتے ہوئے کہا اور نمبر ملانے لگے۔

\-

"یار کتنا سا وقت رہتا ہے اور CMH پہنچنے میں۔۔ کب سے ہم یونی سے نکلے ہوئے ہیں"

ہانیہ نے گاڑی میں کھڑے ہوتے ہوئے اپنی گھڑی دیکھی۔۔۔ اُس کو ایک ایک منٹ صدیوں کے برابر لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ اُس کو ہی نہیں وہاں موجود ہر سٹوڈنٹ بار بار اپنی گھڑی دیکھ رہا تھا۔۔۔ انکو وجدان کے ایکسڈنٹ کی خبر مل گئی تھی۔۔۔ وہ سب ان دونوں کو دیکھنے ہسپتال جا رہے تھے۔۔۔ زرمینہ سے زیادہ سب وجدان کے لیے دعا کر رہے تھے۔۔۔ آج آدھی سے زیادہ یونیورسٹی اپنے ٹیچر کی عیادت کے لیے نکلی تھی۔۔۔۔ وہاں ہر کلاس کے سٹوڈنٹ موجود تھے۔ کچھ اپنی گاڑی سے جا رہے تھے اور کچھ یونی کی وین میں تھے۔۔۔ پرنسپل سمیت وہاں ہر ٹیچر موجود تھا۔۔۔۔ آج یونیورسٹی میں چھٹی کا اعلان کیا گیا تھا۔۔۔ یونی کی تین وین سٹوڈنٹس سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔۔۔۔ ہر ایک کی زبان پہ درود تھا۔۔ ہر کوئی وجدان کے لیے دعا کر رہا تھا۔۔۔

"ابھی آپ ایبٹ آباد میں ہیں ہانیہ صاحبہ"

مدثر نے اُس کو کھڑا دیکھتے ہوئے آرام سے کہا۔۔۔

"کیا ابھی تک ہم ایبٹ آباد میں ہی ہیں؟"

ہانیہ نے سیشے سے باہر دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

"جی ہم ایبٹ آباد ہی میں ہیں"۔

"انکل پلیز جلدی کریں نا"

اب کی بار اُس نے گاڑی چلاتے ڈرائیور کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"بیٹا آپ ہر پانچ منٹ بعد پوچھتی ہیں ہم پنڈی پہنچ گے؟.... اب گاڑی ہے کوئی جہاز تو ہے نہیں۔یوں نکلے اور یوں پہنچے"۔

اب کی بار انہوں نے برا مناتے ہوئے کہا اور وہ آرام سے اپنی سیٹ پہ بیٹھ گئی۔۔۔وہ سہی کہے رہے تھے وہ ہر پانچ منٹ بعد کھڑی ہوتی اور یہی پوچھتی تھی۔اور انکو رفتار تیز کرنے کا کہتی۔۔۔

.اے اللہ میں نے اپنی زرمینہ گُل کو کبھی اپنے دل سے نہیں لگایا۔۔۔ کبھی اسکو پیار نہیں کیا۔۔۔ کبھی اسکو جی بھر کے نہیں دیکھا۔۔۔میں ہمیشہ ایک مرد بن کے سوچتا رہا۔۔میں کبھی باپ تو بنا ہی نہیں تھا۔۔اپنے بچوں کو ہمیشہ خود سے دور رکھا۔۔انہوں نے مجھ سے کبھی کچھ مانگا ہی نہیں۔۔۔مجھے تو یاد بھی نہیں زرمینہ گُل کی بیماری سے پہلے میری اولاد کب میرے پاس بیٹھی تھی۔۔۔۔مجھے تو یاد ہی نہیں کب میں نے اُن سے مسکرا کے باپ کی۔۔۔کب اپنے بیٹوں کو سینے سے لگایا۔۔۔۔کب انہوں نے مجھ سے کبھی کوئی فرمائش کی۔۔۔۔مجھے تو کچھ نہیں یاد۔۔۔۔کیسا باپ ہوں میں خدایا۔۔۔اب باپ بنا ہوں جب میری بیٹی زندگی اور موت کے درمیان کھڑی ہے۔۔۔۔اگر آج زرمینہ گُل مر گئی تو میں کب اُس کو بتاؤں گا۔۔میں اُس سے بے پناہ محبت کرتا ہوں

۔۔۔۔اتنی محبت کرتا ہوں جتنی کسی باپ نے اپنی بیٹی سے نہ کی ہو۔۔۔۔اے اللہ اگر آج زرمینہ گُل مر جاتی ہے تو میں کب اُسکا ماتھا چوموں گا۔۔۔کب اُس کو اپنے دل سے لگاؤں گا۔۔۔

یا اللہ میری زرمینہ گُل کو کچھ نہ کرنا۔۔۔۔اُس کو اتنا جینے کی مہلت دینا کہ وہ ایک باپ کا پیار بھی دیکھ سکے ۔۔۔۔وہ دیکھ سکے ایک باپ بھی اپنی بیٹی سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔وہ اپنے باپ کی محبت سے محروم نہ مرے میرے مالک۔۔۔۔میری بیٹی کو اتنا زندہ رکھنا کہ میں اسکو سارے جہاں کی خوشیاں دوں۔۔۔اسکو وہ پیار بھی دوں جو اسکو کبھی نصیب ہی نہیں ہوا۔۔۔۔میری بیٹی کو میرے لیے زندہ رکھ میرے اللہ۔۔۔۔۔

وہ آپریشن تھیٹر کے باہر پڑی کُرسی پہ آنکھیں بند کئے اللہ سے اسکی زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے۔۔۔اُن کے ہونٹ مسلسل حرکت میں تھے۔۔۔جیسے کوئی بچہ رو رہا ہو۔اُسکے ہونٹ کانپ رہے ہوں۔۔۔۔۔

"باباجان"

وہ دونوں زمین پہ اپنے باپ کے قدموں میں بیٹھے۔۔۔۔شہاب نے اُن کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔بہن سے زیادہ انکو باپ کا دُکھ تھا۔۔۔۔اُنکا باپ رو رہا تھا وہ باپ جو کبھی مسکرایا نہیں تھا

وہ باپ جو بات کر دے تو لوگ اُس کو حکم سمجھتے تھے۔۔۔۔وہ باپ جس سے بات کرنے کی ان میں کبھی ہمت نہیں تھی۔۔۔۔آج وہ باپ کہیں مر گیا تھا۔۔۔۔یہ تو کوئی اور تھا۔۔۔جو اپنی اولاد کو دل سے لگا لیتا تھا ۔۔۔۔جِس کے سامنے اُسکی اولاد بیٹھ سکتی تھی۔۔۔

"باباجان آپ بلکل بھی پریشان نہیں ہوں زرمینہ گُل بلکل ٹھیک ہو جائے گی"۔

بیٹوں کو سامنے بیٹھا دیکھ کے انکی خاموشی ٹوٹی۔۔۔وہ آگے ہوئے۔۔انکی آنکھوں سے اشک کسی پانی کی طرح گرنے لگے۔۔۔دونوں بیٹوں نے باری باری اُن کے ہاتھ چومے۔۔۔۔جیسے اپنے باپ کو تسلی دے رہے ہوں ۔۔۔اُن کا ٹوٹا ہوا حوصلا بن رہے ہوں۔۔۔۔

"مبارک ہو آپکو ابراہیم صاحب آپکی بیٹی کا آپریشن کامیاب ہو گیا ہے۔۔۔۔۔اُس کا ایک گردہ تو نہیں رہا اب ۔۔۔۔مگر وہ اپنے ایک گردے پہ بھی زندگی جی سکتی ہے۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر نیلا دروازہ کھولتے ہی باہر آیا جو اتنے گھنٹوں سے بند تھا۔۔۔۔مسکراتے چہرے کے ساتھ انکو خوشخبری سنائی اور وہیں کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

"میری بیٹی ٹھیک ہو گئی ہے ؟"

رقیہ بیگم خوشی سے اونچا اونچا رونے لگیں۔۔۔۔۔جیسے انکو بہت عرصے بعد کوئی خوشی ملی ہو۔اتنی خوشی جس کو وہ سنبھال ہی نہ سکتی ہوں۔۔۔۔۔۔

"بابا جان دیکھیں نازرمینہ گُل ٹھیک ہو گئی ہے آپکی دعا قبول ہو گئی ہے۔زرمینہ گُل ہمارے لیے ٹھیک ہو گئی ہے بابا جان"۔

سلطان نے باپ کی طرف دیکھا۔۔۔انکو خوشی خوشی بتانے لگا جیسے انہوں نے کچھ نہیں سنا۔۔۔۔وہ انکو اپنی زبانی بتا رہا ہو۔۔۔۔۔۔۔

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو نے مجھ گناہگار کی جھولی خالی نہیں لوٹائی۔۔۔تو نے مجھ جیسے باپ کو بھی مایوس نہیں کیا۔تو بہت رحیم ہے بہت کریم ہے میرے مالک"

وہ کرسی سے اٹھے۔۔۔زمین پہ بیٹھے۔۔۔نیچے جھکے۔۔۔ماتھا زمین کے ساتھ لگایا۔۔۔اور سجدہ تشکر کیا۔۔۔۔۔

"اماں ہماری زرمینہ ٹھیک ہو گئی ہے"

شہاب ماں کے پاس آیا۔۔۔جھلکتی آنکھوں سے ماں کو اپنے دل سے لگایا۔۔۔۔

"ڈاکٹر صاحب ہم زرمینہ گُل سے مل سکتے ہیں"

سلطان نے اپنا رخ ڈاکٹر کی طرف کیا۔اُسکی نظریں مُسلسل اُس دروازے پہ تھیں۔۔۔جس کے زرمینہ گلُ تھی

"نہیں فلحال نہیں ابھی وہ بے ہوش ہیں۔۔۔اُنکا ایک گردہ نکلا ہے۔۔یہ کوئی معمولی آپریشن نہیں تھا۔۔۔بس آپ کو میں اتنا بتانے آیا ہوں کہ وہ اب خطرے سے باہر ہیں۔۔۔۔جیسے ہی انکو ہوش آتا ہے۔ہم انکو روم میں شفٹ کرلیں گے"۔

"جی ڈاکٹر صاحب اپکا بہت بہت شکریہ"۔

"کوئی بات نہیں"

ڈاکٹر نے اُس کے کندھے پے ہاتھ رکھا۔۔اور مسکراتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔

"آپ سب ایسا کریں یہاں باہر ہی رکیں۔۔اتنے لوگوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں ملے گی"

پرنسپل صاحب نے سب کو گیٹ سے باہر روکنے کا کہا۔۔۔اور خود دو تین ٹیچرز کے ساتھ اندر جانے لگے۔۔

"سر ہم کیسے دیکھیں گے وجدان سر کو؟"

اُن کے جاتے ہی ایک لڑکے نے آواز لگائی۔۔۔اُن کو لگا جیسے اُن کا یہاں آنا بلکل فضول جانے والا ہے۔۔اگر انکو اجازت نہیں ملنی تھی تو پہلے بتا دیتے۔۔۔وہ یوں سب کے ساتھ آتے ہی نہ۔

"بیٹا میں آپ لوگوں کے لیے ہی جا رہا ہوں۔۔۔یہاں میرے ایک دوست ہیں جو میجر ہیں۔۔۔اُن کی پرمیشن سے آپ لوگ کچھ وقت اندر جا کے وجدان کو دیکھ سکتے ہیں"

پرنسپل صاحب نے پیچھے مڑتے ہی سب کی طرف دیکھا۔۔۔اور نرمی سے کہا جیسے وہ وہاں موجود ایک ایک بندے کے جذبات کو سمجھ رہے ہوں۔۔۔جیسے انکو اندازہ ہو اِس وقت اُن سب کے دل پہ کیا گزر رہی ہے

"۔آسمان کا رنگ دیکھو یار کیسی کالی گھٹا چھاہ رہی ہے"

وہاں کھڑے ہجوم میں سے ایک لڑکی نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

سب نے ایک ساتھ گردنیں اُٹھائیں۔۔۔ایک ساتھ سب نے آسمان کو دیکھا۔۔۔جو دن کی روشنی میں بھی بلکل کالی رات کا عکس بنا ہوا تھا۔۔۔۔

"یار دن میں آسمان کا ایسے ہونا کوئی اچھی علامت نہیں ہوتی۔۔۔اِس کا تو یہی مطلب ہوا جیسے کہیں کچھ بہت برا ہونے والا ہے"۔

ماہ نور نے ایک بار پھر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

"یار اب ہمیں ڈراؤ تو نہیں۔۔۔پلیز سب ہاتھ اٹھا کے دعا کرو زرمینہ اور سر بلکل ٹھیک ہوں"۔

"ہاں یار دعا کرو وہ دونوں بلکل خیر خریت سے ہوں۔۔۔اُن دونوں کو کچھ نہ ہو"۔

"ہائے کتنا اچھا ہو زرمینہ اور سر وجی کا نکاح یہیں ہو پھر ہم سب یہاں بھنگڑے ڈالیں"

وہاں مجود ایک لڑکے نے خوشی سے کہا۔۔۔کاش یہاں ایسا ہی ہو۔۔۔۔۔۔

"یہ کوئی فلم نہیں چل رہی ہم سر کو دیکھنے آئیں ہیں۔۔۔اُن کے نکاح میں شریک ہونے نہیں آئے"

ہانیہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔جیسے وجدان کا نام وہ اب بھی زرمینہ کے ساتھ برداشت نہ کر سکتی ہو۔

-----------------,---------

"آپ لوگ پریشان نہیں ہوں وجی بلکل ٹھیک ہو جائے گا"

فاطمہ نے وہاں موجود بہنوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔ جو ضد کر کے ساری ساتھ آ گئیں تھی۔۔ ویسے بھی اپنے بھائی کی ایسی خبر سنتے ہی کون سی بہن گھر میں سکون سے بیٹھ سکتی تھی۔۔۔ اُن سب کے سفید ہوتے ہونٹ مُسلسل حل رہے تھے۔۔ جیسے وہ ایک سیکنڈ کے بھی چپ نہ ہوئی ہوں۔۔۔ جیسے انہوں نے ایک ایک لمحہ درود پڑھا ہو اپنے بھائی کی زندگی کی دعا مانگی ہو۔۔۔ اُن میں سے کسی کے ہاتھ میں تسبی نہیں تھی۔۔۔۔ وہ لوگ ہمیشہ دل میں ورد کرتیں تھی۔۔۔۔۔ انہوں نے کبھی گن کے کچھ نہیں پڑھا تھا۔۔ جو لوگ گن کے پڑھتے ہیں اُن کو ہمیشہ حساب رکھنے کے لئے کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔۔ اللہ کے لیے پڑھنے میں حساب کیسا؟ جب بھی منہ ملے تو درود پڑھو۔۔۔ اتنا پڑھو کہ دل میں نور ہی نور آ جائے۔۔۔۔۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ میرا وجی بلکل ٹھیک ہو جائے گا"

بہنوں کو حوصلا دینے والی خود حوصلا ہار گئی تھی۔۔۔ اُس کی خشک ہوتی آنکھیں ایک بار پھر چھلکنے لگی۔۔۔۔ وہ جو کھڑی ہوئی تھی۔۔ پھر سے وہیں بیٹھ گئی۔۔۔۔

"آپی اتنا وقت ہو گیا ہے ابھی تک باہر کوئی نہیں آیا۔۔۔۔ اتنا لمبا آپریشن؟"

زینب نے بہن کے پاس آتے ہوئے سرگوشی سے کہا۔۔ جیسے وہ یہ بات اور کسی کو نہ بتانا چاہتی ہو۔۔۔ کسی کے حوصلے نہ توڑنا چاہتی ہو۔۔۔

"ڈاکٹر صاحب"

دروازے سے باہر آتے ہوئے اماں نے ڈاکٹر کو دیکھا۔۔۔ جو چہرے پہ افسردگی لیے کمرے سے باہر نکلا تھا

۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر کو دیکھتے ہی سب کھڑے ہوئے اُنکے پاس گے۔۔ جیسے وہ اُسکے اُن تک پہنچنے سے پہلے اُس کے پاس خود پہنچ جائیں۔۔۔ وہ جو اتنے وقتوں سے کسی خبر کا انتظار کر رہی تھیں۔ سفید ہوتے رنگ لیے آگے ہوئیں۔

۔۔۔۔۔سامنے کھڑا ڈاکٹر وہاں موجود ہر بندے کے احساسات سمجھ رہا تھا۔۔۔۔اُس کو پتا تھا یہ خبر اُن پہ کسی دھماکے سے کم نہیں ہو گی۔وہ دھماکہ جو سارے شہر کو سنسان کر دیتا ہے۔جو گھروں کے گھر تباہ کر دیتا ہے

۔۔۔۔۔۔

"میرا بیٹا زندہ........."

ایک باپ نے ڈاکٹر کے چہرے کے تاثرات پڑھ لیے تھے۔۔۔۔اُن کو لگا اب جیسے وہ بیٹے کی موت کی خبر سنیں گے تو دوسرا سانس نہیں لے سکیں گے۔۔۔انہوں نے ایک نظر اپنی بیٹیوں پہ ڈالی۔۔۔جن کی نظریں ڈاکٹر کے لبوں تک اٹکی تھیں۔جیسے وہ بے تاب ہوں اُن کے منہ سے نکلے الفاظ سننے کے لیے۔۔۔۔
ہم معذرت چاہتے ہیں آپ سب سے۔۔۔۔اللہ نے آپ کے بیٹے کو ایک نئی زندگی تو دی ہے۔۔مگر اُس نئی زندگی میں وہ اب کبھی چل نہیں سکے گا۔۔وہ زندہ تو ہیں مگر وہ کبھی اپنے پیروں پہ کھڑے نہیں ہو سکے گا۔۔
ڈاکٹر نے یہ خبر سناتے ہوئے ایک نظر پھر سب پہ ڈالی۔۔جو اپنی جگہ سے ایک ایک قدم پیچھے ہوئیں تھیں ۔۔۔۔وہ بغیر چیخے چلائے ایک مجسمے کی طرح پھر وہیں بیٹھ گئیں جہاں سے اٹھی تھیں۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"بولا تھا نا میں نے آپکو جلدی نکلیں مگر آپ لوگ میری نہیں سنتے۔۔۔یہاں سب مجھ سے پہلے پہنچ گے ہیں اور میں ابھی آئی ہوں"

فضہ نے گاڑی سے اُترتے ہوئے وہاں موجود سب کو باہر کھڑا دیکھا۔۔۔۔وہاں اُس کی کلاس سمیت کئی سٹوڈنٹس اور بھی تھے۔۔۔وہ غصہ ہوتے ہوئے اپنے ماں باپ کی طرف مڑی۔۔۔جو کسی کام کے تحت گھر سے تھوڑا لیٹ نکلے تھے۔۔۔۔

"فضہ آپ ابھی آئی ہیں؟ ہمیں تو لگا تھا آپ اندر ہوں گی زرمینہ کے پاس"

وہ گاڑی سے اُترتے ہی سب کے پاس گئی۔۔سب وہاں مین گیٹ کے باہر ہی کھڑے تھے جیسے کوئی دھرنا دے رہے ہوں۔۔اُس کو آتا دیکھتے ہی سب حیران ہوئے۔۔۔اُس کی دوست اور اُن کے بعد آئی ہے۔۔۔

"جی بس راستے میں گاڑی خراب ہو گئی تھی"

اُس نے سر کو جھکائے ہوئے بس اتنا ہی کہا۔۔۔ویسے بھی وہ جلد از جلد زرمینہ کے پاس پہنچنا چاہتی تھی۔۔وہ وہاں کھڑے ہونے پہ ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"آپ لوگ یہاں باہر کیوں کھڑے ہیں؟"

اُس نے سب پہ سرسری سی نگاہ ڈالتے ہوئے پوچھا۔۔

"یار وہ پرنسپل صاحب گے ہیں پرمیشن لینے.. جیسے ہی اجازت ملتی ہے ہم اُن دونوں کو دیکھنے چلے جائیں گے"۔

"دونوں کو؟ مطلب کن دونوں کو؟"

اُس کی بات پہ فضہ نے چونکتے ہوئے اسکو دیکھا۔۔جیسے وہ اُس کی بات کا مطلب نہ سمجھ پائی ہو

"تمہیں نہیں پتا سر وجی کا ایکسڈنٹ ہوا ہے۔وہ اِس ہوسپٹل میں ایڈمٹ ہیں۔۔۔اور بہت کریٹیکل کنڈیشن میں ہیں"

ماہ نور نے ایک بار پھر اسکو حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"نہیں مجھے تو نہیں پتا کہ سر کا ایکسڈنٹ ہوا ہے۔۔میں یونی نہیں گئی تھی"

اُس نے ایک بار پھر اُس کو دیکھتے ہوئے شرمندگی سے کہا۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے زرمینہ کی زندگی کا سب کو پتا ہو سوائے اُس کے۔۔۔سب اُس کو دیکھنے پہلے پہنچ گے ہوں اور وہی لیٹ ہو....

"چلو میں اندر جاتی ہوں انکو دیکھنے"

"فضہ ملاقات کا ٹائم ختم ہو گیا ہے اب اندر نہیں چھوڑ رہے کسی کو آپ بھی پرنسپل صاحب کا ویٹ کریں۔۔وہ آتے ہیں تو ہم سب ساتھ چلے جائیں گے"۔

"کیا مطلب؟اندر نہیں چھوڑ رہے اب؟"

اُس نے چونک کے اُس کی طرف دیکھا۔۔ایسے کیسے ہو سکتا ہے وہ زرمینہ کے اتنے پاس ہو اور وہ اسکو دیکھ نہ سکے ۔۔"ایسا کیوں ہو رہا ہے میرے ساتھ اللہ جی"

اُس نے ایک نظر آسمان پے ڈالی اور دوسری اپنے ماں باپ پہ۔۔

"زرمینہ گُل میری بچی کیسی ہو تم اب"

دادی اماں نے اُس کے زرد رنگ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"ٹھیک۔۔۔ٹھیک۔۔۔ہوں اماں جی"

ہلکی سی آنکھیں کھولے اُس نے ایک جملے کو ٹکڑوں میں بانٹ کے بیان کیا۔۔جیسے وہ ابھی بلکل ہوش میں نہ ہو درد کی شدت اتنی زیادہ ہو کہ وہ بول نہ سکتی ہو۔۔

"رقیہ میری بچی کا بہت خیال رکھنا"

اب کی بار دادی اماں نے پاس بیٹھی بہو کی طرف دیکھا۔۔جو اپنی بیٹی کو ایسے دیکھ رہی تھیں جیسے پہلے انہوں نے کبھی اسے نہ دیکھا ہو۔۔

"جی اماں میں بہت خیال رکھوں گی۔۔۔اللہ نے میری بچی کو ایک نئ زندگی دی ہے"

انہوں نے آنکھوں کی نمی کو دوپٹے کے ساتھ صاف کرتے ہوئے کہا اور پھر اسکی طرف متوجہ ہو گئیں۔۔

"یہ لڑکے کدھر ہیں؟"

انہوں نے ارد گرد دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔۔

"اماں وہ ڈاکٹر صاحب نے انکو بلایا تھا تو سب ہی ساتھ چلے گئے ہیں"

"دیکھو ذرا ان کی لاپروائیاں کیسے جوان جہاں بیٹی اور بیوی کو اکیلے کمرے میں چھوڑ کے خود کب سے غائب ہیں"

اماں نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا جیسے وہ انکو دیکھنے باہر جا رہی ہوں۔۔

"اماں نہ پریشان ہوں آپ وہ آ جائیں گے ابھی"

انکے اٹھتے ہی رقیہ بیگم ایک دم اٹھیں۔۔اُنکا ہاتھ پکڑا۔۔۔اور پھر سے انکو زرمینہ کے پاس بیٹھا دیا۔۔۔

"اماں"

"جی میرا بچہ کیا ہوا ہے زرمینہ گل؟"

اُس نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔ہاتھ سے اشارہ کیا۔۔ماں کو اپنے پاس بلایا۔۔۔اُس کی آواز اتنی تھی کہ بس کان پاس لے کے جانے پہ سمجھ آتی۔۔۔۔اُس کے پاس بھی کوئی بیٹھا ہو اُس تک بھی آواز نہ جاتی کوئی کیا کہے رہا ہے۔۔۔۔

"زرمینہ بولو بچے کیا ہوا ہے؟"

اب کی بار دادی اماں نے اُس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بہت پیار سے پوچھا۔۔۔۔

"اماں وجدان"

وجدان کا نام لیتے ہی درد کے کئی رنگ اُسکے چہرے سے گزرے۔۔۔جیسے اُس کے اندر بہت تکلیف ہوئی ہو۔۔۔۔اُس کو بہت درد ہو رہا ہو۔۔۔۔لیٹے لیٹے آنکھیں بند کئے اُس نے ایک بار پھر وجدان کا نام لیا۔۔۔۔جیسے وہ پوچھنا چاہتی ہو۔۔۔اُس کو دیکھنا چاہتی ہو۔۔۔

"وہ ٹھیک ہے زرمینہ گُل وہ بلکل ٹھیک ہے۔۔۔اُس کا آپریشن ہو گیا ہے تمہارے ساتھ ہی ہوا ہے۔اب ٹھیک ہے وہ"

انہوں نے بیٹی کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اُس کو جھوٹی تسلی دی۔ اندر سے خود کو ملامت کرنے لگیں۔۔۔وہ ایک بار تو جا کے اُس لڑکے کا حال پوچھ آتیں۔۔۔نہ جانے کیسا ہو گا وہ۔۔۔۔پتا نہیں اُس کے ماں باپ آئے بھی ہوں گے یا نہیں۔نہ جانے وہ زندہ ہو گا بھی یا نہیں۔۔۔۔انہوں نے بیٹی کو تو جھوٹ کہے دیا مگر اُنکا ضمیر انکو ملامت کرنے لگا۔۔۔۔

"اماں مجھے۔۔۔۔۔وجدان"

اُس نے آدھی آنکھیں کھولے اُٹھنے والے انداز میں ماں کو بولا۔۔۔۔درد کی ایک لہر اُسکے وجود میں دوڑی ۔۔۔اُس نے درد کی شدت سے ایک آہ بھری۔۔۔۔اور ایک بار پھر وہیں نیچے ہو گئی۔۔۔۔

"زرمینہ گُل تم کیوں آٹھ رہی ہو۔۔۔مت اٹھو۔۔وہ ٹھیک ہے بلکل ٹھیک ہے۔۔۔تم تھوڑا سا ٹھیک ہو جاؤ نا میں خود تمہیں اس کے پاس لے جاؤں گی۔ابھی تو تمہارا آپریشن ہوا ہے ابھی کیسے جا سکتی ہو تم"

رقیہ بیگم نے اُس کو آرام سے نیچے کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔جو اُس کو دیکھنے کے لیے اُس مچھلی کی طرح ٹرپ رہی تھی جو پانی سے باہر نکالنے پہ بے چین ہوتی ہے تڑپتی رہی ہے۔۔۔

....

"میجر آپکا بڑا احسان ہو گا اگر آپ میرے سٹوڈنٹس کو اُنکے ٹیچر کو دیکھنے کی اجازت دے دیں تو"

پرنسپل صاحب نے مسکراتے ہوئے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جنید اب تم بھی احسان والی بات کرو گے ؟"

میجر نے مصنوئی سا ناراض ہوتے ہوئے اُس کو کہا جو اُسکے بچپن کا دوست تھا۔۔۔جہنوں نے اسکول کالج ساتھ پڑھا تھا۔ایک فوج کا میجر بن گیا تھا اور دوسرا یونیورسٹی کا پرنسپل۔

"آپ نے ابھی میری پلٹون دیکھی نہیں ہے تب ہی میں نے ایسا کہا"

پرنسپل صاحب نے شرارتی سے انداز میں ساتھ بیٹھے ٹیچر کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔جو انکو دیکھتے ہی مسکرانے لگے

"کیوں بھئ اتنے عرصے بعد دیدار کروایا ہے اور ساتھ فوج لے کے آگے ہو"

"بھئ میجر میں تم سے اب ایسے تو مل نہیں سکتا تھا۔۔۔پورے پروٹوکول کے ساتھ ہی آنا تھا مجھے"۔

"ایسا ہے جنید جس بندے سے ملنے کی اجازت تم مانگ رہے ہو میں نے اُس کی فائل منگوالی ہے۔۔۔۔۔وہ ابھی ابھی آپریشن تھیٹر سے باہر آیا ہے۔۔۔ہوش میں نہیں ہے وہ۔۔۔اُس کے ہوش تک آنے کا انتظار کرنا پڑے گا تم لوگوں کو۔ہے بھی وہ انتہائی سیریز کنڈیشن میں۔۔۔icu میں ہے وہ اِس وقت"

سامنے بیٹھے میجر نے اُس کی فائل پہ دیکھتے ہوئے انکو تفصیل سے بتایا۔۔۔

"وہ بچ تو جائے گا نا"

کچھ وقت پہلے کا خوشگوار ماحول ایک دم افسردگی میں بدلا۔۔۔پرنسپل نے ساتھ بیٹھے دونوں ٹیچر کو دیکھا ۔۔۔جہنوں نے ایک دوسرے سے پہلے ہی نظروں کا تبادلہ کر لیا تھا۔۔۔جیسے انکو شک گزرا ہو کہ وہ کوئی بری خبر سننے والے ہیں۔۔۔

"بچنے کے چانسز بھی بہت کم ہیں۔۔۔لیکن اگر بچ بھی گیا تو ساری زندگی اپنے پیروں پے کھڑا نہیں ہو سکے گا ۔۔۔وہ کبھی چل نہیں سکے گا"۔

اِس خبر سے سامنے بیٹھے تینوں شخص ایک سکتے کی حالت میں آ گے۔۔۔جیسے انہوں نے کچھ ایسا سنا ہو جس کے بعد مزید بولنے کی ہمت نہ رہی ہو۔۔۔۔۔

"ابو آپ نہیں روئیں۔۔۔ ہمیں تو اللہ پاک کا بہت شکر گزار ہونا چاہیئے۔۔۔انہوں نے ہمیں پھر سے وجدان کو دیا ہے۔۔۔ کوئی بات نہیں ابو جو وہ ساری زندگی چل نہیں سکے گا۔۔۔۔ہم ہیں نا اپنے وجی کا سہارا۔۔۔ آپ ہیں امی ہیں ہم بہنیں ہیں۔ ہم بنیں گے اُس کا سہارا۔۔۔۔ اگر اللہ پاک ہم سے وجی کو لے لیتے ہمیں دوبارہ دیتے ہی نہ تو کیا کرتے ہم؟ ہمیں تو شکر ادا کرنا چاہیے۔۔۔وہ ہمارے ساتھ ہو گا ہمارے پاس ہو گا"

فاطمہ زمین پہ باپ کے قدموں میں بیٹھے انکو تسلی دے رہی تھی۔۔۔۔وہ جو خود اپنی ہمت ہار گئی تھی۔۔۔اپنے ٹوٹے ماں باپ کی ہمت بن رہی تھی۔۔۔۔وہ جانتی تھی اِس وقت اُس کے ماں باپ اُسکی بہنوں پہ کیا گزر رہی ہے ۔شاید اُس کا دُکھ اُس کی تکلیف وہاں بیٹھے ماں باپ سے بھی زیادہ ہو جو اپنے دل میں چھپائے سب کو حوصلا دے رہی تھی انکی ہمت بن رہی تھی۔۔۔

"آپی کیا بھائی کبھی نہیں چل سکیں گے؟ وہ ہمارے ساتھ کبھی نہیں کھلیں گے اب؟"

پندرہ سالہ خدیجہ نے روتے ہوئے بہن کی طرف آتے ہوئے کہا۔۔۔۔جیسے وہ اب بھی نہ سمجھیں ہو۔۔۔ڈاکٹر نے کیا کہا ہے۔۔۔سب گھر والے ایسے کیوں رو رہے ہیں۔۔۔۔

"نہیں گڑیا بھائی بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔وہ چلے گا بھی۔۔۔ہمارے ساتھ کھیلے گا بھی۔۔۔وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گا بلکل پہلے جیسا ہو جائے گا"

بہن کی آنکھوں سے انسوں صاف کرتے ہوئے اُس نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔۔وہ جو اپنے بھائی کے معاملے میں سب سے کمزور تھی۔۔۔۔آج سب کی خاطر خود کو مضبوط رکھے ہوئے تھی۔ جیسے اگر وہ ہمت ہار گئی تو یہاں موجود ہر شخص مر جائے گا۔۔۔۔وجدان سے پہلے مر جائے گا

"پلیز سر مجھے اندر جانے دے دیں۔۔۔ میں اسکو دور سے ہی دیکھ کے آجاؤں گی واپس"

فضہ نے ہاتھ جوڑتے ہوئے اُس آدمی کو کہا جو اُنکا راستہ روکے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ جیسے اُس کی ذمے داری ہو باہر سے کسی کو اندر نہ چھوڑنے کی۔۔۔

"دیکھیں میں آپ کو کوئی پچاس دفعہ کہے چکا ہوں۔ ملاقات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ اب اِس وقت نہیں مل سکتیں انکو۔۔۔ آپ چار بجے کا انتظار کر لیں۔۔۔۔ ابھی کچھ وقت میں ایسے بھی آپ مل سکیں گی انکو۔۔۔۔ مگر تب بھی آپ اتنے لوگوں کو ایسے جانے کی اجازت نہیں ملے گی"۔

فضہ کے بار بار پوچھنے پہ وہ ہر بار اُس کو ایک ہی جواب دیتا۔۔۔۔ اُس جواب کو سنتے ہی وہ پھر اپنے ہاتھ پہ بندھی گھڑی کو دیکھتی۔۔۔۔ اور پھر وقت کو گننا شروع کر دیتی۔۔۔۔ جو آج کہیں سے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

۔۔۔۔

"یار ان لوگوں نے ہمیں جانے نہ دیا تو؟"

مدثر نے مین گیٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"میں بھی تو وہی سوچ رہا ہوں اگر ہمیں سر وجی کو ملنے ہی نہ دیا گیا تو؟".

"ایسا نہیں بولو آپ لوگ۔۔ ان شاء اللہ ہم ضرور سر کو مل کے جائیں گے"

"یار وہ دیکھو پرنسپل صاحب آرہے ہیں"

اُن میں سے ایک لڑکے نے پرنسپل کو آتا دیکھتے ہی زور سے بولا۔۔ سب اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔ اور سامنے سے آتے ہوئے پرنسپل کو دیکھنے لگے۔ جاتے ہوئے وہ صرف تین گے تھے۔۔ مگر آتے ہوئے اُنکے ساتھ ایک اور بندے کا بھی اضافہ ہوا تھا جو یونیفارم پہنے اُن کے ساتھ ساتھ آرہا تھا۔۔۔ جس کے پیچھے فوجیوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔۔۔ انکو لگا اب اُن کو اندر جانے کی اجازت مل جائے گی۔ اب وہ اندر جا سکیں گے۔۔

"اب ہم بھی دیکھتے ہیں آپ ہمیں کیسے روکتے ہیں"

پرنسپل کو آتا ہوا دیکھتے ہی وہاں کھڑے ایک لڑکے نے گارڈ کو ایسے کہا جیسے اب اُن کو اندر جانے سے کوئی روک ہی نہیں سکے گا۔۔۔

"سر ہم اندر جاسکتے ہیں؟ وجدان سر کیسے ہیں؟ آپ نے انکو دیکھا ہے؟".

پرنسپل کے گیٹ سے باہر آتے ہی سب اُنکے اردگرد ہو گے۔ جیسے انکو کب سے اُنکے آنے کا انتظار تھا۔ وجدان کی خریت کی خبر سننے کا انتظار تھا۔۔

"بچو آپ سب کو تھوڑا انتظار کرنا پڑے گا۔۔۔ وجدان ہوش میں نہیں آیا۔۔ وہ اِس وقت icu میں ہے۔۔۔۔ جیسے ہی اُس کو ہوش آتا ہے آپ لوگوں میں سے تھوڑے تھوڑے سٹوڈنٹس کو ہم اندر بھجیں گے"۔

پرنسپل نے سامنے کھڑے سٹوڈنٹس کے ہجوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

وہاں پہ کھڑا ہر شخص اندر جانا بھول گیا تھا۔۔۔ اُن کو یاد تھا تو بس اتنا اُن کا ہیرو بے ہوش ہے۔۔۔icu میں ہے۔ ابھی بھی زندگی اور موت کے درمیان کھڑا ہے۔ اپنی موت سے لڑ رہا ہے۔۔۔۔

"سر پلیز ہمیں بتائیں وجدان سر۔۔۔۔۔۔"

وہاں موجود ایک لڑکی اُس ہجوم میں سے گزر کے آگے ہوئی۔۔۔ عموماً یونیورسٹی کالج کی لڑکیوں کو فوجی بہت متاثر کرتے ہیں۔۔۔ مگر آج کسی نے فوجیوں پہ دھیان نہیں دیا تھا۔۔۔۔ کسی نے چھپ چھپ کے اُن کو نہیں دیکھا تھا۔۔ کسی نے اپنی سہیلی کے کان میں فوجی کو دیکھتے ہوئے کچھ نہیں کہا تھا۔۔ اِس وقت اُن کو ایک ہی شخص یاد تھا۔ وہ ایک ہی شخص کے منتظر تھے۔۔۔ جس کے لیے وہ اتنے دور سے آئے تھے۔۔۔۔ اُس لڑکی نے بس اتنا ہی کہا اور چہرے پہ ہاتھ رکھے پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی۔۔۔ اُس لڑکی کو روتا دیکھ کے سب کی آنکھوں میں نمی آئی۔ وہاں موجود ہر سٹوڈنٹ اپنی آنکھوں کی نمی کو صاف کرنے لگا۔۔۔ اپنا ضبط برقرار رکھنے لگا۔۔۔

"بیٹا آپ سب دعا کریں۔ اپنے سر کے لیے دعا کریں۔۔۔ وہ ٹھیک ہو جائے۔۔۔ چل کے آپ لوگوں کے درمیان آئے"

پرنسپل صاحب نے اُن کو دیکھتے ہوئے بس اتنا ہی کہا۔۔۔ وہ جانتے تھے اگر وہ اپنے ہیرو کے اپاہج ہونے کی خبر سنے گے تو انکو سنبھالنا کتنا مشکل ہو جائے گا۔۔۔۔ آج اُن کا ساتھ دینے کے لیے وجدان جیسا ہیرو موجود نہیں ہے ۔۔۔۔۔ یہ کہتے ہی اُن کی نظریں نیچے جھکیں۔۔۔ جیسے اب اگر وہ کچھ بولیں گے تو اونچا اونچا رونے لگ پڑیں گے ۔۔۔ انہوں نے وجدان کو کب اپنی فیکلٹی کا ممبر سمجھا تھا۔ انہوں نے تو ہمیشہ اُس کو اپنا بیٹا کہا تھا۔۔۔۔۔

پرنسپل کی بات ختم ہوتے ہی سب نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے۔۔۔۔ وہاں موجود ہر سٹوڈنٹ کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھے تھے۔۔۔ ہر ایک کی آنکھیں بند ہوئیں تھیں جیسے وہ بند آنکھوں سے اپنے ہیرو کی نئی زندگی مانگ رہے ہوں ۔۔۔ اُن کو دیکھتے ہی وہاں کھڑے میجر اور اُس کے فوجیوں نے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے۔۔ جیسے اُن سٹوڈنٹس کے دعا کے قبولیت کی سفارش کر رہے ہوں۔۔۔ اللہ کو کہے رہے ہوں۔۔ ان کو مایوس نہ لوٹانا۔۔ ان کی دعا کو قبول کرنا

۔۔۔۔۔

اُن کے ہاتھ نیچے نہیں ہوئے تھے کہ آسمان سے اشکوں کا دریا نیچے گرنے لگا۔۔۔۔ جیسے اُن کو دیکھتے ہوئے آسمان آج زارو قطار رو رہا ہو۔۔۔۔ ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔ جو ایسے لال ہوا تھا جیسے آسمان میں آگ لگ گئی ہو۔۔۔۔ اُس کے شعلے پانی کی صورت زمین تک آ رہے ہوں۔۔۔

"بچو آپ لوگ گاڑیوں میں بیٹھ جاؤ بہت تیز بارش ہو رہی ہے۔۔۔۔ وجی جیسے ہی ہوش میں آتا ہے۔۔ میں آپ لوگوں کو باری باری بولا لوں گا"۔

پرنسپل نے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔۔ جیسے اُن کی آواز وہاں کھڑے ہر سٹوڈنٹ تک پہنچ پائے

۔۔۔۔

"نہیں سر یہ بارش ہمیں کچھ نہیں کہتی۔۔۔ ہم سر سے ملنے تک یہیں کھڑے رہیں گے۔۔۔۔۔ ہم سر کو دیکھے بغیر گاڑیوں میں دوبارہ نہیں بیٹھیں گے"۔

پیچھے کھڑے ایک سٹوڈنٹ نے اِس قدر بلند آواز میں کہا کہ سامنے کھڑے ہر شخص تک اُس کی آواز گئی۔۔۔ اُس کو سنتے ہی۔۔۔ سب نے ایک ساتھ "yes sir" کہا۔۔۔ اور وہیں کھڑے رہے۔۔۔

اللہ جی میرے وجدان کو کچھ نہیں کرنا. میرا دوسرا اگر دہ بھی لے لیں آپ اللہ جی۔ آپ میری زندگی ہی لے لیں ۔۔ میری زندگی کے بدلے میرے وجدان کو زندگی دے دیں۔ وہ ٹھیک ہو جائیں۔۔۔ وہ بلکل ٹھیک ہو جائیں ۔۔۔ اللہ جی اپنی زرمینہ گُل کے لیے اُن کو ٹھیک کر دیں نا۔۔ آپ کی تو بہت لاڈلی ہوں نا میں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا جو میں نے آپ سے مانگا ہو آپ نے مجھے نہ دیا ہو۔۔۔ آپ نے ہر وہ چیز دی مجھے جو میں نے مانگی ہے۔۔۔ جِس کی میں نے خواہش بھی کی آپ نے مانگنے سے پہلے مجھے دے دی۔۔۔ میں جانتی ہوں میں بہت گناہگار ہوں ۔۔۔ میں جانتی ہوں آپ کو خفا کیا ہے میں نے۔ ایک نامحرم سے بات کی ہے میں نے۔ آپکو نہیں پسند میں نے پھر بھی یہ غلطی کی ہے۔ اُس کو ملنے کی خواہش کی ہے۔۔۔ کچھ لمحے ہی سہی اُس کا ساتھ مانگا ہے۔۔۔۔ اُس کے ساتھ کچھ پل چلنا ہی سہی میں نے آپ سے وہ بھی مانگا ہے۔۔۔۔ میں جانتی ہوں میں نے غلط کیا ہے بہت غلط۔ ۔۔۔ اللہ جی مجھ گناہگار کی سزا مجھے ہی دینا۔۔ مجھے ہر سزا منظور ہے چاہے تو میری جان لے لیں۔۔۔ مجھے اگلا سانس نہ آئے۔۔۔ بس اللہ جی مجھے میرے وجدان کی جدائی کی سزا نہ دینا۔۔ مجھے سزا دینے کے لئے اُسکی سانسیں نہ چھین لینا۔۔۔ اللہ جی میرے وجدان کو زندہ رکھنا۔۔۔ وہ بیشک مجھے نہ ملے۔۔ بیشک اُس کو مجھے نہ دینا۔۔ بس اُس کو زندہ رکھنا۔۔۔ میں یہ سوچ کے ہی جی لوں گی۔ میرا وجدان زندہ ہے۔۔۔ اسی ہوا میں سانس لے رہا ہے جس میں

زرمینہ سانس لیتی ہے۔۔۔۔وجدان بھی یہی چاند دیکھتا ہے جس کو میں دیکھتی ہوں۔۔۔میں بہت خوش رہوں گی۔ہمیشہ خوش رہوں گی۔۔۔لیکن وہ مر گیا تو میں مر جاؤں گی اللہ جی۔۔۔میں مر جاؤں گی۔۔

وہ ہسپتال کے بیڈ پہ لیٹی۔۔درد سے تڑپتے ہوئے آنکھیں بند کئے۔۔۔اپنے درد سے نجات نہیں مانگ رہی تھی۔۔۔وہ اپنے محبوب کی زندگی مانگ رہی تھی۔۔۔۔اُس کا دل گواہی دے رہا تھا وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔اُس کے معاملے میں ہمیشہ اُس کا دل اُس کو بتا دیتا تھا۔۔۔۔وجدان کی گواہی اسکو اُسکا دل دیتا تھا۔۔۔

آنکھیں بند کئے وہ مُسلسل آنسوؤں بہا رہی تھی۔۔۔۔اُس کی سسکیاں وہاں مجور ہر شخص سن رہا تھا۔۔۔ہر کوئی اُس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔اُس کے آنسوؤں سے اُس کے سر کے نیچے رکھا تکیہ گیلا ہو گیا تھا۔۔۔۔وہاں کھڑا ہر شخص یہ جانتا تھا۔۔۔سامنے لیٹی لڑکی کو کیا درد ہے۔۔۔وہ کون سے درد سے سسک رہی ہے۔۔۔خود کو اذیت دے رہی ہے۔۔۔۔

"زری اٹھو تمہیں تمہارے وجدان کے پاس لے جاؤں"

سلطان نے اُس کے پاس جاتے ہوئے کہا۔۔۔جیسے اُس کو آج بہن کے سواء وہاں موجود کسی شخص کی کوئی پرواہ نہ ہو۔۔۔۔اُس کو آج فکر ہو تو صرف اُس بہن کی جو محبت پہ اپنا آپ وار رہی تھی۔۔۔۔

اُس نے اچانک اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔جیسے اُس نے خواب میں سنا ہو۔۔۔کوئی اُس کو وجدان کے پاس لے جانے کا کہے رہا ہو۔۔۔

"زری اٹھو میں تمہیں اٹھا کے لے جاؤں گا اُس کے پاس"

اُس نے حیران ہوتی بہن کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔وہ حیرت سے اُس بھائی کو دیکھ رہی تھی جو اُس پہ کبھی اُس کسی نامحرم کی نظر بھی پڑنے نہیں دیتا تھا۔ آج وہ اُس کو خود لے جانے کا کہے رہا تھا۔۔۔۔

"مگر جان جی۔۔۔۔۔"

اُس نے ایک نظر وہاں کھڑے اپنے باپ اور بھائی پہ ڈالی۔۔۔ جیسے وہ اُس کو کہنا چاہتی ہو۔ اُس کو بتانا چاہتی ہو ۔۔۔بابا جان کھڑے ہیں بڑا بھائی کھڑا ہے۔ جن کو شاید اُس نے دیکھا نہیں ہے۔۔۔۔۔۔

"بابا جان میں زرمینہ گُل کو لے جاؤں؟"

وہ جانتا تھا اُس کا باپ اسے کبھی نہیں روکے گا۔۔۔ وہ جانتا تھا اُس کا باپ اب ایک خر دماغ پٹھان نہیں رہا ۔۔۔وہ صرف ایک باپ ہے۔۔۔ پھر بھی اُس نے بہن کی تسلی کے لیے باپ سے پوچھا۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ باپ سے پوچھے۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا اُس کا باپ کبھی اپنی روایتیں چھوڑے۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا اُس کا باپ موم بن کے پھگل جائے۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا اُس کا باپ کبھی اپنی اولاد کے سامنے ہار جائے۔۔۔ وہ اپنے باپ کو پہلے جیسا ایک مضبوط پٹھان ہی دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ سواتی جو کبھی نہیں ہارتا۔ جو کبھی نہیں روتا۔۔۔ وہ سواتی جس کے پاس اُس کی اولاد بیٹھتے ہوئے سو بار سوچے۔۔۔ جس باپ کے سامنے وہ کبھی اونچی آواز میں بات نہ کر سکیں۔۔۔ مگر اب سب کچھ بدل گیا تھا۔۔۔۔ سامنے کھڑا پٹھان موم بن کے پھگل گیا تھا۔۔۔

انہوں نے اُس کو دیکھتے ہوئے ہلکا سا سر ہلایا۔۔ جیسے جانے کی اجازت دی ہو۔۔۔۔

باپ کو دیکھتے ہی اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں نکلنے لگے۔۔ کیا یہ اُسی کا باپ ہے؟ نہیں نہیں اُس کا باپ تو ایسا نہیں تھا۔ وہ تو عزت کے نام پہ جان دینا بھی جانتا تھا۔ اور عزت کے لیے جان لینا بھی اُسے آتا تھا۔۔۔ آج وہ اپنی عزت کو باہر جانے کی ایک مرد کے پاس جانے کی اجازت دے رہا تھا۔۔ کیا یہ وہی باپ ہے؟۔

"نہیں نہیں بابا جان میں نہیں جاؤں گی کبھی بھی"

باپ کو دیکھتے ہوئے وہ اونچا اونچا رونے لگی۔۔ جیسے اُس کو لگا ہو اُسکا باپ مر گیا ہے۔ اور وہ اُسکے موت کی ذمے دار ہے۔۔۔ ایک اولاد ایک بیٹی کب چاہتی ہے۔۔ اُس کا باپ اُس کے سامنے ہار جائے۔۔۔

"نہیں جان جی مجھے نہیں جانا"

بھائی کا ہاتھ پکڑے ہوئے وہ اونچا اونچا روتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔۔۔۔

"زرمینہ گُل نہ رو میری بیٹی"

وہ اُس کے پاس آئے۔۔ اُس کو اپنے دل سے لگایا۔۔۔ اُس کا ماتھا چُما۔۔۔ جیسے اُس کو کہہ رہے ہوں اُس کا باپ بدل گیا ہے۔۔۔ جیسے وہ اسکو بتا رہے ہوں۔۔۔ تمہارا ابھی اپنی زندگی پہ کچھ حق ہے۔۔۔ بیشک تم میری بیٹی ہو مگر اپنی پسند کی شادی کا حق رکھتی ہو۔۔۔۔ اپنی حد میں رہے کے جینے کا اختیار ہے تمہیں۔۔۔۔۔

"مگر بابا جان۔۔۔۔۔۔".

باپ کے سینے سے لگے ہوئے اُس نے ایک بار پھر سے سوال کیا۔۔ اُس کا باپ سمجھ گیا تھا۔ وہ کیا کہنا چاہتی ہے ۔۔۔۔ انکو اپنی پرورش پہ ایک بار پھر فخر ہوا۔۔۔۔۔

"شہاب مولوی صاحب کو بلاؤ۔۔۔ ہماری بیٹی کا نکاح ہے آج"

انہوں نے شہاب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ بیٹی کو اُس کے "مگر" کا ایک خوبصورت جواب دیا۔۔۔

سلطان تم زرمینہ گُل کو اُس (وجدان) کے کمرے میں لے جاؤ۔۔۔ ہم مولوی صاحب کے ساتھ آتے ہیں ۔۔۔ مجھے شاہ صاحب اور بی بی صاحبہ سے بھی بات کرنی ہے۔۔۔ اُن کے لائے ہوئے رشتے کی قبولیت کا اقرار کرنا ہے۔۔۔۔

"بابا جان ابھی مولوی صاحب کو نہ بلائیں"

وہ باہر جانے ہی لگے تھے کہ سلطان نے اُن کو آواز دیتے ہوئے روکا۔۔۔

"کیوں سلطان...."

شہاب نے اُس کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جو آنکھوں ہی آنکھوں میں اُن کو کچھ بتا رہا تھا۔۔ اُن کو کہہ رہا تھا ہماری بہن کا ہونے والا دولہا بستر مرض پہ پڑا ہے۔۔ اپنی زندگی کی چند سانسیں گن رہا ہے۔۔۔۔ سامنے کھڑے دونوں

شخص سمجھ گے تھے۔ اُس کی آنکھوں میں کی جانے والی گُفتگو کو وہ سمجھ چکے تھے۔۔۔ صرف وہی نہیں اُن کے پاس لیٹی وہ لڑکی بھی سمجھ گئی تھی۔۔۔۔ جو اُس کی خاطر اپنی زندگی کی چند سانسیں جی رہی تھی۔۔۔

آپ لوگوں میں سے اکثر سٹوڈنٹس فوج میں آنا چاہتے ہوں گے۔۔۔ اُن کا خواب ہو گا وہ آرمی جوائن کریں ۔۔۔۔ بہت ساری یہاں پہ موجود لڑکیاں فوجی کے خواب دیکھتی ہوں گی۔۔۔۔ بہت سارے لوگ میری طرح میجر بننا چاہتے ہوں گے۔۔۔۔ جیسے میں نے چاہا تھا۔۔۔۔ مگر آج مجھے بہت افسوس ہے میں میجر کیوں ہوں؟ میں ایک استاد کیوں نہیں ہُوں؟ ایسا اُستاد جس کے شاگرد اُس کو ایک نظر دیکھنے اتنے دور سے آئیں ہیں۔۔۔ جس کی صحت یابی کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔۔۔۔ جو دھوپ میں بھی اُس کے لیے کھڑے ہیں۔۔۔۔ جنہوں نے بارش کی بھی پرواہ نہیں کی۔۔۔۔ اُن کو منظور نہیں ہے کہ وہ اپنے استاد کو دیکھے بنا جائیں۔۔۔۔ مجھے بہت افسوس ہے آج۔۔۔۔ کاش میں بھی ایک استاد ہوتا۔۔۔۔۔

وہ یونیفارم پہنے وہاں کھڑے ہر سٹوڈنٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جیسے اُن سے خطاب کر رہا ہو۔۔۔۔ جیسے اُن کو شاباش دے رہا ہو۔۔۔ آرمی والے کی ذات بھی ایک الگ ہی سرور دیتی ہے۔۔۔۔ مردہ قوم کو دوبارہ سے زندہ کرتی ہے۔۔ مگر وہاں تو ہر کوئی زندہ تھا۔ اپنے استاد کو دیکھنے کا منتظر تھا۔۔۔ میجر کا خطاب اُن کے خون کو اور گرم کر رہا تھا۔۔ اُن میں اور جوشِ وولولہ پیدا کر رہا تھا۔۔۔

آج کل مجھے لگتا تھا ایک استاد کی کوئی عزت ہی نہیں رہی۔۔۔ وہ ایک پندرہ بیس ہزار کمانے والا ایک مزدور بن کے رہے گیا ہے۔۔۔ جو پورا مہینہ محنت کرتا ہے۔ اور مہینے کے آخر میں اپنی محنت کا پورا پورا صلح بھی وصول نہیں کرتا۔۔۔ مگر آج مجھے اندازہ ہو گیا ہے۔ ایک استاد کی آج بھی وہی عزت ہے جو میرے رسول کے زمانے میں تھی۔۔۔ آپ لوگوں نے ثابت کیا ہے۔۔۔ اپنا شاگرد ہونا ثابت کیا ہے۔ اپنے استاد کا مقام ثابت کیا ہے

۔۔۔۔وہ جو اندر بستر مرض پہ پڑا ہے اُس کا کیا مقام ہے۔۔۔۔میں دعا کروں گا اللہ اُس کو اتنی زندگی دے کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھے۔۔۔اپنی آنکھوں سے اپنی عزت دیکھے۔۔جو اُس کے سٹوڈنٹس اُس کی کرتے ہیں ۔۔۔۔۔جِس کے لیے وہ اِس بارش میں کھڑے ہیں۔۔۔۔

اگر مجھے دوبارہ زندگی ملتی تو میں اللہ سے ایک ہی دعا کرتا۔۔اللہ مجھے اُس زندگی میں میجر نہیں بنانا۔۔بلکہ ایک استاد بنانا۔۔۔جِس کو دیکھنے اُس سٹوڈنٹس آئیں۔۔۔بے شک مجھے مرنے پہ توپوں کی سلامی نہ دی جائے۔۔۔بیشک میری قبر پہ پھولوں کے ہار نہ چڑھائیں جائیں۔۔۔مجھے بس ایسے ہاتھ اٹھانے والے طالب علم دیئے جائیں ۔۔۔جو میری زندگی کی دعا کریں۔۔میرے مرنے کے بعد مجھے یاد رکھیں۔۔۔

جنید مجھے بہت خوشی ہے تم ایسے ادارے میں کام کرتے ہوں۔جہاں استاد کو ایسی عزت ایسا مقام دیا جاتا ہے۔۔۔وہاں موجود سٹوڈنٹس سے بات کرتے کرتے وہ سامنے کھڑے اپنے دوست کی طرف مڑے۔۔۔جِس کے طالب علموں نے اُس کی چھاتی چوڑی کر دی تھی۔۔۔وہ کُچھ وقت پہلے جس دوست پہ فخر کر رہا تھا۔۔اب اُسے خود پہ فخر ہونے لگا تھا۔۔۔ایسا فخر جو اُس کے سٹوڈنٹس نے اسکو دیا تھا۔

وہ اُسے اپنے بازوں پہ اٹھائے اُس کے کمرے میں لے جا رہا تھا۔۔ہر کوئی اُن دونوں بہن بھائیوں کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔مسکرا رہا تھا۔۔کوئی ایسا بھی بھائی ہوتا ہے جو اپنی بہن کو اپنے بازوں پہ اٹھائے لے جائے۔۔۔۔وہ مُسلسل اُس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔جو آگے چلتا جا رہا تھا۔۔۔اُس نے اُس کی گردن کے گرد اپنے دونوں بازوں کر رہے تھے۔۔۔وہ لوگوں کو مسکراتا ہوا دیکھتا۔۔پھر اپنی بہن کی طرف دیکھتا اور خود بھی مسکرا دیتا ۔۔۔۔

"کتنی موٹی ہو نا تم"

اُس نے مصنوعی سے انداز میں تھکتے ہوئے کہا۔۔۔

"کیا؟ کیا؟ موٹی ہوں میں؟ یہ دیکھیں میری ہڈیاں ہی تو ہیں"

اُس نے برا مناتے ہوئے اپنی ایک بازوں کو آگے کیا۔۔۔۔ جو آپریشن کے بعد مزید کمزور ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"تھوڑا کھایا کرو۔۔۔۔ میری بازوں ٹوٹ گئی ہیں"

ایک بار پھر اُس نے اُسے چھیڑنے والے انداز میں کہا۔۔۔ اُس کو پتا تھا وہ مذاق میں بھی موٹی لفظ کو اپنے دل پہ لے لیتی ہے۔۔۔ ویسے بھی اُس کا چڑیا جتنا دل اتنا مذاق برداشت بھی نہیں کرتا تھا۔۔۔ یا تو وہ رونا شروع ہو جاتی یا پھر اپنا سارا غصہ دوسرے بندے پہ اُتار دیتی تھی۔۔۔ غصے کے معاملے میں ویسے بھی بہت بری تھی وہ۔۔۔ اپنا غصہ کبھی دل میں نہیں رکھتی تھی۔۔ ہمیشہ دوسرے کے منہ پہ بولا کرتی۔۔ چاہے اگلے بندے کو اچھا لگے یا برا ۔۔۔ وہ لحاظ رکھنے والوں میں سے نہیں تھی۔۔۔ غلط بات اگلے کے منہ پہ مار دیا کرتی تھی۔۔۔۔۔ بہت کم ایسا ہوتا کہ وہ برداشت کر جائے۔۔۔ وجدان کی محبت میں اُس نے بہت لوگوں کو اپنی نفرت کا مرکز بنایا تھا۔۔۔ اُس کی محبت میں اسے بہت لوگوں سے نفرت ہوئی تھی۔۔ ایسی نفرت کہ وہ اُن لوگوں کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتی تھی۔۔۔۔ پھر اُسی محبت نے اسکو موم بنایا تھا۔۔۔ کہ کوئی اُس کو گالیاں بھی دیتا تو خاموش ہو جاتی۔۔۔ مسکرا دیتی۔۔۔۔ پھر گھنٹوں سوچتی رہتی۔۔۔ کیا یہ وہی ہے جس کے سامنے بولنے کی کسی میں ہمت نہیں ہوتی تھی ۔۔۔ آج لوگ اُس پہ باتیں کرتے ہیں اور وہ مسکرا کے چپ ہو جاتی ہے۔۔۔ کیا محبت انسان کو اتنا جھکا دیتی ہے کہ بندہ اپنے آپ میں ہی مر جائے۔۔۔ محبتیں کامیاب ہوں تو انسان کو مغرور کر دیتی ہیں۔ اور پھر جب وہی محبتیں ناکام ہو جائیں تو انسان کو مجبور کر دیتی ہیں۔۔۔ اتنا مجبور کہ وہ دنیا سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔۔۔ ہر تعلق سے لاتعلق ہو جاتا ہے۔۔۔۔ اپنا آپ بھول جاتا ہے۔ محبوب کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔۔۔ اُس کا جسم تو اس کا ہوتا ہے۔ مگر روح۔۔۔۔ روح اُس میں محبوب کی ہوتی ہے۔۔۔۔

"کیا سوچ رہی ہو موٹو".

اُس نے ایک بار پھر اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔اُس کو لگا جیسے وہ اسکی باہوں میں ہی سو گئی ہے۔۔۔

"اگر آپ نے ایک دفعہ پھر مجھے موٹو کہا تو میں نے اُتر جانا ہے"

اب کی بار وہ باقاعدہ خفا ہوئی تھی۔۔۔۔جیسے وہ مکمل خاموشی چاہتی ہو۔۔۔اتنی خاموشی کہ وہ ایک ایک منٹ محسوس کرے۔۔۔اپنے وجدان کے پاس جانے کا ایک ایک لمحہ یاد رکھے۔۔

"سر میں آپ سے ایک ریکویسٹ کرنا چاہتا ہوں"

مدثر نے میجر کے پاس آتے ہوئے بہت معصومیت سے کہا۔۔۔۔جیسے اُس سے زیادہ معصوم تو کوئی دنیا میں ہے ہی نہیں۔۔

"یہ دیکھو معصومیت کا ریکاڈ توڑ رہے ہیں مدثر صاحب"

ارم نے ہانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہاں جیسے ہم تو اِس کو جانتے ہی نہیں ہیں نا۔ایسے معصوم بنا ہوا ہے اِدھر"

ہانیہ نے منہ بناتے ہوئے اُس کی طرف دیکھا جو میجر کے سامنے ہاتھ باندھے نظریں جھکائے کھڑا تھا۔۔۔

"جی جی بیٹا بولو"

میجر ویسے بھی اُن سب سے بہت متاثر ہوا تھا۔۔۔دوسرا وہ اُس کے دوست کے سٹوڈنٹس تھے۔۔۔۔اُس کے لیے قابل عزت تھے۔۔۔

"سر میں یہ کہنا چاہتا ہوں وجی سر کے ہوش میں آنے کے بعد آپ ہم سب کو ایک ساتھ ان کے پاس جانے کی اجازت دیجیے گا۔۔تا کہ ہم ایک ساتھ اُن کو ملیں۔۔انکو سسپرائز دیں"۔

مدثر نے ایک کی بار نظریں اٹھائیں اُسکی طرف دیکھا۔۔ اور فوراً نظریں نیچے کر لیں۔۔۔ وہ ویسے بھی آرمی والوں سے بہت ڈرتا تھا۔۔ آج تو پھر اُس کے سامنے ایک میجر کھڑا تھا۔۔

"جی بیٹا آپ کے سر کو ہم روم میں شفٹ کر لیں گے۔۔۔ آپ سب ایک دفعہ میں اُن سے مل لینا۔ مگر یاد رہے ہاسپٹل میں موجود دوسرے پیشنٹ ڈسٹرب نہ ہوں"

انہوں نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی نرم انداز میں کہا۔۔۔

"تھینک یو سو مچھ سر آپ بلکل بھی اِس بات کی فکر نہ کریں۔۔۔ ہم کسی کو ڈسٹرب نہیں کریں گے"

وہاں کھڑے ہر سٹوڈنٹ نے اظہارِ تشکر کیا۔۔۔ سب کے چہروں پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔۔ ہر کوئی بے چینی سے اپنے ہیرو کے ملنے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔

"وجدان بھائی کہاں ہیں؟"

سلطان نے بہن کو اٹھائے ہوئے سامنے کھڑے شخص سے پوچھا۔۔۔

وہاں موجود سب اُس کو دیکھ کے کھڑے ہوئے۔۔ سب اُس لڑکی کو دیکھنے لگے۔۔۔ جو نظریں جھکائے ہوئے بھائی کی گردن کے گرد بازو ڈالے ہوئے تھی۔۔۔

وہاں موجود دو شخص اُس کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔۔ وہ دونوں اُس کے پاس آئے۔۔۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔ جیسے اُن کو اُمید نہ تھی کہ وہ لڑکی بھی یہیں ہو گی۔۔۔ اور اِس حالت میں ہو گی۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے زرمینہ گُل"

وجدان کی والدہ پریشانی سے اُس کی طرف آئیں۔اُس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔ایک نظر پورا اُس کی طرف دیکھا۔جیسے وہ اسکو دیکھنا چاہتی ہوں۔۔۔کیا ہوا ہے اسکو۔وہ اتنی زرد کیوں ہوگئی ہے۔۔۔وہ خود چل کیوں نہیں رہی ہے۔۔۔۔

"بھائی مجھے نیچے اتاریں"

اُس نے سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے آرام سے کہا۔۔۔جیسے اُس نے سرگوشی کی ہو۔۔۔۔

لیکن زرمینہ گُل۔۔۔۔۔۔اُس نے ایک نظر اُس کی طرف دیکھا جیسے اسکو بتانا چاہتا ہو۔وہ ابھی چل نہیں سکتی۔چل تو کیا وہ تو ابھی صحیح سے کھڑے ہونے کے بھی قابل نہیں ہے۔۔۔۔

"جان جی مجھے اتاریں نا"

اُس نے آنکھوں میں آنسوؤں لیے ایک بار پھر اُس کی طرف دیکھا۔۔۔اپنا بازو اُس کی گردن سے آگے کیا۔۔جیسے وہ خود نیچے اُترنا چاہتی ہو۔۔۔۔اگر وہ اسکو نیچے نہیں اُتارے گا تو وہ خود اتر جائے گی۔۔۔

"کیا ہوا ہے زرمینہ گُل کو؟"

اب کی بار انہوں نے سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

"جی آپریشن ہوا ہے اسکا۔۔ایک کڈنی نکالی ہے اسکی"

سلطان نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے نظروں کو جھکا کے کہا۔۔۔۔وہ لوگ ویسے بھی لڑکیوں میں نظریں نہیں اُٹھاتے تھے۔۔۔۔اب بھی اگر بات اُس کی بہن کی نہ ہوتی تو وہ کبھی یہاں نہ کھڑا ہوتا۔۔۔۔۔۔

"کیا؟"

یہ خبر سنتے ہی انہوں نے اپنے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔وہ اپنے بیٹے کو بھول گئیں۔۔۔۔اُس لڑکی کو دیکھنے لگیں۔۔۔جو انکے بیٹے کی پسند تھی۔اُسکی چاہت تھی۔۔۔۔

"جان جی....."۔

اب کی بار اُس نے پھر بھائی کی طرف دیکھا۔۔جو اُس کو نیچے اتارنا بھول گیا تھا۔۔۔۔اُس نے آرام سے اُس کو نیچے اتارا۔۔۔۔نیچے قدم رکھتے ہی اُس کو لگا جیسے وہ گر جائے گی۔۔۔وہ اپنا ایک قدم بھی آگے نہیں اٹھا سکے گی۔۔۔درد کی ٹیس اُس کے سارے وجود میں اترنے لگیں۔۔۔۔اُس نے فوراً اپنا ہاتھ اپنی کمر پہ رکھا۔۔۔۔درد کی لہریں اُس کے چہرے پہ آنے لگیں۔۔جیسے وہ درد سے یہیں بیٹھ جائے گی۔۔۔۔

"زرمینہ"

فاطمہ نے اُس کو بیٹھتا دیکھا۔۔۔جیسے وہ بیٹھ رہی ہو۔۔۔وہ جلدی جلدی اُس کے پاس آئی اُس کو اپنے سینے سے لگایا۔۔جیسے وہ کب سے اُس لمحے کا انتظار کر رہی ہو۔جب وہ اپنے وجدان کی محبوبہ کو دیکھے۔۔۔۔اُس کو ملے۔۔اسکو اپنے دل سے لگائے۔اِس کو پیار دے۔۔۔۔۔

"میرے وجدان کی ملکہ"

اُس نے ایک لمحے کو اُس کو پیچھے کیا۔۔۔اُس کا آنسوؤں میں بہتا چہرہ اوپر کیا۔۔۔۔اس کے ماتھے پہ پیار کیا۔۔۔۔اُس کو ملکہ کا خطاب دیا جو اُس کے وجدان نے برسوں پہلے اُسے دیا تھا۔۔۔

-

وہ وہاں موجود کسی کو نہیں جانتی تھی سوائے اُس کے ماں باپ کے جو اُس کے گھر آئے تھے۔جن کو اُس نے دیکھا تھا۔۔۔بس وہ اتنا جانتی تھی یہ پانچوں لڑکیاں اُس کی بہنیں ہیں جو اُس کو اتنی محبت سے دیکھ رہی ہیں۔۔۔۔۔اُس پہ رشک کر رہی ہیں۔کتنی خوش قسمت ہو تم کہ ہمارا اکلوتا بھائی تم پہ جان دیتا ہے۔۔۔۔۔۔

اُس نے ایک نظر سب کو دیکھا۔۔۔اپنی چادر ٹھیک کی۔۔۔۔فاطمہ کے بازوؤں کے سہارے کھڑی ہوئی۔۔۔۔اُس کے چہرے پہ درد بھری ایک مسکراہٹ آئی۔۔۔۔اُس نے کتنا انتظار کیا تھا۔اُس کے گھر والوں میں اُس کے

ساتھ کھڑے ہونے کا۔ آج وہ وقت آ گیا تھا۔ سب وہاں موجود تھے۔ بس وہی نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ اُنکے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔ جس کی نسبت سے وہ سارے رشتے اُس کے اپنے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

"بابا جان مجھے نہیں لگتا وجدان بچ سکے گا"

زرمینہ کے جانے کے بعد وہ اُس کے بیڈ پہ بیٹھے ہوئے باپ کو کہہ رہا تھا۔۔ اُن کو پتا تھا زرمینہ کی زندگی کے لیے وجدان کی سانسیں کتنی ضروری ہیں۔۔۔۔ اگر وجدان مر گیا تو زرمینہ بھی بچ نہیں سکے گی۔۔۔۔۔

"بس بچے دعا کرو خدا اُس کو بچا لے"

ابراہیم صاحب نے درد بھری ایک آہ لی۔۔۔ نظروں کو اوپر کیا۔ جیسے وہ اللہ سے کہہ رہے ہوں۔۔ اُس لڑکے کو بچا لیں۔۔ جس میں انکی بیٹی کی سانسیں بستی ہیں۔۔۔۔

"بابا جان وہ بچ بھی گیا تو کیا ہو جائے گا۔۔ وہ لڑکا ساری زندگی اپنے پیروں پہ چل نہیں سکے گا۔۔ میں نے اُس کے ڈاکٹر سے پوچھا تھا۔۔۔ انکو بلکل اُمید نہیں تھی اُس کے بچنے کی بھی"

شہاب نے باپ کے سامنے پڑے صوفے پے بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"کیا وجدان ساری زندگی چل نہیں سکے گا؟"

دادی اماں نے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے یکدم پوچھا۔۔ جیسے اُن کے جسم میں کرنٹ لگا ہو۔۔ اُن کو بلکل بھی ایسی انہونی کی امید نہ ہو۔

"جی دادی اماں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں"

شہاب نے اب کی بار دادی اماں کو دیکھا جو پھٹی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھی جا رہیں تھیں۔۔۔

"نہ مڑہ۔۔۔ وہ بچ بھی جائے بیشک ہم اپنی بچی کی شادی کبھی بھی اُس کے ساتھ نہیں کروائیں گے"

دادی اماں نے ابراہیم صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔

"اماں یہ ممکن نہیں ہے اب زرمینہ گُل اُس کے بغیر نہیں رہ سکتی"

رقیہ بیگم نے اپنے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے کہا۔۔ جیسے اماں سے زیادہ اُن کو دھچکا لگا ہو۔۔۔وہ اماں کی بات سے اتفاق رکھتی ہوں۔۔۔ مگر اپنی بیٹی کی زندگی کے لیے اُس کا معذور ہونا قبول کر رہی ہوں۔۔۔

"کیسے ممکن نہیں ہے؟ یہ پوری زندگی کا سوال ہے بہو۔ پوری زندگی ایک بندہ چل نہیں سکتا تو وہ اپنی بیوی کو کھلائے گا کیا۔۔ محبت سے پیٹ نہیں بھرتا۔۔ وہ پوری زندگی ایک اپاہج کے ساتھ کیسے گزرا کرے گی۔ جو اپنے پیروں پے چل بھی نہیں سکتا۔۔۔ مڑہ میں بتا رہی ہوں یہ شادی کبھی بھی نہیں ہو سکتا"

انہوں نے وہاں موجود سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔ جیسے یہ انکا آخری فیصلہ ہو۔۔۔اِس کے بعد مزید کوئی بات نہ کرے

"دادی اماں تو آپکی پوتی کون سی مکمل رہی ہے اب؟"

سلطان نے دادی اماں کی بات سنتے ہوئے کہا۔۔۔ سب نے مڑ کے اُس کو دیکھا جو دروازے کے پاس اکیلا کھڑا تھا ۔۔۔کچھ وقت پہلے جو اُس کے ساتھ گئی تھی واپسی پہ ساتھ نہیں تھی۔۔۔۔

بتائیں نا اماں جی آپ کی پوتی مکمل ہے؟ ایک گردہ نہیں ہے اسکا جسم پہ ٹانکے ہی ٹانکے ہیں۔۔۔ خون کا ایک قطرہ اُس میں اپنا نہیں ہے۔۔۔۔ ایک قدم وہ چل نہیں سکتی۔۔۔ جب تک زندہ ہے روز ڈھیروں دوائیاں کھائے گی ۔۔۔ تو بتائیں کون سا شہزادہ آئے گا اُس کے لیے؟

آج پہلی دفعہ ایسا ہوا تھا۔۔ کسی نے اماں جی کے فیصلے پہ اِس طرح کا ردِ عمل دیا تھا۔۔ ورنہ وہ تو کیا اُس کے باپ کو بھی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ وہ اُن کے سامنے کچھ بولے۔۔۔۔

"چل تو سکتی ہے نا زرمینہ گُل".

اُس کی اِس بات پہ دادی اماں نے سخت لہجے میں اُس سے پوچھا۔۔۔

"چلنے سے کچھ نہیں ہوتا دادی اماں ہر مرد کو ایک مکمل عورت چاہیے ہوتی ہے۔۔۔۔ آپ کے پوتے نے تو اُس کے یونیورسٹی جانے پہ رشتے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔ تو بتائیں کون سا مکمل مرد اُس سے شادی کرے گا؟"

سلطان اُن کو حقیقت بتا رہا تھا۔۔۔ پوتے کی بات پہ اُس نے سامنے کھڑے تایا کو دیکھا تھا۔۔۔ جنہوں نے فوراً اپنی نظریں جُھکا لیں تھیں۔۔۔ جیسے وہ اپنے بیٹے کی اُس حرکت سے آج تک شرمندہ ہوں۔۔۔

"سلطان تم میری ماں سے بات کر رہے ہو۔۔۔ تم لوگوں کا باپ ابھی اتنا کمزور نہیں ہوا۔۔ کہ میرے سامنے بیٹھے ہوئے تم میری ماں سے اِس انداز میں بات کرو۔۔۔ مجھے مجبور نہیں کرنا میں اُٹھوں اور تمہارے منہ پہ لگاؤں"

وہ جو کب سے اتنے دنوں نے خاموش تھے آج بولے تھے اور ایسا بولے تھے کہ سامنے کھڑے لڑکے کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔۔۔۔ اُس نے ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا جنہوں نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اُسے چپ ہونے کا اشارہ کیا۔۔۔

"رہی بات زرمینہ گُل کی شادی کی تو جو میری ماں کا فیصلہ ہے وہی میرا بھی ہے۔۔۔۔ جو اماں چاہیں گی وہی ہو گا"

اُس نے حیرت سے اپنے باپ کو دیکھا جو کچھ وقت پہلے موم تھا۔۔۔۔۔۔ تب وہ ایک باپ تھا صرف ایک باپ ۔۔۔ اب وہ ایک بیٹا بھی تھا جس نے اپنی ماں کے حکم کا پاس رکھنا تھا۔

"ڈاکٹر صاحب بچی کو اندر جانے دیں"

وہ icu میں تھا بے ہوش تھا۔۔ ڈاکٹر کسی کو بھی اندر جانے کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔۔۔ وہ کب سے وہاں بیٹھی تھی۔۔۔۔ اُس کو دیکھنے کی منتظر تھی۔۔۔ کب سے اُس کے ماں باپ ڈاکٹر کی منتیں کر رہے تھے۔۔ نا جانے وہ کیسے ماں باپ تھے جو اپنے دل پہ پتھر رکھے ہوئے تھے۔۔۔ وہ اپنے جانے کی منتیں نہیں کر رہے تھے۔۔۔ وہ تو

اُس لڑکی کی منظوری کی التجاء کر رہے تھے۔۔ جو اُن کے بیٹے کی محبت تھی۔ اُن کے بیٹے کے لیے سر پہ چادر کیے نظریں جھکائے آنکھوں میں آنسوؤں لیے وہاں بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

"کیا بات ہے ڈاکٹر وحید؟"

ڈاکٹر شاہ نے دور سے آتے ہوئے وہاں کھڑے لوگوں کو دیکھا۔۔۔ جو ڈاکٹر کو کچھ کہہ رہے تھے۔ اور وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا۔۔۔

"ڈاکٹر شاہ یہ وجدان شاہ سے ملنا چاہتے ہیں۔۔ اُن کی کنڈیشن ایسی نہیں ہے کہ ہم اِن کو اجازت دیں"

انہوں نے چادر میں بیٹھی لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"کیا لگتی ہیں آپ وجدان کی؟"

اُس نے اُس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جو چہرے پہ درد لیے نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔ وہ جانتی تھی اُس ڈاکٹر نے اُس سے پوچھا ہے۔۔۔ وہ اُس کو جواب نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔ وہ جواب دیتی بھی تو کیا کہتی؟ کون ہے وہ اسکی؟ کیا رشتہِ ہے اُس کے ساتھ اُسکا۔۔۔ اُس کے پاس دینے کے لیے کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔ کہنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔۔۔

"بہو ہے یہ انکی"

اُس نے نظریں اٹھا کے اوپر دیکھا۔ سامنے اُس کا باپ کھڑا تھا۔۔۔ سب نے حیرت سے اسکو دیکھا جو مسکراتے چہرے کے ساتھ اُس کو وجدان کی بیوی کے رہا تھا۔۔۔ سامنے کھڑے شخص کی بہو کہے رہا تھا۔۔۔ ابراہیم صاحب کی بات سنتے ہی وہ اُن کے پاس گے۔۔ اُن کو اپنے دل سے لگایا۔۔۔ وہ زبان کا پکا پٹھان تھا۔۔ اپنی بیٹی کو دی ہوئی زبان سے مکر نہیں سکتا تھا۔۔ ماں کے حکم کو اُس نے اپنی دی ہوئی زبان سے افضل رکھا۔۔ اُسی ماں نے ایک بار پھر انکو حکم دیا۔۔۔ زرمینہ گُل کی خوشیوں کو بحال کرنے کا حکم۔۔۔

"بی بی صاحبہ آپکی امانت ہے یہ میرے پاس جب چاہیں لے جائیں"

ابراہیم صاحب نے نظریں جھکاتے ہوئے انکی طرف رُخ کیا۔۔۔وہ جو رو رہیں تھیں ایک بار پھر اونچا اونچا رونے لگیں۔۔۔انہوں نے ایک بار پھر وہاں بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔۔۔ایک بار پھر اسکو اپنے سینے سے لگایا۔۔۔اُس کو پیار کیا۔۔۔پہلے جب انہوں نے اسکو دیکھا تھا اُس وقت وہ صرف وجدان کی پسند تھی۔۔۔آج وہ اُس کے ہونے والی بیوی کے روپ میں انکے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔

"زرمینہ گُل کہاں ہو تم"

فضہ نے ہاسپٹل کے گیٹ کو پکڑتے ہوئے اپنے دل میں کہا۔جیسے وہ اُسکا نام لے گئی اور وہ اُس کے سامنے حاضر ہو جائے گی۔۔۔اُس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھے گی خاموش ہو جائے گی۔۔۔اُس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے ہی اپنی آنکھیں بند کرلے گی۔۔۔۔اپنے ہونٹ کو دانت میں دبائے گی۔۔۔ہونٹ کو اندر کرنے سے اُس کا ڈمپل اور گہرا ہو جائے گا۔۔۔"اور وہ اُس کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھ کے میری جان بولے گی"۔۔۔اُس کا شرارتی سا انداز ایک دم ناراضگی میں بدل جائے گا۔۔۔اُس کے ہاتھوں کی گرفت کمزور پڑ جائے گی۔"کیسے پہچان لیتی ہو تم مجھے" آنکھوں پہ ہاتھ رکھے وہ ناراضگی میں اُس سے بولے گی۔۔۔اور وہ اُس کے دونوں ہاتھ تھوڑا سا نیچے کر لے اپنے ہونٹوں سے لگائے گی۔۔۔اُن ہاتھوں کو باری باری چومے گی۔۔"مجھے خوشبو آتی ہے آپکی" وہ جو ناراض ہوئی تھی ایک دم مان جائے گی۔۔۔اپنے ہاتھ اُس کی گردن کے گرد لے جائے گی۔۔۔اور اُس کو گلے سے لگا لے گی۔۔۔

"جاناں"

اُس کی سوچوں کا حسار ٹوٹا۔۔۔اُس کو وہی آواز آئی۔۔جس کو سننے کے لیے وہ ترس گئی تھی۔۔۔یہ تو وہی آواز ہے۔۔۔اُسی کی۔آواز۔۔۔وہ فوراً پیچھے مڑی ادھر اُدھر دیکھا وہاں تو کوئی نہیں تھا۔۔۔وہ آواز کہاں سے آئی

تھی۔۔۔وہ پھر سے یہاں وہاں دیکھنے لگی۔۔۔جیسے وہ اس کو نظر آجائے گی۔۔۔مگر ایسا کچھ نہیں ہوا۔۔۔وہ نزدیک تو کیا اسکو دور بھی نظر نہیں آئی۔۔۔۔۔

ایک بار پھر وہ آکے گیٹ کے پاس کھڑی ہوگئی۔اپنی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں صاف کیے۔۔۔۔۔وہ گیٹ کے بلکل ساتھ کھڑے ہونا چاہتی تھی جیسے ہی انکو اندر جانے کی اجازت ملے سب سے پہلے وہ اُس کے پاس پہنچے ۔۔۔۔اُس کو ایک نظر دیکھے۔۔۔اُس کے ساتھ لڑے۔۔۔اپنے پیروں کی دونوں جوتیاں اُس کے سر میں لگائے ۔اور وہ سر جھکائے اُس کے سامنے کھڑی ہو۔"لو اور مارو"

"ٹھیک ہے آپ جائیں اندر"

ڈاکٹر شاہ نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔وہ دونوں ہاتھوں کو اپنی گود میں رکھ کے بیٹھی تھی۔۔۔جیسے وہ سوچ رہی ہو۔۔۔۔وہ کیسے دیکھے گی اسکو۔کیا بات کرے گی اُس سے۔۔کیسے بتائے گی اسکو کہ مر جائے گی وہ تمہارے بغیر۔۔۔۔۔۔کیا وہ اُس کی خاطر آٹھ جائے گا؟کیا وہ اُس کی خاطر تھوڑا سا اور اُس کے سنگ جیے؟کیا وہ محبت کے اقرار پہ اُس کو وہی پاکیزہ ہستی سمجھے گا؟کیا وہ بھی اُس کی زندگی میں اُن لڑکیوں کی لسٹ میں آجائے گی جن سے وہ اپنی جان چھڑاتا ہے؟کیا قبول کرے گا وہ اُس کی پاکیزہ محبت؟

"زرمینہ؟"

فاطمہ نے اُس کو گہری سوچ میں ڈوبتا دیکھا۔۔۔۔اُس کو آرام سے ہلایا جیسے اُس کو ایک بار پھر کہے رہی ہو ۔۔۔۔تم جا سکتی ہو اب اندر۔۔۔

اُس نے فاطمہ کی طرف دیکھا۔وہ سمجھ گئی تھی۔اُس کو اٹھنا ہے اب۔جانا ہے اندر۔۔۔۔اُس نے اپنا ایک ہاتھ کرسی پہ رکھا۔جیسے اُس ہاتھ کے زور پے اٹھنا چاہتی ہو۔۔۔درد کی شدت اتنی تھی کہ وہ اٹھ نہیں پارہی تھی ۔۔۔"صبر زرمینہ میں آپکو اندر لے جاتی ہوں"

فاطمہ نے اُس کو بازوں سے پکڑ کے اوپر کیا۔۔۔اُس کو اپنے کندھے کا سہارا دیا۔۔۔وہ اٹھ کے کھڑی ہوئی ۔۔۔اُس دروازے کو دیکھنے لگی جہاں اُس کا وجدان تھا۔۔۔

"ڈاکٹر شاہ جلدی اندر آئیں پیشنٹ کی حالت بہت خراب ہے"

وہ جس دروازے کو دیکھ رہی تھی وہاں سے ایک نرس بھاگتی ہوئی باہر نکلی۔۔۔ڈاکٹر کو مریض کی اطلاع دی اور اُسی رفتار سے بھاگتی ہوئی اندر گئی۔۔۔

وہ جو سہارا لے کے اٹھی تھی وہیں کی وہیں کھڑی رہ گئی

"جنید کیا سوچا ہے تم لوگوں نے پھر۔۔اگر وجدان ساری زندگی ایسے ہی رہتا ہے تو۔یونیورسٹی والے اُس کے لیے کیا اسٹیپ لیں گے کیا اقدامات کریں گے۔کچھ بھی ہو وہ آپ لوگوں کی فیکلٹی کا ممبر ہے۔۔۔اور جس طرح سے اُس کے لیے سٹوڈنٹس نکلے ہیں۔اِس کا یہی مطلب ہے کہ بہت مشہور شخصیت ہے وہ یونیورسٹی کی"

میجر نے اپنے آفس میں بیٹھے ہوئے پرنسپل کو کہا۔۔۔۔۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے میجر ہم اُس کو اُس کے مشکل وقت میں اکیلا چھوڑ دیں۔۔جب کے ہمیں پتا ہے وہ اپنے ماں باپ کا واحد سہارا ہے۔۔۔۔میں نے سوچ رکھا ہے اُس کے لیے۔۔۔مجھے پورا یقین ہے وہ ویل چیئر پہ بھی ہو اوہ یونیورسٹی ضرور آئے گا۔۔۔اگر وہ نہ بھی آیا۔۔ہم گھر میں ہی اُس کے لیے آنلائن کلاسز کا بندوبست کریں گے ۔۔۔اُس کے سٹوڈنٹس اُس سے آنلائن کلاسس لیں۔ہم ہر مہینے اُس کو سلری اُس کے گھر پہنچا دیا کریں گے

۔۔۔جب تک میں ہوں یونیورسٹی میں سب اُس کے حق میں بہتر ہوتا رہے گا۔۔۔ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔اللہ نے اُس کے لیے ضرور کچھ نہ کچھ بہت بہتر سوچ رکھا ہو گا۔۔۔ویسے بھی وہ اتنا قابل ہے کہ وہ اپنے لیے خود بھی کچھ نہ کچھ ضرور سوچے گا۔ضرور کوئی نہ کوئی راستہ نکال لے گا۔۔۔وہ اُن لوگوں کے لیے خود کو مثال بنا لے گا جو اپنے پیروں پہ نہیں چل سکتے۔۔۔خود کو دوسروں کے رحم و کرم پے چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔۔مجھے یقین ہے وجدان خود کو اِس حالت میں بھی اپنے ہیرو والی پوسٹ سے نیچے نہیں گرنے دے گا۔۔۔۔

انہوں نے ہاتھ میں چائے کا کپ پکڑے مسکراتے ہوئے ایک مان سے کہا۔۔۔وہ مان جو انکو وجدان پہ تھا۔۔۔جو اُس نے کبھی توڑا نہیں تھا۔۔

"آپ اندر کیوں آ گئیں ہیں آپ پلیز باہر جائیں"

وہ اپنی کمر پہ ہاتھ رکھے ایک ایک قدم چل کے اندر آ رہی تھی۔۔۔جیسے درد کی شدت سے اُس سے چلا نہ جا رہا ہو۔۔۔ڈاکٹر نے اُس کو دروازے پہ دیکھتے ہی باہر نکلنے کا کہا۔۔۔وہ کہاں باہر نکلنے کو آئی تھی۔وہ تو آئی ہی اندر آنے کے لیے تھی۔۔۔۔ڈاکٹر کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ آگے جانے لگی۔۔۔اُس کی نظر بیڈ پہ پڑے شخص پہ پڑی۔۔۔جس کے سر پہ سفید پٹی بھندی تھی۔۔۔۔منہ پہ جگہ جگہ زخموں کے نشان تھے۔۔۔۔ناک پہ آکسیجن ماسک لگی تھی۔۔۔۔وہ مُسلسل اوپر نیچے ہو رہا تھا۔جیسے بہت مشکل سے سانس لے رہا ہو۔ایک ایک سانس پہ اُس کو تکلیف ہو رہی ہو۔۔۔۔وہ بغیر کسی کو دیکھے چیزوں کو پکڑے اُس تک پہنچ رہی تھی۔۔۔۔آج اُس کی آنکھوں میں آنسوؤں نہیں تھے۔۔۔۔وہ خشک ہوتی آنکھوں سے اُس تک جا رہی تھی۔۔۔۔جیسے جیسے وہ اُس کے قریب پہنچ رہی تھی۔۔۔اُس کی حرکت میں اضافہ ہو رہا تھا۔۔۔۔اُس کے سانس لینے کی رفتار بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔۔وہ بند آنکھوں سے اُس کو محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔وہ اُس کے پاس تھی بلکل پاس۔۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا تھا وہ اُس کے

پاس آئے اور اُس کو محبوبہ کی خوشبو نہ آئے۔۔۔۔وہ آنکھیں بند کئے لیٹا تھا۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا وہ اُس کے پاس آئے اُس کو اِس حالت میں دیکھے۔۔۔

-

وہ اُس کے پاس آئی۔۔اُس کی سر والی طرف کھڑی ہوئی۔۔۔اپنے دونوں ہاتھ اُس کے بیڈ پہ رکھے۔۔۔اپنی آنکھیں بند کیں۔۔۔۔آرام آرام سے سانسیں لینے لگی۔۔۔۔۔

"کیوں آئیں ہیں آپ یہاں؟"

وہ اپنی آنکھیں بند کئے وہاں کھڑی تھی کہ اُس کو آواز سنائی دی۔۔۔۔اُس نے ایک دم اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔وہ اپنے منہ کا رُخ دوسری طرف کرکے آنکھیں بند کیے لیٹا تھا۔۔۔جیسے وہ اُس کو دیکھنا نہ چاہتا ہو۔۔۔آکسیجن ماسک کی وجہ سے وہ لفظوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے بیان کر رہا تھا۔۔جیسے اُس کو بولنے میں تکلیف ہو رہی ہو۔۔۔پاس کھڑے ڈاکٹر اور نرس یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ڈاکٹر کے اندر آتے ہی وہ ہوش میں آگیا تھا۔۔۔۔بس اُس کو مسئلہ تھا تو سانس لینے میں۔جِس کی وجہ سے نرس اتنا ڈری ہوئی باہر آئی تھی۔۔۔۔ڈاکٹر نے پاس کھڑے اسٹاف کو آنکھوں کے اشارے سے باہر جانے کا کہا۔اور خود بھی دروازہ کھولے باہر نکل گیا۔۔۔اب وہاں اُن دونوں کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا۔۔۔وہ ایک سکتے کے عالم میں کھڑی اُس کو دیکھتی رہی۔۔۔وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔اتنا بے رحم کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔کتنی سوچوں کے بعد وہ وہاں اُس کے پاس آئی تھی۔۔۔وہ اُس کو کیسے دودکار سکتا ہے۔۔۔کیسے اُس کو رُسوا کر سکتا ہے۔۔۔۔وہ تو اُس کو اپنی ہی نظروں میں گرا رہا تھا۔۔۔

"جائیں آپ یہاں سے"

ویسے ہی رُخ دوسری طرف کیے وہ ایک بار پھر بولا۔۔۔۔۔اُس کا لحاظ رکھے بغیر بولا کہ وہ بیمار ہے۔۔۔۔ مشکل سے چل کے آئی ہے۔۔۔۔بہت مشقتوں کے بعد اُس تک پہنچی ہے۔

"چلی جاؤں میں ؟"

نظریں جھکائے ایک ہاتھ سے منہ پہ ہلکی سی چادر کیے آنکھوں میں آنسوؤں لیے وہ اُس کو طرف دیکھتے ہوئے بولی ۔۔۔اُس نے ایسے چادر کر رکھی تھی کہ اُس کا منہ کسی کو نظر نہ آئے۔۔۔۔ایک ہاتھ سے وہ مسلسل چادر کو آگے کرتی رہی تھی۔۔۔

"ہاں چلی جائیں آپ یہاں سے"

اُس نے ایک بار پھر اُسی بے رحمی سے کہا۔۔۔۔اپنے ہاتھوں کی موٹھیوں میں بیڈ پہ پڑی چادر کو مضبوطی سے پکڑے لگا۔۔۔۔

"آپ کو چھوڑ کے چلی جاؤں میں ؟"

بھاری ہوتی آواز کے ساتھ اُس نے معصومیت سے پوچھا۔۔۔وہ مسلسل اُس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جیسے اُس نے آج سے پہلے کبھی اُس کو نہ دیکھا ہو۔۔۔

"ہاں"

اب کی بار اُس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔۔۔رُخ دوسری طرف کیے۔ آنکھوں کی نمی کو ایک ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے۔۔اُس نے بس ایک لفظ میں جواب دیا۔۔ جیسے وہ کچھ اور بولے گا تو اپنا ضبط کھو دے گا۔۔اُس کے سامنے کمزور پڑ جائے گا۔۔۔

"لیکن میں تو نہیں جاؤں گی آپکو چھوڑ کے"

آنکھوں سے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے اُس نے معصومیت سے ڑھٹھ بنتے ہوئے کہا۔۔۔

"آپ میری بات کیوں نہیں سمجھتی ہیں؟"

غصے سے بولتے ہوئے وہ اُس کی طرف مڑا۔۔۔۔۔۔اُس کو اپنے سامنے کھڑا دیکھا۔۔۔اب اُس کے دونوں ہاتھ نیچے تھے۔۔۔چادر اُس کے چہرے پہ ایسے تھی کہ ایک طرف بلکل چھپا تھا۔۔۔اُس کی آنکھوں میں آنسوؤں تھے۔۔۔اُس کی محبوبہ اُس کے سامنے کھڑی تھی پھر بھی وہ اسکو دیکھنے کی ہمت نہیں کر پایا۔۔۔اُس کو ایک نظر دیکھتے ہی اُس نے اپنا رُخ پھر دوسری طرف موڑ دیا۔۔۔۔آنسوؤں اُس کی آنکھوں سے نکلتے ہوئے تکیے پہ گرنے لگے۔۔۔وہ آنسوؤں صاف نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔وہ اُس کو محسوس نہیں کروانا چاہتا تھا وہ رُخ دوسری طرف کیے رو رہا ہے۔۔۔۔۔

"اِدھر دیکھیں میری طرف"

اب کی بار وہ تھوڑا آگے ہوئی۔۔۔ایک ہاتھ کو اُس کے بیڈ پہ رکھا۔۔اور آرام سے اُس کے پاس اُس کے بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔اُس وقت وہ بھول گئی تھی وہ خود بھی بیمار ہے اُس کو بھی درد ہے۔اُس کو بس اتنا یاد تھا وہ اپنے وجدان کے پاس ہے۔۔

"دیکھیں نا"

اُس نے روتے ہوئے اُس کے کندھے پے ہاتھ رکھا۔۔جیسے اُس کو اپنی طرف موڑ رہی ہو۔اپنی طرف دیکھنے کا کہے رہی ہو۔۔۔

اُس کے کندھے پے ہاتھ رکھتے ہی اُس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔۔وہ رو رہی تھی۔۔۔اُس سے کچھ مانگ رہی تھی۔۔۔کتنا بے بس تھا وہ کچھ دینا تو دور اُس کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا۔۔۔

"ناراض ہیں مجھ سے بہت؟"

آنکھوں میں آنسوں لیے وہ ایک بار پھر بولی۔۔۔ جیسے وہ چاہتی ہو سامنے لیٹا شخص اُس سے بات کرے اپنی چپ کو توڑے۔

"جائیں نا یہاں سے آپ"

وہ جو کچھ وقت پہلے خود کو بہت مضبوط بنا رہا تھا۔۔ ایک دم سے ہار گیا۔۔ اُس کی طرف اپنے چہرے کا رُخ کرتے ہوئے سسکیاں لے لے کے رونے لگا۔۔

"کیوں روتے ہیں آپ"

وہ اُس کے قریب ہوئی۔ اُس کے چہرے پہ ہاتھ رکھا۔۔ اُس کے انسوں ایسے صاف کرنے لگے جیسے کوئی ماں اپنے بچے کو پیار کرتی ہو۔۔۔

"آپ خود کو کیوں برباد کر رہی ہیں؟"

اُس نے آنکھیں بند کیے نرمی سے اس کو کہا۔۔۔

"کس نے کہا میں خود کو برباد کر رہی ہُوں؟"

اُس کے پاس اُس کے اوپر جُھکے وہ اُس کے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اُس سے پوچھنے لگی۔

"مجھے نہیں لگتا۔ میں ساری زندگی کبھی اپنے پیروں پہ کھڑا ہو سکوں گا۔۔۔ میں کبھی چل سکوں گا"

اُس نے گہری سسکی لیتے ہوئے کہا۔۔۔ جیسے اُس نے اپنے پاؤں ہی نہیں کھو دیے۔ اُس لڑکی کو بھی کھو دیا ہے۔ جِس کو اُس نے دن رات دعاؤں میں مانگا تھا۔۔۔

"میں نے تو آپ سے محبت کی ہے۔۔۔۔ فقط آپ سے۔۔۔ اگر آپ ساری زندگی ہوش میں بھی نہ آتے میں تب بھی آپکا انتظار کرتی۔۔۔ آپ کے پاس ایسے ہی بیٹھی رہتی۔۔۔ آپکی داڑھی کو دیکھی۔ آپکو پتا کتنی اچھی لگتی ہے مجھے آپکی داڑھی۔۔ آپ کے چہرے کی مسکراہٹ"

اُس نے آرام سے اُس کے منہ سے ماسک نیچے کیا۔۔۔ جیسے اب وہ نارمل سانس لے رہا ہو۔ صحیح سے بات کر رہا ہو

۔۔۔۔

،وہ اُس سے اظہارِ محبت کر رہی تھی۔۔۔۔۔بچوں کی طرح اُس سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔ جیسے وہ سب کچھ بھول گئی ہو۔۔اُس کو یاد ہی نہ ہو سامنے بیٹھے شخص سے اُس کی اِس طرح پہلی ملاقات ہے۔۔۔اُس کو وہ صدیوں کا بندھن لگ رہا تھا۔۔ جیسے وہ صدیوں سے اُس کو جانتی ہو۔۔ روز اُس سے ایسے ہی باتیں کرتی ہو۔

"آپ میری بات کیوں نہیں سمجھ رہی ہیں۔ کیوں نہیں سن لیتی ہیں میری بات"

اُس نے نظریں جھکائے ہوئے کہا۔۔۔ ایک لمحہ بھی ایسا نہیں ہوا تھا وہ اُس کو دیکھتا۔۔۔ آج پہلی دفعہ تھی جب وہ اُس کے سامنے مکمل نقاب اُتارے بیٹھی تھی۔۔اُس کی ہو کے بیٹھی تھی۔۔۔

فرض کریں آپ بلکل ٹھیک ہوں۔۔۔میں ایسے آپ کے سامنے لیٹی ہوں۔۔۔میں آپکو کہوں میں ایک مکمل عورت نہیں رہی۔۔۔ میں بیمار ہوں بہت۔۔۔ میرا ایک گردہ نہیں ہے۔۔۔۔ زندگی میں آپ پہ بھوج بنی رہوں گی۔ تو آپ کیا کہیں گے؟ چھوڑ جائیں گے مجھے؟

اُس نے نرمی سے اسکا چہرہ اوپر کیا۔۔ جیسے وہ چاہتی ہو وہ اِس بات کا جواب اُس کی طرف دیکھ کے دے۔۔۔

"آپ کو میں مر کے بھی نہ چھوڑوں۔ آپ میرے پاس ہوں میرے ساتھ ہوں بس یہی بہت ہے۔۔۔ آپ کا سہارا بنوں گا میں۔۔ آپکو اتنی محبت دوں گا کہ بھول جائیں گی آپ سب کچھ۔۔۔ آپ کو اپنے دل سے لگا کے رکھوں گا میں۔ محبت کی ہے میں نے آپ سے۔۔۔شدید محبت۔۔ میری محبت کو فرق نہیں پڑتا کہ اُس کی محبوبہ مکمل نہیں ہے"

وہ آنکھیں بند کئے بس بولے چلے جا رہا تھا۔۔۔ جیسے وہ اُس کو بیڈ پہ لیٹے دیکھ رہا ہو۔۔۔اُس سے باتیں کر رہا ہو۔۔

"میرا ابھی یہی جواب ہے۔۔ میری محبت اِس بات کی محتاج نہیں ہے کہ میرا محبوب چل نہیں سکتا"

اُس نے اُس کے دل پہ سر رکھتے ہوئے کہا۔۔وہ بھول گئی تھی وہ جو شخص اُس کے سامنے لیٹا ہے۔وہ اُس کا نا محرم ہے۔۔۔۔

ویسے بھی محبت کہاں دیکھتی ہے. وہ کسی نا محرم سے ہو رہی ہے یا محرم سے۔وہ تو بس ہو جاتی ہے۔۔۔کچھ خاص دلوں کو کچھ خاص لوگوں سے۔۔۔۔۔

کچھ خاص دلوں کو عشق کے الہام ہوتے ہیں..

محبت تو معجزہ ہے اور معجزے کب عام ہوتے ہیں...

اُس کے دل پہ سر رکھتے ہی وہ کچھ وقت پہلے کا اپنا سارا دُکھ بھول گیا۔۔۔آنکھیں بند کئے اُس نے اُس کے کندھوں کے گرد اپنی باہوں کا ہار ڈالا۔۔۔جیسے اُس کی باہوں میں پوری دنیا سما گئی ہے۔۔۔۔اُس کو اسکی کائنات مل گئی ہو۔۔۔۔

" ملکہ بہت محبت کرتا ہے وجدان تم سے "

کچھ وقت کے بعد اُس نے اپنے دل پہ سر رکھے اُس لڑکی کو کہا۔۔۔۔

" مجھ سے کم "

اُس نے آنکھیں بند کیے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

" اہاں اہاں "

فاطمہ نے ہلکا سا دروازہ کھولا۔۔۔وہ فوراً اوپر ہوئی۔۔۔۔۔سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ سامنے لیٹے شخص کو دیکھنے لگی۔جیسے وہ اب شرم سے پیچھے نہیں دیکھ پائے گی۔۔۔۔اُس کو دیکھتے ہی وہ مسکرانے لگا۔۔۔

" آئیں نا آپی "

اسی مسکراہٹ کے ساتھ اُس نے بہن کو اندر آنے کا کہا۔۔۔ اور پھر سے اُس لڑکی کو دیکھنے لگا۔۔۔ جو چہرے پہ ہاتھ رکھے بیٹھی تھی۔۔۔ فاطمہ کے اندر آتے ہی وہ جلدی جلدی وہاں سے اٹھنے لگی۔۔

"آرام سے زرمینہ۔۔۔ کیوں آٹھ رہی ہو۔۔۔ تمہاری ہی تو جگہ ہے یہ"

فاطمہ نے اُس کو آرام سے پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔

"فلحال ایسا ہے کہ مستقل یہاں بیٹھنے کے لیے تمہیں کچھ وقت یہاں سے اٹھنا پڑے گا"

اُس نے باری باری دونوں کو دیکھا۔۔۔ جو حیرت سے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔

نہیں سمجھے؟ بھئی مولوی صاحب باہر کھڑے ہیں۔۔۔ اور آپکی یونیورسٹی کی پوری پلٹون بھی۔۔۔ جن کا بس نہیں چل رہا وہ دروازہ توڑ کے اندر آجائیں۔۔۔۔۔

اُس بات پہ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دونوں کے بیچ مسکراہٹ کا تبادلہ ہوا۔۔ جیسے آج سے پہلے انہیں کبھی ایسی خوشی نہیں ملی۔۔۔

"ارے لیلیٰ مجنوں سن رہے ہو نا دونوں باہر مولوی صاحب کھڑے ہیں"

فاطمہ نے اُن دونوں کو دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا۔۔۔ فاطمہ کی بات پہ وہ ایک دم اٹھی۔۔۔ جیسے شرمندہ ہوئی ہو۔۔۔ وہ کب سے اُسے اٹھنے کا کہے رہی ہیں اور وہ یہیں بیٹھی ہے۔۔

"زرمینہ تم یہاں صوفے پہ بیٹھ جاؤ" فاطمہ نے اسکو بازو سے پکڑ کے آرام سے وہاں پہ بٹھایا۔۔

"آپی وہ چادر"

اُس نے اپنے پاس پڑی اُس سفید چادر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بہن کو کہا۔۔۔ جو اُس کی اگلی بات سمجھ گئی تھی۔ وہ بہن کو کیا کہنا چاہتا ہے۔۔۔۔

فاطمہ نے وہ چادر اٹھائی۔۔ اور صوفے پہ بیٹھی لڑکی کے سر پہ ڈال دی۔۔۔۔ جیسے اُس کا سارا چہرہ اُس چادر نے ڈھانپ دیا ہو۔۔۔۔ آج اُس کی شادی تھی۔اُس کی زندگی کا سب سے بڑا دن۔۔۔ عموماً شادی پہ دلہنیں سُرخ جوڑا پہنتی ہیں۔۔۔ اُس نے سفید چادر اوڑھی تھی جو اُس کو اُس کے محبوب نے تحفے میں دی تھی۔۔۔۔۔

"آپی مولوی صاحب آجائیں؟"

باہر سے ایک بہن نے اندر آتے ہوئے کہا۔۔۔

"جی اُن کو بولو آجائیں"

فاطمہ نے مسکراتے ہوئے اس کو کہا۔۔ اور پھر اپنے بھائی کو دیکھا جو آنکھیں بند کیے لیٹا تھا جیسے خدا کا شکر ادا کر رہا ہو۔۔۔ انکی دی کوئی نعمت پے خود کو اُن کے سپرد کر رہا ہو۔۔۔۔ اِس کے بعد کسی چیز کی خواہش سے انکار کر رہا ہو۔۔۔۔۔ کہے رہا ہو مجھے میری دنیا مل گئی ہے اب مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔۔۔۔۔۔

"زرمینہ سواتی والد ابراہیم خان سواتی آپکا نکاح سید وجدان حسین شاہ ولد عبدالرحمن شاہ کے ساتھ وکیل کی وکالت سے گواہوں کی موجودگی میں اللہ سبحان وتعالیٰ کو حاضر ناظر جان کے۔۔ حضورِ اقدس کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے

شہریت مطہرات کے مطابق حق مہر دو لاکھ روپیے سقہ راج الوقت تہہ پایا ہے آپ کو قبول ہے؟"

یہ تیسری بار تھی جو مولوی صاحب اتنے لوگوں کی موجودگی میں باآواز بلند اُس سے پوچھ رہے تھے۔۔۔ وہ سر کو ہلاتے ہوئے تیسری بار اُس کو قبول کر رہی تھی۔۔۔۔ آج وہ سید وجدان حسین شاہ کو قبول نہیں کر رہی تھی۔۔ اپنی خوشیوں کو قبول کر رہی تھی۔۔۔۔ اپنے حصے کی پوری دنیا کو قبول کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ آسمان کی طرف رُخ موڑے آنکھیں بند کئے ایک ہی لفظ سن رہا تھا۔ وہ زرمینہ گُل کے منہ سے "قبول ہے" سن رہا تھا۔۔۔ اِس ایک لفظ کے ادا ہونے کے بعد بار بار اللہ کا شکر ادا کرتا۔۔۔ اِس دوران ایسا کوئی لمحہ نہیں گزرا تھا جب اُس کی آنکھوں سے آنسوں نہ نکلے ہوں۔۔۔ آنسوں تو ہر رات اُس کی آنکھوں سے نکلتے تھے ایسا کوئی دن نہیں ہوتا تھا جب وہ رات کو روئے بغیر سوئے۔ وہ ہر رات اُس کو مانگ کے سوتا تھا۔۔ آج اُس کے دعا سن لی گئی تھی۔ اُس کی جھولی بھر دی گئی تھی۔

زرمینہ کے بعد مولوی صاحب نے اپنا رُخ اُس کی طرف کیا۔۔۔ اُس سے نکاح کی قبولیت مانگی۔ اُس نے تو عرصہ پہلے اُس کو قبول کر لیا تھا۔۔۔ اپنے دل میں اپنی روح میں۔۔۔۔ آج وہ اُس کے زندگی میں آنے کی قبولیت مانگ رہے تھے۔۔۔ وہ دل پہ ہاتھ رکھے اُس کو قبول کر رہا تھا۔۔۔

اُس کے تین بار قبول ہے کہنے پہ کمرے سے باہر ایک شور کی آواز آئی۔۔۔۔ وہاں کھڑے ہر شخص کی آنکھ نم تھی۔۔۔ آج کوئی یہ نہیں دیکھ رہا تھا ایک سواتی کا نکاح ایک سید سے ہوا ہے۔۔۔۔ آج سب محبت کے ملن پہ خوش تھے۔۔۔۔ وہاں کھڑا ہر شخص ایک دوسرے کو گلے سے لگا رہا تھا۔ مبارک باد دے رہا تھا۔۔۔۔ کمرے سے باہر سب ایسے گلے مل رہے تھے جیسے اُن کی زندگی میں آج کوئی بڑا جشن آیا ہو۔۔ جس کو وہ اُچھل اُچھل کے منا رہے تھے۔۔۔۔ ہر کوئی خوش تھا۔۔۔ ہر کوئی اُن سے ملنا چاہتا تھا۔۔۔۔ اُن کو مبارک باد دینا چاہتا تھا

۔۔۔۔۔

"مبارک ہو مسز وجدان حسین شاہ"

فضّہ اُس کے قدموں میں بیٹھی اُس کا گھونگٹ تھوڑا سا اوپر کیا۔۔۔ اُس کے دونوں ہاتھ پکڑے۔۔۔ نم آنکھوں سے اُس کو دیکھا جس کا بس نہیں چل رہا تھا۔ وہ وہیں کھڑی ہو جائے اُس کو اپنے دل سے لگا لے۔۔۔

"تم کب آئیں؟"

یہ اُس کی زندگی کی دوسری بڑی خوشی تھی۔فضہ اُس کے پاس تھی۔۔اُس کے نکاح میں شریک تھی۔۔۔

"کب سے آئے ہوئے ہیں ہم آپ کے دیدار کے منتظر باہر کھڑے تھے"

فضہ وہیں بیٹھے گھونگٹ اٹھائے اُس سے سرگوشی میں باتیں کر رہی تھی۔۔۔

"یہیں ہونا میرے پاس"

فضہ کے چہرے پہ پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے اُس نے کہا۔۔

"اب ہماری کیا ضرورت آپکو بھئی"

اُس نے شرارتی سے انداز میں آنکھ مارتے ہوئے کہا۔۔۔وہ سمجھ گئی تھی وہ کیا کہہ رہی ہے۔۔۔۔

"دفع ہو جاؤ"

اُس نے نظریں جھکاتے ہوئے سُرخ چہرے کے ساتھ کہا۔۔۔

"ارے ارے مٹھائی کھائیں سب"

مدثر ہاتھ میں مٹھائی کی ٹوکری پکڑے اِدھر اُدھر گھوم رہا تھا سب کا منہ اپنے ہاتھ سے میٹھا کروا رہا تھا۔۔

"ہانیہ آپ بھی لیں"

ہانیہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اُس نے نظریں جھکائے ہوئے کہا۔۔۔۔

"اتنے معصوم نہ بنیں آپ مدثر۔۔میں بہت خوش ہوں"

اُس نے مسکراتے ہوئے مٹھائی کا ٹکڑا ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا۔۔

"سر آپ کے لیے ہم نے ایک سرپرائز پلین کیا ہے۔آپ کو اور بھابھی کو ہمارے ساتھ چلنا ہے"

وہاں کھڑے ایک سٹوڈنٹ نے خوشی سے آتے ہوئے کہا۔۔۔

"کیسا سرپرائز بچو؟"

پرنسپل صاحب نے اُن کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھری مسکراہٹ سے پوچھا۔۔۔۔

"سروہ تو سروجی کے لیے ہے آپکا وقت گزر چکا ہے"

اُس کی بات پہ سب کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی۔۔۔۔ آج ہر کوئی مسکرا رہا تھا۔۔ ہر کوئی خوشی سے جھوم رہا تھا ۔۔۔

"ڈاکٹر صاحب ہم ان دونوں کو لے جائیں نا"

ڈاکٹر شاہ کو اُن کے پلان کا پہلے سے ہی پتا تھا۔۔۔ انہوں نے ان دونوں کا دوسرے کمرے میں جانے کا بندوبست کر رکھا تھا۔۔

وہ کمرے میں پہلے لایا گیا تھا۔۔۔ وہ ہاسپٹل کی بیڈ پہ آنکھیں بند کیے لیٹا تھا۔۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کمرے میں دلہن پہلے لائی جاتی ہے۔۔ مگر یہاں شادی وجدان شاہ اور زرمینہ گُل کی ہوئی تھی۔۔۔۔ یہاں دولہا پہلے لایا گیا تھا۔۔۔ یہ انوکھی شادی تھی جو ہسپتال میں ہوئی تھی۔ اتنے لوگوں کی موجودگی میں ہوئی تھی۔

"آرام سے چلو زرمینہ گُل۔۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے "

فضہ نے بازو سے پکڑے ہوئے اُس کو شرارت سے کہا۔

وہ ایک ایک قدم آگے آرہی تھی دروازہ کھولتے ہی اُسے لگا جیسے وہ کسی باغ میں آئی ہو ہر طرف موتیے کے پھولوں کی خوشبو بکھری ہوئی تھی۔۔۔ سارا کمرہ موتیے سے سفید ہوا تھا۔۔۔ فضہ جانتی تھی اسے موتیے کے پھول اور اُن کی خوشبو کتنی پسند ہے۔۔۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی اُس نے ایک گہری سانس لی۔۔ جیسے وہ خوشبو اُس کو مدہوش کر رہی ہو۔ اپنے سحر میں لے رہی ہو۔۔ فرش میں سُرخ گلاب کی پتیاں ایسے پڑی تھیں جیسے وہاں فرش تھا ہی نہیں پھول ہی پھول تھے۔۔۔

"اچھا زمینہ ہم چلتے ہیں اب "

فاطمہ نے اُس کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔۔۔

کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی وہ تھوڑا آگے گئی۔۔۔ جہاں وہ لیٹا تھا۔۔۔۔ بہنوں کے جاتے ہی اُس نے اپنا رُخ اُسکی طرف کیا۔۔۔ جیسے اُس نے آج سے پہلے اتنی خوبصورت لڑکی نہ دیکھی ہو۔۔۔۔ کوئی حور ہو جو آسمان سے بس اُس کے لیے ہی اُتری ہو۔۔۔

اُس کے پاس جانے سے پہلے وہ واشروم گئی۔۔ وضو بنایا۔۔۔ اور باہر نکلی۔۔۔۔ باہر آتے ہی اُس نے جائے نماز بچھائی اُس پہ بیٹھی۔۔۔ اور بیٹھے ہوئے ہی دو رکعت نفل شکرانے کے ادا کرنے لگی۔۔۔۔ اُس نے پہلے سے سوچا تھا جب بھی وہ اُسکا ہو گا۔۔۔ وہ دونوں شادی کی رات ایک ساتھ شکرانے کے نوافل پڑھیں گے۔۔۔۔ اُس نے ایک دفعہ شکرانے کے نوافل پڑھے پھر دوسری دفعہ نیت کی۔۔۔ اب کی بار وہ نیت سامنے لیٹے وجدان کی طرف سے تھی۔۔۔ جو مُسلسل اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ اُس کے کمرے میں۔ آنے کے بعد ایسا کوئی لمحہ نہیں تھا کہ اس نے اُس پر سے نظریں ہٹائی ہوں۔۔۔ اُس نے آنکھوں سے محبت کا سفر نکاح تک تہہ کیا تھا۔ وہ محبوبہ سے آج اُس کی بیوی بنی تھی۔۔۔۔ وہ جو ایک نظر اٹھا کے جس کو نہیں دیکھتا تھا۔ آج اُس کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے آج سے پہلے اُس نے اسے کبھی نہیں دیکھا ہو۔۔۔۔۔

نماز کے بعد اُس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔۔ آج ساری دعائیں قبول ہو گئیں تھیں۔۔۔۔ آج اُس کے پاس مانگنے کو کچھ نہیں تھا۔۔۔۔ اُس نے آنکھیں بند کیں۔۔۔ دل میں اللہ کا شکر ادا کرنے لگی۔

"اللہ جی آپکا بہت بہت شکریہ..... مجھے میری منزل دینے پہ شکریہ۔۔۔ مجھے میرا وجدان دینے پہ شکریہ"

نماز سے وہ مسکراتے ہوئے اٹھی۔۔۔ کمر پہ ہاتھ رکھے وہ اُس بیڈ پہ آئی جہاں وہ لیٹا تھا۔۔۔ آج پہلی دفعہ اُس نے اُس کے چہرے پہ ایسی مسکراہٹ دیکھی تھی۔۔۔ ایسا سکون دیکھا تھا۔۔ وہ خوش تھا آج بہت خوش۔

"ملکہ دیکھونا آج میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے"

اُس نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ وہ اُس کے قریب ہوئی۔۔۔ اتنے قریب کے ہوا کا گزر بھی درمیان سے نہ ہو۔۔۔ اُس نے اسکے دل پہ سر رکھا۔۔۔ مجھے یہ ساتھ چاہیے تھا خان صاحب۔۔۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔۔۔ آپ سے بڑا تحفہ بھی کوئی ہو سکتا ہے میرے لیے؟ میری ساری خوشیاں آپ سے ہیں فقط آپ سے۔۔۔ آپ مل گے ہیں نا مجھے سارا جہاں مل گیا ہے"

وہ اُس کے سینے پہ سر رکھے اُس سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔ اُس کو اپنی خوشی بتا رہی تھی۔۔۔ جو سکون اُس کو اُس وقت مل رہا تھا۔۔۔ اِس سے پہلے اسے ایسا سکون کبھی نہیں ملا تھا۔۔

ملکہ پتا ہے کیا سوچا تھا میں نے ہماری شادی ہوئی میں تمہیں زیارت کروانے لے جاؤں گا۔۔۔ پتا ہے کس کی زیارت؟ آقا کے گھر کی زیارت.... میں وہاں اللہ کا شکر ادا کروں گا۔ اُس نے مجھے پاکیزہ عورتوں میں سے ایک پاکیزہ عورت دی ہے۔۔۔۔۔ میں اپنا سر سجدے سے اٹھاؤں گا ہی نہیں۔۔۔۔ تم میرے پاس ہو گئی۔۔۔۔۔ آقا کے سامنے تمہیں اپنے دل سے لگاؤں گا۔۔۔ اُن سے وعدہ کروں گا جیسی محبت آپ نے اماں عائشہ جان سے کی ہے۔۔۔ میں ویسی محبت اپنی زرمینہ گُل سے کروں گا۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔

وہ خوشی خوشی اُس کو بتا رہا تھا۔۔۔۔ پیار سے اُس کے بالوں میں اپنی انگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔ کہ وہ اچانک چپ ہوا جیسے اُس کا یہ خواب اب خواب ہی ہے۔۔۔۔

"مگر کیا.......؟"

اُس نے چونک کے اُس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ جیسے وہ مگر کے آگے کا جملہ بھی سننا چاہتی ہو۔۔۔۔۔

"مگر اب ایسا کچھ بھی ممکن نہیں ہے"

اُس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے دُکھ سے تکلیف سے کہا۔۔۔

"ایسا کیوں ممکن نہیں ہے؟ آپ جب ٹھیک ہو جائیں گے ناہم اسی مہینے وہاں چلیں گے۔۔ مجھے یقین ہے آپ بلکل ٹھیک ہو جائیں گے"

اُس نے اُس کی دونوں آنکھوں کو باری باری چومتے ہوئے کہا۔۔۔

" ملکہ پتا ہے میرا کیا دل چاہتا ہے ہماری پہلی بیٹی ہو جو بلکل تمہارے جیسی ہو۔۔۔ معصوم، پاکیزہ"

اُس نے محبت سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اُس کو دیکھ کے مسکرا رہی تھی۔۔

"لیکن ایک بات سن لیں بچوں کے نام میں ہی رکھوں گی"

اُس نے ایک بار پھر اُس کے دل پہ سر رکھتے ہوئے معصومیت سے کہا۔۔

"جی وجدان کے دل کی ملکہ آپ ہی رکھنا۔۔۔۔ ویسے کیا نام رکھیں گی آپ؟"

اُس نے اُس کے چہرے سے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا۔ یہ پہلا دن تھا جب اُس نے اسکے بال دیکھے تھے۔۔ اُس کے چہرے پہ پڑتا خوبصورت ڈمپل دیکھا تھا۔۔۔

"بیٹی کا نام نور العین رکھیں گے اور بیٹے کا احمد رکھیں گے"

"بس دو ہی بچے؟"

اُس نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔۔

"تو اور کتنے؟"

وہ ہلکا سا اوپر ہوئی اُس کے چہرے کی مسکراہٹ کو دیکھا جو مُسلسل مسکرا رہا تھا۔۔

"کم از کم دس"

اُس نے مسکراتے ہوئے شرارتی سے انداز میں کہا۔۔۔۔

"وئ وئ دس بچے؟" "نہ مڑہ کوئی دس بچے نہیں"

اُس نے مصنوئی سی ناراضگی دیکھاتے ہوئے کہا۔۔۔

"جو میری ملکہ کہے گی وہی ہو گا۔۔۔ جیسا آپ چاہیں گی ویسا ہی ہو گا ملکہ۔۔۔ بس وجدان سے کبھی دور نہ ہونا۔ اُس کی آخری سانس تک اُس کی شریکِ حیات رہنا۔۔۔ اُس کی دنیا سے کبھی نہ جانا "

اُس نے اُس کے ماتھے کو پیار سے چُما۔۔۔ اُس کو کو اپنے دل سے لگایا۔ اُس کو اپنے اور قریب کیا۔۔۔ اور کھڑکی سے باہر اُس چاند کو دیکھنے لگا۔۔۔ جو اُن کے آنسوؤں سے لے کر اُن کے ملن تک کا گواہ تھا۔۔۔

وہ چاند بہت خوش تھا آج۔۔۔ اُن دونوں کو مبارک باد دینے آیا تھا۔۔۔ محبت کی پاکیزہ مثال بننے کی مبارک باد ۔۔۔ اُس پاکیزہ محبت پہ ملن کی مبارک باد۔

ختم شد